مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com
تاریخ ساز افکار و اقوال
اقوالِ زریں کا انسائیکلوپیڈیا
دُنیائے علم و دانش کے مشہور و معروف افراد کی ذہانت اور افکار کا عمدہ نچوڑ، عمر بھر کے تجربات کا حاصل، روحانی اسرار و رموز، دلچسپ حکایات، حیات افریں اقوال، سطر سطر آگہی، صفحہ صفحہ نادر نکات سے معمور، انتہائی مفید اور دلچسپ کتاب
مرتب:
رائے مُحمّد کمال

اقوالِ زرّیں کا اِنسائیکلوپیڈیا

"الٰہی! تیرا کرم وسیع' تیری عنایت شامل' تیرا فیض عام' تیرا ہاتھ کشادہ' تیرا ملک بے زوال' تیرے خزانے بے حساب' تیری نعمتیں سرمدی' تجھ سے کیا کیا مانگیے؟ اور کہاں تک مانگیے؟ تجھ سے دولت کونین پر راضی ہونا' ایسا ہے جیسے بحر قلزم سے پیاسا پھرنا۔ تجھ سے دنیا و آخرت مانگنی ایسے ہے جیسے خوان یغما سے بھوکا اٹھنا۔ تیرا گدا وہ نہیں جو ہفت اقلیم کی سلطنت پر لات مارے۔ تیرا بھوکا وہ نہیں جو نعم جنت کے لئے ہاتھ پسارے۔ جس نے تجھ سے تیرے سوا آرزو کی' اس نے آرزو کرنی نہ جانی۔ اگر ظرف مختصر میں دریائے بے کراں نہیں سماتا تو ہمارے حوصلے فراخ کر!"۔

(مولانا الطاف حسین حالی)

تاریخ ساز افکار و اقوال

اقوالِ زریں کا انسائیکلوپیڈیا

[دُنیائے علم و دانش کے مشہور و معروف افراد کی ذہانت اور افکار کا
عُمدہ نچوڑ، عمر بھر کے تجربات کا حاصل، روحانی اِسرار و رموز،
دلچسپ حکایات، حیات آفریں اقوال، سطر سطر آگہی،
صفحہ صفحہ نادر نکات سے معمور، اِنتہائی مُفید اور دلچسپ کتاب]

مرتب:

رائے محمد کمال

8-C (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ. لاہور
فون: 042-7248657
موبائل: 0300-4505466 - 0300-9467047
Email: zaviapublishers@yahoo.com

2010ء

بار اول..........................1000

ہدیہ..........................

زیرِ اہتمام........نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

﴿ملنے کے پتے﴾

اسلامک بک کارپوریشن ، کمیٹی چوک ، راولپنڈی 051-5536111

احمد بک کارپوریشن ، کمیٹی چوک ، راولپنڈی 051-5558320

کتاب گھر ،کمیٹی چوک ، راولپنڈی 051-5552929

مکتبہ بابا فرید ، چوک چٹی قبر ، پاکپتن شریف 0301-7241723

مکتبہ قادریہ ، پرانی سبزی منڈی ، کراچی 0213-4944672

مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد ، کراچی 0213-4219324

مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی 0213-2216464

مکتبہ ضیائیہ ، کمیٹی چوک ،اقبال روڈ، راولپنڈی 051-5534669

مکتبہ سخی سلطان ، حیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ ، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ 055-4237699

علامہ فضل حق پبلیکیشنز ، دربار مارکیٹ ، لاہور 0300-4798782

کتب خانہ حاجی مشتاق احمد بوہڑ گیٹ ملتان 061-4545486

حمد و نعت

زاویہ

یہ موضوع----- اردو میں نیا ہے اور نہ ہی بہت پرانا۔ میرے خیال میں اس پر کام نہیں ہوا' باوجود اس کے کہ ہوا ہے۔

"شعور"----- کی ترتیب و تدوین کا مقصد مسابقت ہے نہ تقابل۔ مسابقت و تقابل شاید ممکن بھی نہ ہے۔ یہ میرے رتجگوں کا حاصل اور تلاش و جستجو کا ثمر ہے۔ علم و دانش' حکمت و دانائی اور شعور و آگہی کا مخزن----- مخزن دانش' مخزن اخلاق' مخزن حکمت' مخزن خیال' مخزن علم اور مخزن شعور!

میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ اردو زبان و ادب میں اتنا بڑا خزانہ پہلے کہیں یکجا نہیں ہوا۔ بات' رطب و یابس کے انبار کی نہیں بلکہ معیار کی ہے۔

"شعور"----- بے شعور نہیں' باشعور افراد کے لئے ہے۔ یہ----- شعور کو جلا بخشے گی----- میں اپنے انتخاب سے بڑی حد تک مطمئن ہوں----- یہ ایک ایسی کتاب ہے جو قارئین کو کئی کتابوں سے بے نیاز کر دے گی (انشاء اللہ العزیز)

رائے محمد کمال

11 جنوری 1996ء

ارشاداتِ نبویؐ

تم اپنے مال کے ذریعے لوگوں کو خوش نہیں کر سکتے۔ لہٰذا خندہ پیشانی اور حسن خلق کے ذریعے سے انہیں خوش رکھا کرو۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہونے کی وجہ سے منہ موڑ لیتا ہے۔ وہ پھر پکارتا ہے' اللہ پھر منہ موڑ لیتا ہے۔ وہ پھر پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے نے میرے سوا کسی اور کو پکارنے سے انکار کر دیا ہے لہٰذا میں نے اس کی دعا منظور کر لی۔

اپنی کمائی پاک رکھو تمہاری دعا قبول ہو گی۔

بہتر ہے وہ شخص جو دیر میں خفا ہو اور جلد راضی ہو جائے اور بدتر وہ شخص ہے جو جلد غصہ میں آجائے اور دیر سے راضی ہو۔

مجھے غریبوں میں تلاش کرو کیونکہ غریبوں کے ذریعے سے ہی تمہیں مدد اور روزی ملتی ہے۔

دو بھیڑیے جو ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں اس قدر فساد برپا نہیں کرتے' جس قدر انسان کی دولت اور مرتبہ کی حرص اس کی دنیا میں فساد ڈالتی ہے۔

جہاں شبہ کی گنجائش ہو' وہاں قبل اس کے کہ کوئی منہ کھولے خود اپنی برأت کا اظہار کر دینا چاہئے۔

جو شخص اپنے ظالم کو بددعا دیتا ہے وہ اپنا بدلہ لے لیتا ہے۔

جس نے جنگل میں سکونت اختیار کی وہ علم و عقل سے خالی رہا۔ جو شکار کے پیچھے لگا رہا وہ غافل ہوا۔ جو امراء کے دروازے پر آیا وہ فتنہ میں پڑا' جس قدر

کہ ان کے نزدیک ہوا اتنا ہی خدا سے دور ہوا۔

انسان خدا کا اور خدا اس کا راز ہے۔

سچی اور میٹھی بات بھی ایک صدقہ ہے۔

جو قاضی بنایا گیا اس کی حالت یوں ہوئی کہ جیسے بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔

دنیا بیماریوں کی جگہ ہے اور لوگ اس میں بیماروں کی طرح ہیں۔

جب تو کسی عالم کو دیکھے کہ وہ اپنے دینی امور میں آسانیاں پیدا کرنے میں مشغول ہے تو جان لے کہ اس سے کچھ بھی نہیں ہو سکے گا۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو اپنے نفس کے عیوب دکھا دیتا ہے۔

تم میں سے کوئی شخص بھی صرف اپنے عمل سے نجات نہیں پائے گا۔

خواہش نفس اور شہوت ابن آدم کی سرشت میں رکھ دی گئی ہے۔ خواہش کا چھوڑ دینا بندہ کو امیر کر دیتا ہے اور اس کی پیروی کرنا امیر کو اسیر بنا دیتا ہے۔

اگر تم اللہ کو پہچان لیتے جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے تو سمندروں پر پاؤں پاؤں چلتے اور تمہاری دعا سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔

فعل بد سے پشیمانی توبہ ہے۔

ایک ساعت کی صحبت کا حق ہمیشہ دوست کے حق میں دعائے خیر کرنا ہے اور برا ہے وہ دوست کہ تجھے اس کے ساتھ مدارات سے زندگی بسر کرنا پڑے۔

شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے وہ دور ہو جاتا ہے۔

حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ جہاں پائے وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔

نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر اور برے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔

جھوٹ بھی دراصل منافقت ہی کا حصہ ہے۔

شرافت نسب بھی ایک نعمت ہے۔
کسی فاسق کی برائی کرنا غیبت نہیں ہے۔
فاجروں کے عیوب کی پردہ دری سے کب تک جھجکو گے۔ لوگوں کو ان کے شر سے ہوشیار کرنے کے لئے ان کی پردہ دری کرو۔
جس نے کسی کے عیب کو دیکھا اور اس کی پردہ پوشی کی اس نے گویا ایک درگور انسان کو زندہ کر دیا۔
جو آدمی لوگوں سے مال جمع کرنے کے لئے بھیک مانگتا ہے وہ انگارے جمع کر رہا ہے۔ تھوڑے انگارے جمع کرے یا زیادہ یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔
اچھا شخص وہ ہے جس کی عمر دراز اور عمل نیک ہوں اور بدترین وہ ہے جس کی عمر دراز اور عمل خراب ہوں۔
پانچ چیزوں پر یہ پانچ سزائیں ملتی ہیں۔ جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن مسلط کر دیتا ہے۔ جو قوم احکام الٰہی کے خلاف فیصلہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو تنگ دست کر دیتا ہے۔ جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اس میں طاعون پھیل جاتی ہے۔ جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے وہاں زرعی پیداوار میں برکت نہیں رہتی اور قحط سالی پھیل جاتی ہے۔ جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی اللہ تعالیٰ ان پر (رحمت کی) بارش نازل نہیں کرتا۔
دعا عبادت کا مغز ہے۔
جو شخص نرمی کی صفت سے محروم کر دیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا۔
جب کسی فاسق آدمی کی تعریف کی جاتی ہے تو عرش اعظم کانپ اٹھتا ہے۔
بے شک بعض اشعار میں دانائی کی بات اور بعض تقریروں میں جادو کا سا اثر ہوتا ہے۔
آدمی اس شخص کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

مومن کی فراست سے بچو' کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔
اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔
صبر وہ ہے جو مصیبت کی پہلی ٹھوکر لگنے پر کیا جاتا ہے۔
جو اپنے دوست کو کسی گناہ کا طعنہ دے وہ اس گناہ کا مرتکب ہونے سے پہلے نہیں مرے گا۔
ایمان کے بعد بڑی نعمت نیک عورت ہے۔
ایک عورت دوسری عورت سے اس قدر گھل مل کر نہ رہے کہ وہ اس کی خصلتیں اپنے شوہر سے یوں بیان کرنے لگے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔
عورت پوشیدہ رکھی جانے والی مخلوق ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔
جب کوئی عورت مرے اور اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں جائے گی۔
عورت' نماز اور خوشبو مجھے پسند ہیں۔ تم میں اچھا وہ ہے جو اپنی عورتوں سے اچھا سلوک کرے۔
ایماندار آدمی اپنی بیوی سے ناراض نہ رہا کرے۔ کیونکہ اگر اس کی کوئی عادت اسے ناپسند ہو تو کوئی قابل پسند بھی ہو گی۔
اگر میں حکم دیتا کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔
عورت کی عزت' شریف الطبع لوگ ہی کرتے ہیں اور اس کی اہانت کمینے لوگوں کے سوا کوئی نہیں کرتا۔

برے دوستوں سے بچو' کیونکہ وہ تمہارا تعارف بن جاتے ہیں۔
نیک دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والے کی دکان کہ کچھ فائدہ نہ

بھی ہو تو خوشبو تو ضرور آئے گی۔ اور برا دوست ایسے ہے جیسے بھٹی کے آگ نہ لگے تب بھی دھوئیں سے کپڑے ضرور خراب ہوں گے۔

غریبوں کے ساتھ دوستی رکھ اور امیروں کی مجلس سے حذر۔

جو شخص تلاش علم میں نکلا وہ اپنی واپسی تک گویا اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلتا رہا۔

ایک عالم شخص شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے اور عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر۔ کیونکہ عالم' وارث انبیاء ہیں۔ اور انبیاء کی میراث نہ دنیا تھی نہ درہم' بلکہ ان کی میراث علم تھا۔ پس جس نے وہ حاصل کیا اس نے بہت حاصل کیا۔

عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسے میری فضیلت امت پر۔

علم تو نورِ خدا ہے جو گنہگاروں اور بدبختوں کو نہیں دیا جا سکتا۔

یہ علم کا نقص ہے کہ اس میں اضافے کا خیال نہ ہو۔ مزید علم کی خواہش نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھا رہا۔

سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے جھوٹی بات اس طریقے سے بیان کرو کہ وہ اس کو سچ سمجھے۔

آدمی کو جھوٹا بنانے کے لئے کافی ہے کہ جو کچھ کسی سے سنے اسے بے تحقیق دوسروں کے آگے بیان کر دے۔

مسلمانوں میں اس شخص کا ایمان کامل ہے جو ان سب میں خوش خلق ہو۔

جو شخص باوجود حق پر ہونے کے جھگڑا چھوڑ دے میں اس کا ضامن ہوں کہ بہشت کے کنارے میں اس کو جگہ دے دوں۔ اور جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اگرچہ مزاح اور خوش طبعی ہی کرنے والا ہو' میں اس کو بہشت کے اندر گھر دلانے کا ضامن ہوں۔ اور جو شخص اپنا خلق سنوارے میں اس کو بہشت کے اوپر کے درجہ میں گھر دلانے کا ضامن ہوں۔

مومن نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا زبان دراز۔

دینی امور کے اظہار میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔

جب کسی کی عیب گیری کا خیال تیرے دل میں پیدا ہو تو اس کے اظہار سے تجھ کو تیرا یہ خیال روک دے کہ مجھ میں بھی کچھ عیوب ہیں۔

خدا کے بندوں میں بہترین بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آ جائے اور خدا کے بندوں میں بدترین بندے وہ ہیں جو ادھر ادھر کی چغلیاں لگاتے پھرتے' دوستوں میں جدائی ڈلواتے اور پاک لوگوں پر تہمت لگاتے ہیں۔

حیا ایمان کی علامت ہے اور ایمان جنت کا ذریعہ ہے اور بے حیائی گندگی ہے اور گندگی دوزخ کا موجب ہے۔

حیا سے صرف بھلائی ہی حاصل ہوتی ہے۔

حیا اور ایمان دونوں باہم ملے ہوئے ہیں۔ جب ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔

میں قیامت کے روز تین آدمیوں کا مخالف ہوں گا۔ اول' اس شخص کا جو میرے نام پر عہد کرکے دغا کرے۔ دوم' اس شخص کا جو آزاد شخص کو فروخت کرکے اس کا روپیہ کھائے۔ سوم' اس شخص کا جو مزدور سے پورا کام لے اور اس کی اجرت نہ دے۔

بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! ہاں' یہ اس طرح

ممکن ہے کہ دوسرے کے باپ کو کوئی گالی دے اور وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں کشادگی ہو اور اس کی عمر میں زیادتی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔

کسی شخص کو دین میں بصیرت زیادہ نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ اس کے اعمال میں اعتدال اور میانہ روی نہ آ جائے۔

جو شخص خائن کی پردہ پوشی کرے وہ بھی اسی کی مثل ہے۔

جس شخص نے شہرت کے خیال سے کوئی کپڑا پہنا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلت اور رسوائی کا لباس پہنائے گا۔

اپنے مہمان کے ساتھ دروازے تک جانا لازم ہے۔

تم دوسروں کی رائے کی تقلید نہ کرو۔ تم کہتے ہو اگر لوگ ہم سے احسان کریں گے تو ہم بھی ان سے احسان کریں گے اور ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے (یہ ٹھیک نہیں) بلکہ اپنے دلوں کو برقرار رکھو۔ اگر لوگ تم پر احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔

تم میں بہتر وہ ہے جو دنیا کے لئے اپنے دین کو نہ چھوڑے اور نہ دنیا کو آخرت کی وجہ سے' اور لوگوں پر بار نہ ہو (اپنے اخراجات کا بوجھ دوسروں پر نہ ڈالے)۔

بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور کسی کی بات چھپ کر نہ سنا کرو اور کسی کے عیب کی جستجو نہ کیا کرو۔

مسلمانوں کے راستے سے تکلیف اور ٹھوکر کی چیز ہٹا دیا کرو۔

کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے ناراض ہو کر تین رات سے زیادہ ترک ملاقات کرے۔ جب وہ دونوں ملیں تو ایک دوسرے سے منہ پھیرلیں۔ ان میں سے اچھا وہ ہے جو سلام کرنے میں سبقت کرے۔

تم میں سے ہر شخص اپنے بھائی کے لئے آئینہ ہے۔ سو' اگر اس میں کوئی بری بات دکھائی دے تو اسے دور کر دینی چاہیے۔

مسلمانوں کی باہمی محبت و شفقت کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جب جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم بخار و بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

انسان کو لازم ہے کہ اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے۔

جو شخص لوگوں میں مشہور کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں میں شائع کرے گا اور اس کو حقیر و ذلیل کرے گا۔

میں اس امت میں ایسے شخص سے اندیشہ کرتا ہوں جو بات تو دانائی کی کرے لیکن عمل اس کا ظالمانہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے گھروں میں بغیر ان کی اجازت کے داخل ہونا حلال نہیں کیا اور نہ ان کی عورتوں کو مارنا اور نہ ان کے پھلوں کو کھانا حلال کیا ہے۔

جو شخص گھر میں جھانکے اس کو گھر میں آنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔

جو شخص محض اللہ تعالیٰ کے لئے یتیم کے سر پر مہربانی سے ہاتھ پھیرے گا تو ہر بال کے عوض اس کے لئے بھلائی ہو گی۔

اللہ کے نزدیک سب گھروں میں محبوب تر گھر وہ ہے جس میں یتیم کی عزت کی جاتی ہے۔

جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کر دے گا بشرطیکہ وہ کسی ایسے گناہ کا مرتکب نہ ہو جو معافی کے قابل نہ ہو۔

عفو کرنے سے اللہ تعالیٰ آدمی کی عزت بڑھا دیتا ہے۔

تین قسم کے آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ ایک دھوکہ دینے والا' دوسرا بخیل اور تیسرا احسان جتانے والا۔

جس شخص سے کوئی علمی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ اسے چھپائے تو قیامت کے دن ایسے شخص کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

جب ظالم کو ظلم کرتا دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس پر عذاب عام نازل کرے گا۔

میں احمقوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

تندرستی کی حالت میں آدمی کا ایک درہم صدقہ کرنا موت کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

جو شخص دوسرے مسلمان کو کافر کہتے ہیں تو ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے۔

جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو یعنی ان کی خوشامد کو قبول نہ کرو۔

کوئی مرد کسی مرد کے ستر پر نظر نہ ڈالے اور کوئی عورت دوسری عورت کے ستر پر نظر نہ کرے۔ نہ مرد ایک کپڑے میں برہنہ جمع ہوں اور نہ عورتیں ایک کپڑے میں برہنہ جمع ہوں۔

مجلس میں کوئی شخص دوسرے کو اپنی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھے لیکن کھل کر بیٹھ جاؤ اور جگہ فراخ کر دو۔ خدا تم کو بافراغت جگہ دے گا۔

وہ شخص ہمارے گروہ سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بزرگوں کا ادب نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرماتا ہے جو خریدنے' بیچنے اور تقاضا کرنے میں نرمی اختیار کرے۔

جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے تکلیف سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگدست مقروض کو مہلت دے یا سارا قرض معاف کر دے۔

جو غرور کی وجہ سے اپنے کپڑے کو دراز رکھے گا قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر نہیں ڈالے گا۔

ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہے۔ میری امت کا فتنہ 'مال ہے۔

دولت مندوں کے پاس کم جایا کرو' ورنہ خدا کے احسانات کی قدر جاتی رہے گی۔

وہ شخص بدترین انسانوں میں سب سے برا ہے جو لوگوں کی خطاؤں سے درگذر نہیں کرتا۔ معذرت کو قبول نہیں کرتا اور کسی گنہگار کے گناہ معاف نہیں کرتا۔

جو شخص اس امت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے اس وقت جب کہ تمام قوم متفق ہو چکی ہو اس کی تلوار سے خبر لو خواہ! وہ کوئی ہو۔

اگر لوگ یہ جان لیں کہ (رات کو) تنہا سفر کرنے میں کیا خدشات مضمر ہیں جو میں جانتا ہوں تو رات کو کوئی شخص اکیلا سفر نہ کرے۔

سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو تمہیں کھانے' پینے اور آرام کرنے سے باز رکھتا ہے۔ پس! تم میں سے جب کوئی اپنا مقصد حاصل کر لے تو اسے چاہئے کہ اپنے گھربار کی طرف لوٹ آنے میں جلدی کرے۔

جب تم میں سے کوئی شخص بہت دنوں تک سفر میں رہا ہو تو وہ رات کے وقت اپنے اہل خانہ میں اچانک نہ آجائے۔

آدمی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن کی پرورش اور خبرگیری اس کے ذمہ ہے ان کی خبر گیری نہ کرے اور ان کو ضائع کر دے۔

کسی باپ نے اپنی اولاد کو نیک ادب سے اچھا کوئی عطیہ نہیں دیا۔

بدترین شخص وہ ہے جو دو منہ رکھتا ہے۔ ایک منہ سے ایک کے پاس جاتا ہے اور دوسرے منہ سے دوسرے کے پاس جاتا ہے۔

جو گناہ سب سے زیادہ انسان کو جہنم کا مستحق بناتے ہیں وہ زبان اور شرمگاہ کے گناہ ہیں۔

جو شخص جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

سب سے بدتر کھانا اس شادی کا ہے جس میں مالدار بلائے جائیں اور محتاج چھوڑ دیئے جائیں۔اور جو شخص بلاعذر دعوت قبول نہ کرے اس نے خدا اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔

فاسقوں کی دعوت قبول نہ کرو۔

سود کھانے والے' کھلانے والے' کاتب اور گواہ سب برابر ہیں۔ سب پر خدا کی لعنت؟

مواعظ انبیاؑ

حضرت سلیمانؑ

کلام کی کثرت میں کچھ نہ کچھ گناہ ہوگا۔ مگر وہ جو اپنے لبوں کو روکے رہتا ہے' بڑا دانا ہے۔

ملائم جواب غصہ کو کھو دیتا ہے مگر کرخت باتیں غضب انگیز ہیں۔

وہ چیز جس کے لئے عبادت بھی کام نہیں دیتی اس کا نام کبر ہے۔

صاحب فہم پر ایک جھڑکی' احمق پر سو کوڑوں سے زیادہ اثر کرتی ہے۔

دانا اپنی دانائی کو چھپاتا ہے لیکن احمق اپنی حماقت کی منادی کرتا ہے۔

اللہ کی راہ سیدھے لوگوں کے لئے توانائی ہے اور بدکرداروں کے لئے ہلاکت۔

وہ شخص جو اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے کامیاب نہ ہوگا مگر جو گناہ کا اقرار کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے' اس پر رحمت ہوگی۔

جھگڑا صرف معذوری سے پیدا ہوتا ہے لیکن عقل ان کے ساتھ ہے جو مصلحت کو پسند کرتے ہیں۔

برے نیکوں کی اور شریر راست بازوں کی اطاعت قبول نہیں کرتے۔

ہر ایک محنت میں فائدہ ہے لیکن زبانی جمع خرچ سے مفلسی آتی ہے۔

راستی اور انصاف اللہ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

سخن جو موقع پر کہا جائے' سونے کے سیبوں کی مانند ہے جو روپہلی ٹوکریوں میں موجود ہوں۔

وہ جو عالم ہے' باتیں کم کرتا' سرد مزاج اور خردمند ہے۔ احمق بھی جب تک

چپ رہے عقل مند شمار ہوتا ہے۔
وہ جو بیوقوف کے ہاتھ کوئی پیغام بھیجتا ہے اپنے پاؤں آپ کاٹتا ہے۔
سچا آدمی سات مرتبہ بھی گرتا اور اٹھتا ہے لیکن شریر آدمی بلا میں گر کر پڑا رہتا ہے۔
وہ شخص جو غریبوں پر ظلم کرتا ہے' اپنے خالق کی حقارت کرتا ہے اور جو مفلسوں پر رحم کرتا ہے اس کی عزت کرتا ہے۔
نیکی قوم کو اعلیٰ بنا دیتی ہے لیکن گناہ بے عزت کرتا ہے۔
گھر اور مال وہ میراث ہے جو باپ سے حاصل ہوتی ہے لیکن دانشمند بیوی نعمتِ خداوندی ہے۔
اللہ تعالیٰ کا خوف عقل کی انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور شرپسند کی عمر کم ہو جاتی ہے۔
اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے کینہ رکھتا ہے۔ اونچی آنکھیں' جھوٹی زبان' وہ دل جو بڑے منصوبے بنائے' وہ گواہ جو جھوٹ بولے' وہ شخص جو بھائیوں کے درمیان جھگڑا پیدا کرے' وہ پاؤں جو جلدی برائی کی طرف دوڑے اور وہ ہاتھ جو بے گناہ کو نقصان پہنچائے۔
بیوقوف کو اس کی حماقت کی مانند جواب مت دے۔ ایسا نہ ہو کہ تو بھی اس کی مانند ہو جائے۔
عمدہ تعلیم سب سے اچھا جہیز ہے۔
کسی شخص کی بہترین مالیت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ پورے طور پر تعلیم یافتہ ہو۔
تعلیم بہترین خیرات ہے۔
شریر کی بدکاریاں اس کو پکڑ لیں گی اور وہ اپنے ہی گناہ کی رسیوں میں جکڑا جائے گا۔

جھگڑے کو پیشتر اس کے کہ تیز ہو جائے' چھوڑ دو۔
وہ جس کے دل میں برائی ہے' بھلائی نہ پائے گا اور جس کی زبان میں نکتہ چینی ہے' آفت میں گرے گا۔
وہ جو مسکین پر ہنستا ہے' گویا' اس کے بنانے والے کی حقارت کرتا ہے۔
جاہل اپنے دل میں جو کچھ ہے ظاہر کرتا ہے' مگر دانش مند اسے آخر موقع تک چھپائے رکھتا ہے۔
ہر شخص سچا دوست تلاش کرتا ہے لیکن خود سچا بننے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔
ایک مخلص اور دانا دوست پھل دار درخت کی مانند ہوتا ہے۔ اگر اس کے نیچے بیٹھو گے تو سایہ دے گا اور اگر اوپر چڑھ گئے تو پھل پاؤ گے۔
اگر تو کسی کے ساتھ رشتہ دوستی قائم کرنا چاہے تو بایں خیال کہ وقت مصیبت وہ تیرے کام آئے تو پہلے اس کو غصہ میں لا کر آزما۔ اگر بحالت غضب اس کو منصف پائے تو اس کی دوستی پر مائل ہو ورنہ بچا رہ۔
سچا دوست جان دوم ہے اور چشم سوم۔
جس طرح دشمن احسان کے ساتھ دوست ہو جاتے ہیں اسی طرح سے دوست جو روجفا سے دشمن بن جاتے ہیں۔
نیکی کر اور مخلوق کو طریقہ نیکی سکھلا اور بدی سے دور رہ اور خلق کو بھی بدی سے دور رکھنے کی کوشش کر۔
بری اور شریر عورتوں سے خدا تعالیٰ کی پناہ میں رہ اور نیک عورتوں سے بھی پرہیز رکھ کہ ان کی طرف میلان کا نتیجہ شر ہی شر ہے۔
جس بات کا تو علم نہیں رکھتا منہ سے مت کر اور جو جانتا ہے مستحق کو بتانے میں دریغ نہ کر۔
اگر بات کرنا چاندی ہے تو چپ رہنا سونا ہے۔

غصے میں ہاتھ کی اور دسترخوان پر پیٹ کی حفاظت کرو۔
اگر تو کوئی کام کسی کے سپرد کرے تو دانا کے سپرد کر۔ اگر دانا میسر نہ ہو تو خود کر ورنہ ترک کر دے۔

لوہے کا کلہاڑا' لکڑی کے جنگل سے ایک چھلکا تک نہیں اتار سکتا' جب تک خود اس کے ساتھ لکڑی کا دستہ شامل نہ ہو۔
وہ بات جو تو دشمن سے پوشیدہ رکھے' دوست سے بھی پوشیدہ رکھ! ممکن ہے کہ یہ بھی کسی دن دشمن بن جائے۔
اپنے دل پر بھروسہ کر' کسی سے محبت یا نفرت کرنے کے معاملے میں محتاط رہ۔
مصائب سے نہ گھبراؤ' ستارے ہمیشہ تاریکی میں چمکتے ہیں۔
جب خلقت کے پاس جاؤ تو اپنی زبان کی حفاظت کرو۔
محتاجی دین کو تنگ' عقل کو ضعیف اور مروت کو زائل کر دیتی ہے۔
شہوت دل میں اس طرح پوشیدہ ہوتی ہے جیسے پتھر میں آگ۔
عقل مند کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں میں بچے کی طرح اور قوم میں جوانوں کی طرح رہے۔
جو اپنے آپ کو پہچانے اس کو تو بھی پہچان۔
جو آدمی جتنا زیادہ بولتا ہے اتنا ہی کم عقل ہے۔

حضرت عیسیٰؑ

میں مردے کو زندہ کرنے سے عاجز نہیں ہوا لیکن احمق کی اصلاح سے عاجز آ گیا ہوں۔
پاک چیزیں کتوں کو نہ دو اور سچے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ

وہ انہیں پاؤں کے نیچے روند ڈالیں اور پلٹ کر تمہیں پھاڑ دیں۔
درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔
عبادت کے غرور اور تکبر سے گناہ کی شرمندگی بہتر ہے۔
تو اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو تو دیکھتا ہے مگر اپنی آنکھوں کے شہتیر کو نہیں دیکھتا۔
جس کے دل میں کسی انسان کے لئے نفرت ہے اور وہ کہتا ہے کہ اسے خدا سے محبت ہے تو وہ جھوٹا اور مکار ہے کیونکہ خدا کے بندوں سے محبت ہی خدا سے محبت ہے۔
جو تم چاہتے ہو اسے صرف اسی صورت میں پا سکتے ہو جبکہ تم اس پر صبر کرو' جو تم نہیں چاہتے۔
بیوقوفوں کے پاس دانائی کی بات مت کرو' تم ان پر ظلم کرو گے۔ اور جو دانائی کے اہل ہیں' ان کو دانائی سے مت روکو ورنہ تم ان پر ظلم کرو گے' اور ظالم کا مقابلہ نہ کرو' ورنہ تمہاری فضیلت باطل ہو جائے گی۔ کام تو صرف تین ہی ہیں۔ اول' وہ کام جن کی بھلائی بالکل ظاہر نہ ہو۔ دوم' وہ کام جن کی برائی بالکل ظاہر ہو اس سے بچو۔ سوم' وہ کام جس میں اختلاف ہو اس کو اللہ کی طرف لوٹا دو۔
عورت اور محبت لازم و ملزوم ہیں۔
اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو۔ کیونکہ خداوند کریم اپنے سورج کو نیک و بد' دونوں پر چمکاتا اور راست باز اور بدکار دونوں پر مینہ برساتا ہے۔
جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں مگر باطن میں بھیڑیے ہیں۔ ان کے اعمال سے تم انہیں پہچان لو گے۔ کیا جھاڑیوں سے انگور اور اونٹ کٹاروں سے انجیر حاصل کر سکتے ہیں۔

کسی کی عیب جوئی نہ کرو کہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے۔ جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے ناپا جائے گا۔

جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔

بدن کا چراغ آنکھ ہے۔ پس اگر تیری آنکھ درست ہو تو تیرا سارا بدن روشن ہو گا اور تیری آنکھ خراب ہو تو سارا بدن تاریک ہو گا۔

اگر کوئی تمہارے ایک رخسار پر تھپڑ مارے تو دوسرا رخسار اس کے آگے کر دو۔

عمل صالح وہ ہے جس پر لوگوں سے کوئی امید نہ رکھی جائے۔

موت سے بڑھ کر کوئی سچی چیز نہیں اور امید سے بڑھ کر کوئی چیز جھوٹی نہیں۔

جو کی روٹی کھانا' صاف پانی پینا اور کھلے میدان میں سو رہنا مرنے والے کے لئے بہتر ہے۔

جو چیز باہر سے آدمی کے اندر جاتی ہے وہ ناپاک نہیں کر سکتی۔ اس لئے وہ اس کے دل میں نہیں بلکہ پیٹ میں جاتی ہے اور پاخانے میں نکل جاتی ہے۔ بلکہ جو کچھ آدمی سے نکلتا ہے وہی ناپاک کرتا ہے۔ (یعنی آدمی کے اندر سے برے خیالات' حرام کاریاں' چوریاں' خونریزیاں' لالچ' مکر و فریب' بدنظری' شہوت' بدگوئی' شیخی اور بیوقوفی یہ سب اندر سے نکل کر اسے ناپاک کرتی ہیں)۔

اونٹ کا سوئی کے سوراخ میں سے گزرنا آسان ہے' بہ نسبت اس کے کہ ایک دولت مند جنت میں داخل ہو جائے۔

دانا وہ ہے جو کم بولے اور زیادہ سنے۔ (حضرت داؤدؑ)

یارب العالمین جب تو مجھے دیکھے کہ میں ذکر کرنے والوں کی مجلس سے اٹھ کر غافلوں کی مجلس میں جا رہا ہوں تو میرے پاؤں توڑ دے۔ بلاشبہ میرے اوپر تیرا یہ انعام ہو گا۔ (حضرت داؤدؑ)

صدق و صفا کا نشان یہی ہے کہ دل میں خواہش ہی نہ ہو کہ لوگ اسے کسی جگہ بھی جانتے یا پہچانتے ہوں۔ (حضرت ایوب ؑ)

اقوال حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

عاجز ترین وہ شخص ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو اور اگر بہم پہنچے تو معمولی ملال سے اس کو چھوڑ دے۔

ماں باپ کی خوشنودی دنیا میں موجب دولت اور عاقبت میں باعث نجات ہے۔

گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے مگر گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔

جو امر پیش آتا ہے وہ نزدیک ہے لیکن موت اس سے بھی نزدیک تر ہے۔

شرم مردوں سے خوب ہے مگر عورتوں سے خوب تر ہے۔

پاک نفس آدمی شہرت میں عورتوں سے زیادہ شرماتا ہے۔

دنیا کے ساتھ مشغول ہونا جاہل کا بد ہے لیکن عالم کا بد تر ہے۔

گناہ جوان کا ابھی اگرچہ بد ہے لیکن بوڑھے کا بد تر ہے۔

بخشش کرنا امیر سے خوب ہے لیکن محتاج سے خوب تر ہے۔

علم پیغمبروں کی میراث ہے اور فرعون و قارون کی میراث مال ہے۔

موت سے محبت کرو تو زندگی عطا کی جائے گی۔

میری نصیحت قبول کرنے والا دل' موت سے زیادہ کسی کو محبوب نہ رکھے۔

دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم ہے۔ علم بھی مردہ ہے اور اس کی زندگی طلب کرنے سے ہے۔

جو اللہ کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔

دنیا اور دنیا کی چیزیں اس قابل نہیں کہ ان سے دل لگایا جائے اس لئے کہ جو

مشغول بہ فانی ہو گیا وہ باقی کے ساتھ محجوب ہو جائے گا۔
بدبخت ہے وہ شخص جو خود تو مر جائے لیکن اس کا گناہ نہ مرے۔
مصیبت کی جڑ اور بنیاد انسان کی گفتگو ہے۔
خبردار! کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ کم درجے کا مسلمان بھی خدا کے یہاں بسا اوقات بلند مرتبہ رکھتا ہے۔
وہ علماء حق تعالیٰ کے دشمن ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں اور وہ امرا' حق تعالیٰ کے دوست ہیں جو علماء کے پاس آتے ہیں۔
کفار سے جہاد' جہاد اصغر ہے اور نفس سے جہاد' جہاد اکبر ہے۔
بری صحبت سے تنہائی اور تنہائی سے علماء کی صحبت بدرجہا اکبر ہے۔
نماز کو سجدہ سہو پورا کرتا ہے۔ روزوں کو صدقہ پورا کرتا ہے۔ حج کو فدیہ قربانی پورا کرتا ہے اور ایمان کو جہاد پورا کرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا خوف بقدر علم ہوتا ہے اور اس سے بے خوفی بقدر جہالت۔
ہر شے کے ثواب کا ایک اندازہ ہے مگر صبر کے ثواب کا کوئی اندازہ نہیں۔
سائل کا حق ہے کہ اسے جواب دیا جائے اور اچھا جواب دینا اچھے اخلاق کا تقاضا کرتا ہے۔
جو شخص صرف شکایت زبان پر نہیں لاتا وہ خوشگوار زندگی سے ہم کنار ہوتا ہے۔
آنکھ دل کا دروازہ ہے اور تمام آفات اسی راہ سے داخل ہوتی ہیں جو لذتوں کی طرف رغبت دلاتی ہیں۔ آنکھ بند کر لو تو ان آفات سے محفوظ رہو گے۔
مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔
اس دن پر رو جو تیری عمر کا گزر گیا اور اس میں نیکی نہیں کی۔
تو دنیا میں رہنے کے سامانوں میں لگا ہے اور دنیا تجھے اپنے سے نکالنے میں سرگرم

ہے۔
صبح خیزی میں مرغان چمن کا سبقت لے جانا تیرے لئے باعث ندامت ہے۔
عورتوں کو سونے کی سرخی اور زعفران کی زردی نے ہلاک کر رکھا ہے۔
جسے رونے کی طاقت نہ ہو وہ رونے والوں پر رحم کیا کرے۔

زبان کو شکوہ سے روک' خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔
خلقت سے تکلیف دور کر کے خود اٹھالینا حقیقی سخاوت ہے۔
انسان ضعیف ہے۔ تعجب ہے کہ وہ کیونکر خدائے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔
علم کے سبب کسی نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا' مگر مال کے سبب بہت سے لوگوں نے خدائی کا دعویٰ کیا۔
ہرگز کوئی شخص موت کی تمنا نہیں کرے گا' سوائے اس کے جس کو اپنے عمل پر وثوق ہو۔
پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں کے لئے اپنی معرفت کی طرف سوائے اعتراف و عجز کے اور کوئی راستہ نہیں رکھا۔
خدایا! تو میرا حال میری نسبت بہتر جانتا ہے اور میں اپنا حال ان کی نسبت بہتر جانتا ہوں۔ خدایا! تو مجھے بہتر بنادے اس سے جو وہ گمان کرتے ہیں اور میرے وہ گناہ بخش دے جو ان کو معلوم نہیں اور جو وہ کہتے ہیں اس پر مجھے گرفت نہ کر۔
ادراک کے حاصل کرنے سے عاجز آنا ادراک ہے۔
جب تجھ سے کوئی نیکی فوت ہو جائے تو اس کا تدارک کر اور اگر کوئی بدی تجھے آگھیرے تو اس سے بچ جا۔
شہوت کے سبب سے بادشاہ غلام بن جاتے ہیں۔
اس زبان نے ہمیں ہلاکت کے مقامات میں ڈالا ہے۔
شریف آدمی علم کی دولت حاصل کر کے متواضع ہو جاتا ہے اور شریر متکبر۔

اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہا جائے۔
اشخاص کو حق سے پہچانو' حق کو اشخاص سے نہ پہچانو!
علم کی قوت جب حد سے بڑھ جائے تو مکاری اور بسیار دانی پیدا کرتی ہے اور جب ناقص ہو تو حماقت اور ابلہی پیدا کرتی ہے۔
طالب دین' عمل میں زیادتی کرتا ہے اور طالب دنیا' علم میں۔

اقوال حضرت عمرؓ فاروقؓ

شبہ کے ساتھ کمانا مانگنے سے بہتر ہے۔
ایمان کے بعد بڑی نعمت نیک عورت ہے۔
بزرگ بننے سے پہلے علم حاصل کرو۔
جو آدمی خود کو عالم کہے وہ جاہل ہے اور جو خود کو جنتی کہے وہ جہنمی ہے۔
سلام کرنا' مجلس میں دوسروں کے لئے جگہ چھوڑنا اور مخاطب کو بہترین نام سے پکارنا' محبت بڑھاتا ہے۔
تم نے لوگوں کو اپنا غلام کیوں بنا لیا ہے حالانکہ ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا۔
خشوع و خضوع کا تعلق دل سے ہے نہ کہ ظاہری حالت سے۔
خدا تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو مجھے عیوب سے آگاہ کرتا ہے۔
بد خو کی دوستی سے احتراز لازم ہے کیونکہ اگر بھلائی بھی کرنا چاہتا ہے تو بھی اس سے برائی سرزد ہو جاتی ہے۔
طالب دنیا کو علم پڑھانا راہزن کے ہاتھ میں تلوار دینے کے مترادف ہے۔
اگر میں ایسی حالت میں مر جاؤں کہ اپنی محنت سے روزی تلاش کرتا ہوں تو مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ خدا کی راہ میں نمازی ہو کر مروں۔

جو عیب سے واقف کرے وہ دوست ہے اور تعریف کرنا گویا ذبح کرنا ہے۔

ہنسنے سے عمر کم ہوتی ہے اور رعب داب ختم ہو جاتا ہے۔

نیکی کے عوض نیکی حق ادائیگی ہے اور بدی کے عوض نیکی احسان ہے۔

کم بولنا حکمت' کم کھانا صحت' کم سونا عبادت اور عوام سے کم ملنا عافیت ہے۔

بڑھاپے سے پہلے جوانی اور موت سے پہلے بڑھاپا غنیمت شمار کر۔

راگ اور نوحہ دو بدترین آوازیں ہیں۔

ہم حرام کے خوف سے نو حصے حلال بھی ترک کر دیتے ہیں۔

عزت دنیا مال سے ہے اور عزت آخرت اعمال سے ہے۔

قرض دینا سخاوت کی علامت ہے اور حاجت مند کو بطور احسان دینا بخیلی۔

جو شخص خود کو حقیر سمجھتا ہے وہ دوسروں کی نظر میں معزز ہوتا ہے۔

کسی قوم سے مقابلے کے وقت یہ نہ دیکھو کہ اس کی اخلاقی خرابیاں تمہاری خرابیوں سے زیادہ ہیں بلکہ یہ دیکھو کہ تمہاری اخلاقی خوبیاں اس سے کتنی زیادہ ہیں۔ اسی میں کامیابی کا راز ہے۔

اگر کسی کی وجاہت کے خیال سے قانون کا پلڑا اس کے حق میں جھک جائے تو اللہ کی بادشاہت اور قیصر و کسریٰ کی حکومت میں فرق کیا ہوا۔

جب حاکم بگڑ جاتا ہے تو رعایا بھی بگڑ جاتی ہے۔ سب سے بدبخت حاکم وہ ہے جس کے سبب رعایا بگڑ جائے۔

خلیفہ اس وقت گیہوں کی روٹی کھا سکتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ رعایا میں ہر ایک کو گیہوں کی روٹی مل رہی ہے۔

لوگوں کی فکر میں تم خود کو فراموش نہ کر دو۔

کسی کے لئے یہ زیبا نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے اور دعا کرے کہ اے خدا رزق دے۔ خدا آسمان سے سیم و زر کی بارش نہیں کرتا۔

سعید وہ حاکم ہے جس کی رعیت سعید ہو۔
لوگوں سے اچھی طرح پیش آنا عقل کا نصف حصہ اور اچھے پیرائے میں کسی چیز کا دریافت کرنا علم کا نصف حصہ ہے۔
اپنے دوست کے حال کو اچھی صورت پر معمول کیا کرو اور اپنے دشمن سے کنارہ کش رہو۔
اپنے معاملہ میں مشورہ ان لوگوں سے کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔
جو شخص یہ چاہے کہ اس کی زندگی کامیابی سے بسر ہو وہ اپنے باپ کے بعد اس کے دوستوں سے نیک سلوک کرے۔
حکومت کے منصب کے لئے ایسا شخص سب سے زیادہ موزوں ہے کہ جب وہ اس منصب پر فائز نہ ہو تو قوم کا سردار نظر آئے اور جب اس پر فائز ہو جائے تو انہیں میں سے ایک فرد معلوم ہو۔
جب حلال و حرام جمع ہوں تو حرام غالب ہوتا ہے چاہے وہ تھوڑا سا ہی ہو۔
میں کسی چیز کو نہیں دیکھتا۔ البتہ اللہ کو دیکھتا ہوں۔
آدمی کے نماز' روزہ کو نہیں بلکہ اس کی دانائی اور راست بازی کو دیکھنا چاہیے۔
جو اپنے فکر و عمل' شجاعت و مردانگی' تحمل و بردباری' انصاف پسندی اور ہر قسم کے طرز سلوک میں نمایاں دکھائی نہ دیں انہیں اپنا حاکم ہرگز منتخب نہ کرو۔
طمع کا ترک' فقر ہے اور لوگوں سے ناامیدی غنا ہے۔
طمع تنگدستی اور قناعت مالداری ہے۔
میں اس امت پر سب سے زیادہ منافق عالم سے خوفزدہ ہوں کیونکہ اس کی زبان عالم ہوتی ہے مگر اس کا دل اور عمل جاہل ہوتا ہے۔
نہ تمہاری محبت حد سے زیادہ ہو نہ تمہاری نفرت۔
تم جس سے نفرت کرتے ہو اس سے ہوشیار رہو۔

کسی کی دینداری پر اعتبار نہ کرنا تاوقتیکہ طمع کے وقت اسے آزما نہ لے۔
مجھے سائل کے سوال سے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔
دولت سر اونچا کئے بغیر نہیں رہتی۔
جو شخص برائی سے آگاہ نہیں وہ ضرور اس میں گرفتار ہو گا۔
مجھے وہ آدمی پسند ہے جو مجھے میرے نقائص بتائے۔
اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس وقت تک ذلیل نہیں کرتا جب تک اس کی برائی حد سے نہ گزر جائے۔
اپنے ہمسایہ سے نہ جھگڑو۔ کیونکہ نیکی رہ جائے گی اور لوگ چلے جائیں گے۔
موت کا حریص بن' تجھے حیات عطا ہو گی۔
تنہائی برے ہم نشینوں سے راحت ہے۔
جس مکان کی بنیاد مصیبت پر رکھی گئی ہو اس کا مصیبت سے خالی ہونا محال ہے۔
کسی شخص پر اس وقت تک اعتماد نہیں کرنا چاہئے جب تک کہ اس کے غصے کو آزما نہ لے۔
جو شخص اپنے اندر ایسی صفت' خلق کو بناوٹ کر کے دکھائے جو واقعی اس میں موجود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر کے چھوڑے گا۔
اگر صبر و شکر دو اونٹ ہوتے تو مجھے سوار ہونے کے لئے ان میں سے کسی ایک کی ترجیح کی ضرورت نہ پڑتی۔
زبان سے تیز تیز توبہ کرنا جھوٹوں کی توبہ ہے۔ یہ ایسی توبہ ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔
سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ایسے شخص کو دے جس نے اسے محروم رکھا۔
اپنے زیر کفیل لڑکیوں کو بدصورت اور حقیر مردوں کے پلے نہ باندھو۔ وہ

تمہاری طرح اچھے ساتھی پسند کرتی ہیں۔
بیشتر وعظ و خطبات شیطانی ہیجان ہیں۔
انسان صوم و صلوٰۃ سے نہیں بلکہ معاملات سے پہچانا جاتا ہے۔
آخرت کے معاملات کے سوا ہر معاملے میں توقف کرنا بہتر ہے۔
جب عالم لغزش کرتا ہے تو اس کی لغزش سے ایک عالم کو لغزش ہوتی ہے۔
بدکاری کی کثرت سے زمین میں فساد (زلزلہ آتا ہے) اور حکام کے ظلم و ستم سے قحط واقع ہوتا ہے۔
جس عالم کو دیکھو کہ وہ دنیا سے محبت رکھتا ہے تو دین کے معاملے میں اس پر اعتبار نہ کرو۔
اللہ اس کا بھلا کرے جو میرے عیب مجھے تحفے میں بھیجتا ہے۔ (یعنی مجھے مطلع کرتا ہے)
صرف وہی کام کرو کہ اگر اس کام کے کرتے وقت تمہیں کوئی دیکھ لے تو تم کو ناگواری نہ ہو۔
جو شخص خود کو مقام تہمت سے الگ نہیں رکھتا وہ بدگمانی کرنے والوں پر ملامت نہ کرے۔
مقدمات کا فیصلہ جلد کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ دیر کے سبب انصاف کی افادیت ہی ختم ہو کر رہ جائے۔
جو چیز ہٹ جاتی ہے وہ آگے نہیں بڑھتی۔
توبہ کی تکلیف سے گناہ کا چھوڑ دینا زیادہ آسان ہے۔
اپنی مجلس میں لوگوں کو مساوی درجہ دو تاکہ کمزور آدمی تمہارے انصاف سے ناامید نہ ہو جائے اور عہدوں والے اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔
لوگوں کے معاملات وہی سنوار سکتے ہیں جو اپنے ارادے کے پکے ہوں اور کسی

سے دھوکا نہ کھائیں۔

خدا، خائن کی قوت اور قابل اعتماد شخصیت کی کمزوریوں سے بچائے۔

حسن اخلاق اور پاکیزگی کردار کا معیار یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ تمہارے معاملات کیسے ہیں۔

اپنے ماتحتوں کے لئے ایسے بن جاؤ جیسے اگر تم خود ماتحت ہو تو اپنے امیر کو ویسا دیکھنا چاہو۔

کبھی کسی بے قصور کو نہ مارنا کہ وہ ذلیل ہو جائے اور کبھی کسی کی بے جا تعریف نہ کرنا کہ وہ غرور سے اکڑ جائے۔

رعیت اس وقت تک امام کی پیروی کرتی ہے جب تک وہ اللہ کے احکام کی پیروی کرتا ہے جب وہ اللہ کے احکام سے سرکشی اختیار کرتا ہے تو رعایا اس کے حکموں سے سرکش ہو جاتی ہے اور جب وہ فسق و فجور میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر رعایا اس سے بڑھ کر فاسق و فاجر ہو جاتی ہے۔

مومن نہ کسی کو دھوکا دیتا ہے اور نہ کسی سے دھوکا کھاتا ہے۔

شریف کی شناخت یہ ہے کہ جب اس کا مقابلہ کمزور سے پڑے تو اپنے آپ کو پیچھے ہٹا لے۔

آپ اکثر دعا مانگتے کہ خدایا! دنیا میں کوئی چیز باقی نہ رہے گی اور نہ کوئی حالت قائم رہے گی تو مجھے ایسا کر دے کہ میں اس میں علم کے ساتھ بولوں اور حلم کے ساتھ خاموش رہوں۔ اللہ! تو مجھے بہت دنیا نہ دے۔ کیونکہ شاید میں سرکش ہو جاؤں اور نہ بہت تھوڑی کیونکہ شاید تجھے بھول جاؤں۔

جو شخص اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے۔

اقوالِ حضرت عثمانِ غنیؓ

ہر وہ کام دنیا ہے جس سے آخرت مقصود نہ ہو۔
گناہ کسی نہ کسی صورت دل کو بے قرار رکھتا ہے۔
تواضع کی کثرت نفاق کی نشانی اور عداوت کا پیش خیمہ ہے۔
ترغیب دلانے کی نیت سے علانیہ صدقہ دینا خفیہ سے بہتر ہے۔
لوگوں کو جس طرح چاہے آزما دیکھ' سانپ بچھوؤں سے کم نہ پائے گا۔
جائز ضرورت سے زیادہ طلب بھی شکوہ ہے۔
جس نے دنیا کو جس قدر پہچانا' اسی قدر اس سے بے رغبت ہوا۔
امراء کی تعریف سے بچو کہ ظالم کی تعریف سے غضب الٰہی نازل ہوتا ہے۔
حیاء کے ساتھ تمام نیکیاں اور بے حیائی کے ساتھ تمام بدیاں وابستہ ہیں۔
تونگروں کے ساتھ عالموں اور زاہدوں کی دوستی' ریاکاری کی دلیل ہے۔
عافیت کے نو حصے الگ رہنے میں ہیں اور ایک حصہ ملنے میں۔
تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو مانتا ہے اور گناہ کرتا ہے۔
اپنا بوجھ خلق پر نہ ڈالو' خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔
جس خوشبو کا تجھے حق نہیں اس سے ناک بند کرلے کہ خوشبو کی منفعت ہی سونگھنا ہے۔
مجھے دنیا میں تین چیزیں بہت مرغوب ہیں۔ تلاوت کلام پاک' بھوکوں کو کھانا کھلانا اور راہ خدا میں بے دریغ خیرات کرنا۔
وہ عالم جس سے علم کا نفع نہ ہو' وہ مال جو راہ خدا میں صرف نہ ہو' وہ تلوار جس سے جنگ نہ ہو' وہ علم جس پر عمل نہ ہو اور وہ مسجد جس میں نماز نہ ہو' یہ سب ضائع ہیں۔
حیرت ہے اس پر جو تقدیر کو برحق جانتا ہے پھر بھی جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو حساب کتاب پر یقین رکھتا ہے پھر بھی مال جمع کرتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو موت کو سچ مانتا ہے اور پھر بھی ہنستا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جاننے کے باوجود اس سے محبت کرتا ہے۔

تلوار کا زخم جسم پر آتا ہے اور زبان کا روح پر۔

جنت کے اندر رونا عجیب ہے اور دنیا میں ہوتے ہوئے ہنسنا اس سے بھی عجیب ہے۔

امیر کے ایک لاکھ روپے خرچ کرنے سے فقیر کا ایک روپیہ خرچ کرنا بہتر ہے۔

جو اپنا جوتا خود گانٹھ لیتا ہے' کپڑے خود دھو لیتا ہے' غلام کی عزت کرتا ہے وہ تکبر سے عاری ہے۔

دوسروں کا بوجھ اٹھانا عابدوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

جو لوگوں کی برائی کے لئے وقت نکالتا ہے وہ بڑا گنہگار ہے۔

مسلمانوں کی ذلت اپنے دین سے غفلت میں ہے نہ کہ مفلسی میں۔

جس نے لوگوں کا حق نہ جانا اس نے خدا کا حق نہ جانا۔

زبان کے درست ہو جانے کے ساتھ دل بھی درست ہو جاتا ہے۔

اے انسان! خدا نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے۔

جو شخص مصیبت کے وقت اول اپنی تدبیروں اور پھر خلق خدا کی امداد سے عاجز آ کر خدا تعالیٰ کی جانب رجوع کرتا ہے خدا تعالیٰ بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔

خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

لوگ تمہارے عیبوں کے جاسوس ہیں۔

بدگو تین آدمیوں کو مجروح کرتا ہے۔ اول' اپنے آپ کو۔ دوم' جس کی برائی کرتا ہے۔ سوم' جو اس کی برائی سنتا ہے۔

قضا پر رضا دنیا کی جنت ہے۔

بعض دفعہ جرم معاف کر دینا۔ مجرم کو اور بھی خطرناک بنا دیتا ہے۔

بہتر ہے کہ دنیا تجھ کو گنہگار جانے بہ نسبت اس کے کہ تو خدا تعالیٰ کے نزدیک ریاکار ہو۔

جو دل پاک ہو جائے وہ تلاوت قرآن پاک اور سماعت قرآن سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔

متقی کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ سب لوگوں کے لئے یہ سمجھے کہ وہ نجات یا جائز ہے اور اپنے متعلق یہ سمجھے کہ میں ہلاک ہو گیا۔

عمدہ لباس کی حرص بڑھے ذ کفن' عمدہ مکان کی خواہش سر اٹھائے تو قبر کا گڑھا اور عمدہ غذاؤں کی طلب زیادہ ہو تو کیڑے مکوڑوں کی خوراک بننا یاد رکھنا چاہئے۔

ایسی بات مت کہو جو مخاطب کی سمجھ سے باہر ہو۔

حاجت مند غرباء کا تمہارے پاس آنا خدا کا انعام ہے۔

حق پر قائم رہنے والے مقدار میں کم ہوتے ہیں مگر قدر و منزل میں زیادہ۔

تو کتنا بھی مغلوک الحال ہو لیکن مغلوب الحال کبھی نہ ہو۔

عیال دار کے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر جاتے ہیں۔

نعمت کا نامناسب جگہ خرچ کیا جانا ناشکری ہے۔

جس شخص کو سال بھر کوئی تکلیف یا رنج نہ پہنچے بس وہ جان لے کہ میرا رب مجھ سے ناراض ہے۔

ضائع ہے وہ عالم جس سے علم کی بات نہ پوچھیں۔

ضائع ہے وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے۔

اعمال علم کا پھل ہے۔

سب سے بڑا خطاکار وہ ہے جو لوگوں کی برائیوں کو بیان کرتا پھرتا ہے۔
زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔
اللہ تعالٰی سے محبت رکھنے والے کو تنہائی محبوب ہوتی ہے۔
جو شخص تمہاری نگاہوں سے تمہاری ضرورت کو نہیں سمجھ سکتا اسے کچھ کہہ کر خود کو شرمندہ نہ کرو۔
ظالموں اور ان کے متعلقین سے معاملہ مت کر۔

اقوالِ حضرت علی المرتضیٰؓ

جس نے لالچ کو شعار بنایا' اس نے اپنے آپ کو حقیر کر دیا۔ اور جس نے اپنی بدحالی کا پردہ کھولا وہ اپنی خوشی سے ذلیل ہوا۔ اور جس نے زبان کو اپنا فرمانروا بنایا اس نے دل کی حکومت کو کمزور کر دیا۔
بخل عار ہے اور بزدلی عیب ہے اور ناداری ذہین آدمی کو ایسا گونگا بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی حجت پیش نہیں کر سکتا اور مفلس آدمی اپنے شہر میں بھی پردیسی ہوتا ہے اور بے چارگی ایک آفت ہے اور صبر شجاعت ہے۔ زہد دولت ہے اور پرہیز گاری' ڈھال ہے۔
عاقل کا سینہ اس کے راز کا صندوق ہے اور تازہ روئی (زندہ دلی) محبت کا پھندا ہے۔ بردباری عیبوں کا مدفن ہے۔
جو شخص اپنے آپ سے راضی رہتا ہے اس پر ناراض ہونے والے بڑھ جاتے ہیں۔
جب دنیا کسی کی طرف رخ کرتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں اسے ادھار دے دیتی ہے اور جب اس سے پیٹھ پھیرتی ہے تو اس کی اپنی خوبیاں بھی اس سے چھین

لیتی ہے۔

لوگوں سے ایسا میل جول رکھو کہ اگر تم مرجاؤ تو وہ تم پر روئیں اور اگر جیو تو تمہاری طرف مائل رہیں۔

لوگوں میں سب سے بے چارہ وہ ہے جو اپنے لئے دوست حاصل نہ کر سکے اور اس سے زیادہ بے چارہ وہ ہے جو بنے بنائے دوستوں کو کھو بیٹھے۔

جس کی رفتار کو عمل نے ست کر دیا ہو' نسب اس کی رفتار کو تیز نہیں کر سکتا۔

ترک آرزو سب سے بڑی دولت ہے۔

اللہ کی بارگاہ میں وہ بدی جو تمہیں رنجیدہ کر دے' اس کی نیکی سے بہتر ہے جس پر تمہیں ناز ہو۔

بھوکے شریف اور سیر شکم کمینے کے حملہ سے خائف رہو۔

آج عمل ہو گا حساب نہیں ہو گا۔ کل حساب ہو گا عمل نہیں ہو گا۔

دوستوں کو کھو دینا ایک طرح کی غریب الوطنی ہے۔

جب عقل پختہ ہو جاتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔

جب مسائل کے صحیح یا غلط ہونے میں شک ہو جائے تو ہر مسئلہ کے انجام کا اس کے آغاز پر اعتبار کیا جائے گا۔

یقین رکھتے ہوئے سو رہنا اس نماز سے بہتر ہے جو شک (کی حالت) میں ادا کی جائے۔

لوگو! ایک زمانہ آئے گا جس میں چغل خور کے سوا کوئی مقرب (سلطان) نہ ہو گا اور بدکار کے سوا کوئی عالی ظرف نہ ہو گا اور انصاف پرور کے سوا کسی کو کمزور نہیں سمجھا جائے گا۔ اس زمانہ میں لوگ زکوۃ کو تاوان سمجھیں گے اور صلہ رحمی کر کے احسان جتلائیں گے۔ عبادات اس لئے کریں گے کہ فضیلت میں دوسروں سے بالاتر سمجھے جائیں۔ چنانچہ جب وہ زمانہ آئے گا تو حکومت' عورتوں

کے مشورے، لڑکوں کی امارت اور ہیجڑوں کے بل بوتے پر ہو گی۔

کوئی دولت عقل سے زیادہ منافع بخش نہیں اور کوئی تنہائی خود پسندی سے بڑھ کر وحشت ناک نہیں۔ اور تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں اور پرہیز گاری جیسی کوئی شرافت نہیں۔ حسن خلق جیسا کوئی ہم نشین نہیں اور ادب جیسی کوئی میراث نہیں۔

جب زمانہ اور اہل زمانہ پر امن کی فرمانروائی ہو اور کوئی کسی ایسے شخص سے بدگمانی رکھے جس کا رسوا کن فعل منظر عام پر نہ آیا ہو تو یقین کر لو کہ اس نے ظلم کیا اور جب زمانہ اور اہل زمانہ پر بدامنی کا غلبہ ہو اور کوئی شخص دوسرے شخص سے حسن ظن رکھے تو سمجھ لو کہ وہ خود فریبی کا شکار ہے۔

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جسے چھوئیں تو نرم لگتا ہے مگر اس کے اندر زہر قاتل ہوتا ہے۔ فریب خوردہ جاہل اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے لیکن ہوش مند عاقل اس سے بچ کر رہتا ہے۔

یہ دونوں عمل ایک دوسرے سے کتنے دور ہیں۔ ایک وہ عمل جس کی لذت (آکر) چلی جائے مگر اس کا وبال باقی رہ جائے۔ دوسرا وہ عمل جس کی شفقت یاد بھی نہ رہے مگر اس کا اجر باقی رہے۔

جو اعتدال سے خرچ کرتا ہے وہ تنگدست نہیں ہوتا۔

قلیل العیال ہونا دو تونگریوں میں سے ایک تونگری ہے۔

ایک دوسرے سے دوستی رکھنا آدھی عقل ہے۔

غم آدھا بڑھاپا ہے۔

ہر آنے والا پیچھے ہٹتا ہے اور جو ہٹ گیا گویا کبھی تھا ہی نہیں۔

کسی قوم کے کئے پر خوش ہونے والا ایسا ہے جیسے اس قوم کا شریک کار ہو۔ اور باطل میں شریک کار ہونے والے کے ذمے دو گناہ ہیں۔ باطل کے مطابق

عمل کرنے کا گناہ اور عمل پر راضی ہونے کا گناہ۔
جو شخص اپنے آپ کو تہمت کی جگہوں پر رکھے اس سے بدگمانی رکھنے والے کو ہرگز ملامت نہ کرو۔
جو بھی برسر اقتدار آتا ہے وہ اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔
جس نے اپنی رائے کو ترجیح دی وہ ہلاک ہو گیا اور جس نے دوسروں سے مشورہ کیا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہو گیا۔
لوگ اس بات کی مخالفت کرتے ہیں کہ جس سے وہ لاعلم ہوتے ہیں۔
جو شخص آراء کا ہر رخ سے سامنا کرتا ہے وہ خطا کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔
عقلیں زیادہ تر خواہشات کی بجلیوں کی چھاؤں میں قتل ہوتی ہیں۔
شریف آدمی کا بہترین عمل یہ ہے کہ لوگوں کے جو عیوب اسے معلوم ہوں ان کی طرف دھیان نہ کرے۔
جس پر حیاء نے اپنا لباس پہنا دیا اس کے عیب لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آسکتے۔
خاموشی بڑھ جائے تو ہیبت بڑھ جاتی ہے اور انصاف زیادہ ہو گا تو مستقل دوست زیادہ ہوں گے۔ مہربانی کرنے سے قدر و قیمت میں عظمت آ جاتی ہے۔ تواضع نعمت ناتمام کر دیتی ہے۔ سرداری کے لئے دوسروں کا معاشی بوجھ برداشت کرنا لازم ہے اور عادلانہ سیرت سے جانی دشمن زیر ہو جاتا ہے اور جاہل سے دانشمندانہ برتاؤ کرنے سے اس کے خلاف اپنے مددگار زیادہ ہو جاتے ہیں۔
لالچی آدمی ذلت کی زنجیروں میں جکڑا رہتا ہے۔
عورتوں کی بہترین اور مردوں کی بدترین خصلتیں یہ ہیں۔ تکبر، بزدلی اور کنجوسی۔ چنانچہ عورت جب متکبر ہو گی تو اپنا نفس کسی کے قابو میں نہ دے گی اور کنجوس ہو گی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور اگر بزدل ہو گی

تو ہر ایسی چیز سے خوف کھا جائے گی جو اس کی راہ روکے۔
بیشک کچھ لوگوں نے ثواب کی رغبت میں اللہ کی عبادت کی تو یہ ہوئی تاجروں کی عبادت اور کچھ لوگوں نے خوف کی وجہ سے اللہ کی عبادت کی' سو یہ ہوئی غلامی کی عبادت اور کچھ لوگوں نے شکر ادا کرنے کے لئے اللہ کی عبدت کی یہ ہے آزاد لوگوں کی عبادت۔
جب جوابوں کی بھرمار ہو جاتی ہے تو درست جواب ناپید ہو جاتا ہے۔
سب سے اچھا عمل وہ ہے جسے بجالانے کے لئے تم اپنے نفس کو مجبور کردو۔
حسد نہ کرنے سے بدن تندرست رہتا ہے۔
بیوفاؤں سے وفا کرنا خدا کے یہاں بے وفائی ہے اور بے وفاؤں سے بے وفائی کرنا خدا کے نزدیک وفا ہے۔
دانشوروں کا کلام جب درست ہوتا ہے تو دوا بن جاتا ہے اور جب غلط ہوتا ہے تو درد (مرض) بن جاتا ہے۔
وہ قلیل عمل جسے تم بلاناغہ بجالاتے ہو' اس کثیر سے افضل ہے جس سے تم اکتا جاؤ۔
تمہارے دوست تین ہیں اور تین ہی تمہارے دشمن۔ چنانچہ تمہارے دوست یہ ہیں۔ ● تمہارا دوست ● تمہارے دوست کا دوست ● تمہارے دشمن کا دشمن۔ اور تمہارے دشمن یہ ہیں ● تمہارا دشمن ● تمہارے دوست کا دشمن ● تمہارے دشمن کا دوست۔
تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہارا خط تمہاری طرف سے بلیغ ترین بولنے والا ہے۔
لوگ دنیا کے فرزند ہیں اور اپنی ماں سے محبت کرنے والے کو کوسا نہیں جاتا۔
کسی غیرت مند نے کبھی زنا نہیں کیا۔

باپ دادا کی محبت اولاد کی باہمی قرابت کا سبب ہے اور قرابت محبت کی جتنی محتاج ہے اتنی محبت قرابت کی نہیں۔

پتھر جدھر سے آیا ہو ادھر کو لوٹا دو کیونکہ شر کا دفاع شر ہی سے کیا جاتا ہے۔

اپنی دوات میں صوف ڈالو اور اپنے قلم کی زبان لمبی رکھو اور سطروں کے درمیان کھلا فاصلہ رکھو اور حرفوں کو ایک دوسرے کے قریب رکھو کیونکہ یہ باتیں خوشخطی کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔

جو گناہ سے مغلوب ہو گیا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوا اور جو برائی میں غالب ہوتا ہے وہ اصل میں مغلوب ہوتا ہے۔

معذرت سے بے نیازی کی قدر و قیمت سچی معذرت سے بھی زیادہ ہے۔

گناہوں تک ہاتھ نہ پہنچنا ایک طرح کی عصمت ہے۔

جو اپنی آبرو بچا کر رکھنا چاہے اسے چاہئے کہ بے جا جھگڑا مول لینے سے کنارہ کش رہے۔

ایمان یہ ہے کہ جہاں سچ مضر ہو اور جھوٹ مفید' وہاں تم سچ کو جھوٹ پر ترجیح دو۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ تحسین انسان کو دیوانہ کر دیتی ہے۔

بشاشت دوام محبت میں گرفتار کرنے کا بہترین جال ہے۔ صدقہ سب سے بہتر اور کامیاب تیر بہدف دوا ہے۔

عقل مند آدمی کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق آدمی کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

بوڑھے آدمی کی رائے نوجوانوں کے ارادوں سے بھی مضبوط بلکہ مضبوط تر ہوتی ہے۔

مالداری پردیس کو بھی مضبوط بنا دیتی ہے اور فقیری وطن کو بھی پردیس بنا دیتی

ہے۔
حاجت کا اظہار نہ کرنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ اپنی حاجت کسی ایسے شخص کے سامنے پیش کی جائے جس کو وہ پورا نہ کر سکتا ہو۔
جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو کم سخنی کا پیدا ہونا یقینی امر ہے۔
حسد کا فنا ہو جانا انسان کی صحت کا پیش خیمہ ہے۔ سختی اور سخت گیری جنون کی ایک قسم ہے۔ اگر اس کا مرتکب اپنے لئے پریشان ہو جائے تو خیر ورنہ سمجھنا چاہئے کہ اس کو جنون ہو گیا ہے۔ جس کا زائل ہونا بہت مشکل ہے۔
انسان کی بزرگی تھوڑا بولنے اور اس کی فضیلت کثرت تحمل سے ظاہر ہوتی ہے۔
کارخانہء قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔
خدا کی رحمت سے ناامید ہونا بہت نقصان دہ ہے۔
انسان کی سب آرزوئیں پوری ہونے والی نہیں ہیں۔
جب تم امیدیں باندھتے باندھتے دور جا پہنچو تو موت کی ناگہانی آمد کو یاد کر لو۔
مال امیدوں کو مضبوط کرتا ہے اور موت آرزوؤں کی جڑ کاٹتی ہے۔
تنگی' آرام سے اور موت' حیات سے بہت قریب ہے۔
زمانے کے پل پل کے اندر آفتیں پوشیدہ ہیں۔
دنیا مسافر خانہ ہے مگر بدبختوں نے اسے اپنا وطن بنا رکھا ہے۔
ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات سے ہے۔
خواہش پرستی ہلاک کر دینے والا ساتھی اور بری عادت ایک زور آور دشمن ہے۔
عقل مند ہمیشہ فکر و غم میں مبتلا رہتا ہے۔
معافی نہایت اچھا انتقام ہے۔
علم بے عمل ایک آزار ہے اور عمل بغیر اخلاص بے کار ہے۔

دیدہ دانستہ غلطی قابل معافی نہیں ہوتی۔
جو شخص گناہ سے پاک اور بری ہو وہ نہایت دلیر ہوتا ہے اور جس میں عیب ہو وہ سخت بزدل ہو جاتا ہے۔
حرص سے روزی نہیں بڑھتی مگر آدمی کی قدر ضرور گھٹ جاتی ہے۔
انسان جو حالت اپنے لئے پسند کرے اسی حالت میں رہتا ہے۔
جو شخص خواہ مخواہ کسی کو محتاج بناتا ہے وہ محتاج ہی رہتا ہے۔
جب تک کسی شخص کا پوری طرح سے حال معلوم نہ ہو اس کی نسبت بزرگی کا اعتقاد نہ رکھ۔
جب تک کسی شخص سے بات چیت نہ ہو اسے حقیر نہ سمجھو۔
عبرتناک واقعات سے عبرت کے سبق سیکھو۔
آدمی کے چہرے کا حسن خدا تعالیٰ کی عمدہ عنایت ہے۔
جو شخص اپنا بھید محفوظ رکھنے سے عاجز ہوتا ہے وہ دوسروں کا راز محفوظ کرنے سے نہایت عاجز ہوگا۔
جب کلام کم ہو جائے تو انسان اکثر صحیح بات کہتا ہے۔
ہر ایک سے اس کی فہم کے مطابق کلام کر۔
مصیبت میں گھبرا جانا کمال درجے کی مصیبت ہے۔
میں نے خدا کو ارادوں کے ٹوٹنے اور عقدوں کے حل ہونے سے پہچانا۔
احمق ہمیشہ محتاج رہتا ہے۔ عقلمند ہمیشہ غنی رہتا ہے اور لالچی ہمیشہ ذلت میں گرفتار رہتا ہے۔
جو شخص علم میں کوتاہی کرتا ہے اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔
خوش خوئی اور کشادہ روئی دوستی کا جال ہے۔
واضح اور روشن ترین راستہ حق و صداقت کا راستہ ہے۔

بیشک دنیا اور آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی دو بیویاں ہوں کہ جب اک کو راضی کرتا ہے تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے۔

کچھ لوگ زندگی بھر سوئے رہتے ہیں جب مرتے ہیں تب جاگتے ہیں۔

جھگڑے میں کودنا بہت آسان ہے لیکن نکلنا بہت مشکل۔

جس درخت کی لکڑی نرم ہو گی اس کی شاخیں زیادہ ہوں گی۔ پس نرم خو اور نرم گفتار بن جا تاکہ تیرے دوست زیادہ ہوں۔

کمینے انسان کو جب بلند رتبہ مل جاتا ہے تو وہ سرکشی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔

جس شخص کی نظر اپنے عیبوں پر ہے وہ دوسروں کے عیب نہیں دیکھتا۔

ولادت موت کی قاصد ہے۔

جس شخص کی امیدیں قلیل ہوتی ہیں اس کے اعمال درست ہوتے ہیں۔

غیبت سننے والا غیبت کرنے والوں میں داخل ہے اور برے کام پر راضی ہونے والا گویا اس کا قائل ہے۔

بخشش کا کمال یہ ہے کہ سائل کو انتظار میں نہ رکھا جائے۔

انعام میں دیر کرنا شریفوں کی عادت نہیں اور انتقام میں جلدی کرنا کریموں کی خصلت نہیں۔

جب تم کسی کام کے کرنے میں تکلیف محسوس کرو تو اس میں کود پڑو کیونکہ اس سے بچتے رہنے کا اندیشہ اور خوف اس اندیشے اور خوف سے بدرجہا زیادہ ہے جو اس کام سے علیحدہ رہ کر محسوس کرتے ہو۔

وہ چیز جو شمار ہو سکتی ہے کبھی نہ کبھی ختم ہو کر رہتی ہے اور ہر متوقع شے واقع ہو کر رہتی ہے۔

جو شخص شرم و حیاء کا لباس پہن لے گا، لوگ اس کی برائی نہیں دیکھ سکیں گے۔

غموں کے کانٹوں اور دکھوں کی دھول سے اپنی آنکھوں کو بند کر لو ورنہ کبھی خوشی سے زندگی بسر نہیں کر سکو گے۔
بے موقع حیاء بھی باعث محرومی ہے۔
جب تک کوئی بات تیرے منہ میں بند ہے تب تک تو اس کا مالک ہے جب زبان سے نکال چکے وہ تیری مالک ہو چکی۔
بیکاری میں عشق بازی یاد آجاتی ہے۔
جس شخص کے اپنے خیالات خراب ہوتے ہیں اس میں دوسروں کی نسبت بدظنی زیادہ ہوتی ہے۔
جس نے تجھے ذلیل سمجھا اگر تجھے عقل ہے تو بے شک اس نے تجھے فائدہ پہنچایا۔
وہ شخص تیرا بھائی نہیں جس کی خاطر مدارات کرنے کی تجھے حاجت ہو۔
جب تک نحوست کا مزہ نہ چکھے گا تب تک سعادت کی لذت محسوس نہیں ہو سکتی۔
ہر ایک بات میں ہاں میں ہاں ملانا منافقوں کی خصلت اور ہر بات میں اختلاف کرنا باعث عداوت ہے۔
بیشک خدا تعالیٰ کی یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ انسان پر گناہوں کا کرنا دشوار ہے۔
جب زاہد' لوگوں سے بھاگ جائے تو اس کی تلاش کر اور جب زاہد لوگوں کی تلاش کرے تو اس سے بھاگ جا۔
بہترین کلام وہ ہے جس سے سننے والے کو ملال اور اس پر بوجھ نہ ہو۔
عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے۔
تجربے کبھی ختم نہیں ہوتے اور عقل مند وہ ہے جو ان میں ترقی کرتا رہے۔
اپنے دلوں سے دوستی کا حال پوچھو کیونکہ یہ ایسے گواہ ہیں جو کسی سے رشوت

نہیں لیتے۔
کبھی خوش کلامی سے نقصان ہوتا ہے اور کبھی ملامت کرنے سے اثر ہو جاتا ہے۔
کمینوں کی دولت تمام مخلوق کے واسطے وبال ہے۔
مجھے اس شخص پر رحم آتا ہے جس کی شہرت یہ ہو کہ نیک ہے اور درحقیقت برا ہے۔
جو شخص مال دینے میں سب سے زیادہ بخیل ہو وہ عزت دینے میں سب سے زیادہ سخی ہوتا ہے۔
جو حق بات کہنے سے خاموش رہتا ہے گونگا شیطان ہے۔
جو شخص کسی بات کو دل میں چھپاتا ہے وہ بات اس کی زبان کی جنبش اور اس کی صورت سے ظاہر ہو جاتی ہے۔
صحیح معنوں میں فقیہہ اور عالم وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور خدا کی نافرمانی پر انہیں جری نہ کرے۔ خدا کے عذاب سے انہیں بے خوف نہ کرے اور قرآن کے بغیر اسے کوئی چیز اپنی طرف راغب نہ کرسکے۔
جو شخص ایک مرتبہ بھی فضول بات کرتا ہے وہ اپنی عقل کا ایک حصہ ختم کر دیتا ہے۔
خوشامد اور تعریف کی محبت شیطان کے دو بڑے داؤ ہیں۔
دولت مندی کی مستی سے خدا کی پناہ مانگو۔ یہ ایک ایسی لمبی مستی ہے کہ اس سے بہت دیر بعد ہوش آتا ہے۔
راحت اور آسائش کو یک لخت دلوں سے دور مت کرو کہ یوں تو دل اندھا ہو کر رہ جائے گا۔
استحقاق سے زائد کسی کی تعریف کرنا خوشامد ہے۔

جس کے ساتھ نیکی کرو اس کے شر سے اپنے آپ کو بچائے رکھو۔
ہم قدرت کی اس تقسیم پر بہت خوش ہیں کہ جاہلوں کو صرف دولت دنیوی اور ہمیں علم سے نوازا۔ اس لئے کہ مال کسی وقت بھی ختم ہونے والی چیز ہے مگر دولت علم کو اندیشہء فنا نہیں۔
لوگوں کے سامنے نصیحت کرنا ایک طرح کی ملامت ہے۔
تمہارا مرض تمہارے اندر ہے اور تمہیں معلوم نہیں۔ تمہاری دوا تم میں ہے اور تمہیں معلوم نہیں۔ تم خود کو معمولی جاندار سمجھتے ہو حالانکہ تمہارے اندر تو پوری کائنات چھپی ہوئی ہے۔
اگر تم سمجھتے ہو کہ تم حق پر ہو اور تونگر بھی ہو تو سوچو کہ کیا واقعی تم حق پر ہو۔
تیرا مال وہی ہے جو تو نے راہ حق میں خرچ کیا اور مستحقوں کو دے کر آگے بھیجا۔ جو پیچھے رہا وہ وارثوں کا ہے۔
انسان کا قریبی وہی ہے جسے محبت نے قریب کر دیا ہو' اگرچہ نسب میں بعید ہو۔
بعید وہ ہے جسے عداوت نے بعید کر دیا ہو اگرچہ نسب میں قریب ہو۔ دیکھو! جسم سے قریب تر ہاتھ ہے اور جب ہاتھ فاسد ہو جاتا ہے تو کاٹ کر علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور جب کاٹ دیا جاتا ہے تو داغ دیا جاتا ہے۔
دولت' حکومت اور مصیبت میں انسان کی عقل کا امتحان ہوتا ہے۔
آدمی اگر عاجز ہو اور نیک کام کرتا ہے تو اس سے اچھا ہے کہ قوت رکھے اور برے کام نہ چھوڑے۔
جو شخص کسی بری جگہ جاتا ہے وہ برائی کے ساتھ متہم ہو جاتا ہے۔
انسان کی قدرت کا اندازہ اس کی ہمت سے' اس کی صداقت کا اس کی مروت سے' اس کی شجاعت کا اس کی حمیت سے اور اس کی پاک دامنی کا اس کی غیرت سے ہوتا ہے۔

بہترین دولت مندی یہ ہے کہ خواہشات کو ترک کر دو۔
زبان ایک ایسا درندہ ہے کہ اگر اسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ کھائے گا۔
تواضع علم کا ثمرہ ہے۔
علم مالدار کی زینت اور تنگدستوں کے لئے تونگری کا ذریعہ ہے۔
خودستائی کے برابر کوئی حماقت اور علم سے زیادہ کوئی راہنما نہیں۔
علم بیان کرنے والے تو بہت ہیں لیکن اس پر عمل اور اس کی حفاظت کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔
اپنی لاعلمی کے اظہار کو کبھی برا نہ سمجھو۔
علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔
جو لوگ تجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں ان سے حاصل کر اور جو ناداں ہیں ان کو اپنا علم سکھا۔
جس شخص کو علم غنی اور بے پرواہ نہیں کرتا' وہ مال سے کبھی مستغنی نہیں ہو سکتا۔
علم کی خوبی اس پر عمل کرنے میں اور احسان کی خوبی اس کے نہ جتلانے پر ہے۔
جس شخص کا علم اس کی عقل سے زیادہ ہو جاتا ہے وہ اس کے لئے وبال جان ہو جاتا ہے۔
جس بات کا علم نہ ہو اسے برا نہ سمجھو۔ ہو سکتا ہے کہ کئی باتیں ابھی تک تمہارے کان تک نہ پہنچی ہوں۔
صاحب علم اگرچہ حقیر حالت میں ہو' اسے ذلیل نہ سمجھ۔ بیوقوف اگر بڑے

رتبے پر ہوا سے بڑا مت خیال کر۔

تھوڑا علم فساد عمل کا موجب ہے اور صحت عمل علم پر منحصر ہے۔

لوگوں کو طلب علم میں صرف اس وجہ سے بے رغبتی پیدا ہو گئی ہے کہ بہت سے عالم ایسے نظر آتے ہیں جو اپنے علم پر عمل کم کرتے ہیں۔

جب کسی برتن میں کوئی چیز ڈالی جائے تو وہ بھر کر تنگ ہو جاتا ہے اور اس میں مزید گنجائش نہیں رہتی سوائے علم کے برتن یعنی انسانی سینہ کے کہ اس میں جس قدر زیادہ ڈالتے جاؤ یہ اتنا ہی پھیلتا جاتا ہے۔

دنیا داروں کی دوستی ایک معمولی اور ادنیٰ بات سے دور ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی قابل شخص دوستی کے اہل نہ ملے تو کسی نااہل سے دوستی مت کر۔

دوست سے دھوکا کھانے اور دشمن سے مغلوب ہونے سے بچا رہ۔

دشمن ایک بھی بہت ہے اور دوست زیادہ بھی تھوڑے ہیں۔

غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔

کم عقل سے دوستی پیدا کرنا اپنی کم عقلی جتانا ہے۔

جو شخص اپنی زبان کو اپنے نفس پر حکمران بنا دیتا ہے وہ اپنی وقعت ختم کر دیتا ہے۔

انسان اپنی زبان کے پردے کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

زیادہ خاموشی سے وقار پیدا ہوتا ہے۔

جس کی گفتگو زیادہ ہو اس کی خطائیں زیادہ ہوتی ہیں اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوں اس کا حیا کم ہو جاتا ہے اور جس کا حیا کم ہو جاتا ہے اس کا تقویٰ کم ہو جاتا ہے اور جس کا تقویٰ کم ہو اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور جس کا دل مردہ ہو جائے وہ آگ میں داخل ہو گا۔

گفتگو آپ کے قبضہ میں ہوتی ہے جب تک آپ اس کو زبان سے نہ نکالیں اور جب آپ اسے زبان سے نکال دیں تو آپ خود اس کی گرفت میں آ جائیں گے۔ اس لئے تم اپنی زبان اس طرح محفوظ کر کے رکھو جس طرح اپنے سونے چاندی کو محفوظ رکھتے ہو۔ اس لئے کہ بہت سے کلمات اس طرح کے ہوتے ہیں کہ نعمت کو سلب کر لیتے ہیں۔

تو اس بات پر تو قادر ہے کہ خاموشی کو کلام بنا لے لیکن تو اس پر قادر نہیں کہ اپنے کلام کو خاموشی بنا لے۔

زبان سے بڑھ کر کوئی بھی چیز زیادہ دیر قید کیے جانے کی حقدار نہیں۔

جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو گفتگو کم ہو جاتی ہے۔

خندہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے۔

گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے۔

جو شخص نیک سلوک کرنے سے درست نہ ہو وہ بدسلوکی سے درست ہو جاتا ہے۔

اگرچہ کوئی قدرشناس نہ ملے مگر تو اپنی نیکی کو بند نہ کر۔

نیک کام میں کسی کے پیچھے ہونا اس سے بہتر ہے کہ برے کاموں میں اوروں کا پیشوا ہو۔

شکریہ میں کمی کرنے سے محسن لوگ نیکی کرنے میں بے رغبت ہو جاتے ہیں۔

تمام لوگوں میں نیک کام پر سب سے زیادہ قادر وہ شخص ہے جسے غصہ نہ آئے۔

نیک عمل کا ثواب اس کی مشقت کے اندازے سے ملتا ہے۔

برائیوں سے پرہیز کرنا' نیکیاں کمانے سے بہتر ہے۔

جو شخص کسی ایسے شخص کے ساتھ نیکی کرتا ہے جو اس کے قابل نہ ہو وہ اپنی نیکی پر ظلم کرتا ہے۔

عورت اگرچہ شر اور خرابی ہے مگر اس سے بڑھ کر خرابی یہ ہے کہ عورت کے بغیر گزارہ بھی نہیں ہو سکتا۔

شریر عورتوں سے بالکل برکنار رہو اور جو بھلی مانس ہوں ان سے بھی ہوشیار رہو۔

جب کوئی شخص کسی عورت کو دیکھے اور اسے وہ پسند کرے تو وہ اپنی عورت سے ہم بستری کرے۔ کیونکہ جیسی عورت وہ ہے ویسی اس کی اپنی عورت ہے۔

عورت ایک ایسا بچھو ہے۔ جو لپٹ جائے تو بھی اس کے زہر میں لذت ہے۔

اقوال حضرت امام حسنؓ

مومن وہ ہے جو زاد آخرت مہیا کرے اور کافر وہ ہے جو دنیا کے مزے اڑانے میں مشغول ہو۔

تمہاری عمر برابر گھٹتی جا رہی ہے۔ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس سے کسی کی مدد کر جاؤ۔

جو لوگ تمہارے دوست بننا چاہتے ہیں ان کے دوست بنو' عاقل کہلاؤ گے۔

دانائیوں میں اعلیٰ درجے کی دانائی تقویٰ ہے اور کمزوریوں میں سب سے بڑی بد اخلاقی اور بد اعمالی ہے۔

اپنی تعریف زیادہ کرنا ہلاکت کا باعث ہے۔

جو شخص سلام سے پہلے کوئی بات کرے' اسے جواب نہ دو۔

مقدر پر راضی ہو جاؤ' غنی ہو جاؤ گے۔

جہاں حیا ہے وہاں ایمان ہے' جہاں حیاء نہیں وہاں ایمان نہیں۔

تمہیں اپنے اندرونی اسرار کا اسرار محفوظ رکھنا لازم کیونکہ اللہ تعالیٰ ضمیروں کا جاننے والا ہے۔

عابد وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو۔

جس کے پاس عقل نہیں اس کے پاس ادب نہیں۔ جس کے پاس ہمت نہیں اس کے پاس کامیابی نہیں اور جس کے پاس دین نہیں اس کے پاس حیا نہیں ہے۔

مال داروں کے سامنے خودی کا اظہار عین تواضع ہے۔

اچھے اخلاق دس ہیں۔ زبان کی سچائی' باطل سے جنگ کے وقت حملہ میں شدت' سائل کو دینا' احسان کا بدلہ' رحم' پڑوسی کی حفاظت' حقوق العباد' مہمان نوازی اور سب سے بڑھ کر شرم و حیا۔

اقوالِ حضرت امام حسینؓ

جس کام کو پورا کرنے کی طاقت نہ ہو اسے اپنے ذمہ مت لو۔

جس چیز کو تم نہ سمجھ سکتے ہو اور نہ حاصل کر سکتے ہو اس کے در پے کیوں ہوتے ہو؟

جب تم جان لو کہ تم حق پر ہو تو پھر نہ جان کی پرواہ کرو نہ مال کی۔

جلد بازی حماقت ہے اور یہ انسان کی بدترین کمزوری ہے۔

جو کوئی اپنے مذہب کو قیاس کے ترازو میں تولتا ہے وہ ہمیشہ شکوک و شبہات میں پڑا رہتا ہے۔

کسی شے کی زیادہ خواہش اور حرص محض بری ہی نہیں، مہلک بھی ہوتی ہے۔

دولت کا بہترین مصرف یہ ہے کہ اس سے عزت و آبرو کو برقرار رکھ۔

وہ سب رخصت ہو گئے جن سے محبت تھی اور اب میں ان لوگوں میں ہوں جو مجھے پسند نہیں۔

اپنے کام کے صلے کی، واجب سے زیادہ امید نہ رکھو۔

دنیا کا رنگ بدل گیا، وہ نیکی سے محروم ہو گئی۔ کوئی نہیں جو ظالم کو ظلم سے روکے۔

وقت آ گیا ہے کہ مومن سچائی کی راہ میں بے چین ہو کر نکل پڑے اور اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دے۔

بہترین سکون یہ ہے کہ خدا کی اطاعت پر خوش رہو۔

حلم اور بردباری انسانی سیرت کو آراستہ کرتی ہے۔

عظمت و بزرگی کا بہترین ذریعہ سخاوت اور نیک عمل ہے۔

بدترین حاکم وہ ہے جو اپنے مخالفوں کے سامنے بزدل ثابت ہو اور نامردی دکھائے لیکن کمزور اور محکوموں کے سامنے جرات کا مظاہرہ کرے۔

اگر زمانہ تیرے ٹکڑے بھی اڑا دے تو پھر بھی مخلوق کی طرف مائل نہ ہو۔
ذلت برداشت کرنے سے موت بہتر ہے۔
اگر جسموں کے لئے موت ہی مقدر ہے تو انسانوں کو راہ خدا میں شہید ہونا بہتر ہے۔
ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود جرم ہے۔
حماقت کیا ہے؟ کمینوں کا اتباع اور گمراہوں کی اطاعت۔

اقوالِ امام زین العابدین

توبہ زبان سے نہیں بلکہ عمل سے ہوتی ہے۔ (امام زین العابدین)
دنیا و آخرت میں نیک بخت وہ ہے جو خوش ہو تو باطل پر نہ ہو اور اگر غضب ناک ہو تو اس کا غصہ اسے حق سے باہر نہ کر دے۔ (")
مجھے سب سے زیادہ تعجب اس پر ہے جو آخرت میں زندہ ہونے سے انکار کرتا ہے' حالانکہ وہ ایک بار زندہ (پیدا) ہو چکا ہے۔ (")
عبادت' توبہ کے بغیر درست نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر

اقوال امام جعفر صادق

مقدم کیا ہے۔
منافقت کی دوستی سے کھلم کھلا عداوت کہیں بہتر ہے۔
شکایت کا ترک کرنا صبر ہے۔
بسیار خوری اور فاقہ کشی دونوں عبادت میں رکاوٹ کا باعث ہیں۔
خدا رحمت کرے اس بندے پر جو پارسا ہو اور لوگوں سے سوال نہ کرے۔

نفس خدا کا دشمن ہے۔ اس لئے اپنے نفس کا دشمن خدا کا دوست ہے۔
عالموں کا فقر اختیاری ہوتا ہے اور جاہلوں کا فقر اضطراری۔
انسان اپنے اعمال میں آزاد تو ہے لیکن اس کی آزادی لامحدود نہیں' اس لئے کہ اس کے اختیار میں کچھ شائبہء جبر بھی ہے۔
سب سے بہتر جہاد یہ ہے کہ تو انتقام کی قدرت رکھتے ہوئے غصے کو پی جائے اور بدلہ نہ لے۔
آزمائش ایک شرط ہے جس سے بندگان حق' نوازے جاتے ہیں۔
بلا کا نزول ہلاکت ہی کے لئے نہیں' امتحان کے لئے بھی ہوتا ہے۔
ہمارا دین سراپا ادب ہے۔ جو اس کو ملحوظ نہ رکھے حرماں نصیب ہے۔
دوسروں کے مال کا لالچ نہ کرنا بھی سخاوت ہے۔
دل کی آنکھ عبادات سے کھلتی ہے۔ اس کی رسائی لامکاں تک ہے اور کائنات کا کوئی راز اس سے پنہاں نہیں۔
حقیقی تقویٰ یہ ہے کہ جو کچھ تیرے دل کے اندر ہے اگر تو اس کو ایک کھلے طباق میں رکھ کر بازار کا گشت لگائے تو اس میں ایک چیز بھی ایسی نہ ہو جس کو اس طرح آشکارا کرنے پر تجھے شرم آئے۔
انسان کے پاس ایک ایسی قوت بھی ہے جو مستقبل میں جھانک سکتی ہے۔ یہ اس وقت بیدار ہوتی ہے جب حواس خمسہ سو رہے ہوں اور دماغ مشاہدات کی مداخلت سے آزاد ہو۔
بیجا اعتقاد' بربادی اور نکتہ چینی بد نصیبی ہے۔
جو اللہ سے انس رکھتا ہے اس کو لوگوں سے وحشت ہوتی ہے۔
تغیر اساس کائنات ہے۔ پانی کہیں سحاب بن رہا ہے' کہیں موتی اور کہیں آنسو۔ ظلمت میں بدل رہا ہے اور ظلمت نور میں۔

دروغ گو کو مروت نہیں ہوتی اور حاسد کو راحت نہیں ہوتی۔ بدخلق کو سرداری نہیں اور ملوک کو اخوت نہیں۔

جو شخص چاہے کہ اس کی عزت بلاذات و قبیلہ ہو اور ہیبت بلا حکومت ہو اس سے کہہ دو کہ گناہوں کو چھوڑ دے اور اطاعت اختیار کرے۔

بہت سے ایسے گناہ ہیں، جن کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور بہت سی ایسی عبادات ہیں جن کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مطیع مغرور گنہگار ہوتا ہے۔ گنہگار نادم مطیع ہوتا ہے۔

خوشامدی لوگ تیرے لئے تکبر کا تخم ہیں۔

ایک گناہ بہت ہے اور ہزار اطاعت قلیل۔

آدمی کی نیک بختی اس میں بھی ہے کہ اس کا دشمن عقلمند ہے۔

متکبر اطاعت کرنے والا عاصی ہے اور عاصی عذر کے سبب اطاعت کرنے والا ہے۔

توبہ کرنا آسان مگر گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔

اس کو خوشی ہو جس کی آنکھ شہوات دیکھتی ہے اور اس کا دل شہوات کو نہیں چاہتا۔

دنیا کا سب سے بڑا زہد یہ ہے کہ لوگوں کی ملاقات سے کنارہ کش ہو جائے۔

فضیلت اگرچہ جماعت میں ہے لیکن سلامتی گوشہ نشینی میں ہے۔

مصیبت میں آرام کی تلاش مصیبت کو ترقی دیتی ہے۔

غذا سے جسم کو اور قناعت سے روح کو راحت پہنچتی ہے۔

کم عمر والے کے گناہ اپنے سے کم جان کر اس کی عزت کرو۔

گناہ ناسور ہے اگر ترک نہ کرو تو برابر بڑھتا رہے گا۔

کسی برائی کو معمولی سمجھ کر اختیار نہ کرو، ممکن ہے اسی سے خدا ناراض ہو

جائے۔

فاجر سے محبت مت رکھ تجھ پر فجور غالب آ جائے گا۔

جو بروں کی صحبت اختیار کرتا ہے سلامت نہیں رہتا۔ جو بری جگہ جاتا ہے متہم ہوتا ہے اور جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا شرمندگی اٹھاتا ہے۔

دیدہ دانستہ ظلم و زیادتی یا غلطی قابل معافی نہیں ہے۔

جس نے اللہ کو جان لیا وہ سوائے اللہ سب سے علیحدہ ہو گیا۔

جو شخص عبادت پر فخر کرے وہ گنہگار ہے اور جو معصیت پر ندامت کا اظہار کرے وہ تابع فرمان ہے۔

ہر وہ چیز جو تجھے مطالعہ حق سے باز رکھے' وہی تیرا بت ہے۔

(حضرت امام محمد باقرؒ)

اقوال امام حسن بصریؒ

صبر دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک صبر وہ ہے جو مصائب و بلا کے اندر کیا جائے۔ دوسرا صبر ان چیزوں سے ہے جن سے ہمیں باز رہنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا۔ ان سے اطاعت حکم کرتے ہوئے رکنا اور خواہشات کے خلاف صبر کرنا۔

جو بدبختوں میں رہے گا' نیکوں کی جماعت سے اور ان کے پیشواؤں سے بدگمان ہو جائے گا۔

جو شریر لوگوں سے محبت رکھے گا وہ اپنی شرارت نفس کے ماتحت ہو گا اور اگر اس میں بھلائی ہو گی تو وہ اخیار کے ساتھ صحبت پسند کرے گا۔

جس کے اندر نفاق نہیں وہ دنیا کی کسی شے کو بھی اپنے دل میں جگہ نہیں دیتا۔

تین افراد کی غیبت جائز بلکہ امر ثواب ہے۔ اول لالچی کی' دوم فاسق کی' سوم ظالم بادشاہ کی۔

جو شخص تم سے دوسروں کی عیوب بیان کرتا ہے وہ یقیناً" دوسروں سے تمہاری برائی بھی کرتا ہے۔

تمہارے بھائیوں میں سب سے زیادہ قابل عزت وہ ہے جس کی دوستی تمہارے ساتھ ہمیشہ رہے۔

اگر مجھے کوئی شراب نوشی کے لئے طلب کرے تو میں طلب دنیا سے وہاں جانے کو بہتر تصور کرتا ہوں۔

آنکھوں اور زبان کی آزادی روح کے لئے قید ہے۔

دنیا کا عذاب یہ ہے کہ تمہارا دل مردہ ہو جائے۔

عقل مند بولنے سے پہلے اور بے وقوف بولنے کے بعد سوچتا ہے۔

اقوال عمرؓ بن عبدالعزیز

جب تجھے چپ رہنے کی خواہش ہو اس وقت بول اور جب تجھے گفتگو کرنے کی خواہش ہو اس وقت چپ رہ۔

اپنی آرزوؤں کو دل میں مار ڈالو اور دلوں کو ان میں مرنے نہ دو۔

مذاق (تمسخر) کی بدولت آپس میں کینہ اور فساد پیدا ہوتا ہے۔

جو ہنستے ہوئے گناہ کرتا ہے وہ روتے ہوئے جہنم میں جائے گا۔

اقوال حضرت امام اعظمؒ

عقائد کے بارے میں عوام سے گفتگو کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

جو شخص علم کا مزاج نہیں رکھتا اس کے سامنے علمی گفتگو کرنا گویا اس کو اذیت دینا ہے۔

ہر کسی کی دعوت قبول نہ کرو اور نہ ہر کسی سے تحائف لو۔

رذیل اور گھٹیا لوگوں سے دوستی نہ کرو جن کا ظاہر اچھا نہیں اس سے بھی ملاپ نہ رکھو۔

علم' نفع حاصل کرنے کے لئے سکھلایا یا سیکھا جائے تو دل میں گھر نہیں کرتا۔

اقوالِ حضرت امام مالکؒ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دو اور اس کی نافرمانی سے روکو۔

مسجد میں منافقوں کی حالت وہی ہوتی ہے جیسی چڑیوں کی پنجرے میں کہ دروازے کھلتے ہی اڑ جاتی ہیں۔

زیادہ مت ہنسو' زیادہ ہنسنا بیوقوفی کی علامت ہے۔

مزاح نہ کرو اس سے ذلیل ہو جاؤ گے۔

جس بات سے تم دوسروں کو روک رہے ہو اسے خود بھی نہ کرو۔

لوگوں کے پاس اپنی ضرورتیں بہت کم لے کر جاؤ کیونکہ ان میں ذلت اور رسوائی ہے۔

اپنے گھر والوں اور ان لوگوں سے جو تمہاری عزت کرتے ہیں خوش خلقی سے پیش آؤ۔

پست خیال' آوارہ مزاج اور فحش لوگوں سے دور رہو۔
ظالم کا ہاتھ پکڑو اور اسے ظلم سے روکو۔
جو شخص اس لئے مظلوم کے ساتھ چلتا ہے کہ اسے اس کا حق دلوائے اسے اللہ تعالیٰ اس دن ثابت قدم رکھے کہ جس دن قدم پھسلیں گے۔
صرف رضائے الٰہی کے لئے نیک اعمال کی لگن رکھو۔ جب رضائے الٰہی کے لئے کوئی کلام کرو تو اسے بہتر انداز میں کرو۔
ناپسندیدہ باتوں سے چشم پوشی کرو اور بردباری سے کام لو۔
اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لوگوں کی نافرمانی ہو جائے تو کوئی بات نہیں لیکن لوگوں کی اطاعت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہونے پائے۔
السلام علیکم کو خوب رواج دو۔
جس شخص نے تجھے رازدار بنایا ہے اس کا راز افشا نہ کرو۔
اچھی رائے دو' اچھی گفتگو کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔
جب حاکم موٹا ہو جائے تو جان لو کہ وہ رعیت اور اپنے رب کی خیانت کرتا ہے۔
جس ماں کا بچہ گم ہو جائے اسے نوحہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اقوال حضرت امام شافعیؒ

رضامندی کی آنکھ ہو تو اسے کوئی عیب نظر نہیں آتا اور جب ناراض ہو جائے تو اسے صرف برائیاں ہی برائیاں نظر آتی ہیں۔
دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو جو بلند منصب پر فائز ہو کر مست' خواہشات کے پیچھے چل کر درماندہ اور بدکاروں سے مل کر نادم نہ ہوا ہو۔

ضرورتیں کم کرو گے تو راحت پاؤ گے۔
جو تمہارے ایسے اوصاف بیان کرے جو تم میں نہ ہوں وہ تمہارے ایسے عیوب بھی بیان کرے گا جو تم میں نہیں۔
اگر تم اپنے نفس کو حق میں مشغول نہ کرو گے تو وہ تم کو باطل میں مشغول کر دے گا۔
سخاوت' دنیا اور آخرت کے عیبوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔
مخلوق میں سب سے زیادہ ہمدردی کے قابل وہ ہے جو تنگ حالی کے باوجود ہمت سے زندگی بسر کرتا ہے۔
چونکہ جاہل کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ وہ عالم ہے اس لئے وہ کسی کی بات نہیں مانتا۔
جس طرح بصارت کی ایک حد ہوتی ہے اسی طرح عقل کی بھی ایک حد ہوتی ہے' جہاں وہ ٹھہر جاتی ہے۔
میں نے کسی شخص کی عزت اگر اس کی حیثیت سے زیادہ کی تو اتنی ہی میری عزت اس کی نظر میں کم ہو گئی۔
اپنے اوپر سب سے زیادہ ظلم کرنے والا وہ شخص ہے جو ایسے شخص کی عزت کرے جو اس کی عزت نہ کرتا ہو۔ ایسے شخص سے دوستی کرے جو اسے نفع نہ پہنچا سکتا ہو۔ ایسے شخص کی تعریف کرے جو اسے نہ پہچانتا ہو۔
فضل اور عقل والوں میں علم' قرابت کا ذریعہ ہے۔
جو غصہ کی بات پر غصہ نہ کرے وہ گدھا ہے اور جو منانے پر نہ مانے وہ شیطان ہے۔
اپنے کانوں کو فحش کلام سننے سے بچاؤ جیسے زبان کو فحش سے بچاتے ہو' اس لئے سننے والا بھی کہنے والے کا شریک جرم ہے۔

عالم کے لئے سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ وہ اس چیز میں دلچسپی لے جس سے خدا نے منع کیا ہے اور اس چیز سے بیزاری دکھائے جس کا خدا نے حکم دیا ہے۔
جدوجہد سے ہر مشکل آسان ہوتی ہے اور محنت و مشقت سے ہر بند دروازہ کھل جاتا ہے۔ زمانے نے کچھ علم و ہمت مجھے سکھایا' جو کچھ تجربہ میں نے حاصل کیا' جس قدر میرے علم میں اضافہ ہوا' اس سے اپنی عقل کا نقص اور جہل ہی مجھ پر منکشف ہوتا چلا گیا۔
طلب علم' نفل نماز سے بہتر ہے۔
طالب دنیا اور طالب عقبیٰ دونوں کو علم حاصل کرنا چاہیے۔
علم کا مزا اسے آتا ہے جس نے تنگ دستی کے باوجود علم حاصل کیا ہو۔
جس پر دنیا کی محبت غالب ہوتی ہے وہ اہل دنیا کا غلام ہے۔
تقویٰ اور بردباری علم کا زیور ہے۔
اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا دل روشن فرما دے تو غیر ضروری گفتگو سے بچو۔ گناہوں سے دور رہو اور کوئی نہ کوئی ایسا عمل خیر ضرور کیا کرو جس کا علم خدا کے علاوہ کسی کو نہ ہو۔
انسان کی تعلیم و تربیت' جانوروں کو سدھانے سے زیادہ مشکل ہے۔
تم ہر ایک کو خوش نہیں کر سکتے لہٰذا ہر کام میں خلوص دل پیش نگاہ رکھا کرو۔
ایمان تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے' بھلے کام کرنا اور ان کا حکم دینا۔ برے کاموں سے پرہیز کرنا اور دوسروں کو ان سے باز رکھنے کی کوشش کرنا۔ حدود الٰہی کی نگہداشت کرنا۔
تین چیزوں کی زیادہ عزت افزائی ذلیل کر دیتی ہے۔ عورت' خادم اور گھوڑا۔
سب سے زیادہ جاہل وہ ہے جو گناہ سے باخبر ہوتے ہوئے بھی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

جب کام زیادہ ہو تو سب سے پہلے اس کام کو ہاتھ میں لو جو سب سے زیادہ اہم ہو۔

اقوال امام احمدؒ بن حنبل

قرآن مجید ایک ایسا دریچہ ہے جس سے ہم اگلی دُنیا کو دیکھ سکتے ہیں۔

مومن کو گناہ یوں نظر آتے ہیں گویا ایک پہاڑ آہستہ آہستہ نیچے آ رہا ہے جو اسے پیس کر رکھ دے گا۔

نظر اس وقت تک پاک رہتی ہے جب تک جھکی رہے۔

دشمن سے ہمیشہ بچو' لیکن دوست سے اس وقت جب وہ تمہاری تعریف کرنے لگے۔

اقوال حضرت جنید بغدادیؒ

اخلاص بندے اور رب کے درمیان ایک راز ہے۔ جسے نہ تو فرشتہ جان سکتا ہے کہ لکھ لے اور نہ شیطان کہ اسے خراب کر سکے اور نہ خواہش نفس کہ اسے اپنی طرف مائل کر سکے۔

جب محبت کامل ہو جاتی ہے تو ادب کی شرط گر جاتی ہے۔

توبہ کے تین معنی ہیں۔ پہلے ندامت' پھر عزم ترک' اور آخر ظلم و خصومت سے باز رہنا۔

توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہوں کو بھول جائے۔

جس نے خود کو دل سے پہچان لیا اس کی زبان گنگ ہو گئی' کیونکہ مشاہدہ میں بیان کرنا حجاب معلوم ہوتا ہے۔

جب عقل مندوں کی عقلیں توحید کے متعلق انتہا تک پہنچ جائیں تو ان کی انتہا حیرت پر ہوتی ہے۔

ایسی جگہ جہاں عیب کی گنجائش نہ ہو عیب کی تردید بھی ایک قسم کا عیب ہے۔

محبت خدا کی امانت ہے اور وہی محبت پائیدار ہے جو صرف خدا کے لئے ہو۔

صوفی زمین کی مانند ہے جسے نیک و بد ہر ایک روندتا ہے۔ اور وہ ابر کے مانند ہے کہ ہر ایک پر سایہ فگن ہوتا ہے۔ اور بارش کی طرح ہے کہ ہر ایک کو سیراب کرتا ہے۔

ہاتھوں کا املاک سے اور دلوں کا تلاش اور جستجو سے خالی ہونا زہد ہے۔

ہیبت کے وجود کے ساتھ حشمت کا اٹھا دینا انس ہے۔

گوشہ نشینی کی تکلیف برداشت کر لینا' لوگوں سے میل جول اور مدارات کرنے سے زیادہ آسان ہے۔

عارف وہ شخص ہے جو خود تو خاموش رہے اور حق تعالیٰ اس کے اسرار بیان کرے۔

حکمت کے علاوہ عقدوں میں سے پہلی چیز جس کی بندے کو ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ مصنوع' اپنے صانع کو پہچانے۔

خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے دو علم چاہتا ہے ایک یہ کہ وہ اپنی عبودیت کو جانیں دوسرا خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو پہچانیں۔

علماء کا تمام علم دو حرفوں میں محدود ہے۔ عقیدے کی درستی اور خدمت میں صرف حق کا لحاظ۔

کسی سے نیکی کرتے وقت بدلے کی توقع مت رکھو' کیونکہ اچھائی کا بدلہ انسان نہیں خدا دیتا ہے۔

اقوال عبدالکریمؒ بن ہوازن قشیری

پہلے خیال کے آتے ہی اس کے مطابق عمل کرنا جود کہلاتا ہے۔

دعا' قضاء حاجات کی چابی ہے اور فاقہ مستوں کے لئے راحت کا سبب ہے۔

مجبوروں کے لئے جائے پناہ ہے اور حاجت مندوں کے لئے آرام کرنے کا سبب۔

حیا کی زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے آنے کا نام دعا ہے۔

انسان کے آنسو' اس کے دل کی ترجمانی کرتے ہیں۔

سفر کو سفر اس لئے کہا گیا ہے کہ اس سے آدمی کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔

عارف جو کچھ کہتا ہے درحقیقت وہ اس سے بلند ہوتا ہے اور عالم جو کچھ کہتا ہے وہ اس سے کم درجے کا ہوتا ہے۔

صدق کا ادنیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ انسان کا ظاہر اور باطن یکساں ہو۔

"تواجد" ابتدا ہے اور وجود انتہا اور وجدان ان دونوں کے درمیان کی کیفیت کا نام ہے۔

محسن کے احسان کا ذکر کر کے اس کی تعریف کرنا شکر ہے۔

رضا کی ابتداء انسانی کوشش سے ہوتی ہے اور یہ ایک مقام ہے اور رضا کی انتہا احوال میں سے ہے جو کوشش سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

ارادت راہ طریقت کی ابتداء ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا ارادہ کرنے والوں کی پہلی منزل کا نام ہے۔

استقامت ایک ایسا درجہ ہے جس سے امور کی تکمیل ہوتی ہے۔

اقوالِ حضرت سفیان ثوریؒ

لوگوں سے میل جول اور تعارف کم رکھو' میرا غالب گمان یہی ہے کہ تجھے جو تکلیف اور ایذا پہنچی ہو گی وہ کسی واقف کار ہی سے پہنچی ہو گی۔
دنیا کو جسم کی خاطر اختیار کرو اور آخرت کو دل کے لئے۔
جو ظالم کو خندہ پیشانی سے ملے یا مجلس میں جگہ دے یا اس کی دی ہوئی چیز لے لے تو اس نے اسلام کی زنجیر توڑ ڈالی اور ظالموں کے مددگار میں شمار ہوا۔
میرا جو عمل نیک ظاہر ہو جائے میں اس عمل کو شمار نہیں کرتا' کیونکہ جب لوگ دیکھ لیں تو ہمارے جیسوں سے اخلاص نہیں ہو سکتا۔
تمہارے لئے بہترین دولت وہ ہے جو تمہارے قبضے میں نہیں ہے اور قبضہ میں آئی ہوئی بہترین وہ ہے جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔

اقوالِ حضرت ابوعلی دقاقؒ

اس امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن کے لئے منافق کا سہارا لئے بغیر زندگی میں آرام نہ مل سکے گا۔

ہر دن جو گزرتا ہے' مجھ سے کچھ حصہ لیتا ہے اور میرے دل میں حسرت پیدا کر کے چلا جاتا ہے۔
حرکت میں برکت ہوتی ہے۔ اسی لئے ظاہری حرکتیں باطنی برکت کا سبب بنتی ہیں۔
ارادت دل میں ایک قسم کی جلن ہے۔ دل میں دغدغہ ہے۔ ضمیر میں عشق' باطن میں بے چینی اور دل میں بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

علم الیقین والوں کے لئے عبادت ہے۔ عبودیت' عین الیقین والوں کے لئے اور عبودت حق الیقین والوں کے لئے۔

اپنے اخلاص پر نظر رکھنا' مخلص کے لئے نقصان دہ ہے۔

اخلاص' لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کا نام ہے۔

جب گنہگار روتا ہے تو یوں سمجھو کہ اس نے اللہ تعالٰی کو اپنا پیغام پہنچا دیا۔

جب کسی بندے پر احکام خداوندی کی تقدیر جاری ہو رہی ہو اس وقت اگر وہ توحید پر ثابت قدم رہے تو یہ اس کی علامت ہے کہ تائید ایزدی اس بندے کو حاصل ہے۔

اقوال حضرت ذوالنون مصریؒ

کمینہ وہ ہے جسے اللہ تعالٰی تک پہنچنے کا طریقہ نہ آتا ہو اور نہ کسی سے دریافت کرتا ہو۔

جس معدہ میں کھانا بھرا ہو' اس میں حکمت جاگزیں نہیں ہو سکتی۔

عارف کے ساتھ میل جول رکھنا اسی طرح ہے جس طرح اللہ کے ساتھ میل جول رکھنا۔ وہ تمہاری باتوں کو برداشت کرتا ہے اور حلم اختیار کرتا ہے کیونکہ وہ اخلاق خداوندی سے موصوف ہونا چاہتا ہے۔

عوام کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور خاص لوگوں کی توبہ غفلت سے ہوتی ہے۔

توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ زمین باوجود اپنی فراخی کے تمہارے لئے اس قدر تنگ معلوم ہو کہ تجھے قرار حاصل نہ ہو۔ بلکہ تمہارا نفس بھی تمہارے لئے تنگ ہو جائے گا۔

یقین امیدوں کو کوتاہ کرنے کی دعوت دیتا ہے اور امیدوں کو کوتاہ کرنا زہد کی طرف لے جاتا ہے اور زہد سے حکمت پیدا ہوتی ہے اور حکمت سے انجام میں غور و خوض کی عادت پڑتی ہے۔

جس کا ظاہر اس کے باطن پر دلالت نہ کرے اس کے پاس مت بیٹھو۔

جو چیز بھی تجھے خدا سے غافل کرے وہی دنیا ہے۔

اگر تیرا دشمن ایسا ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے اور تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو ایک ایسی ہستی کی پناہ میں آ جا جو تیرے دشمن کو دیکھتا ہے لیکن وہ اسے نہیں دیکھ سکتا۔

اقوالِ حضرت بایزید بسطامیؒ

وہ خدا سے بہت قریب ہے جو خوش خلق اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے والا ہے۔

انسان کو چار چیزیں بلند کرتی ہیں۔ علم، حلم، کرم اور خوش کلامی۔

ملک ایک کھیتی ہے اگر عدل اس کا پاسبان نہ ہو تو یہ کھیتی اجڑ جاتی ہے۔

اللہ کو راضی کر، وہ تجھے راضی کر دے گا۔

اس وقت تک اپنے آپ کو انسان مت سمجھو جب تک تمہاری رائے غصے کے زیر اثر ہے۔

ہر بچے کی پیدائش اس بات کا پیغام ہے کہ خدا ابھی انسان سے مایوس نہیں ہوا۔

جب انسان نیک ہو جاتا ہے تو اس کا ہر کام نیک ہو جاتا ہے۔

اگر آپ تیس برس میں طاقتور اور چالیس برس میں عقل مند نہیں بنے تو آپ کبھی طاقتور اور عقل مند بننے کی امید نہ رکھیں۔

جس کو اللہ تعالیٰ مقبول کرتا ہے اس پر ظالم مسلط کرتا ہے جو اس کو رنج دیتا

ہے۔
جو گن کر کام کرتا ہے اس کا اجر بھی گن کر ملتا ہے۔
بہشت کو بغیر عمل کے طلب کرنا بجائے خود ایک گناہ ہے۔
توکل یہ کہ زندگی کو ایک دن کے لئے جانے اور کل کی فکر نہ کرے۔
نفس ایک ایسی چیز ہے جو ہمیشہ باطل کی طرف رخ کرتی ہے۔
برے اعمال اللہ سے صریح دشمنی کے مترادف ہیں۔
اگر کوئی تم پر احسان کرے تو پہلے حق کا شکر ادا کرو پھر اس شخص کا کیونکہ خدا نے اسے تم پر مہربان کیا ہے۔
جو شخص کثرت خواہشات سے اپنے دل کو مردہ بنائے اس کو لعنت کے کفن میں لپیٹو اور ندامت کی زمین میں دفن کرو اور جو نفس کو خواہشات سے باز رکھتا ہے۔ اس کو رحمت کے کفن میں لپیٹو اور سلامتی کی زمین میں دفن کرو۔
معصیت کے لئے ایک توبہ ہے اور طاعت کے لئے ہزار' اس لئے کہ طاعت میں غرور گناہ سے بدتر ہے۔
ذکر کثرت عدد کا نہیں بلکہ حضور بے غفلت کا نام ہے۔
وہ زمانہ جس میں علماء دنیا پر فریفتہ ہوں' غربت اسلام کا زمانہ ہے۔
عیال کی کثرت اور معاش کی قلت سے پریشان ہونے والے گھر جا' جسے دیکھے کہ اس کا رزق تجھ پر ہے' اسے گھر سے نکال دے اور جسے دیکھے کہ اس کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے' اسے رہنے دے۔
اپنے آپ کو اتنا ہی ظاہر کر جو تو ہے یا وہ ہو جا جو تو اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔
اگر انسان جہنم سے اتنا ڈرتا جتنا افلاس سے تو دونوں سے بچ جاتا۔ اگر وہ جنت کی اتنی ہی خواہش رکھتا جتنی دولت کی تو دونوں کو پالیتا۔
نیک بخت وہ ہے جو نیکی کرے اور ڈرے اور بدبخت وہ ہے جو کہ بدی کرے ر

اور مقبولیت کی امید رکھے۔
محبت یہ ہے کہ اپنی اکثر کو قلیل جانے اور دوست کی قلت کو کثرت سمجھے۔
ایک عالم کی طاقت ایک لاکھ جاہلوں سے زیادہ ہوتی ہے۔
جو شخص تمام دنیا میں اپنے سے زیادہ کسی چیز کو خبیث سمجھے وہ متکبر ہے۔

اقوال حضرت داتا گنج بخشؒ

محبت کا اظہار الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ بیان، بیان کرنے کی صفت ہے اور محبت محبوب کی صفت ہے۔
کرامت ولی کی صداقت کی علامت ہوتی ہے اور اس کا ظہور جھوٹے سے جائز نہیں۔
ایمان و معرفت کی انتہا عشق و محبت ہے اور محبت کی علامت بندگی ہے۔
راہ حق کا پہلا قدم توبہ ہے۔
انسانوں کا کوئی گروہ ایسا نہیں جسے غیب میں کوئی ایسا کام نہ پڑا ہو جس کی محبت سے اپنے دل میں فرحت یا زخم نہ رکھتا ہو۔
کھانے کے ادب کی شرط یہ ہے کہ تنہا نہ کھائیں اور جو کھائیں ایک دوسرے پر ایثار کریں۔
طالب حق کو چاہئے کہ چلتے وقت یہ خیال رکھے کہ اپنا قدم زمین پر کس لئے رکھتا ہے۔ خواہش نفسانی کے لئے یا اللہ تعالیٰ کے لئے؟ اگر وہ خواہش نفسانی کے لئے زمین پر قدم نہیں رکھتا ہے تو اس میں اور بھی کوشش کرے تاکہ اسے مزید خوشنودی حاصل ہو جائے۔
کلام شراب کی طرح ہے۔ جو عقل کو مست کر دیتی ہے اور آدمی جب اس کے

پھندے میں پڑ جاتا ہے تو اس سے باہر نہیں نکل سکتا اور اپنے آپ کو اس سے روک نہیں سکتا۔

جو چیز دولت مند کی خراب ہو جائے اس کا عوض ہو سکتا ہے لیکن جو چیز درویش کی بگڑ جائے اس کا کوئی عوض نہیں ہوتا۔

دل پر ایک حجاب ہے جو ایمان کے سوا کسی اور چیز سے دور نہیں کیا جا سکتا اور وہ کفر اور گمراہی کا حجاب ہے۔

شریعت اور طریقت میں رقص کی کوئی سند نہیں' کیونکہ وہ عقل مندوں کے اتفاق سے جب اچھی طرح کیا جائے تو لہو ہوتا ہے اور جب بیہودہ طور پر کیا جائے تو لغو ہوتا ہے۔

مسلسل عبادت سے مقام کشف و مشاہدہ ملتا ہے۔

رضا کی دو قسمیں ہیں۔ اول' خدا کا بندے سے راضی ہونا۔ دوم' بندے کا خدا سے راضی ہونا۔

دین دار لوگوں کو خواہ وہ کیسے ہی غریب و نادار ہوں چشم حقارت سے نہ دیکھو کہ اس سے فی الجملہ خدا تعالیٰ کی تحقیر لازم ہوتی ہے۔

صوفی وہ ہے جس کے ایک ہاتھ میں قرآن مجید اور دوسرے ہاتھ میں سنت رسولؐ ہے۔

نفس کی مثال شیطان کی سی ہے اور اس کی مخالفت عبادت کا کمال ہے۔

غافل امراء' کاہل فقیر اور جاہل درویشوں کی صحبت سے پرہیز کرنا عبادت ہے۔

سارے ملک کا بگاڑ ان تین گروہوں کے بگڑنے پر ہے۔ حکمران جب بے علم ہوں' عالم بے عمل ہوں اور فقیر جب بے توکل ہوں۔

درویش کو لازم ہے کہ وہ بادشاہ کی ملاقات کو سانپ اور اژدھے کی ملاقات کے برابر سمجھے۔

اقوال حضرت عبدالقادر جیلانیؒ

ظالم حکمران کے خلاف اگر صالحین کا کوئی گروہ اٹھ کھڑا ہو تو ان کی امداد لازم ہو جائے گی۔ تاکہ یہ کامیاب ہو کر ظالم اور فاسق کو مسند اقتدار سے ہٹا سکیں اور ملک پر از سر نو احکام شریعہ کا نفاذ کر سکیں۔

تنہا' محفوظ ہے۔ ہر گناہ کی تکمیل دو سے ہوتی ہے۔

تمام خوبیوں کا مجموعہ سیکھنا اور عمل کرنا پھر اوروں کو سکھانا ہے۔

جب تک تیرا اترانا اور غصہ کرنا باقی ہے' اپنے آپ کو اہل علم میں شمار نہ کر۔

اے عالم! اپنے علم کو دنیا داروں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے میلا نہ کر۔

علم سے مراد عمل ہے۔ اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے تو دنیا سے بھاگتے' کیونکہ علم میں کوئی شے ایسے نہیں جو محبت دنیا پر دلالت کرے۔

حیات کا دروازہ جب تک کھلا ہے غنیمت جانو' وہ جلد ہی تم پر بند کر دیا جائے گا اور نیکی کے کاموں کو جب تک تمہیں قدرت ہے' غنیمت سمجھو۔

اوروں پر ہر دم نیک گمان رکھ اور اپنے نفس پر بد ظن رہ۔

مجھے نیک خو شخص کے ساتھ محبت پسند ہے اگرچہ وہ بدکار ہو۔ نہ کہ بد خو کے ساتھ جو ہر چند فصیح و بلیغ ہو۔

اس شخص کے ساتھ محبت کرو جو نیکی کر کے بھول جائے اور جو حق اس پر ہو وہ ادا کرے۔

گمنامی میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔

ظالم' مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی آخرت۔

ہماری غیبت کرنے والے ہمارے فلاح (کسان) ہیں کہ ہم کو خراج دیتے ہیں اور اپنے اعمال صالح ہمارے اعمال نامہ میں منتقل کر دیتے ہیں۔

جب کوئی بے آبروئی یا رنج دینے والی بات تمہارے سامنے کسی شخص کی طرف سے نقل کرے تو اس کو جھڑک دو اور کہہ دو کہ تو اس سے بھی بدتر ہے اس نے ہمارے پس پشت یہ بات کہی ہے اور تو ہمارے منہ پر کہتا ہے۔

وہ کیا ہی بدنصیب انسان ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے جانداروں پر رحم کرنے کی عادت پیدا نہیں کی۔

تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔

دنیا کی محبت سے خاصان خدا کو پہچاننے والی آنکھ اندھی رہتی ہے۔

شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

جس عمل میں تجھے حلاوت نہ آئے' سمجھ کہ وہ عمل ہی تو نے نہیں کیا۔

اس وقت تیرا ایمان کامل نہیں جب تک زمین پر رہنے والے کسی ایک شخص کا خوف بھی تیرے دل میں موجود ہے۔

وہ رزق کی فراخی جس پر شکر نہ ہو' اور معاش کی تنگی جس پر صبر نہ' فتنہ بن جاتی ہے۔

تیرا کلام بتا دے گا کہ تیرے دل میں کیا ہے۔

عاقل پہلے قلب سے پوچھتا ہے پھر منہ سے بولتا ہے۔

جسے کوئی ایذا نہ پہنچے اس میں کوئی خوبی نہیں۔

دنیا دار دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے۔

مومن کے لئے دنیا' ریاضت کا اور آخرت راحت کا گھر ہے۔

بدگمانی تمام فائدوں کو بند کر دیتی ہے۔

خدا کے دشمنوں کو راضی کرنا عقل و دانش سے دور ہے۔

سمجھ دار کسی چیز میں خوشی نہیں پاتا کیونکہ اس کا حلال حساب ہے اور حرام عذاب ہے۔

بے ادب، خالق و مخلوق دونوں کا معتوب و مغضوب ہے۔
مستحق سائل خدا تعالیٰ کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔
اگر صبر نہ ہو تو تنگدستی یا بیماری وغیرہ ایک عذاب ہے اور اگر صبر ہو تو کرامت اور عزت ہے۔
مساکین کو ناخوش رکھ کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی ناممکن ہے۔ جو مصیبت تم پر آئے اس کا علاج مساکین کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔
جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔
تیری جوانی تجھ کو دھوکا نہ دے۔ یہ عنقریب تجھ سے لے لی جائے گی۔
افلاس پر رضامندی بے حد ثواب کا موجب ہے۔
رحمت کو لے کر کیا کرے گا، رحیم کو لے۔
ہر متقی شخص رسول اکرم ﷺ کی آل ہے۔
جس کا انجام موت ہے اس کے لئے کون سی خوشی ہے۔
تو تکبر سے نہیں بلکہ تواضع سے بڑا ہو گا۔
موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔
عبادت، عادت ترک کرنے کا نام ہے نہ کہ عبادت کو عادت بنا لینے کا۔
نامحرم عورتوں اور لڑکوں کے پاس بیٹھنا اور پھر یوں کہنا کہ مجھے ان کی طرف مطلق توجہ نہیں، جھوٹ ہے۔
اللہ تیرے قلب کے اندر کیوں داخل ہو گا جبکہ تو نے اس میں سینکڑوں ہی مورتیں اور بت جمع کر رکھے ہیں۔ (خدا تعالیٰ کے سوا ہر چیز جو دل میں جاگزیں ہے، تصویر اور بت ہے)۔
اسباب درحقیقت حجاب ہیں کہ ان کی وجہ سے شاہی دروازہ بند نظر آتا ہے۔
صالح کی زیارت ہی اس کی حالت کا پتہ دیتی ہے۔

مومن کو نیند کرنا زیبا نہیں جب تک وہ اپنا وصیت نامہ اپنے سرہانے نہ رکھ لے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت قلب سے ہوتی ہے قالب سے نہیں۔

مکانوں کے بنانے میں عمر ختم کر رہا ہے۔ بسیں گے دوسرے' حساب دے گا تو۔

اے ابن آدم! اللہ سے اتنا تو شرما جتنا اپنے دیندار پڑوسی سے شرماتا ہے۔

جب کوئی بندہ گناہ کرنے کے وقت اپنے گھر کے دروازوں کو بند کر لیتا' پردے ڈال دیتا اور مخلوق سے چھپ جاتا ہے اور خلوت میں خالق کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اے ابن آدم! تو نے اپنی طرف سے دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھی کو کمتر سمجھا ہے کہ سب سے پردہ کرنا ضروری سمجھتا ہے اور مجھ سے مخلوق کے برابر بھی شرم نہیں کرتا۔

تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔

خالی تمنا حماقت کا جنگل ہے جس میں احمق ہی مارا مارا پھرتا ہے۔

رضائے خالق کے خواہش مند' مخلوق کی اذیتوں پر صبر اختیار کر۔

اے عمل کرنے والے' اخلاص پیدا کر! ورنہ مشقت فضول ہے۔

اس منزل (دنیا) سے جس میں تو ہے' ڈرتا رہ کہ جدھر بھی تو دیکھے گا تیرے اردگرد درندے ہی درندے ہیں۔

لوگوں کے سامنے معزز بنا رہ' ورنہ افلاس ظاہر کرنے سے لوگوں کی نظروں سے گر جائے گا۔

امیروں کے ساتھ عزت اور غلبہ سے مل اور فقیروں سے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ۔

اہل غفلت کے پاس بیٹھنا ہی تیری غفلت کی علامت ہے۔

بہترین عمل دوسروں کو دینا ہے نہ کہ لینا۔

جو خلق کے ساتھ خلق میں فراخ تر ہو وہ خالق سے نزدیک تر ہے۔

اگر تو نے "اللہ" بھی بلند آواز سے کہا تو اس کی بھی تجھ سے باز پرس ہو گی کہ بالاخلاص کہا ہے یا ریا سے۔

جب ذکر قلب میں جگہ پکڑ جاتا ہے تو بندے کا اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا دائمی بن جاتا ہے' اگرچہ زبان بند رہے۔

موت سے پہلے یاد خدا میں عزت ہے۔ کیونکہ کاٹنے کے وقت ہل چلانا اور بیج بونا حماقت ہے۔

مصیبتوں کو چھپا' قرب حق نصیب ہو گا۔

مومن اپنے اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہے اور منافق اپنے درہم و دینار پر۔

ہنسنے والوں کے ساتھ ہنسا مت کر' بلکہ رونے والوں کے ساتھ روتا رہا کر۔

آخرت کو دنیا پر مقدم کر' دونوں میں فائدہ حاصل کرے گا اور جب تو نے دنیا کو آخرت پر مقدم کیا تو دونوں میں نقصان اٹھائے گا۔

جب تک تو مخلوق کے ادب کا خیال نہ رکھے' خالق کے ساتھ ادب کا دعویٰ غلط ہے۔

جو شخص اپنے نفس کا اچھی طرح سے معلم نہیں ہو سکتا' دوسرے کا کس طرح ہو گا۔

مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے' اس کا ایمان طاقتور ہوتا ہے۔

مقسوم کی طلب بے فائدہ تکلیف ہے اور غیر مقسوم کو طلب کرنا غضب الٰہی اور ذلت ہے۔

قول بے عمل اور عمل بے اخلاص ناقابل قبول ہے۔

صبر اختیار کرو کیونکہ دنیا تمام تر آفات و مصائب ہی کا مجموعہ ہے۔
جو حکم کی تعمیل نہ کرے لازمی ہے کہ وہ خوشنودی آقا سے محروم رہے۔
اگر ہمارا گناہ صرف یہ ہے کہ ہم دنیا سے محبت کرتے ہیں تو تب بھی ہم دوزخ کے مستحق ہیں۔
نہ کسی کی محبت میں جلدی کرو اور نہ ہی عداوت و نفرت میں عجلت سے کام لو۔
دولت حاصل کرو مگر وہ تمہارے ہاتھ میں رہے۔ دل پر قبضہ نہ کرنے پائے۔
حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا مطلق اثر نہ ہو۔
کوشش یہی کرنی چاہئے کہ اپنی بات جواباً" ہو۔ یعنی اپنی طرف سے ابتداء نہ ہو۔
مجھے اس شخص پر تعجب ہے کہ جو لوگوں کی عیب جوئی میں مشغول ہے اور اپنے عیوب سے غافل ہے۔
اخلاص اسی کا نام ہے کہ لوگوں کی تعریف یا مذمت کا کچھ خیال نہ کیا جائے۔
مجھے دو چیزیں بنیادی اور پسندیدہ نظر آتی ہیں۔ حسن اخلاق اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔
اسرار و رموز مصائب و امراض اور صدقے کا چھپانا بھلائی کا خزانہ ہے۔
پہلے اپنے ساتھ شریعت کا چراغ لے لو پھر عبادت الٰہی کرو۔
دنیا کے سمندر سے بے خوف نہ رہو اس میں بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں۔
عمل پر غرور نہ کر کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔
غیر ضروری بات کا جواب دینے سے بھی زبان کو بند رکھ چہ جائیکہ تو خود کوئی فضول بات کرے۔
غربت گناہوں سے بچاتی اور تونگری گناہوں کا جال ہے۔ غربت کو اپنا محافظ سمجھو۔

حریص کی بات، خود غرضی اور خوشامد سے خالی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا سچ بولنا ناممکن ہے۔
کسی کو اپنے گھر سے بے سروسامان نہ نکلنا چاہئے اور نہ گھر والوں کو بے سروسامان چھوڑنا مناسب ہے۔

اقوال حضرت امام غزالیؒ

ہر چیز کو اس کی ضد سے ہی توڑا جا سکتا ہے۔
شہوت جتنی زیادہ ہو گی اتنا ہی زیادہ ثواب اس کی مخالفت کرنے والے کو ملے گا۔
اگر کوئی شخص کسی پر عاشق ہو جائے اور پھر اپنے آپ پر نگاہ رکھے اور راز عشق کو بھی پنہاں رکھے اور اسی درد غم میں جان دے ڈالے تو وہ شہید ہے۔
بہت کم دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی چیز پر قادر ہونے کے باعث کوئی شخص واقعی اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھ سکے۔
ہر کام کی ابتداء آنکھ ہی سے ہوتی ہے۔
دنیا کی بے شمار شاخیں ہیں اور انہی شاخوں میں ایک شاخ مال و نعمت کے نام سے موسوم ہے۔ اسی طرح ایک اور شاخ جاہ و حشمت کہلاتی ہے اور ایسی ہی بہت سی دوسری شاخیں ہیں لیکن فتنہ ء مال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔
ایثار کا درجہ سخاوت سے بھی بلند تر ہے 'کیونکہ سخی وہ ہے جو اس چیز کو دوسرے کے حوالے کر دیتا ہے جس کی اسے خود ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن صاحب ایثار کی شان یہ ہے کہ اس چیز کو دوسرے کے حوالے کر دیتا ہے جس کی اسے خود حاجت ہوتی ہے۔

مال کی محبت دور اسی طرح ہو سکتی ہے کہ اسے اپنے سے علیحدہ کر دیا جائے۔

جب انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے اس کی پاکیزہ اور معصوم فطرت متاثر ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ گناہوں سے اس کی نفرت' ان سے انس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی شخص بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ کرلیتا ہے اور ساری آلائشوں بلکہ اشتعال انگیزیوں کے باوجود اپنا دامن بچانے کی سعی کرتا ہے تو اس کشمکش سے اس کے دل کے آئینہ سے زنگار دور ہونے لگتا ہے۔

جسم دل کی ملکیت ہے اور اس مملکت میں دل کے مختلف لشکر ہیں۔

کتے کو جو ناپسندیدہ اور قابل مذمت کہا جاتا ہے تو اس کی صورت' ہاتھ' پاؤں یا کھال کی وجہ سے نہیں بلکہ ان صفات بد کے سبب سے جو اس کے اندر پائی جاتی ہیں اور وہی جب آدمی میں نمایاں ہو جائیں تو وہ آدمی بھی کتے ہی کی مانند کہلائے گا۔

آدمی کی نیک بختی کا راز معرفت الٰہی میں مضمر ہے۔

جس چیز کی معرفت، حاصل ہو جائے وہ چیز جس قدر عظیم اور افضل تر ہو گی اتنی ہی لذت بھی زیادہ حاصل ہو گی۔

عذاب کے اسباب ہر شخص خود' ی دنیا سے اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور وہ یہیں پر اس کے اندر موجود ہو۔تے ہیں۔

علم کی ایک ہی قسم نہیں ہے اور نہ ہی ہر قسم ہر ایک کے حق میں یکساں ہے بلکہ احوال و واقعات کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔ لیکن کسی نہ کسی جنس علم کی حاجت ہر کسی کو بہرحال ہوتی ہے۔

تمام آفتیں آنکھ ہی سے پیدا ہوتی ہیں اور ان کا ظہور گھر کے اندر سے نہیں ہوتا بلکہ یہی' در و بام' کھڑکیاں' دریچے اور روزن ہی اس کے ذمے دار ہوتے

ہیں۔

جس شخص کو دنیا کی تجارت اپنے اندر یوں مستغرق کر لے کہ اسے آخرت کی تجارت یاد ہی نہ رہے وہ یقیناً بڑا بدبخت ہے۔

کسی شخص سے اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی یا بھائی چارہ قائم کرنا بہت بڑی عبادتوں اور مقامات بلند میں شامل ہے جو راہ دین میں میسر آسکتے ہیں۔

دنیا میں دوستی کو برباد کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہوتی کہ دوست کے ساتھ بات بات پہ اختلاف کا اظہار کرتے رہیں اور مناظرہ کرنے لگیں۔

منافقت بھی انجام بد کی دلیل ہے۔

نماز میں حضور قلب کی تدبیر یہ ہے کہ الفاظ کے معنی پر خیال رکھے۔

تیرا پڑوسی غریب ہے' تیرے متعلق حاجت مند ہے۔ تیرے پاس ضرورت سے زیادہ مال ہے اور تجھ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اس پر بھی ان کو کچھ نہ دینا درحقیقت یہی معنی رکھتا ہے کہ تو ان کے افلاس پر خوش ہے اور یہی ایمان کی کمزوری ہے۔

ماں باپ کا بیٹے کے مال میں جبراً تصرف کرنا ظلم نہیں۔

جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے تمام اعضاء گناہ میں پڑ جاتے ہیں۔

محتاجوں سے مہنگا مال خریدنا احسان میں داخل ہے اور صدقہ سے بہتر ہے۔

خواہش پر غالب آنا فرشتوں کی صفت ہے اور خواہش سے مغلوب ہونا چوپایوں کی۔

تکلف کی زیادتی محبت کی کمی کا باعث بن جاتی ہے۔

کھانے میں عیب نہ نکالو۔ ناپسند ہو تو مت کھاؤ۔

غریب مہمان آجائے تو قرض لے کر بھی تکلف کر۔

بدعتی' ظالم' فاسق اور متکبر کی دعوت مت قبول کر۔
دعوت قبول کرنے میں امیر اور غریب کا فرق مت کر۔
مہمان کے آگے تھوڑا کھانا رکھنا بے مروتی ہے اور حد سے زیادہ رکھنا تکبر۔
تمسخر اکثر قطع دوستی' دل شکنی اور دشمنی کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے دل میں حسد پیدا ہوتا ہے۔
غیبت اس کو کہتے ہیں کہ کسی شخص کا ذکر اس کی پیٹھ پیچھے اس طریق پر کیا جائے کہ اگر وہ سنے تو اسے رنج ہو۔

کلام میں نرمی اختیار کر' کیونکہ الفاظ کی نسبت لہجہ کا زیادہ اثر پڑتا ہے۔
عورت کی بداخلاقی پر صبر کرنا' اس کی ضرورت مہیا کرنا اور راہ شرع پر اس کو قائم رکھنا عبادت ہے۔
عورت اگر محافظ عصمت ہے تو اس کی معمولی فروگذاشتوں سے درگزر کرو۔
کبھی غصہ کے وقت طلاق کا لفظ زبان پر نہ لاؤ۔ اللہ کو یہ امر سخت ناپسند ہے اور عورت کی دل شکنی کا باعث ہے۔
نکاح نہ کرنے والا گو شرم گاہ کو بچالے مگر نظروں اور دل کو بچانا محال ہے۔
اپنے آپ کو عظمت اور دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا عجب ہے۔
نیک نصیحت کے ماننے کی طرف طبیعت کا مائل نہ ہونا اور اپنی باتوں کی تردید سے رنجیدہ ہونا کبر ہے۔

حاسد کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنے دشمن کو مارنے کے لئے پتھر پھینکے اور وہ دشمن کو لگنے کی بجائے اس کی اپنی داہنی آنکھ پر لگے اور آنکھ پھوٹ جائے۔ اس سے اس شخص کو غصہ آئے اور وہ پھر زور سے پتھر مارے اور وہ اسی طرح اس کی دوسری آنکھ پھوڑے۔ پھر پتھر مارے تو اس کا سر توڑ ڈالے۔ اس

طرح دشمن کی طرف پتھر پھینک پھینک کر آپ مجروح ہو اور دشمن صحیح سالم اور مخالف دیکھ دیکھ کر ہنسیں۔

عالم دین وہ ہے جو خدا تعالیٰ کا خوف زیادہ کرے۔ ذاتی برائیوں سے واقف کرے۔ خدا کی عبادت کا شوق دل میں پیدا کرے۔ دنیا کی طرف سے اپنا دھیان ہٹائے اور دین سے لو لگائے اور برے افعال سے بچائے۔

لوگوں کی نیکیوں کو ظاہر کرنا چاہئے اور برائیوں سے چشم پوشی لازم ہے۔

بعض لوگ توکل کے معنی یہ لیتے ہیں کہ حصول معاش کی کوشش اور تدبیر نہ کریں مگر یہ خیال جاہلوں کا ہے اور شریعت میں سراسر یہ حرام ہے۔

طالب دنیا سمندر کا پانی پینے والے کی طرح ہے کہ جس قدر پیتا ہے پیاس اور لگتی ہے۔

انسان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ اپنے دل اور زبان کو قابو میں رکھے۔

اللہ کا ہر فیصلہ عقل و عدل پر مبنی ہوتا ہے اس لئے حرف شکایت کبھی لب پر نہ لاؤ۔

تم پردے میں وہ کام نہ کرو جو لوگوں کے سامنے نہیں کر سکتے۔

اپنے آپ کو بہتر سمجھ لینا جہالت ہے' ہر آدمی کو اپنے سے بہتر سمجھنا چاہئے۔

صبر کی تلخی' علم کی شیرینی اور عمل کی سختی وہ دوا ہے جس سے دل کی ہر بیماری کا علاج ہو سکتا ہے۔

جاہل مال کا طالب ہوتا ہے اور عالم کمال کا۔

میں علم کے اس درجے پر اس لئے پہنچا کہ جو کچھ مجھے معلوم نہ تھا میں نے اس کے معلوم کرنے میں شرم محسوس نہ کی۔

حادثات زمانہ کو برا کہنا گویا خدا کو گالی دینا ہے۔

گری ہوئی چیز کا بغیر اعلان قبضے میں کر لینا لوٹنے کی مانند ہے۔

ظالم کے مرنے سے ملول ہونا ظلم میں شامل ہے۔
مجلس میں بیٹھ کر قریب تر لوگوں کی مزاج پرسی کرو۔ میزبان کو انتظار میں نہ ڈالو۔ وقت مقررہ پر جلد پہنچا کرو۔
بدخلقی نجاست باطنی کی دلیل ہے۔
جب آدمی کی نادانی ایسے کاموں میں ہو جو اس کی طبیعت کے موافق ہے تو اس گمراہی کا زائل ہونا دشوار ہے۔
جو شخص عذاب قبر سے آزاد رہنا چاہتا ہے وہ دنیا سے صرف اتنا تعلق رکھے جتنا بیت الخلاء سے رفع حاجت وقت رکھتا ہے۔
تو اس دنیا میں دار آخرت کی طرف چلنے والا ایک مسافر ہے۔ تیرے سفر کی ابتداء مہد اور انتہا لحد ہے۔ تیری عمر کا ہر برس منزل' ہر مہینہ فرسنگ' ہر دن میل اور ہر سانس قدم ہے۔
وعظ گوئی سے پرہیز کرو جب تک تم خود پورے عامل نہ بن جاؤ۔
مخلوق سے ایسا معاملہ کرو جو ان سے اپنے حق میں پسند کرتے ہو۔
خالق سے ایسا معاملہ کرو جیسا کہ تم اپنے غلام سے اپنے لئے کرانا چاہتے ہو۔
اپنے عیال کے لئے ایک سال کا سامان کیا کرو کہ سنت رسولؐ ہے۔
مجلس میں تکیہ لگا کر بیٹھنا مکروہ ہے اور نشان تکبر۔
شعر گوئی یا شعر خوانی منع نہیں۔ کیونکہ شعر کلام ہے کہ اچھا اچھا ہے اور برا برا۔ لیکن اس کا استعمال بے جا اور کثرت شغل شیطانی فعل ہے کہ جس سے احکام و فرائض فوت ہوں۔
عابد کو کھانا کھلانا عبادت میں مدد کرنا ہے اور فاسق کو کھانا کھلانا فسق کی مدد کرنا ہے۔
دعوت بہ نیت سنت اور فقیروں کی راحت کے خیال سے کرنی چاہئے نہ کہ

بڑائی اور شہرت کے لیے۔
نیک عورت امور دنیا سے نہیں بلکہ اسباب آخرت سے ہے۔
جس بیوی سے تیرے والدین ناراض ہوں اس کو طلاق دے دینا خدمت والدین میں داخل ہے۔
جو کسب حلال نہ کر سکے اس کا نکاح نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ کسب حرام ایسا گناہ ہے کہ کوئی نیکی اس کا تدارک نہیں کر سکتی۔
تنگدست قرض دار کو مہلت دینا رحمت الٰہی کو جوش میں لاتا ہے۔
عورتوں کو صنف ستر سے پیدا کیا ہے۔ صنف کا علاج خاموشی ہے اور ستر کا علاج پردہ میں رکھنا ہے۔
محتاج کو مہلت دینے میں کوئی احسان نہیں بلکہ عدل و انصاف ہے۔
برکت کے معنی یہ ہیں کہ تھوڑے مال میں بہرہ مندی زیادہ ہو اس سے بہتوں کو فائدہ پہنچے اور اعمال صالح کی زیادہ توفیق ہو۔
جو ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے وہ بہت احتیاط کر سکتا ہے۔
بازار کے اندر ذکر الٰہی میں مصروف شخص' مردوں میں زندہ کی مثل۔ مفروروں میں غازی کی مثل اور خشک درختوں میں سرسبز کی مثل ہے۔
اگر تو اس قدر نماز پڑھے کہ پشت خم ہو جائے' اس قدر روزے رکھے کہ بدن ہلال ہو جائے' ہرگز فائدہ نہ پائے گا تاوقتیکہ مال حرام سے پرہیز نہ کرے گا۔
اگر ایک یہودی طبیب تجھے کہہ دے کہ فلاں غذا مضر ہے تو' تو اسے فوراً چھوڑ دیتا ہے' اگر ایک بچہ تجھے خبر دے کہ تیرے کپڑوں میں بچھو ہے تو بے دلیل کپڑے اتار پھینکتا ہے لیکن اگر پیغمبر کہیں کہ تیرے فلاں عمل میں آگ ہے' جہنم ہے' زقوم اور حمیم ہے تو تو ہزار دلیل مانگتا ہے۔

علم کا مطالعہ کیا کرو اور وہ علم اپنے دل کے حالات جاننے کا ہے۔

جو شخص علم حاصل کرنے کا خواہاں ہو وہ پہلے یہ طے کر لے کہ تحصیل علم سے اس کا مقصد کیا ہے۔ اگر صرف فخر و مباہات اور نمائش کے لئے پڑھتا ہے تو یاد رہے کہ وہ اپنا دشمن ہے اور اگر علم سے جہالت کا دور کرنا اور دوسروں تک پہچانا اور خدائے برتر کی رضا جوئی مقصود ہے اور ظاہری نمائش منظور نہیں تو سبحان اللہ۔

عالم کو بردبار' حلیم الطبع اور صاحب وقار ہونا چاہئے۔ تمسخر اور مزاح سے بچنا چاہئے۔ جو بات معلوم نہ ہو اس کے اظہار میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے اور باعمل ہونا چاہئے کیونکہ بلا عمل کے دوسروں پر خاطر خواہ اثر نہیں پڑ سکتا۔

دوست جو صرف تمہاری اچھی حالت کا دوست ہو اور آڑے وقت کام نہ آئے اس سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ وہ سب سے بڑا دشمن ہے۔

اصلاح بچوں کی مکتب میں ہے اور عورت کی گھر میں ہے۔

عورت کے ساتھ نیک خو رہنا چاہئے۔ اس کو رنج نہ دے بلکہ اس کا رنج سے۔

اقوال حضرت معین الدین چشتیؒ

جس نے نعمت پائی' سخاوت سے پائی۔

نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت' بد کام سے بدتر ہے۔

گناہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتا جتنا مسلمان بھائی کو ذلیل و خوار کرنا۔

قبرستان میں کھانا' پینا اور ہنسنا نہیں چاہئے کیونکہ یہ مقام عبرت کا ہے اور جو ایسا کرتے ہیں وہ سنگدل اور منافق ہوتے ہیں۔

بدبختی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کر کے امیدوار قبولیت رہے اور گناہ کو ہیچ

سمجھے۔

اگر کافر سو برس تک لا الٰہ الا اللہ کہے تو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا جبکہ صدق دل کے ساتھ ایک مرتبہ محمد الرسول اللہ کہنے سے کفر مٹ جاتا ہے۔

خود پرستی اور نفس پرستی ہی دراصل بت پرستی ہے اس کو ترک کرنے کے بعد خدا پرستی کی منزل شروع ہوتی ہے۔

سب وقتوں میں عمدہ وقت وہ ہے جو وسوسوں اور خطرات سے پاک ہو۔

خدا کا دوست وہ ہے جس میں تین وصف ہوں۔ دریا جیسی سخاوت' آفتاب کی طرح شفقت' زمین کی مانند تواضع۔

جس کو خدا دوست رکھتا ہے اس پر بلا نازل ہوتی ہے۔

عارف کا کم تر درجہ یہ ہے کہ صفات حق اس میں پائی جائیں۔

عاشق کا دل' آتش کدہ محبت ہے اس میں جو آئے اسے جلا کر خاک کر دیتا ہے کیونکہ عشق کی آگ ہر آگ سے تیز ہے۔

عارف وہ ہے جس کو رات کی بات یاد نہ ہو۔

سچا دوست وہ ہے جو دوست کی طرف سے آئی ہوئی مصیبت کو راضی خوشی قبول کر لے اور چوں چرا نہ کرے۔

اقوال حضرت خواجہ نظام الدینؒ

اگر کسی نے تیرے ایذا کے لئے کانٹے بکھیرے ہیں تو تو انہیں راستے سے ہٹا دے۔ اگر تو بھی اس کے جواب میں راہ میں کانٹے ہی رکھے گا تو پھر ساری دنیا میں کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔

جس قدر غم و اندوہ مجھے رہتا ہے اس جہان میں کسی کو نہ ہو گا۔ میرے پاس

اتنی مخلوق آتی ہے۔ ہر شخص اپنا دکھڑا سناتا ہے اس کا بوجھ میری جان و دل پر پڑتا ہے۔ وہ عجب دل ہے کہ مسلمان بھائی کا غم سنے اور اس پر اس کا اثر نہ ہو۔
برا کہنا برا ہے مگر برا چاہنا اس سے بدتر ہے۔
جس کی طبع لطیف ہو وہ جلد ہی برہم ہو جاتا ہے۔

اقوال حضرت مجدد الف ثانیؒ

وہ تھوڑا سا عمل جس پر تو مداومت کرے اس عمل سے اچھا ہے جس سے ملول ہو کر تو اسے چھوڑ دے۔
حسن ظاہری پر فریفتہ نہ ہو کیونکہ اس کی اصل سراسر غلاظت کی پوٹ ہے۔
عورت کا باریک کپڑا پہننا عریاں ہونے کے درجہ میں ہے۔
جب مومن پر ہیبت الٰہی جم جاتی ہے تو اس کی عبادت و اطاعت کو دوام ہوتا ہے۔
اگر نماز با جماعت کا حکم نہ ہوتا تو میں مرنے سے پہلے اپنے دروازے سے کبھی باہر نہ نکلتا۔
کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے خواہ مومن کی ہو یا کافر کی۔
جب تک تم میں سے کوئی دیوانہ نہ ہوگا' مسلمانی کو نہ پہنچے گا۔
اسلام غریبوں کے لئے ظاہر ہوا اور عنقریب غریبوں میں ہی رہ جائے گا۔
عورت کا نامحرم مرد سے ملائم گفتگو کرنا بھی داخل بدکاری ہے۔
علمائے بے عمل' پارس پتھر کی مثل ہیں۔ جو اوروں کو سونا بناتا ہے اور خود پتھر کا پتھر ہی رہ جاتا ہے۔
دنیا دار اور دولت مند بری بلا میں گرفتار ہیں کہ دنیا کی عارضی مسرت کو دیکھتے

ہیں اور دائمی مسرت ان سے پوشیدہ ہے۔
گوشہ نشینی بے فائدہ اشغال سے منہ موڑنے کا نام ہے۔
حادثات دنیا کی تلخی کڑوی دوا کے مثل ہے۔
گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی شاخ ہے۔
خدا کے دشمنوں سے الفت کرنا خدا کے ساتھ دشمنی ہے۔
عجب یہ ہے کہ اپنے اعمال صالح اپنی نظر میں پسندیدہ دکھائی دیں۔
دل آنکھ کا تابع ہے۔ آنکھ کے بگڑنے کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کے بگڑ جانے کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل تر ہے۔
ناقص پیشوا' آخرت کی کھیتی کا ناقص تخم ہے۔
دولت مند ہر پیغمبر کو جھٹلاتے رہے اور مسکین غریب ہی ان کی تصدیق کرتے رہے ہیں۔
جس شخص میں محبت غالب ہو گی اس میں درد و حزن زیادہ تر ہو گا۔
دولت مندی سے زیادہ کوئی چیز ایمان میں خلل انداز نہیں ہے۔
کمزور پر حملہ کرنا بزدلی ہے۔ ہم پلہ پر بدخلقی ہے اور زبردست پر شوخ چشمی ہے۔
اہل اللہ کو تجارت اور خرید و فروخت بھی ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی۔
سرود و نغمہ ایک زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا ہے اور گانا بجانا زنا کا منتر ہے۔
دنیا میں آرام کا خواہاں بیوقوف اور عقل سے دور ہے۔
متکبروں کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے۔
جس نے دولت مند کی تواضع اس کی دولت مندی کے سبب کی اس نے دو حصہ دین برباد کر ڈالا۔
ظاہر دراصل باطن کا نمونہ ہے۔

خلاف شریعت ریاضتیں اور مجاہدات خسارہ ہی خسارہ ہیں۔
جو ضرورت گناہ پر مجبور کرے شرعاً" مردود ہے۔
علماء کی سیاہی کا پلہ شہیدوں کے خون سے زیادہ بھاری ہے۔
عورت اور بے ریش لڑکا ایک حکم رکھتے ہیں۔
ناراض ہونے کے خیال سے حق بات دوست کو نہ بتانا حق دوستی نہیں۔
احسان سب جگہ بہتر ہے لیکن ہمسایہ کے ساتھ بہترین ہے۔
دنیا ایک نجاست ہے جو سونے میں چھپائی گئی ہو۔
اہل اللہ سے کرامت مت ڈھونڈو ان کے وجود ہی کو کرامت جانو۔
علم عطا کیا جاتا ہے نیکوں کو اور بدبخت اس سے محروم رکھے جاتے ہیں۔

اقوالِ حضرت مولانا رُومؒ

جب اللہ تعالٰی کسی کی رسوائی چاہتا ہے تو اس کو پاک لوگوں پر لعن طعن کرنے کی طرف مائل کر دیتا ہے۔
اللہ تعالٰی جب کسی فرد کی عیب پوشی کرنا چاہتا ہے تو اسے معیوب لوگوں کے عیب پر بھی بات نہ کرنے کی توفیق بخش دیتا ہے۔
جدائی کا ایک لمحہ بھی عاشق کے نزدیک ایک سال کے برابر ہے۔
حلم کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ اثر رکھتی ہے بلکہ فتح حاصل کرنے میں حلم سینکڑوں لشکر سے زیادہ موثر ہے۔
اگر آدمیت صرف انسانی صورت کا نام ہوتا تو حضور اکرمؐ اور ابوجہل یکساں ہوتے' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔
احمق کی دوستی اور اس کی محبت سے دین اور دنیا دونوں ہی کا خون ہوتا ہے۔

جب بیمار کی قضا آتی ہے تو طبیب بھی بے وقوف ہو جاتا ہے۔

جو عشق صرف رنگ و روپ کی خاطر ہوتا ہے وہ دراصل عشق نہیں بلکہ فسق ہے اور اس کا انجام شرمندگی اور رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔

قرب خداوندی کا حصول بقا میں مضمر ہے لیکن بقا سے پہلے ہونا ضروری ہے۔

کتنے ہی متقی ہو جاؤ مگر نفس سے کبھی بے فکر نہ ہونا۔

کتا چاہے کتنا ہی تربیت یافتہ ہو جائے مگر اس کی گردن سے زنجیر الگ نہ کرو۔

کوئی ناقص الذہن کسی کام کے مقام کو نہیں سمجھ سکتا۔

ہر شر اور عیب بھی اپنی پیدائش کے لحاظ سے حکمت کا حامل ہے۔

رات کو سو جانے کے بعد قیدی' قید خانے کی تکلیف سے اور بادشاہ اپنی سلطنت اور دولت کے احساس سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔

اللہ والوں کی باتیں سکون قلب عطا کرتی ہیں اور اہل ظاہر کی باتیں دل میں انتشار اور بے اطمینانی پیدا کرتی ہیں۔

اے لوگو! "بہت سے شیطان خصلت' صوفیوں کی شکل میں موجود ہیں۔ اس لئے بیعت میں ہرگز جلدی نہ کرو"۔

جہاں بھی پانی دیکھو وہاں سبزہ ہو گا۔ اسی طرح جہاں آنسو ہوتے ہیں وہیں رحمت ہوتی ہے۔

جو عقل سلیم رکھتا ہے وہ خلوت اختیار کرتا ہے کیونکہ تنہائی میں قلب کی صفائی ہوتی ہے۔

جو شخص کسی گناہ کا طریقہ رائج کرتا ہے تو اس کی طرف ہمہ وقت لعنت آتی رہتی ہے۔

نیک لوگ چلے گئے اور ان کے اچھے اعمال باقی رہ گئے اور کمینے لوگ بھی چلے گئے اور ان کے ظلم و لعنت باقی رہ گئے۔

مرغ کی دشمن اس کی آنکھ ہے جو دانہ پر حریص ہے اور اس کی نجات وہ عقل ہے جو جال کو دیکھ لے۔
عدل کیا ہے؟ درختوں کو پانی دینا۔ ظلم کیا ہے؟ کانٹوں کی پرورش کرنا۔
خواہش کے سانپ کو ابتدا میں ہی مار دینا چاہئے۔ اگر دیر کرو گے تو یہ بڑھتے بڑھتے اژدھا بن کر تمہارے قابو سے باہر ہو جائے گا۔
حرص تجھ کو اندھا کر کے محروم کرتی ہے اور ابلیس تجھے حرص میں مبتلا کر کے اپنی طرح مردود کرتا ہے۔
جس شخص کا مزاج فاسد اور طبیعت بیمار ہوتی ہے وہ کسی کی تندرستی پسند نہیں کرتا۔
نفس کو دنیا والوں کی تعریف اور خوشامد بہترین لقمہ معلوم ہوتا ہے۔ ایسے لقمہ کو مت کھاؤ کہ یہ آگ سے پر ہے۔
عاشق کو ایسی تنہائی مطلوب ہے کہ اس کی آہ کو آسمان کے سوا کوئی اور سننے والا نہ ہو۔
انسان کی جسمانی ہستی ایک پر کاہ کے برابر ہے۔ لیکن آرزوؤں کا پہاڑ اپنے اوپر لاد لیتا ہے۔
ظاہری اعمال ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں لیکن عمل کرنے والوں کی فطرت کے تفاوت سے نتائج عمل بالکل مختلف ہوتے ہیں۔
ایسی ویرانی سے کبھی نہیں گھبرانا چاہئے جو کسی عظیم تعمیری کام کے لئے مقدمہ و آغاز ہو۔
درویش کی مثال ایسی ہے کہ ایک خالی گھڑا ہے جس کا منہ بند ہے۔ دریا میں کیسا ہی طوفان بپا ہو وہ اس میں ڈوب نہیں سکتا۔ اس کے اندر میں بے ہوسی کی

ہوا ہے جو نفخہ الٰہی ہے۔ شہوات و آفات کا کوئی سمندر ایسے بے ہوس انسان کو ڈبو نہیں سکتا۔

عالم کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے جہل سے واقف ہو۔

آفات نفس میں ایک بڑی آفت لوگوں سے اپنی مدح سننے کا چسکا ہے۔

اس کا جاننا آسان نہیں کہ بدن کی دیوار کے اندر اور تحت الشعور کی گہرائیوں میں بلند افکار و میلانات شریفہ کا کوئی گنج بے بہا ہے یا محض چیونٹیوں' سانپوں اور اژدہاؤں کا ٹھکانہ ہے۔

پاکبازوں اور حق شناسوں سے مشورہ کرنا مفید رہتا ہے۔

طمع ایسی بری بلا ہے کہ آئینہ جو صفائے قلب سے ہر چیز کی اصلیت کو منعکس کرتا ہے۔ اگر اس پر بھی طمع غالب ہو تو وہ بھی منافق ہو جائے۔ جس سے کچھ غرض ہو اس کی صورت کو عمدہ دکھائے اور جس سے کچھ حاصل نہ ہو اس کو بدصورت بنا دے۔

انسان کے افکار اس کی زندگی کے انداز کو متعین کرتے ہیں۔

اگر تم دوسروں سے محبت کے خواہاں ہو تو صرف محبت کا مطالبہ نہ کرو بلکہ خود ان سے محبت کرو۔

اگر تم میں وہی عیب موجود ہے جس کی بابت تم دوسروں پر طعنہ زنی کرتے ہو تو بے خوف نہ رہو' اس کا امر کا قوی احتمال ہے کہ ایک دن تمہارا اسی قسم کا عیب دوسرے پر فاش ہو جائے۔

شیطان انسان سے الگ کوئی مستقل وجود نہیں رکھتا۔ نفس امارہ اور شیطان ایک ہی معنی کی دو مختلف صورتیں ہیں۔

اگر محبت میں خلوص ہو اور وہ محض نفسانی خواہش کا نتیجہ نہ ہو تو جس طرح عاشق معشوق کا طالب ہوتا ہے اسی طرح معشوق بھی عاشق کا جویا ہوتا ہے۔

جب تک کوئی شخص اس معرفت کو نہ پہنچے کہ نیکی آپ ہی اپنا اجر اور بدی آپ ہی اپنی سزا ہے' اس کی روح شہوات و خطرات میں پابہ گل رہتی ہے۔
دنیا میں بڑے سے بڑا شر' انسان کے زاویہء نگاہ اور طرز عمل سے خیر عظیم کا باعث بن سکتا ہے۔ فلسفہ سو گنا بھی ترقی کر جائے تو بھی حقیقت پر سے پردے کو ہٹانا تو در کنار اس کو چھو کر ہلا بھی نہیں سکتا۔
حکمت کا آغاز حیرت سے ہوتا ہے۔ حکمت کا انجام بھی ایک دوسری قسم کی حیرت ہے۔
جاہل صاحب منصب جو درندگی کرتا ہے وہ سو درندے بھی نہیں کر سکتے۔
افکار اور الفاظ کا باہمی تعلق چھلکے اور مغز کا سا ہے۔ مغز کے اوپر چھلکا ضرور ہوتا ہے مگر چھلکا جتنا زیادہ اور سخت اور غلط ہوتا جاتا ہے اتنی ہی مغز میں کمی آتی جاتی ہے۔
جو شخص روحانیت میں جتنا بلند ہوتا ہے' اتنا ہی وہ حب مال اور حب جاہ اقتدار سے دور ہوتا ہے۔
جس شخص کے اپنے اعمال حیوانوں جیسے ہوتے ہیں وہ شریف النفس انسانوں کے بارے میں بھی بدگمانی سے کام لیتا ہے۔
اگر تو اپنے دوستوں کے ساتھ خوش رہے گا تو یہ دنیا تجھے ایک چمن معلوم ہو گی۔
جو شخص یہ کہے کہ ہر چیز حق ہے' وہ احمق ہے اور جو یہ کہے کہ ہر چیز باطل ہے وہ شقی ہے۔
پتھر موسم بہار میں بھی سرسبز نہیں ہوتا۔ خاک بن جا کہ تجھ سے رنگا رنگ پھول کھلیں۔
غریبی کی مصیبت بھی اگرچہ ایک نشتر سے کم نہیں مگر یہ امیری کے ابتلا سے

بہرحال زیادہ نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے ہزاروں اکسیریں پیدا کی ہیں لیکن صبر سے بڑھ کر کوئی اکسیر نہیں۔

احمق لوگ مسجد کی تعظیم تو کرتے ہیں مگر اہل دل کو آزار پہنچانے سے باز نہیں آتے۔

خواہ تو کتنا بھی عقل مند ہے پھر بھی کسی دوسرے صاحب عقل سے مشورہ کر لیا کر۔ اس طرح دو عقل مل کر تجھے مصیبت سے بچا لیں گے۔

چمگادڑ سورج کی نہیں بلکہ درحقیقت اپنے آپ کی دشمن ہوتی ہے۔

اس دنیا کی مثال ایک پہاڑ کی سی اور ہمارے اعمال کی مثال اس میں گونجنے والی آواز کی سی ہے جو پلٹ کر ہمارے پاس آ جاتی ہے۔

جب کسی پرانی عمارت کو دوبارہ تعمیر کرنا ہو تو پہلے اس پرانی عمارت کو منہدم کیا جاتا ہے۔

دانائی کا تعلق بالوں کی سفیدی سے نہیں، عقل اور تجربے سے ہے۔ دل سیاہ ہو تو داڑھی کے سفید بالوں کی کیا وقعت۔

جو خاصان خدا کے ساتھ گستاخی سے بات کرتا ہے اس کا دل مردہ اور اس کی زندگی کا ورق سیاہ ہو جاتا ہے۔

جب احمقوں کے ہاتھ میں اقتدار آ جاتا ہے تو عاقل خوف سے اپنے سر گودڑیوں میں چھپا لیتے ہیں۔

سفر کی بدولت غلام بادشاہ بن جاتا ہے۔ چاند بھی اگر سفر نہ کرتا تو اتنا حسین نہ ہوتا۔

جس کی نظر مسبب الاسباب پر ہوتی ہے وہ سبب سے دل نہیں لگاتا۔

خوش نصیب ہے وہ جس نے اپنے عیب پر نظر نہ ڈالی اور جب کسی نے اس کے عیب کی نشاندہی کی تو اپنی خامی کو بلا حجت تسلیم کر لیا۔

اگر تو خدا پر توکل رکھتا ہے تو کام بھی کر۔ اس کے بعد خدا پر بھروسہ کر۔
لالچی لوگ ہمیشہ اطمینان قلب کی دولت سے محروم رہتے ہیں۔
محسن دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں مگر ان کے احسانات باقی رہ جاتے ہیں۔
خوش نصیب ہے وہ جس نے احسان کی روش اختیار کی۔
انسان پر اگر عقل غالب ہو تو وہ فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے اگر شہوت غالب ہو تو چوپایوں سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔
ظالم مظلوم کی دنیا اور اپنی عاقبت بگاڑتا ہے۔
ایمان کو دلوں کے صدق سے تازہ کرو' نہ کہ زبانی اقرار سے۔
جب تک ہوائے نفس تازہ ہے' ایمان تازہ نہیں ہو سکتا۔
جب کوئی سننے والا نہ ہو تو خاموش رہنا اور حرف لطیف نااہل سے پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے۔
اپنے آپ کو ذات واحد میں گم کرنا توحید ہے۔
اللہ تعالیٰ ظاہر کی بجائے باطن کو اور قال کی بجائے حال کو دیکھتا ہے۔
ٹوٹے ہوئے دل سے نکلنے والی فریاد صد سالہ عبادت سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔
کبھی کبھی آنسو اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے خون کا درجہ پا لیتے ہیں۔
اس دنیا میں کوئی خزانہ سانپ کے بغیر' کوئی پھول کانٹے کے بغیر اور کوئی خوشی' غم کے بغیر نہیں ہے۔

اقوال امام ابنِ جوزیؒ

دنیا میں زندگی کی سانسیں بہت کم ہیں اور قبر کی زندگی بہت طویل ہے۔
نیکی اس کے نصیب میں آئی جس نے اپنی خواہشات کو چھوڑا اور محروم وہی ہے جس نے دنیا کے مقابلے میں آخرت سے منہ موڑا۔
اصل کمال علم اور عمل دونوں کو جمع کرنے میں ہے۔
برا نہ ہونا بھی ایک نیکی ہے۔
اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو' اس طرح تمہارے افعال میں ان کے افعال کا رنگ پیدا ہو جائے گا۔
کمینوں کے مقابلے میں خاموشی سے مدد اور معاونت طلب کر۔
کھانے سے بھوکا اور حکمت سے سیر رہ۔
وجدان کی اہمیت مسلم ہے لیکن صرف اسے تمام اوامر و نواہی کا سرچشمہ قرار نہیں دے سکتے جب تک اس میں وحی کی چاشنی شامل نہ ہو۔
دعا کی قبولیت کے لئے مایوسی' احساس بے چارگی اور اضطراب ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کبھی بدکاروں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ کو غم زدہ دل کی بے تاب دھڑکن مائل بہ کرم کرتی ہے۔

ہر سانس ایک خزانہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا کوئی سانس بیکار جائے اور قیامت کے دن اپنے خزانے کو خالی دیکھ کر تمہیں شرمندگی اٹھانی پڑے۔
جس علم سے دل میں رقت' رنگینی اور تابانی پیدا نہ ہو اس کا مطالعہ بیکار ہے۔

نصائح سعدیؒ

اپنا راز دوست سے بھی نہ کہو خواہ دوست مخلص ہو۔ کیا خبر کہ ایک دن وہ دشمن بن جائے۔ اسی طرح ہر وہ تکلیف جو تم دشمن کو پہنچا سکتے ہو نہ پہنچاؤ۔ شاید یہی دشمن ایک دن تمہارا دوست بن جائے۔

اگر کسی چوپائے پر چند کتابیں لدی ہوں تو اس سے وہ نہ تو محقق ہو جاتا ہے اور نہ ہی دانش مند۔

نادان کے لئے خاموشی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر وہ یہ بات جان لیتا تو نادان نہ رہتا۔

جو شخص اپنے سے بڑے عالم سے اس لئے بحث کرے کہ لوگ اس کو عالم سمجھیں تو وہ سمجھ لیں گے کہ وہ جاہل ہے۔

مشک وہ ہے جو اپنی خوشبو سے اپنا پتہ خود دے' نہ کہ عطار بتائے کہ یہ مشک ہے۔

استاد کی سختی باپ کے پیار سے بہتر ہے۔

جس نے علم حاصل کیا اور عمل نہ کیا وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے ہل چلایا اور بیج نہ بکھیرا۔

شیر سے پنجہ آزمائی کرنا اور تلوار پر مکا مارنا عقل مندوں کا کام نہیں ہے۔

جو نصیحت نہیں سنتا اس کا ارادہ ملامت سننے کا ہے۔

دانا کے پاس ایک دانہ نہیں اور جس کے پاس دانے ہیں اس کے پاس دانائی نہیں۔

جو عقل مند جاہلوں سے لڑے وہ عزت کی توقع نہ رکھے۔

بے نماز کو قرض مت دو۔ خواہ! فاقہ سے اس کا منہ کھلا ہوا ہو۔ اس لئے کہ جو خدا کا قرض ادا نہیں کرتا اسے تیرے قرض کی فکر بھی نہ ہوگی۔

بد عقیدہ شاگرد مفلس عاشق کی مانند ہے۔ راستہ کی پہچان نہ رکھنے والا مسافر بے پر کا پرندہ ہے۔ بے عمل عالم بے پھل کا درخت ہے اور جاہل عبادت گزار بغیر دروازے کا گھر ہے۔

شاہی خلعت اگرچہ قیمتی ہے لیکن اپنا پرانا لباس اس سے زیادہ باعزت ہے اور بڑوں کا دستر خوان اگرچہ لذیذ ہے مگر اپنی جھولی کے ٹکڑے اس سے زیادہ مزے دار ہیں۔

جو بدوں کی صحبت میں بیٹھے اگرچہ ان کی عادات اختیار نہ کرے برا ہی کہلائے گا۔ جیسا کہ کوئی شخص شراب کی بھٹی پر جا کر نماز پڑھے تو وہ شراب خوار ہی کہلائے گا۔

سونا کان سے کان کنی کے بعد نکلتا ہے اور بخیل کے ہاتھ سے جان کنی کے بعد۔

بادشاہوں کو وہی شخص نصیحت کر سکتا ہے جس کو نہ سر کا خوف ہو نہ زر کی تمنا۔

جو آدمی سوچ کر بات نہیں کرتا وہ اس کے جواب پر بگڑتا ہے۔

حق شناس کتا ناشکرے آدمی سے بہتر ہے۔

دو باتیں خلاف عقل ہیں۔ بولنے کے وقت چپ رہنا اور چپ رہنے کے وقت بولنا۔

موتی اگر کیچڑ میں گر جائے تو بھی قیمتی ہے اور گرد اگر آسمان پر چڑھ جائے تو بھی بے قیمت ہے۔

لالچی کے لئے اپنا دروازہ نہیں کھولنا چاہئے اگر کھل گیا تو پھر سختی سے بند نہ ہو گا۔

مال کی زکوٰۃ نکالتے رہو اس لئے کہ جب باغبان انگور کی بیکار شاخیں تراش دیتا ہے تو اس پر زیادہ انگور آتا ہے۔

کسی عزیز دوست کے سامنے بدنصیبی کی وجہ سے منہ بگاڑ کر نہ جا' ورنہ تو اس کا جینا بھی تلخ کر دے گا۔ ضرورت میں بھی اگر تو جائے تو شگفتہ رو ہو کر جا' اس لئے کہ ہنس مکھ آدمی کا کام نہیں رکتا۔

کمزور پر زور کرنا شرافت نہیں ہے کیونکہ جو پرندہ چیونٹی سے دانہ چھینے وہ کمینہ ہوتا ہے۔

بروں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ نیکوں کے ساتھ برائی کرنا۔

تو نیک ہو اور لوگ تجھے برا کہیں تو یہ اس سے اچھا ہے کہ تو برا ہو اور لوگ تجھے نیک کہیں۔

اے فلاں! زندگی کو غنیمت جان اور اس آواز سے پہلے کہ "فلاں نہیں رہا" نیکی کر لے۔

جو شخص طاقت کے دنوں میں نیکی نہیں کرتا وہ ضعف کے دنوں میں سختی اٹھاتا ہے۔

اگر ہما دنیا سے معدوم ہو جائے تو پھر بھی کوئی شخص الو کے سائے تلے نہیں آئے گا۔

نااہل کی تربیت کرنا ایسا ہے جیسا گنبد پر اخروٹ رکھنا۔

بھیڑیئے کا بچہ آخر میں بھیڑیا ہی بنتا ہے۔ خواہ! وہ انسانوں میں پل کر بڑا ہو۔

تمہارے ہر کام پر واہ! واہ!! کے ڈونگرے برسانے والے تمہارے خیر خواہ نہیں ہیں بلکہ تمہارے حقیقی خیر خواہ وہ ہیں جو تمہیں غلط روی پر ٹوکتے ہیں۔

جب تو کسی نااہل کو صاحب اختیار دیکھے تو عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ صبر کر۔

جس شخص کی نیند اس کے جاگنے سے بہتر ہو ایسے نابکار کا مرجانا بہتر ہے۔

اگر بادشاہ رعیت کے باغ سے ایک سیب توڑ لے تو اس کے ملازم درخت

سے اکھاڑ دیں گے۔
اس گنے کی شکر مٹھاس نہیں رکھتی جس کے پیچھے تلخ تقاضا ہو۔
جو خدا تمہیں مالدار نہیں بناتا وہ تیری بہتری تجھ سے بہتر جانتا ہے۔
اگر تو آزاد ہے تو بس زمین پر سو لے۔ قالین کے لالچ میں کسی کے سامنے زمین بوسی نہ کر۔
اگر تجھے بلندی درکار ہے تو تواضع اختیار کر۔ اس لئے کہ اس بالاخانہ پر چڑھنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی سیڑھی نہیں ہے۔
تلخ مزاج آدمی کا شہد بھی تلخ ہوتا ہے۔
اگر لوہا ناقص ہو تو اسے کوئی چمکا نہیں سکتا اگر انسان میں فطری صلاحیت و قابلیت ہو تو تربیت اسی پر اثر کرے گی۔ کتے کو بے شک سات سمندروں میں نہلاؤ وہ جس قدر بھیگے کا زیادہ نجس ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰؑ کے گدھے کو خواہ مکہ میں لے جائیں جب واپس آئے گا تو گدھا ہی ہو گا۔
اے عاقل اگر عورتیں سانپ جنیں تو داناؤں کے نزدیک ان کا سانپ جننا اس سے بہتر ہے کہ نالائق اور بدچلن بیٹے جنیں۔
اگرچہ سونا چاندی پتھر سے نکلتا ہے لیکن ہر پتھر سے سونا چاندی نہیں نکلتا۔
اے دولت والو! اگر تم میں انصاف ہوتا (یعنی زکوٰۃ و صدقات وغیرہ حاجت مندوں کو بغیر طلب کئے دیتے) اور ہم میں قناعت' تو دنیا سے رسم گدائی اٹھ جاتی۔
پاکباز لوگوں کی دوستی اور محبت جیسے منہ پر ہوتی ہے ویسے ہی پیٹھ پیچھے۔ یہ نہیں کہ پیٹھ پیچھے عیب ڈھونڈتے ہیں اور سامنے قربان ہو ہو جاتے ہیں۔
اگر وزیر خدا سے اتنا ہی ڈرتا جتنا بادشاہ سے تو وہ فرشتہ بن جاتا۔
انسان کا خمیر خاک سے اٹھا ہے اگر خاکساری نہ کرے تو آدمی نہیں ہے۔

ایک بادشاہ نے ایک پاکباز آدمی سے پوچھا کہ آپ کو کبھی میری یاد بھی آتی ہے۔ انہوں نے فرمایا! "ہاں! جب میں خدا کو بھول جاتا ہوں"۔

اگر کوئی مردے کی قبر کھودے تو مالدار اور فقیر میں تمیز نہیں کر سکتا۔

بڑا دریا ایک پتھر سے گدلا نہیں ہوتا۔ جو عارف رنجیدہ ہو وہ ابھی تھوڑے پانی میں ہے۔

بروں کو برداشت کرنا برائی کو بڑھاتا ہے۔

سالہا سال گزر جاتے ہیں کہ تو باپ کی قبر کے پاس سے بھی نہیں گزرتا۔ تو نے اپنے باپ کے ساتھ کیا بھلائی کی ہے کہ تو اولاد سے اس کی توقع رکھتا ہے۔

مسافروں پر وہی سختی کرتا ہے جس نے کبھی مسافرت کا مزہ نہ چکھا ہو۔

غوطہ خور اگر مگرمچھ کے منہ سے خوف کھانے لگے تو کبھی قیمتی موتی حاصل نہیں کر سکے گا۔

سخاوت کا ہاتھ طاقتور بازو سے بہتر ہوتا ہے۔

بدصورت عورت کا شوہر اندھا ہی مناسب ہے۔

جس کو ایک مدت میں دوست بنائیں مناسب نہیں کہ اس کو ایک لمحہ میں کھو دیں۔

جو سخی کھائے اور دے' اس عبادت گزار سے بہتر ہے جو لے جائے اور جمع کرے۔

نفس پرور سے ہنر پروری نہیں ہو سکتی اور بے ہنر سرداری کے لائق نہیں۔

جو اپنوں کے ساتھ وفا نہیں کرتا' داناؤں کے نزدیک وہ کسی کا دوست بھی نہیں ہوتا۔

یا وفا خود نبود در عالم
یا مگر کس دریں زمانہ نہ کرد

کس نیا موخت علم تیراز من
کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

(یا تو وفا دنیا میں کبھی تھی ہی نہیں یا پھر شاید کسی نے اس زمانہ میں کی نہیں۔ میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا' جس نے مجھ سے تیراندازی کا علم سیکھ کر' انجام کار مجھے ہی اپنا نشانہ نہ بنایا ہو)۔

اگر چڑیاں متحد ہو جائیں تو شیر کی کھال کھینچ سکتی ہیں۔

میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ خدا کے بعد اس شخص سے ڈرتا ہوں جو خدا سے نہیں ڈرتا۔

شیر بھوکا مرجانا پسند کرتا ہے کتے کا جھوٹا کھانا کبھی پسند نہیں کرتا۔

اگر انسان رنج و مسرت کی فکر سے بلند ہو جائے تو آسمان کی بلندی بھی اس کے قدموں کے نیچے آجائے گی۔

مذہب صرف لوگوں کی خدمت میں ہے۔ تسبیح کے دانوں اور مصلی میں نہیں۔

اگر روزی عقل سے حاصل کی جاتی تو دنیا کے تمام بے وقوف بھوکے مرجاتے۔

فطری کمینگی برسوں میں بھی معدوم نہیں ہوتی۔

صبر زندگی کے مقصد کے دروازے کھولتا ہے۔ کیونکہ سوائے صبر کے اس دروازے کی کوئی اور چابی نہیں ہے۔

ظالم سے بڑا کوئی آدمی بدقسمت نہیں ہے۔ کیونکہ مصیبت کے وقت کوئی اس کا مددگار نہیں ہوتا۔

اے حقیر پیٹ! ایک ہی روٹی سے مطمئن ہو جا تاکہ غلامی میں تجھے کمر کو نہ جھکانا پڑے۔

جواہرات

جب گناہ کا ارادہ کرو تو خدا کی بادشاہت سے باہر نکل جاؤ۔

(حضرت ابراہیمؒ بن ادھم)

توحید یہ ہے کہ تو اللہ کو کسی ذات کے مشابہ نہ جانے اور نہ ہی تو اسے صفات سے معطل خیال کرے۔ (ابوالحسن بوشنجی)

توحید یہ ہے کہ تو یہ بات مان لے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے یکتا ہے نہ تو کوئی اس کا ثانی ہے اور نہ کوئی چیز اس جیسے افعال کر سکتی ہے۔ (حضرت جنیدؒ)

اللہ تعالیٰ نے دلوں کا مشاہدہ کیا تو حضرت محمد ﷺ کے دل سے بڑھ کر کسی دل کو اپنا مشتاق نہ پایا۔ (ابوالحسن نوری)

جس کا یہ خیال ہے کہ وہ اپنی کوششوں سے اپنے مطلوب تک پہنچ جائے گا تو اسے جان لینا چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو یونہی تھکا رہا ہے اور جو یہ سمجھے کہ وہ بغیر کوشش کے پہنچ جائے گا تو یہ شخص خام تمنا کر رہا ہے۔ (ابوسعید خرازؒ)

ہر وہ خیال جس سے تشبیہ کے خواطر و اوہام مزاحم نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتا ہو، توحید ہے۔ (ابوالحسین نوریؒ)

ہر وہ چیز جو ہمارے وہموں اور فکروں میں متصور ہے اللہ تعالیٰ اس سے مختلف ہے۔ (ابو علیؒ)

ہر وہم و خیال کرنے والے نے اپنی جہالت سے جو کچھ بھی وہم و خیال کیا کہ اللہ ایسا ہے، عقل بتاتی ہے کہ وہ ویسا ہی ہے۔ (ابو علیؒ)

ہر وہ چیز جو تمہارے دل کے وہم میں آ جائے یا تمہارے فکر کے خانوں میں راسخ ہو سکے یا تمہارے دل کے معارضات میں کھٹکے۔ مثلاً حسن، جمال، بہاء، انس، روشنی، نور، وجود، یا خیال (کہ ان کو اللہ سے نسبت ہے) تو یہ یقینی جان کہ اللہ تعالیٰ ان سب سے بعید و پاک ہے (عمرو بن عثمان مکی)

جھوٹ' خیانت اور غیبت سے پرہیز کرو۔ اس کے علاوہ جو چاہو کرو۔
(شاہ شجاعؒ)

میں اس بات کو کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمام گناہوں کے ساتھ ملوں زیادہ پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ میں ذرہ بھر بھی تصنع کے ساتھ ملوں۔
(یوسف بن حسینؒ)

میں نے دیکھا ہے کہ صوفیاء کی آفت تین چیزوں میں پائی جاتی ہے۔ نوخیز نوجوانوں کی صحبت۔ مخالف طبیعت والے لوگوں سے میل جول اور عورتوں کے ساتھ نرمی۔ (یوسف بن حسین)

جس نے اپنے جسمانی اعضاء کو نفسانی خواہشات سے خوش کیا اس نے اپنے دل میں نداموں کا درخت لگا دیا۔ (ابوبکر وراق)

ہر وہ باطن جو ظاہر کے خلاف ہو باطل ہے۔ (ابو سعید)

معرفت کا درخت' فکر کے پانی سے سیراب ہوتا ہے اور غفلت کا درخت جہالت کے پانی سے سینچا جاتا ہے اور توبہ کا درخت ندامت کے پانی سے سینچا جاتا ہے اور محبت کا درخت اتفاق اور موافقت کا پاس رکھنے سے سیراب ہوتا ہے۔
(احمد بن محمد بن مسروقؒ)

اصول کو فروع پر عمل کرنے سے دیکھا جا سکتا ہے اور فروع کی تصحیح اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہم ان کو اصل پر پیش کریں۔ اصول کے مشاہدہ کے مقام پر انسان اس وقت پہنچ سکتا ہے جب وہ ان وسائط اور فروع کی تعظیم کرے' جن کی اللہ نے تعظیم کی۔ (ابو محمد جریریؒ)

لوگوں کی خاطر کسی کام کو ترک کر دینا ریا ہے اور لوگوں کی خاطر کوئی کام کرنا شرک ہے۔ (حضرت فضیل بن عیاضؒ)

ہے کہ قسم کھاؤں کہ میں ایسا نہیں ہوں۔ (حضرت فضیلؒ)
جب مجھ سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کیونکہ میں اس کا اثر اپنے گدھے اور خادم کے برتاؤ میں پاتا ہوں۔ (حضرت فضیلؒ)
جس نے مراقبہ اور اخلاص کے ذریعے سے اپنا باطن درست کر لیا اللہ اس کے ظاہر کو مجاہدہ اور اتباع سنت سے زینت بخشتا ہے۔ (حارث محاسبی)
جب تمہیں اپنا کلام پسند آئے تو خاموش رہو اور جب خاموشی پسند آئے تو کلام کرو۔ (بشر بن الحارث)
جس شخص نے خاموشی کو غنیمت نہ جانا وہ جب بولے گا تو بیہودہ باتیں کرے گا۔ ابوبکر فارسیؒ)
انسان کو ایک زبان' دو کان اور دو آنکھیں اس لئے دی گئی ہیں کہ وہ کلام کرنے کے مقابلہ میں زیادہ سنے اور زیادہ دیکھے۔
جاہل کی زبان اس کی موت کی کنجی ہے۔
عاشق خاموش ہو جائے تو مر جاتا ہے اور عارف اگر خاموش رہے تو اپنے اوپر قابو پا لیتا ہے۔
خوف' اللہ اور بندے کے درمیان ایک حجاب ہے۔ (حضرت واسطیؒ)
غم سے رونا اندھا کر دیتا ہے اور شوق سے رونا آنکھ کو کمزور کر دیتا ہے' اندھا نہیں کرتا۔ (ابو سعید قرشیؒ)
اگر کوئی غمزدہ کسی امت میں روئے تو اللہ تعالیٰ اس کو رونے کی وجہ سے اس امت پر رحم فرماتا ہے۔ (سفیان بن عیینہ)
بھوک نور ہے اور سیری آگ اور شہوت مثل ایندھن ہے جس سے جلنے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کی آگ اس وقت تک نہیں بجھتی جب تک شہوت والے کو جلا نہیں دیتی۔ (حضرت یحییٰ بن معاذؒ)

جو شخص اپنے آپ کو نہ گھٹائے گا وہ اوروں کے نزدیک بلند نہ ہو سکے گا۔
(ابو سلیمان دارانیؒ)

قناعت ایک فرشتہ ہے جو مومن کے دل کے سوا کہیں سکونت اختیار نہیں کرتا۔ (بشر حافیؒ)

جن چیزوں سے انسان کو الفت ہے ان کے نہ ہونے پر بھی سکون ہونے کا نام قناعت ہے۔ (ابو سلیمان دارانی)

توکل کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح ہو جس طرح غسل دینے والے کے سامنے مردہ کہ جس طرح چاہتا ہے اسے پلٹتا ہے' نہ وہ حرکت کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی تدبیر۔ (سہل بن عبداللہؒ)

توکل بغیر سکون کے اضطراب اور بغیر اضطراب کے سکون کا نام ہے۔
(ابو سعید خرازؒ)

جو راز میں چھپاتا ہوں اسے تمہارے پاس ظاہر کرنے سے مجھے ڈر لگتا ہے۔ مگر جو کچھ میری نگاہ میرے باطن کو کہتی ہے میرا باطن اسے ظاہر کر دیتا ہے۔
(ابو حمزہ خراسانی)

میری حیا تم سے عشق چھپائے رکھنے سے مجھے منع کرتی ہے لیکن تو نے اپنی فہم سے ہی سمجھ کر مجھے راز کھولنے سے بچالیا۔ (ابو حمزہ خراسانیؒ)

شکر یہ ہے کہ انسان اپنی تمام کی تمام تر طاقت احسان کنندہ کی اطاعت میں لگا دے۔ (حضرت رویمؒ)

احسان کرنے والے کو نگاہ میں رکھنا شکر ہے نہ کہ احسان کو نگاہوں میں رکھنا۔
(شبلیؒ)

کم سے کم یقین بھی جب دل میں داخل ہو جائے تو دل کو نور سے بھر دیتا ہے اور دل سے ہر قسم کے شک دور کر دیتا ہے' جس کی وجہ سے دل شکر اور اللہ کے

خوف سے پر ہوتا ہے۔ (ابو عبداللہ انطاکیؒ)
یقین امیدوں کو کوتاہ کرنے کی دعوت دیتا ہے اور امیدوں کو کوتاہ کرنا زہد کی طرف لے جاتا ہے اور زہد سے حکمت پیدا ہوتی ہے اور حکمت سے انجام میں غور و خوض کی عادت پڑتی ہے۔ (ذوالنون مصریؒ)

اگر دنیا کی سلامتی ہے تو دنیا سے وداع ہو کر اس سے غائب ہو جا اور اگر کرامت آخرت چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر پڑھ لے۔ (حضرت داؤد طائیؒ)
انسان سارے ہی خوبصورت ہوتے ہیں مگر بہار کی خوشبو کسی کسی میں سے آتی ہے۔ (حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ)
قبول دعا کے لئے مایوسی' احساس' بے چارگی اور اضطراب ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کبھی بدکاروں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ کو غم زدہ دل کی بے تاب دھڑکن مائل بہ کرم کرتی ہے۔ (ابن جوزیؒ)
دنیا میں زندگی کی سانسیں بہت کم ہیں اور قید کی زندگی بہت طویل ہے۔

(ابن جوزیؒ)
اپنے خیال کی حفاظت کر' اس لئے کہ یہ تمام چیزوں کا مقدمہ ہے کیونکہ جس کا اندیشہ درست ہو گیا اس کے بعد جو کچھ بھی واقعہ ہو گیا افعال و احوال سے وہ سب درست ہو گا۔ (ابو تراب بخشیؒ)
جس کو شہوت فتنے میں ڈالے' چاہے کہ وہ نکاح کرے۔ (ابو اسحاق گادرونیؒ)
بیوقوف کے ساتھ جنت میں بیٹھنے سے عقلمند کے ساتھ قید خانے میں بیٹھنا بہتر ہے۔ (ابوبکر بن داؤد)
گناہ کا آغاز مکڑی کے تار کی مانند نازک ہوتا ہے لیکن انجام جہاز کے رسے کی مانند مضبوط اور ناقابل شکست ہوتا ہے۔ (ابوبکر بن داؤدؒ)
دنیا میں وہ سب سے کمزور ہے جو اپنی خواہش پر قابو نہ رکھتا ہو اور سب سے

قوی وہ ہے جو ضبط کی قوت رکھتا ہو۔ (ابو بکر بن داؤدؒ)
صادق شخص کی علامت یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ ملا جلا رہے اور دل میں اکیلا ہو صرف خدا تعالیٰ اس کے ساتھ ہو۔ (ابو بکر واسطیؒ)
عقل عبودیت کا آلہ ہے نہ کہ ربوبیت کا ذریعہ۔ (ابن عطاءؒ)
گناہ کے بعد گناہ کرنا' پہلے گناہ کی سزا ہے اور نیکی کے بعد نیکی' پہلی نیکی کا ثواب۔ (ابو الحسن مزین)
جب دل میں خوف جاگزیں ہو جائے تو پھر زبان سے وہی بات نکلتی ہے جو ضروری ہوتی ہے۔ (ابو علی بن کاتب)
خسیس ترین رفق وہ نرمی ہے جو عورتوں کے ساتھ کی جائے خواہ کسی طرح کی ہو۔ (مظفر قرمیسنیؒ)
جب تو کسی بھائی سے اللہ کی خاطر محبت کرے تو دنیا کے لئے اس سے میل جول کم رکھو۔ (ابو بکر بن طاہر)
بندے اور وجدان کے درمیان صرف اتنی سی بات ہے کہ تقویٰ اس کے دل میں جاگزیں ہو جائے اور جب تقویٰ دل میں جاگزیں ہو گیا تو اس پر علم کی برکات نازل ہوتی ہیں اور دنیا کی رغبت زائل ہو جاتی ہے۔
(ابو محمد جعفر بن محمد نصیر)
کوئی عقلمند مشاہدۂ حق سے لذت حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ مشاہدۂ حق فنا ہے جس میں کوئی لذت نہیں۔ (ابو العباس سیاری)
انسان کی آفت اس میں ہے کہ جن امور میں لگا ہو ان کی وجہ سے اپنی ذات سے خوش ہو جائے۔ (ابو عمرو بن نجید)
مروت' ان چیزوں کے استعمال کو ترک کر دینے کا نام ہے جو شریعت کی رو سے کراماً" کاتبینؒ کے دیوان میں حرام لکھی ہوئی ہیں۔ (علی ابن احمد بوشنجی)

نفس سے نکلنا بہت بڑی نعمت ہے اور نفس تمہارے اور اللہ کے درمیان بہت بڑا حجاب ہے۔ (ابو بکر طمستانی)

ادنیٰ ذکر یہ ہے کہ تو ماسوا کو بھول جائے اور ذکر کی انتہا یہ ہے کہ ذاکر ذکر میں' ذکر سے غافل ہو جائے۔ (ابو العباس احمد بن محمد)

جب تک اجسام قائم ہیں اس وقت تک امر و نہی قائم و باقی ہے اور ہم تحصیل و تحریم کے مخاطب ہیں۔ شبہات میں پڑنے کی صرف وہی شخص جرات کرے گا جو محرمات کے درپے ہو۔ (ابو القاسم ابراہیم محمد نصر آبادی)

جس نے حقیقت میں سے کسی چیز کا دعویٰ کیا اسے وہ براہین جھٹلا دیں گے جو اس کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔ (ابو الحسن علی ابن ابراہیم الحصری)

بد ترین انسان وہ صوفی ہے جو بخیل ہو۔ (ابو عبداللہ احمد بن عطا رودباری)

وقت کی مثال تلوار کی سی ہے۔ اگر اس سے نرمی سے پیش آؤ گے تو یہ بھی نرم محسوس ہو گی اور اگر سختی کرو گے تو اس کی دونوں دھاریں سخت ہوں گی۔

بد خوئی ایسا گناہ ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی بھی عبادت فائدہ نہیں دیتی اور خوش خلقی ایک ایسی عبادت ہے کہ کوئی گناہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(یحییٰ بن معاذؒ)

اللہ تعالیٰ نے کسی کو دوست نہ بنایا' سوائے اس کے جو بھوکا رہا۔

(عبدالواحد بن زیدؒ)

آپس میں ٹھٹھا مذاق مت کیا کرو اس طرح (ہنسی ہنسی میں) دلوں میں کدورت بیٹھ جاتی ہے اور برے افعال کی بنیاد دلوں میں استوار ہو جاتی ہیں۔

(حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ)

اگر ساری دنیا میرے حوالے کر دیں اور وہ بھی بطریق حلال اور بغیر حساب' تو بھی میں اس سے ایسے نفرت کروں جس طرح کہ تم لوگ مردار سے نفرت کرتے ہو۔ (حضرت فضیلؒ)

جو شخص شہرت و مقبولیت کا دلدادہ ہوتا ہے وہ دین حق میں ثابت نہیں ہوتا۔
(ابراہیم بن ادھمؒ)

مجھے تو کوئی ایسا شخص دکھائی نہ دیا جو شہرت و مقبولیت کو عزیز رکھتا ہو اور بالآخر رسوا و ذلیل نہ ہوا ہو اور اس کا دین تباہ و برباد ہو کر نہ رہ گیا ہو۔ (بشر حافیؒ)

چھوڑ جانے کے لئے اپنا اور بیگانہ مکان برابر ہیں۔ فقیروں کا خزانہ صبر و قناعت ہے۔ (حضرت مرزا جانجاناںؒ)

متوکل کی تین قسمیں ہیں۔ نہ تو کسی سے مانگے نہ رد کرے اور نہ جمع رکھے۔
(سہل بن عبداللہ تستریؒ)

میں زندگی میں دو مرتبہ سخت حیران ہوا۔ ایک شخص کو کعبہ کے طواف کے دوران خدا سے غافل پایا تو بہت حیران ہوا' مگر اس سے زیادہ حیرت اس وقت ہوئی جب بخارا کے تاجر کو کپڑا بیچتے وقت یاد خدا میں مصروف پایا۔
(شیخ بہاؤ الدین نقشبندیؒ)

اخلاص یہ ہے کہ تو اپنے عمل کو دیکھنا چھوڑ دے۔ (ابو محمد رویم البغدادیؒ)

فقیہہ وہ ہے جس کو دنیا کی طرف کبھی رغبت نہ ہو۔ (حضرت حسن بصریؒ)

قرآن کی نصیحت اس شخص کے لئے ہے جس کا قلب اللہ تعالٰی کے ساتھ حاضر ہے اس طرح کہ ایک آن اور ایک لحظہ بھی اس سے غافل نہیں ہوتا۔
(حضرت شبلیؒ)

مشاہدہ غافل کر دیتا ہے اور فہم و ادراک پردہ داری کرتا ہے۔ (واسطیؒ)

جس کو قلب حاصل ہے یا دولت حسن استماع حاصل ہے اس کو مبصروں کی بصارت' عارفوں کی معرفت' علمائے ربانی کا نور اور گزشتہ جنتیوں کے نیک طریقے' ازل اور ابد اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب کچھ حاصل ہے۔ (حسین بن منصورؒ)

صوفی وہ ہے جو کدورت سے صاف' فکر سے خالی اور اللہ کے لئے خواہش نفسانی سے منقطع ہے اور جس کی نظر میں سونا اور مٹی برابر ہے۔

(حضرت سہل بن عبداللہؒ)

طمع آزاد بندے کو قیدی بنا دیتی ہے۔ قناعت قید سے قیدی کو آزادی دلاتی ہے۔(بنیان بن حمالؒ)

روح انسان کی شکل میں ہوتی ہے لیکن وہ انسان نہیں ہوتی۔(شیخ ابو صالحؒ)

علم سے ایمان کا کمال ہے اور علم کا کمال خوف ہے۔(شیخ سہلؒ)

قوت اور اختیار کو ترک کر دینے کا نام توکل ہے۔(شیخ سری سقطیؒ)

محبت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی! اس کا ظاہر تو رضائے محبوب ہے اور اس کا باطن یہ ہے کہ وہ محبوب پر اس طرح فریفتہ ہو کہ ماسوائے محبوب کسی چیز کا ہوش نہ رہے نہ دوسروں سے اس کا تعلق باقی رہے اور نہ اپنی ذات سے اس کا کچھ تعلق رہے۔(حضرت شہاب الدین سہروردیؒ)

ایسا شخص عارف ہے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ ہے لیکن اس مصیبت میں بھی ان سے جدا ہے۔(شیخ یحییٰ بن معاذ رازیؒ)

دنیا' شیطان کی دکان ہے۔ جس سے کوئی چیز لینا ہی نہ چاہئے ورنہ شیطان (تمہیں اپنا گاہک سمجھ کر پھر) تمہارا پیچھا بھلا کہاں چھوڑے گا۔(یحییٰ بن معاذؒ)

جب تو کسی آدمی کی مصیبت معلوم کرنا چاہے تو دیکھ کہ اللہ نے اس سے کیا وعدہ کیا ہے اور لوگوں نے کیا؟ پس اس کے دل کا اعتماد ان دونوں میں سے جس پر زیادہ ہو گا وہی اس کی حقیقت ہو گی۔(حضرت شفیقؒ)

انسان کا تقویٰ تین باتوں سے معلوم ہوتا ہے (1) وہ کیا لیتا ہے (2) کن چیزوں سے اپنے آپ کو روکتا ہے (3) کیا باتیں کرتا ہے۔(حضرت شفیقؒ)

ہر وہ فعل جسے انسان سرکار عالمؐ کی اقتداء کے بغیر کرے۔ خواہ وہ عبادت ہو یا

معصیت' وہ نفس کی زندگی ہے اور ہر وہ فعل جسے وہ سرکار عالمؐ کی اقتدا میں کرے وہ نفس کے لئے عذاب ہے۔ (حضرت سہل بن عبداللہ)

ہر چیز کو زنگ لگتا ہے اور قلب کے نور کا زنگ پیٹ بھر کر کھانا ہے۔

(حضرت ابو سلیمان دارائیؒ)

زہد تین چیزوں کا نام ہے۔ قلت' خلوت اور بھوک۔ (حضرت یحییٰ)

اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو غفلت اور سنگدلی سے بڑھ کر سخت چیز میں مبتلا نہیں کیا۔ (احمد بن ابی الجواری)

شراب سے پیٹ بھرنا' حلال کھانے سے پیٹ بھرنے کی نسبت مجھے زیادہ پسند ہے۔ (حضرت سہل بن عبداللہؒ)

ظاہری آداب کا اچھا ہونا باطنی آداب کے اچھا ہونے کی علامت ہے۔

(ابو حفص)

جوانمردی یہی ہے کہ لوگوں سے انصاف کرو مگر ان سے انصاف کا مطالبہ نہ کرو۔ (ابو حفص)

دیر تک بیہودہ باتوں کو سنتے رہنا دل سے عبادت کی حلاوت کو زائل کر دیتا ہے۔

(ابن خبیقؒ)

جہاں تک ہو سکے دنیاوی چیز کی خاطر غصہ میں نہ آؤ۔

(ابو صالح حمدون بن احمد قصار)

جس قسم کی باتیں تو چاہتا ہے کہ لوگوں پر ظاہر نہ ہوں اس قسم کی اوروں کی باتیں لوگوں پر ظاہر نہ کر۔ (ابو صالح حمدون بن احمد قصار)

ظاہر میں سنت کے خلاف کرنا باطن میں ریاکاری کی علامت ہے۔

(ابو عثمان حیریؒ)

جس نے اپنے قول و فعل میں خواہشات نفسانی کو حاکم بنایا وہ بدعت کی بات

کرے گا۔ (ابو عثمان حیری)

ہر وہ بات جس کے متعلق تم سے سوال کیا جائے اسے علم کے جنگل میں تلاش کرو۔ اگر وہاں نہ ملے تو حکمت کے میدان میں ڈھونڈو۔ اگر وہاں بھی نہ ملے تو توحید کے میزان میں تولو' اور اگر ان تینوں مقامات پر نہ ملے تو اسے شیطان کے منہ پر دے مارو۔ (احمد بن عطاءؒ)

جسے تین چیزیں حاصل ہوئیں وہ تمام آفات سے نجات پا جاتا ہے۔ قانع دل کے ساتھ خالی ہمت۔ فقر دائم کے ساتھ زہد حاضر۔ صبر کامل کے ساتھ ذکر دائم۔

(ابو حمزہ بغدادیؒ)

عبادت کرنے کے بعد اس کے عوض کا منتظر رہنا اللہ کے فضل کو بھول جانے کی علامت ہے۔ (ابوبکر محمد بن موسیٰ واسطی)

قدرت ظاہر ہے اور ہماری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں لیکن انوار بصیرت کمزور ہو چکے ہیں۔ (ابراہیم بن داؤد رقی)

کمزور ترین انسان وہ ہے جو اپنی خواہشات کے روکنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اور جو اس پر قادر ہو وہ قوی ترین ہے۔ (ابراہیم بن داؤد رقی)

طریقت کا علم روح خرچ کر کے حاصل ہوتا ہے۔ (ابو محمد رویمؒ)

کون ہے جس کے تمام اوصاف پسندیدہ ہوں۔ انسان کے لئے یہی فضیلت کافی ہے کہ اس میں معدودے چند عیوب پائے جائیں۔ (ابوالحسنؒ)

خدایا! میں یہ نہیں کہتا کہ میں نے توبہ کی ہے اور میں پھر ایسا نہیں کروں گا کیونکہ میں اپنے اخلاق جانتا ہوں۔ میں گناہوں کو ترک کرنے کی ضمانت نہیں دیتا۔ اس لئے کہ مجھے اپنی کمزوری معلوم ہے میں پھر بھی یہ [illegible]وں کہ آئندہ ایسا گناہ نہ کروں' ہو سکتا ہے کہ میں دوبارہ ایسے گناہ سے پہلے مر جاؤں۔

(یحییٰ بن معاذؒ)

اگر تو چاہتا ہے کہ تیری ہر دعا قبول ہو تو لقمہ و حلال کے سوا پیٹ میں کچھ نہ ڈال (حضرت ابراہیم بن ادھمؒ)

بہت سے عالم ایسے ہیں جو بادشاہ کے پاس دین لے کر جاتے ہیں لیکن جب واپس آتے ہیں تو دین وہیں چھوڑ آتے ہیں۔ (حضرت فضیل ابن عیاضؒ)

جو شخص اعمال نیک کو چھپانے میں جادوگر سے زیادہ ہوشیار نہ ہو وہ ریاکار ہے۔
(حضرت فضیل ابن عیاضؒ)

اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے قرب حاصل ہو گیا ہے تو سمجھئے کہ وہ حق تعالیٰ سے دور ہے کیونکہ جسے قرب حاصل ہوتا ہے اس کا دعویٰ نہیں رہتا۔ (حضرت شبلیؒ)

دنیا ایسا گھر ہے جو انسان کو ہر ساعت نئے گناہ پیش کرتا ہے۔
(حضرت ابو حفص حدادؒ)

یہ عجیب معاملہ ہے کہ آدمی جس کسی سے ڈرتا ہے تو اس سے دور بھاگتا ہے مگر جب اللہ سے ڈرتا ہے تو اسی کی طرف لپکتا ہے۔ (حضرت محمد علیؒ)

سعادت کی نشانی یہ ہے کہ بندے پر عبادت کرنی آسان و سہل ہو جائے اور لوگوں پر شفقت بڑھ جائے۔ نیکوکاروں کو دوست رکھے اور اللہ کی راہ میں خوشی سے خرچ کرے' خوش خلقی زیادہ ہو اور لوگوں کے کام آئے۔
(حضرت ابو علی جرجانیؒ)

ادب در حقیقت نیک خصلتوں کے اجتماع کا نام ہے اور ادیب وہ شخص ہے جس میں نیک خصلتیں جمع ہوں۔ (عبدالکریم بن ہوازن قشیری)

جو شخص ادب کا لحاظ رکھے بغیر بادشاہ کی صحبت میں بیٹھے گا تو اس کی جہالت اسے قتل کروا دے گی۔ (ابو علی دقاقؒ)

جب عارف باللہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کا لحاظ نہ رکھے تو سمجھ لو کہ ہلاک

ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔ (یحییٰ بن معاذ)

ہمیں زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلہ میں تھوڑا سا ادب حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ (ابن مبارکؒ)

جب کوئی مسافر سفر میں جائے تو تین چیزیں اس کی زینت ہوتی ہیں (۱) حسن ادب (۲) حسن اخلاق (۳) شکوک اور تہمت کی باتوں سے بچنا۔

(شیخ ابو عبداللہ مغربی)

ظاہری حسن ادب باطنی حسن ادب کا آئینہ دار ہے۔ (ابو حفصؒ)

جب آپس میں صحیح محبت پیدا ہو جاتی ہے تو محب پر پاس ادب رکھنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ (حضرت جنیدؒ)

عامہ مومنین کے مقام کی غایت اولیاء کے مقام کی ابتدا ہے۔ اولیاء کے مقام کی شہیدوں کے مقام کی ابتدا ہے۔ شہیدوں کے مقام کی غایت صدیقوں کے مقام کی ابتدا ہے۔ صدیقوں کے مقام کی غایت نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے۔ اولوالعزم انبیاء و رسل کے مقام کی نہایت حضرت محمد مصطفیٰ کے مقام کی ابتداء ہے اور حضرت محمد کے مقام کی نہایت کسی کو معلوم ہی نہیں۔

(حضرت بایزید بسطامی)

اگر ساری عمر میں مجھ سے ایک کلمہء خیر بھی حق کے لئے نکل جائے تو پھر کوئی خوف نہیں۔ (حضرت بایزید بسطامی)

گمنامی کو پسند کرو اور شہرت سے دور رہو مگر یہ ظاہر نہ کرو کہ تم گمنامی کو پسند کرتے ہو۔ اس لئے کہ اس سے بھی نفس میں غرور پیدا ہوتا ہے۔

(حضرت عبداللہ بن مبارک)

جو اچھے کو اچھا نہ جانے وہ برے کو بھی برا نہیں سمجھتا۔ (حضرت فضیل بن عیاضؒ)

غور و فکر، عقل کا مغز ہے۔ (حضرت ابراہیم بن ادھمؒ)

اللہ تعالیٰ جسے مقبول کرتا ہے اس پر ظالم مسلط کر دیتا ہے جو اس کو رنج دیتا ہے۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)

جو لوگ جانتے خاک نہیں اور اپنے جہل پر مصر ہیں وہ مشرک طریقت ہیں۔ (حضرت ابو بکر (شبلیؒ)

اگر بندہ اپنی ہر ایک خطا پر ایک کنکر گھر میں ڈال دیا کرے تو اس کا گھر تھوڑے ہی دنوں میں بھر جائے گا۔ (حضرت شفیق بلخیؒ)

جو شخص جاہ و منصب اور مال و دولت کے حصول کے لئے غلط ذرائع استعمال کرتا ہے گویا وہ آگ کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ (حضرت شفیق بلخیؒ)

صادق اگر اپنے دل کی بات ظاہر کرنا بھی چاہے۔ تب بھی اس کی زبان ظاہر نہ کر سکے گی۔ (ابو سلیمان دارانی)

میں عشق کی وجہ سے وجد کے بغیر ہی مرنے کو تھا اور میرا دل دھڑکنے کی وجہ سے پریشان رہا جب میرے وجد نے مجھے دکھا دیا کہ تو میرے پاس موجود ہے تو میں نے تجھے ہر جگہ موجود پایا۔ لہٰذا میں نے بغیر کلام کے موجود (محبوب) سے کلام کیا اور آنکھوں سے دیکھے بغیر معلوم کو دیکھ لیا۔ (حضرت شبلیؒ)

میرے نزدیک کوئی معصیت حق کو بھول جانے سے بدتر نہیں۔ (حضرت سہل)

متفرس وہ شخص ہے جو پہلی ہی نگاہ سے اپنے صحیح مقصد کو پہنچ جائے اور اسے تاویل، کمال یا خیال کی حاجت نہ رہے۔ (حسین بن منصور)

نفس کی آرزوؤں سے نجات کا نام راحت ہے۔ (محمد بن الفضل)

تنہائی صدیقین کی ہم نشین ہے۔ (یحییٰ بن معاذ)

زہد، زاہد کے اندر یہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اپنی ملکیت کی اشیاء کی سخاوت کرتا ہے اور محبت سے یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ محب اپنی جان کی سخاوت کرتا

ہے۔ (ابو سعید خزار)

نجات، خاموشی، تنہائی اور کم کھانے میں ہے۔

(حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ)

اپنی نیکیوں کے لئے پوشیدہ جگہ بناؤ جیسے کہ برائیوں کے لئے بناتے ہو۔

(حضرت زبیر بن عوامؓ)

دشمن کو نیک مشورے سے شکست دو اور دوست کو خلوص کی تواضع سے اپنا گرویدہ بناؤ۔ (حضرت بابا فرید شکر گنجؒ)

اپنے ظاہر کو لوگوں کی طرف اور اپنے باطن کو خدا کی طرف متوجہ رکھو۔

(حضرت ذوالنون مصریؒ)

جس دل میں غم نہ ہو وہ بگڑ جائے گا۔ جیسا کہ گھر اگر اس میں رہائش نہ ہو تو بگڑ جاتا ہے۔ (مالک بن دینارؒ)

تصوف کے آٹھ اوصاف ہیں۔ سخاوت ابراہیمؑ رضائے اسحاقؑ صبر ایوبؑ مناجات زکریاؑ غربت یحییٰؑ خرقہ پوشی موسیٰؑ تجرد عیسیٰؑ اور فقر محمدﷺ۔

(شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

ایک شخص شبلیؒ کے پاس آیا اور کثیرالعیال ہونے کی شکایت کی تو فرمایا ان افراد کو گھر سے نکال دو جن کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہیں۔

ظالموں اور فاسقوں کے ظلم و فسق کی وجہ سے ان کو دوست نہ رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ (حضرت شفیق بلخیؒ)

اعلانیہ گناہ پوشیدہ کی نسبت زیادہ سخت اور اظہار گناہ دوسرا گناہ ہے۔

(حضرت ابوالحسن خرقانیؒ)

جس سے قیامت کے دن کوئی فائدہ نہ ہو اس کی صحبت سے کیا فائدہ۔

(حضرت مالک بن دینارؒ)

آدمی جب تک لوگوں سے موافقت رکھتا ہے' ریا سے نہیں بچ سکتا۔

(حضرت فضیل بن عیاضؒ)

ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے عمل میں ریا کرتے تھے مگر اب ایسے لوگ ہیں جو ان اعمال پر ریا کرتے ہیں جو وہ نہیں کرتے۔

(حضرت فضیل بن عیاضؒ)

جس نے فاجر (بدکار) پر احسان کیا' اس نے فسق و فجور کی اعانت کی۔ (حضرت فضیل بن عیاضؒ)

بہت سے لوگ غسل کے بعد پاک ہو جاتے ہیں لیکن بہت سے بدباطن حج و زیارت کے بعد نجس لوٹتے ہیں۔ (حضرت فضیل بن عیاضؒ)

حلال رزق' فضول خرچیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ کم ہوتا ہے۔

(حضرت بشر حافیؒ)

یہ خواہش رکھنا کہ لوگ مجھے بہتر سمجھیں، محض حب دنیا کا مظہر ہے۔

(حضرت بشر حافیؒ)

عاقل وہ نہیں جو خیر اور شر کو پہچانے بلکہ عاقل وہ ہے جو خیر پر عمل کرے اور شر سے اجتناب کرے۔ (حضرت بشر حافیؒ)

جو شخص ناراض ہو جانے پر راز ظاہر کردے وہ کمینہ ہے۔

(حضرت ذوالنون مصریؒ)

تم فاجروں اور بازاریوں کے ظاہری لباس نہ دیکھو کیونکہ ان کے اندر پھاڑنے والے بھیڑیے ہوتے ہیں۔ (حضرت بشر حافی)

جس سے لوگ محفوظ رہیں وہ لوگوں سے محفوظ رہتا ہے۔ (حضرت شفیق بلخیؒ)

جھوٹا وہ شخص ہے جو عورتوں کو اپنے پاس بٹھائے اور یہ کہے کہ مجھے ان سے رغبت نہیں۔ (ابوالقاسم نصر آبادی)

میں نے جس شخص سے بھی بحث و مجادلہ کیا' میری یہی آرزو رہی کہ اللہ تعالیٰ میرے بجائے اس کی زبان سے حق کو واضح کرے۔ (امام شافعی)

برا نہ ہونا بھی نیکی ہے۔ (ابن جوزی)

اس کا کیا حال ہو گا جس کی عمر گھٹ اور گناہ بڑھ رہے ہوں۔ (محمد بن واسع)

جب دنیا کسی انسان کے پاس آتی ہے تو اسے غیروں کی خوبیاں دے دیتی ہے اور جب اس سے منہ پھیر لیتی ہے تو اس کی ذاتی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔ (حضرت قاسم بن محمد)

جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہئے۔ (حضرت قاسم بن محمد)

علمائے شریعت' پیغمبروں کے امین ہیں جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔ (حضرت قاسم بن محمد)

جس کے پاس سب کچھ ہے وہ اسے چھپاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں وہ شور مچاتا ہے۔ اسرار کا چھپانا ابرار کا کام ہے۔ (خواجہ سید بہاؤ الدین)

جو شخص علماء کے نادر و شاذ اقوال ہی کو جمع کرتا پھرے پھر وہ ایک روز اسلام سے نکل جاتا ہے۔ (امام اوزاعیؒ)

معاف کرنے میں غلطی کرنا' سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔
(امام ابو یوسفؒ)

بے زری انسان کا وہی حشر کرتی ہے جو زر نے قارون کا کیا تھا۔

(فخر الدین رازی)

ہم ایسی چیزوں پر زیادہ پختہ ایمان رکھتے ہیں جن کے متعلق ہمارا علم کم ہے۔
(فخر الدین رازی)

نیکی تین خصلتوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ نیکی کرنے مین جلدی کرے۔ اسے حقیر سمجھے اور پوشیدہ رکھے۔ جب تم نے نیکی کرنے میں جلدی کی تو اسے خوشگوار بنایا۔ جب اسے حقیر سمجھا تو اس کی قدر کو بڑھایا اور جب اسے پوشیدہ رکھا تو اسے مکمل کر دیا۔ (حضرت عبداللہ بن عباس)

اپنی محبوب اور عزیز چیزوں کو راہ خدا میں خرچ کئے بغیر تم نیکی کی حقیقت تک' جو خیر و احسان کا درجہء کمال ہے' ہرگز رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔
(علامہ بیضاوی)

جو ہمیں اللہ کے نام سے دھوکا دیتا ہے ہم اس کے دھوکا میں آنے کے لئے تیار ہیں۔ (حضرت عبداللہ بن عمر)

ہر غریب اور مخلص رشتہ دار کی ضروریات کی بہم رسانی اس کے متمول رشتہ داروں پر فرض ہے۔ (حضرت امام اعظم)

زیادہ باتیں بنانا علم نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے خشیت کو علم کہتے ہیں۔
(حضرت عبداللہ بن مسعود)

بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں ہے' بلکہ ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی دل میں ڈال دیتا ہے۔ (حضرت امام مالک)

جس کے دل میں اللہ خوف کا نہیں' وہ عالم نہیں۔ (ربیع بن انس)

جس کے چالیس سال گزر جائیں پھر بھی اس کی نیکی اس کی برائی پر غالب نہ ہو تو ایسے شخص کو دوزخ کی تیاری کرنی چاہیے۔ (حضرت عبداللہ بن عباس)

نفس' بچے کی مانند ہے۔ اگر تم اس کا دودھ نہ چھڑاؤ تو وہ جوان ہونے تک ماں کا دودھ پیتا رہے گا' اور اگر تم اس کا دودھ چھڑا دو تو چند روز شور مچانے کے بعد وہ خود ہی ماں کا دودھ چھوڑ دے گا۔ (امام بوصیری)

اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے نزدیک راستہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی مخالفت کرتا رہے۔ (حضرت بہاؤ الدین نقشبند)

نفس کی چالیں باریک ہوتی ہیں۔ کبھی وہ گناہوں سے انسان کو اپنے رب سے دور کرتا ہے اور کبھی نیک اعمال کے باعث ریا اور خود بینی کے جذبات ابھار کر انسان کو اللہ سے دور کرتا ہے۔ (حضرت مجدد الف ثانیؒ)

درویشی یہ ہے کہ کسی چیز کی طمع نہ کرے، کوئی بے طلب لے آئے تو منع نہ کرے اور جب لے لے تو جمع نہ کرے۔ (معروف کرخی)

یہ عجیب بات ہے کہ بعض لوگ دن میں پانچ دفعہ منہ دھوتے ہیں لیکن دل کو پانچ سال میں بھی ایک بار نہیں دھوتے۔ (ابراہیم ادھم)

فقیر کی شان کے شایان یہ ہے کہ وہ اپنے فقر سے اتنی ہی محبت کرے جتنی کوئی دولت مند اپنی دولت سے محبت کرتا ہے۔ (عبدالقادر جیلانی)

لوگ تین قسم کے ہیں اور بگاڑ بھی تین طرح کا۔ ایک امراء، دوسرے علماء اور تیسرے فقراء۔ جب امراء بگڑ جائیں تو رعیت کی معاش بگڑ جاتی ہے۔ جب علماء بگڑیں تو شریعت کا طریقہ بگڑ جاتا ہے اور جب فقراء بگڑ جائیں تو لوگوں کے اطوار خراب ہو جاتے ہیں۔ امراء کا بگاڑ ظلم، علماء کا بگاڑ طمع اور فقراء کا ریا سے ہے۔

(شیخ ابوبکر ترمذی)

مذاہب تو انسان کو انسان سے قریب لانے کے لئے ہیں نہ کہ فساد پھیلانے کے لئے۔ (صادم الازہری)

جو شخص زندگی کی مناسب ضروریات سے زیادہ کا طالب ہوا وہ کبھی قانع اور مطمئن نہیں ہو سکتا۔ (حضرت ادریسؑ)

نہ جھوٹی قسم کھاؤ اور نہ خدا کے نام کو قسموں کے لئے تختۂ مشق بناؤ اور نہ جھوٹے لوگوں کو قسمیں کھانے پر آمادہ کرو۔ ایسا کرنے سے تم خود بھی گناہ میں شریک ہو جاؤ گے۔ (حضرت ادریسؑ)

جس کی آنکھ میں عشق کا سرمہ لگا ہو اس کی نظر میں عرش سے تحت الثریٰ تک

جھوٹا سب سے پہلے اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ (خواجہ حسن بصری)
جسے خدا ذلیل کرنا چاہے وہ دولت کی تلاش میں لگ جاتا ہے۔
(خواجہ حسن بصری)
شمع بننے کے دعوے سے پروانہ بن جانا زیادہ باعث افتخار ہے۔
(جلال الدین رومی)
بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرے اور زندگانی کی امید پر توبہ نہ کرے۔ (حضرت شفیق بلخی)
کوئی گناہ کسی کی رضامندی سے حلال نہیں ہوتا۔ (حضرت شفیق بلخی)
شیطان کو سب سے پیارا' بخیل مسلمان اور ناپسند گنہگار سخی ہے۔
(حضرت معروف کرخی)
سلامتی تنہائی میں ہے کہ اللہ کا ذکر اس کا ہم نشین ہو۔ (اویس قرنی)
جس نے دنیا کو پہچان لیا اس نے دنیا کو دشمن سمجھا۔ (خواجہ حسن بصری)
تم اگر دیکھو کہ زاہد یا عالم دنیا دار امیروں سے اپنی تعریف سن کر خوش ہوا ہے تو جان لو کہ بڑا ہی ریاکار ہے۔ (خواجہ حسن بصری)
جس عالم یا پیشوا کو دیکھو کر وہ تاویلات کی طرف کھینچ تان بہت کرتا ہے اور اس کا مدار زیادہ تر تاویلات پر ہے۔ سمجھ لو کہ وہ حق سے دور اور گمراہی میں مبتلا ہے۔ (امام شافعی)
کمینہ کی علامت یہ ہے کہ جب صاحب منزلت ہوتا ہے تو اپنے خویش و اقارب سے بدسلوکی اور تکبر سے پیش آتا ہے اور ملنے والوں سے بیگانہ بن جاتا ہے۔ (امام شافعی)
جو شخص لوگوں کے ساتھ باتیں کرتا اور مشغول ہوتا بہ نسبت اللہ کی یاد اور عبادت کے زیادہ پسند کرتا ہے اس کا علم تھوڑا' دل اندھا اور علم رائیگاں ہے۔

دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بغض کا نام زہد ہے۔ (خواجہ حسن بصری)

زہد ایک فرشتہ ہے جو صرف ان لوگوں کے دلوں میں سکونت اختیار کرتا ہے جن کے دل دنیا سے خالی ہیں۔ (بشر حافی)

عظیم بزرگوں نے جو پہلی نصیحت مجھے کی وہ دنیادار اور ناجنس کی صحبت سے مکمل گریز تھا۔ (حافظ شیرازی)

عاشقوں کا صبر زاہدوں کے صبر کے مقابلہ میں زیادہ سخت ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ وہ کس طرح صبر کرتے ہیں۔ (یحییٰ بن معاذ)

اے محبوب! تمام مواقع پر صبر اچھا لگتا ہے۔ سوائے تمہارے کہ یہاں صبر کرنا اچھا نہیں۔ (یحییٰ بن معاذ)

عبودیت کی ایک علامت یہ ہے کہ تو تدبیر کو چھوڑ دے اور تقدیر کا مشاہدہ کرے۔ (سہل بن عبداللہ)

نعمتوں کے بندے تو بہت ہیں لیکن انعام کرنے والے کے بندے بہت کم یاب ہیں۔ (جریریؒ)

جب لوگ اپنے اخلاص میں اخلاص کا مشاہدہ کرتے ہوں تو سمجھو کہ ان کے اخلاص کو ابھی اخلاص کی ضرورت ہے۔ (ابو یعقوب سوسی)

جس شخص نے سرمایہ دار کے سامنے فروتنی کا اظہار کیا اور اپنے نفس کو دنیوی لالچ کی خاطر اس کے لئے پست کیا۔ اس کا دو تہائی دین اور نصف عزت برباد ہو گئی۔ (عبداللہ بن مسعود)

تم کو علم کا نگہبان اور اس کے لئے صاحب عقل و فہم ہونا چاہئے۔ محض ناقل و راوی نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ علم کا ہر ایک دانا و فہمیدہ تو راوی بھی بن سکتا ہے۔ لیکن ہر ایک راوی و ناقل اس روایت کے فہم و معنی کا حامل نہیں ہو سکتا۔

(حضرت عبداللہ بن مسعود)

عاجزی کا حق جب ادا ہوتا ہے کہ تم حق بات کو تسلیم کر لو۔ چاہے اس کا کہنے والا کوئی بچہ ہو یا قوم کا جاہل ترین فرد ہو۔ (حضرت فضیلؒ)

خوف عذاب اور امید رحمت کے درمیان مسلمان کے گناہ کی وہی حالت ہوتی ہے جو دو شیروں کے درمیان گھری ہوئی لومڑی کی ہوتی ہے۔ (یحییٰ بن معاذ)

تصوف حسن خلق کا دوسرا نام ہے اور جو شخص تجھ سے زیادہ خوش خلق ہے وہ یقیناً تجھ سے زیادہ صاحب تصوف ہے۔ (کتانیؒ)

جس دل میں خود خدا نہیں وہ محض ایک ویرانہ ہے۔ (ابو سلمان دارانی)

مبارک ہیں وہ لوگ جن کے پاس نصیحت کرنے کے الفاظ نہیں اعمال ہوتے ہیں۔ (شعبان ثوری)

اگر تمہارا کوئی دوست تمہارا راز افشاء کر دے تو قابل ملامت تم ہو نہ کہ وہ، تم نے اسے بتایا ہی کیوں تھا۔ (حضرت عمرو بن العاص)

خدا شناسی سے خود شناسی دشوار تر ہے۔ (امام حسن عسکری)

رضامندی کی آنکھ ہو تو کوئی عیب اسے نظر نہیں آتا اور جب ناراض ہو جائے تو اسے صرف برائیاں ہی برائیاں نظر آتی ہیں۔ (امام شافعی)

نظر اس وقت تک پاک رہتی ہے جب تک جھکی رہے۔ (امام احمد حنبل)

وہ بنیاد جو کبھی ویران نہ ہو عدل ہے۔ وہ تلخی جس کا آخر شیرینی ہو صبر ہے اور وہ شیرینی جس کا آخر تلخ ہو شہوت ہے۔ (معروف کرخی)

عقلمند وہ ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو اول روز وہی کرے جو کہ وہ تیسرے روز کرے گا۔ (معروف کرخی)

شیطان ایک لطیف حیلے سے اکثر لوگوں کو فریب دیتا ہے اور وہ بچوں کی محبت اپنی آرزوؤں کو دل میں ہی مار ڈالو اور دلوں کو ان میں نہ مرنے دو۔

(حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ)

محبت کے لحاظ سے ہر باپ یعقوب اور حسن کے لحاظ سے ہر ایک بیٹا یوسف ہے۔ (بو علی سینا)

جس نے محفل میں اپنے آپ کو برا کہا در حقیقت اس نے اپنی تعریف کی اور یہ ریا کی علامت ہے۔ (خواجہ حسن بصری)

اگر گناہ پرانا ہو جائے تو استغفار سے غافل نہ ہو۔ کیونکہ گناہ کا تو تجھے یقین ہے لیکن مغفرت کا یقین نہیں۔ (یزید حمیری)

بھوکے کے پیٹ میں ایک لقمہ جانا یا کسی محتاج کی حاجت روائی کرنا میرے خیال میں مسجد بنانے سے بہتر ہے۔ اگرچہ میں اکیلا ہی اس کی تعمیر کر سکوں۔

(عبداللہ بن مبارک)

مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو برائی کی طرح مخفی رکھے۔ (حضرت ابراہیم تیمی)

برے دوستوں سے کتا اچھا ہے اور آدمی کے برا ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ خود نیک نہ ہو اور نیک لوگوں کو برا کہے۔ (حضرت مالک بن دینار)

علم' جہالت کی موت سے دل کا زندہ ہونا اور کفر کی تاریکی سے ایمان کی آنکھ کا روشن ہونا ہے۔ (ابو علی ثقفی)

درویشی مصیبت کا دریا ہے اور اس کی تمام مصیبتیں عزت ہیں۔ (حضرت شبلی)

تصوف' نفس کی ہر لذت کو چھوڑ دینا ہے۔ (ابوالحسن نوری)

اخلاص' اعمال کی خرابیوں سے نجات پانا ہے۔ (امام احمد بن حنبل)

تمام لوگوں میں ذلیل ترین وہ درویش ہے جو راہ تصوف اختیار کرنے کے باوجود حریص اور جاہ طلب ہو جیسا کہ تمام لوگوں میں شریف ترین وہ درویش ہوتا ہے جس نے اپنی تمام محبت کو محبوب حقیقی کے لئے خالص کر دیا ہے۔ (ابو یعقوب)

توکل' رزق ہونے اور نہ ہونے کے وقت دل کا برابر ایک حال پر رہنا ہے۔ (ابو محمد بن جعفر)

جب تو گناہ یاد کرے اور اس کے یاد کرنے سے لذت نہ پائے' پس یہی توبہ ہے۔ (ابوالحسن بوشیخہ)

محبت یہ ہے کہ تو محبوب کی عبادات سے بغلگیر ہو اور اس کی مخالفت سے علیحدہ ہو۔ (شیخ سہل بن عبداللہ تستری)

محب اور محبوب کے لطیف جذبات اور دلی واردات کی ترجمانی الفاظ میں نہیں کی جاسکتی۔ (ابوالحسن سمنون)

دراصل فقیر وہ ہے جس کو محبت نے وحشی بنادیا ہو۔ (ابو حمزہ خراسانی)

زبان بولتی ہے لیکن اس کے بولے ہوئے الفاظ سے صحیح مطلب اخذ کرنے میں بہتوں کو دھوکا لگ جاتا ہے۔ (حسین بن منصور)

فراست کا دعویٰ کرنا کسی کے اختیار میں نہیں مگر اسے دوسروں کی فراست سے بچنا چاہئے۔ (ابو حفص نیشاپوری)

تین چیزیں دنیا سے مفقود ہو چکیں۔ (۱) خوبصورتی جس کے ساتھ کمال خلق پایا جاتا ہو (2) سچائی جس کے ساتھ امانت پائی جاتی ہو (3) اچھا بھائی چارہ جس کے ساتھ وفاداری بھی ہو۔ (حارث محاسبی)

ولی نہ تو ریاکار ہوتا ہے اور نہ منافق' لہٰذا جس کا یہ خلق ہو اس کے دوست کس قدر کم ہوں گے۔ (یحییٰ بن معاذ)

افکار ابن خلدون

انسان سراسر اپنے ماحول کی پیداوار ہے۔

ماضی' مستقبل سے اس طرح مشابہ ہے جیسے پانی کا ایک قطرہ دوسرے قطرہ سے۔

جو قوم جتنی بڑی ہو گی اور اس کی حکومت کے دائرے جتنے وسیع ہوں گے' اسی نسبت سے اس کی عمارات اور آثار میں عظمت و بلندی ہو گی۔

شخصیتیں' تاریخ کے مزاج کو بدلنے میں بڑی حد تک موثر ثابت ہوتی ہیں۔

قومیں مختلف سیاسی کروٹیں بدلتی رہتی ہیں اور ہمیشہ ایک ہی جہت پر نہیں رہتیں۔ ان کے مزاج' عوائد و عقائد اور رسمیات ان تبدیلیوں سے اتنا متاثر ہوتے ہیں کہ گویا بالکل ایک نئی قوم معرض وجود میں آ گئی ہے۔

تین بڑے عوامل انسانی زندگی کی سمتوں کو متعین کرتے ہیں۔ دین' جغرافیائی حالات اور اسباب حیات کی فراوانی۔

جغرافیہ بھی اپنے متعین اثرات رکھتا ہے۔ جس سے نہ صرف یہ کہ انسان اور اس کے خیالات و عادات کا سانچہ بدلتا ہے بلکہ حیوانات اور پیداوار تک کا اس سے متاثر ہونا ضروری ہے۔

عمل و محنت کے بغیر تو قدرتی ذرائع سے بھی استفادہ ناممکن ہو جاتا ہے۔

جیسے اشخاص کی قمری حساب سے ایک عمر ہے اور وہ عموماً" ایک سو بیس سال ہوتی ہے۔ اسی طرح ریاست و سلطنت کی بھی ایک عمر ہوتی ہے جو تین "اجیال" سے متجاوز نہیں ہو پاتی۔ (جیل تقریباً" چالیس برس کا ہونا چاہئے)۔

قوموں کی زندگی و موت ان کے خیالات و افکار کی زندگی و موت سے بھی وابستہ ہے۔

حکومت ایسی ہونی چاہئے کہ ہر فرد یہ محسوس کرے کہ نظم و نسق کو قائم رکھنے اور اس کے عزائم اور منصوبوں کو پروان چڑھانے کی ذمہ داری میں یہ برابر کا شریک ہے۔

خلافت و ملوکیت میں نفس نظام اور دستور کا فرق نہیں ہے بلکہ ان دونوں میں صرف کردار اور سیرت کا فرق ہے۔

جس نسبت سے ٹیکس اور مختلف محصولات کی مقدار بڑھتی ہے اسی نسبت سے عمرانی کوششوں میں کمی واقع ہوتی ہے اور لوگوں میں نشاط کار کا ولولہ سرد پڑ جاتا ہے اور جس قدر محصولات اور مغارم کی مقدار کم ہوتی ہے' اسی لحاظ سے لوگ بار کم محسوس کرتے ہیں اور کام کی طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں۔

معاش اور امور مالیہ کے بارے میں خصوصیت سے جب لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ ان کی حفاظت و صیانت کا کوئی ذریعہ نہیں رہا تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں اور مالی جدوجہد اور معاشی تگ و دو رک جاتی ہے۔

انبیاء انہی لوگوں میں آتے رہے ہیں جو جسم و ذہن کے اعتبار سے کامل اور عادات و اطوار کے لحاظ سے متوازن تھے۔

وہ لوگ جو زرخیز علاقوں میں رہتے ہیں اور مزے اور فراوانی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے اجسام میں لطافت نہ پیدا ہو سکے گی اور ذہن و اخلاق عمدگی اور پاکیزگی سے محروم رہیں گے۔

انبیاء و رسل کے نفوس میں جبلی طور پر کائنات میں تصرف کرنے کی صلاحیتیں ودیعت کی جاتی ہیں اور یہ ان کے مقدور میں ہوتا ہے کہ جب چاہیں متعین توجہ سے اکوان میں تغیر و تبدل کر سکیں۔

قوموں میں یہ اختلاف کہ ایک گروہ دیہات میں اور صحراؤں میں رہ رہا ہے اور ایک جماعت شہروں میں سکونت پذیر ہے' طریق معاش کے اختلاف پر مبنی ہے۔

حضارت و تمدن کے اصول و تکلفات کا منبع و سرچشمہ دیہات والوں کی تہذیب و تمدن ہی ہے کیونکہ یہی لوگ انسانی آبادی میں بمنزلہ اصل اور جڑ کے ہیں اور انہی کی ارتقائی شکل کا نام شہر ہے۔

اہل بدو یا شہر سے دور افتادہ رہنے والوں کی اخلاقی حالت شہر والوں سے نسبتاً" بہتر ہوتی ہے کیونکہ ان کی زندگی فطرت اولیٰ پر مبنی ہوتی ہے اور شر و فساد کے تمدنی اثرات سے ایک طرح سے پاک ہوتی ہے۔

انسان جو کچھ بھی ہے اپنے حالات و مالوفات کا نتیجہ ہے۔ مزاج اور طبیعت کا نہیں۔ یعنی جس انداز حیات کا وہ عادی ہو گا' وہی اس کی طبیعت اور جبلت بن جائے گا۔

مغلوب قومیں ہمیشہ غالب اقوام کی تقلید کرتی ہیں کیونکہ نفس انسانی کی یہ کمزوری ہے کہ جن لوگوں کی اطاعت و پیروی پر وہ مجبور ہوتا ہے ان میں غیر شعوری طور پر ایک طرح کے کمال کو مانتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ کمال اس میں منتقل ہو جائے۔

جب کسی سلطنت کے ساتھ دینی عصبیت مل جاتی ہے اور وہ کسی نہ کسی مذہبی خیال کو اپنا لیتی ہے تو اس کی قوت و شوکت میں قبائلی عصبیت سے کہیں زیادہ استواری آ جاتی ہے۔

کسی بھی ریاست یا سلطنت میں اتنی لچک نہیں ہوتی کہ جس قدر چاہے اسے پھیلائے بلکہ اس کے پھیلاؤ اور توسیع کی ایک حد ہوتی ہے' جس کے آگے اس کے اقتدار و حکومت کے دائرے بڑھ نہیں پاتے۔

مختلف اقوام و ملل میں یہ قانون ہمیشہ سے جاری و ساری رہا کہ جب تک حکومت کو چلانے والے گروہ زیادہ تعداد میں رہے فتوحات کا دائرہ بڑھتا رہا اور جب یہ گروہ دور دراز ملکوں میں متعین ہونے کی وجہ سے کم ہوا' فتوحات کا دائرہ

بھی اسی نسبت سے سمٹتا رہا۔
بادشاہ کے اختیارات ایسے ہونے چاہئیں کہ اس پر کوئی عصبیت مسلط نہ ہو اور کوئی اور شخصیت اس پر حکمران نہ ہو تاکہ وہ بغیر کسی خوف کے رعیت کو قابو میں رکھ سکے۔
ذہنی طور پر بادشاہ کو نہ تو غیر معمولی طور پر ذہین ہونا چاہئے اور نہ نرا مغفل۔ کیونکہ جس طرح بلادت و کند ذہنی سے جمود کا خطرہ ہے۔ اسی طرح ذکائے مفرط عوام کے حق میں بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔
کسی حکومت کی عمرانی زندگی دراصل اس سے تعبیر ہے کہ سعی و کوشش کا بازار گرم رہے۔
ایک غلطی تعلیم کے سلسلے میں یہ بھی کی جاتی ہے کہ ایک وقت میں بجائے ایک ہی علم پڑھانے کے کئی کئی باتیں غیر متعلقہ بتائی جاتی ہیں۔ جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طالب ان سبھی چیزوں میں کورا رہتا ہے۔ کیونکہ ذہن انسانی کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ ایک وقت میں ایک ہی علم کی طرف ملتفت رہ سکتا ہے۔ دو دو علموں کی طرف نہیں۔
تاریخ کا یہ فیصلہ ہے کہ جو قومیں بھی قہر و تسلط کے سایہ میں پروان چڑھیں گی اور ظلم و جور سہیں گی' ان میں اخلاقی برائیوں کا پیدا ہو جانا بہت ضروری ہے۔
تحصیل علم میں جو بات سخت مضر ہے وہ کتابوں کی کثرت' اصطلاحات کی رنگا رنگی اور طریق و نظریات کی بوقلمونی ہے۔
ترقی کے لئے بدوی عصبیت اور فضیلت کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ اور ارفع مقصد یا مثال کا ہونا ضروری ہے۔
زوال کے بھی تین اسباب ہوتے ہیں۔ ضعف اشراف۔ تشدد افواج۔ لہو و لعب۔

رموز عبدالقادر بیدل

پہلے فطری قابلیت اور اس کے بعد مناسب اسباب جمع ہوں تو نتیجہ خاطر خواہ ہوتا ہے۔

دل میں کوئی تصور پیدا نہیں ہو سکتا جس کا مشاہدہ جزواً" یا کلاً" خارج میں نہ کیا ہو۔

استعداد خواہ موجود ہو جب تک مناسب اسباب مدد نہ دیں اس کا ظہور نہیں ہوتا۔

آدمی ان ہاتھ اور پاؤں کا نام نہیں' آدمیت ایک حقیقت ہے۔ ریچھ ہاتھ پاؤں کے لحاظ سے بزرگی میں آدمی سے کمتر نہیں۔

ہر ایک شخص زبان خلق ہی سے موسوم ہے۔ خود شناس لاکھوں میں شائد ایک ہو۔ اکثر اپنے آپ کو وہی کچھ سمجھتے ہیں جو لوگوں نے ان کے دماغ میں ٹھونس رکھا ہے۔

عالم بے خودی عین شعور ہے اور محبت' خواب آئینہ حضور۔

جسے ہم عالم کہتے ہیں وہ صفحہء دل کا مطالعہ ہی ہے اور جنہیں ہم اشیاء سمجھتے ہیں وہ سطر نگاہ ہے جو تحریر ہو رہی ہے۔ دل اجتماع کیفیت علوم ہے اور علوم ادراکات معانی کا مفہوم۔

اپنی طرف سے وسوسہ پیدا کرنا بھی ایک جنت ہے اور اوہام کو نشوونما دینا بھی قدرت ہے۔

آنکھیں کھلی ہوں تو ایک نگاہ بے دست و پا نظارہ کو آسمان تک پہنچا دیتی ہے۔

کوئی جتنا گمراہ ہو اتنا ہی رہبر کامل کا طالب ہوتا ہے۔

اگر مجھے دنیا جہان کا مال اس غرض سے دیا جائے کہ میں اپنا گوشہء فقر و قناعت

ترک کر کے کسی صاحب جاہ کے در دولت پر حاضر ہو کر جبہ سائی کروں تو یہ مجھ سے بعید ہے۔ اس لئے کہ میں نے حنائے قناعت پاؤں پر باندھ رکھی ہے۔

جو بھی دل میں خیال پیدا ہوتا ہے خواہ یہ یقینی ہو یا ظنی۔ انسان کا پیدا کردہ نہیں ہے۔ یہ الہام کردۂ حرف بصوت سے نازل ہوتا ہے۔

جو کچھ تیری نظر سے گذر رہا ہے۔ تیرے خیال سے باہر نہیں، تیرے ہی دل کے تصورات ہیں اور دام خیال سے باہر نکل بھی نہیں سکتے۔ اگر تجھے گذرے ہوئے یا جاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں تو جا کر کہاں جائیں گے۔ تیرے دل سے باہر نہیں جا سکتے۔

عشق وحدت کی شراب صاف ہے۔ لیکن بقدر ظرف اس کا نشہ مختلف ہے۔

وہی شخص دوسروں کی عقل کا سہارا لیتا ہے جو خود عقل سے بے بہرہ ہو۔

مقلد کی شناخت یہ ہے کہ جب اس کے علم کا امتحان کیا جائے تو جاہل ہی ثابت ہو گا۔

ہر ایک قطرہ میں جان ہے اور ہر ایک ذرہ ایک جہان ہے۔

جب غبار ہمارے آگے پیچھے اڑ رہا ہو اور ہم اس میں گھرے ہوں تو لاچار اس خیال سے کہ یہ دھول ہماری آنکھوں میں نہ پڑے یا منہ میں نہ جائے' ہم چہرہ ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہی کیفیت ذکر ماضی اور فکر مستقبل کی ہے کہ دونوں گرد و غبار ہیں جو ہمارے حال پر چھائے ہوئے ہیں اور ہمارا حال بھی غبار آلودہ ہو کر رہ گیا۔ ہماری عمر یعنی حال اسی ذکر ماضی و فکر مستقبل میں گزر جاتا ہے۔ اس لئے حال بھی ضائع ہو رہا ہے۔

خلوت کے بغیر جمعیت دل حاصل نہیں ہوتی۔

باغبان خواہ خون پسینہ ایک کر دے اور ابر اپنی ابروئی بھی ملا دے' یعنی دن رات برستا رہے دونوں کی متفقہ انتہائی کوشش بھی پھول کو شمشاد اور شمشاد کو

پھول نہیں بنا سکتی۔
کائنات کو جس نظر سے دیکھو گے تمہیں وہی کچھ محسوس ہو گی۔
اگر تو نے غیر کا احرام باندھا ہوا ہے تو خواہ تو سرتاپا کعبہ ہو' بت خانہ بھی تجھ سے عار کرے گا۔
جہاں حرص و ہوس سرگرم عمل ہو وہاں سیم و زر پر ہی نظر ہو گی۔ زاہد جو ترک دنیا اس امید پر کرتا ہے کہ بہشت میں حور و قصور ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ دنیا ہی کا طالب ہے۔
جس طرح بچھو "گژدم" ہے' اسی طرح کج بحث بھی بچھو ہی ہوتے ہیں۔ ان کے ڈنگ سے بچنے کا علاج یہی ہے خاموشی اختیار کرو۔

اسرارِ اقبال

ایمان ایک نفسیاتی حقیقت ہے اور اس کا سرچشمہ وہ تیقن ہے جس سے علم میں علم کی شان پیدا ہوتی ہے۔
ہم جس دنیا میں رہتے ہیں' اشتراکات اور توافقات کی دنیا ہے تفریقات اور معارضات کی نہیں۔ ہمیں نہیں بھولنا چاہئے کہ فکر کو حق کی آرزو ہے۔ علم کو تیقن اور عمل کو کسی محکم اساس کی۔
مذہب کے لئے فکر کا وجود ناگزیر ہے۔
کوئی شکل ایسی طاقتور' ایسی ولولہ خیز اور حسین و جمیل نہیں جیسی روح انسانی ہے۔
اگر انسان اپنی ذات کی وسعتوں اور گوناگوں صلاحیتوں کو ترقی نہیں دیتا' زندگی کی بڑھتی ہوئی رو' کا کوئی تقاضا اپنے اندرون ذات میں محسوس نہیں کرتا تو اس

کی روح پتھر کی طرح سخت ہو جاتی ہے اور وہ گر کر بے جان مادے کی سطح پر جا پہنچتا ہے۔

جوں جوں ہم اپنی ذہنی کاوشوں سے علائق فطرت پر غلبہ حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں ہماری زندگی میں وسعت اور تنوع پیدا ہوتا ہے اور ہماری بصیرت تیز تر ہو جاتی ہے۔

دنیائے قدیم کے سارے تمدن محض اس لئے ناکام رہے کہ انہوں نے حقیقت کی طرف داخل کی راہ سے قدم بڑھایا اور پھر داخل سے خارج کا۔ یوں انہوں نے نظریات تو قائم کر لئے مگر طاقت سے محروم ہو گئے اور ظاہر ہے کہ صرف نظریوں کی بناء پر کوئی پائیدار تمدن قائم نہیں ہو سکتا۔

میرے نزدیک علوم طبعی کی مثال زاغ و زغن کی ہے جو فطرت کے مردہ جسم پر جھپٹتے اور اس کا ایک آدھ ٹکڑا نوچ لے جاتے ہیں۔

حیات اور شعور کی دنیا میں ہمیں غایت اور مقصد کے لئے تصورات اختیار کرنا پڑتے ہیں۔ جو علت کی طرح خارج کی بجائے داخل سے اثر انداز ہوتے ہیں۔

ہم لگاتار بدلتے رہتے ہیں۔ ہمارے داخل اور باطن میں کوئی چیز بھی ساکن نہیں۔ جو کچھ ہے ایک مسلسل حرکت' کیفیات کا ایک پیہم ردوبدل' ایک دوامی بہاؤ' جس کی کوئی منزل ہے نہ مقام۔

تقدیر اس زمانے سے عبارت ہے جس کے امکانات کا انکشاف ابھی باقی ہے۔

مستقبل کو سرے سے غیر متعین سمجھنا غلطی ہے۔

مذہب کے عزائم فلسفہ سے بلند تر ہیں۔ فلسفہ حقائق کے عقلی ادراک سے عبارت ہے۔ لہٰذا وہ کسی ایسے تصور سے آگے نہیں بڑھتا جو ہمارے محسوسات و مدرکات کی گوناگوں دنیا کو ایک نظام میں مدغم کر دے۔

جب نفس انسانی خلوت سے جلوت یعنی قدر آشنائی سے کارفرمائی کی طرف

بڑھتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں وجدان سے فکر کی جانب تو اس سے زمان جوہری کی تخلیق ہو جاتی ہے۔

دعا جیسا اندرونی سہارا نہ ہو تو ان حالتوں میں جب ہمارا نفس اجتماعی ناکام ہو کر ہمارا ساتھ چھوڑ دیتا ہے' دنیا بہتوں کے لئے جہنم بن جائے۔

علم کی جستجو جس رنگ میں بھی کی جائے' عبادت ہی کی ایک شکل ہے اور اس لئے فطرت کا علمی مشاہدہ بھی کچھ ویسا ہی عمل ہے جیسے حقیقت کی طلب میں صوفی کا سلوک و عرفان کی منزلیں طے کرنا۔

اگر عبادت میں خلوص اور صداقت کا رنگ موجود ہے تو اس کی روح ہمیشہ اجتماعی ہو گی۔

بلحاظ ایک نفسیاتی مظہر کے دعا ایک راز ہے۔ کیونکہ نفسیات کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کیا قوانین ہیں جن سے بحالت اجتماع انسان کی قوت احساس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

دعا خواہ انفرادی ہو' خواہ اجتماعی' ضمیر انسانی کی اس نہایت درجہ پوشیدہ آرزو کی ترجمان ہے کہ کائنات کے ہولناک سکوت میں وہ اپنی پکار کا کوئی جواب سنے۔

طالب حقیقت کے لئے نفیء ذات ہی کا لمحہ اثبات ذات کا لمحہ بن جاتا ہے۔

علم کی ابتدا محسوس سے ہوتی ہے کیونکہ جب تک ہمارا ذہن اسے اپنی گرفت اور قابو میں نہیں لے آتا فکر انسانی میں یہ صلاحیت پیدا نہیں ہوتی کہ اس سے آگے بڑھ سکے۔

تاریخ کا فیصلہ ہے کہ جن فرسودہ خیالات کو خود کسی قوم نے فرسودہ کر دیا ہو ان کی تجدید پھر اس قوم میں نہیں ہو سکتی۔

مغرب کی تلوار' اس کا علم باطل ہے۔ جب تک اس تلوار کا رعب نہ توڑا جائے گا ہماری داخلی دلیلیں سب بیکار ثابت ہوں گی۔

موت اسی وقت وارد ہوتی ہے جب قومیں اپنے اصول زندگی سے منحرف ہو جائیں۔

یاد رکھو! دنیا کی کوئی قوم اپنا اصول قومیت چھوڑ کر زندہ نہیں رہ سکتی۔

قرآن فلسفے اور الہیات کی کوئی تصنیف نہیں۔ قرآن کو اس زاویہء نگاہ سے مت پڑھو۔ قرآن کو اس زاویہ سے پڑھو کہ اللہ سے تیرا کیا رشتہ ہے اور کائنات میں میرا کیا مقام ہے۔

حضور اکرم ﷺ اسلام اور ایمان کی تفسیر ہیں۔

میرے نزدیک خدا کی ہستی پر سب سے بڑی دلیل خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اپنا وجود ہے۔

مسلمانوں کے لئے اس وقت دو خطرے ہیں ایک جغرافیائی قومیت دوسرا وحدت امت کی نفی۔

اکثر لوگ مذہبی کتب پر عبور رکھتے ہوئے بھی صحیح مذہبی حس نہ رکھنے کے باعث فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

میں عورتوں کا محفلوں میں مل جل کر بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔

جب کوئی قوم زوال پر آمادہ ہو جاتی ہے تو پھر ٹھوس چیزوں سے 'مغز سے' معنی سے بیگانہ ہو جاتی ہے۔

قوموں کے اخلاق کو خراب کرنے والی چیزوں میں ایک نہایت خطرناک بلکہ مہلک چیز وہ نظریہ ہے جسے فن برائے فن کہتے ہیں۔

آرٹ کی زوال پذیری دراصل اقوام کی مجموعی زوال پذیری کے تابع ہوتی ہے۔

موت کا کوئی وجود نہیں 'اصل زندگی ہے 'موت نہیں۔

انسانی جسم کے لئے بھی غیر فانی حیثیت اختیار کر لینا ممکن ہے۔

عقلی دلائل سے واجب الوجود کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ اس کے اثبات کا طریقہ باطنی مشاہدہ یا مذہبی تجربہ ہے۔

ہمارے نوجوانوں کی یہ باتیں کہ مذہب کو بالائے طاق رکھ کر تمام تر توجہ سیاسیات پر دینی چاہیے یورپ کی غلامانہ تقلید کے سوا کچھ نہیں۔

جس قوم نے عورتوں کو ضرورت سے زیادہ آزادی دی وہ کبھی نہ کبھی ضرور اپنی غلطی پر پشیمان ہوئی۔

اگر آپ کے پاس تہذیب کو ناپنے کا کوئی پیمانہ ہے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ دور حاضر میں تہذیب روبہ زوال ہے۔

حکومت کا سب سے بڑا فرض افراد کے اخلاق کی حفاظت ہے۔

وہ فلسفہ اور مذہبی تعلیم جو انسانی شخصیت کی نشوونما کے منافی ہو بیکار چیز ہے۔

آرٹ میں اطمینان و مسرت ضرور ہے قوت نہیں۔ مذہب میں اطمینان اور قوت دونوں چیزیں ہیں۔

ہر صحیح مومن فوق البشر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عہد متوسط کے یورپ کے تمام علوم و فنون کے ماخذ اسلامی علوم ہیں۔

ہر وہ نظام حکومت جو محض انسان کی جسمانی یا مادی ضروریات ہی کو پورا کرے' وہ انسان کی تشفی نہیں کر سکتا۔ انسان کی تشفی نہیں ہو سکتا۔

نعمت کے بعد انسان کو ظرف نصیب نہ ہو تو نعمت لعنت بن جاتی ہے۔

مسلمانوں کو علم و حکمت میں سب سے پیش پیش ہونا چاہیے۔ ان کا علمی ورثہ بڑا عظیم اور قابل فخر ہے۔

سرمایہ داری کی قوت جب حد اعتدال سے تجاوز کر جائے تو دنیا کے لئے ایک قسم کی لعنت ہے۔

مسلم کو کسی چیز میں فنا نہ ہونا چاہئے گو یہ فنا فی اللہ ہی کیوں نہ ہو۔
قرآن حکیم فکر کے مقابلے میں عمل پر زیادہ زور دیتا ہے۔
جس طرح بیج کے اندر پودے درخت کے امکانات پوشیدہ ہوتے ہیں اسی طرح عقل میں ایک باطنی کلیت ہے۔یا اس کے اندر بھی علم کے تمام امکانات موجود ہیں گو وہ بتدریج ظاہر ہوتے ہیں۔
حیات' بعد الموت انسان کا حق نہیں بلکہ اس کے لئے اپنے آپ کو مستحق بنانا پڑتا ہے۔
قومیں فنا نہیں ہوتیں بلکہ آئندہ نسلوں کی صورت میں اپنا قائم مقام پیش کر دیتی ہیں۔
آزادانہ سیاسی راہ عمل اختیار کرنا صرف انہی لوگوں کے لئے ممکن ہے جو باادب ہوں اور اپنی قوت ارادی ایک مخصوص مرکز پر مرتکز کر سکیں۔
عصبیت اور چیز ہے' تعصب اور چیز ہے۔ عصبیت کی جڑ حیاتی ہے اور تعصب کی جڑ نفسیاتی ہے۔ تعصب ایک بیماری ہے جس کا علاج ابنائے روحانی اور تعلیم سے ہو سکتا ہے۔ عصبیت زندگی کا ایک خاصہ ہے جس کی پرورش اور تربیت ضروری ہے۔
کسی قوم کی روحانی صحت کا انحصار اس امر پر موقوف ہے کہ اس کے شاعروں اور فنکاروں کو کس قسم کی آمد ہوتی ہے۔
طلوع آفتاب کا نظارہ ایک دردمند دل کے لئے تلاوت کا حکم رکھتا ہے۔
مسلمانوں کے لئے ایسے نظام تعلیم کی ضرورت ہے۔ جو ان کی معاشرتی اور تاریخی روایات کو زندہ رکھے اور ان میں خالصتاً" اسلامی اقدار پیدا کرے۔
حکومت خواہ جس قسم کی ہو' وہ ہر صورت قومی کردار کے متعین کرنے والے عوامل میں سے ہے۔سیاسی اقتدار کا زوال قومی کردار کے حق میں بھی تباہ کن

ثابت ہوتا ہے۔ مسلمانان ہند اپنے سیاسی زوال کے ساتھ ہی بڑی سرعت سے اخلاقی انحطاط میں مبتلا ہو گئے۔

وطنیت بھی بت پرستی کی ایک لطیف صورت ہے۔

قومیں' شاعروں کے دلوں میں جنم لیتی ہیں لیکن سیاستدانوں کے ہاتھوں نشوونما پاتی اور مرجاتی ہیں۔

آج کل کے مسلمانوں کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ جو کچھ ایک بڑی حد تک خود ان کے تمدن سے برآمد ہوا ہے وہ اسے بھی بالکل غیر اسلامی تصور کرتے ہیں۔

دنیا میں موت سب انسانوں تک پہنچتی ہے اور کبھی کبھی انسان بھی موت تک جا پہنچتا ہے۔

مسلمانان ہند پر عجمی تصور کا اس قدر غلبہ ہے کہ وہ زہر کو آب حیات سمجھنے لگے ہیں۔

بعض مغربی خیالات ایک نامحسوس زہر کی طرح ہمارے دماغوں میں سرایت کر گئے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مذہب کو سیاست سے کوئی واسطہ نہیں۔

زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب نہ ہو اور کوئی نئی دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کر سکتی جب تک اس کا وجود پہلے انسانوں کے ضمیر میں متشکل نہ ہو۔

میری نگاہ میں وہ حسن جس پر استغنا کا غازہ نہ ہو' بدصورتی سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

حیات' موت کی ابتدا ہے اور موت' حیات کی ابتدا۔

عقیدۂ ختم نبوت ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن کہ (فلاں) فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں

شامل ہے یا نہیں۔

میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی' اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔

عاشق پر موت حرام ہے۔

میرے آباؤ اجداد برہمن تھے۔ انہوں نے اپنی عمریں اس سوچ میں گذاریں کہ خدا کیا ہے؟ میں اپنی عمر اس سوچ میں گزار رہا ہوں کہ انسان کیا ہے؟

انسان کے بارے میں یہ نظریہ کہ ہر فرد یکتا ہے دراصل اسی کا نتیجہ ہے جو اس امر کو ناممکن بنا دیتا ہے کہ ایک فرد دوسرے فرد کا انسانی بوجھ اٹھا سکے اور اسے جزا بھی اس بات کی ملتی ہے جو اس کی ذاتی کوشش کا نتیجہ ہو۔

جو شعر حیات ابدی کا پیغام دیتا ہے وہ یا تو نغمۂ جبریل ہے یا صور اسرافیل۔

ماہر نفسیات پانی کی سطح پر تیرتا ہے جبکہ شاعر تہ میں اتر جاتا ہے۔

وہ زندگی موت ہے جس میں انقلاب نہ ہو' قومیں کشمکش انقلاب سے ہی زندہ رہتی ہیں۔

قدرت کی نظروں میں زندگی ایسی محبوب شے ہے کہ اس نے زندگی کے تحفظ کا ذوق ہر چیز کی فطرت میں ودیعت کر رکھا ہے۔

بندۂ مومن جب اللہ کی رضا میں گم ہو جاتا ہے تو خود تقدیر الٰہی بن جاتا ہے۔

مسلمان عورتوں کے لئے بہترین اسوہ حضرت فاطمۃ الزہرا ہیں۔ عورت کو اپنی انتہائی عظمت تک پہنچنے کے لئے حضرت فاطمہؓ کا نمونہ بہترین ہے۔

جب شاعر کی آنکھیں کھلی ہوتی ہیں تو دنیا کی بند ہوتی ہیں اور جب شاعر کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتی ہیں تو دنیا کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

زندگی کے جس چاک کو عقل نہیں سی سکتی' محبت اسے اپنی تار اور سوئی کے بغیر سی لیتی ہے۔

دل ایک ایسی چیز ہے جو ہر امیر کے پہلو میں نہیں ہوتا۔

جو مسائل انسان نہ حل کرے قدرت انہیں حل نہیں کرتی۔

ہزار کتب خانہ ایک طرف اور باپ کی نگاہ ملتفت ایک طرف۔

شعر سننے سنانے کی چیز نہیں تنہائی میں بیٹھ کر پڑھنے کی چیز ہے۔

آج کل تعلیم زیادہ ہے علم نہیں۔ پہلے زمانے میں علم زیادہ تھا اور تعلیم کم۔

انصاف ایک بے پایاب خزانہ ہے۔ اس خزانے کو ہر لمحہ "رحم کے رہزن" کی دستبرد سے محفوظ رکھنا چاہئے (انصاف)

میرے نزدیک اقوام کی زندگی میں قدیم ایک ایسا ہی ضروری عنصر ہے جیسا کہ جدید' بلکہ میرا میلان قدیم کی طرف ہے۔

حدود خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے۔

خدا شناسی کا ذریعہ خرد نہیں عشق ہے۔ جسے فلسفے کی اصطلاح میں وجدان کہتے ہیں۔

فلسفہ انسان کو بوڑھا بناتا ہے اور شاعری تجدید شباب کرتی ہے۔

رشحاتِ خلیل جبران

شباب سے بچھڑا ہوا شخص اپنے شباب کی دنیا میں لوٹ جانے کا آرزومند ہوتا ہے اور وہ اپنے شبابِ رفتہ کی داستانیں یوں کہتا ہے جس طرح شاعر اپنی محبوب نظموں کو مسرور کن لہجے میں دہراتا ہے۔

حسن کی بھی اپنی ایک زبان ہوتی ہے۔ یہ زبان لفظوں اور ہونٹوں کی محتاج نہیں ہوتی۔ یہ ایک غیر فانی زبان ہے اور کائنات کا ہر آدمی اسے سمجھتا ہے۔

حسن کا ادراک ہماری روحیں ہی کر سکتی ہیں۔ حسن ہمارے اذہان کو مفلوج کر دیتا ہے۔ ہم اسے لفظوں میں بیان کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ یہ ایک احساس ہے جو بصارت سے ماورا ہے۔

حقیقی حسن روحانی ہم آہنگی سے وجود میں آتا ہے۔ اس روحانی ہم آہنگی کا دوسرا نام محبت ہے اور محبت ایک مرد اور ایک عورت کے ہم آہنگ محسوسات کو کہتے ہیں۔

کائنات میں محبت آزادی کی مظہر ہے۔ یہ ہماری روحوں کو اس معراج پر لے جاتی ہے کہ انسانی قوانین اور مظاہرِ فطرت اس کا راستہ نہیں بدل سکتے۔

وہ محبت جو خون کے اشکوں میں غسل کرتی ہے ابدالاباد تک لازوال اور مقدس رہتی ہے۔

اس دنیا میں ہر حسن اور ہر عظمت کسی فردِ واحد کے تصور یا جذبے کی مرہونِ منت ہے۔

اشیاء کی ظاہری ہیئت ہمارے جذبات کے تحت تغیر پذیر رہتی ہے اور وہ ہمیں حسین اور سحر آفریں دکھائی دیتی ہے۔ حالانکہ حسن و فسوں ہماری اپنی ذات میں ہوتا ہے۔

محبت طویل قربت کا رد عمل نہیں [illegible] کی طرح ہماری روحوں میں

اتاری جاتی ہے ہم جذبۂ محبت کی تخلیق پر قادر نہیں ہیں۔ اسے ایک مدت تو کیا' صدیوں میں بھی تخلیق نہیں کیا جا سکتا۔

ایک بوڑھے انسان کے آنسو' جوان آدمی کے آنسوؤں سے زیادہ اثر انگیز ہوتے ہیں کہ یہ اس کے کمزور جسم کی آخری پونجی ہوتے ہیں۔

ہر وہ عمل جس کا ارتکاب رات کے اندھیرے میں کیا جائے' دن کا اجالا اسے عیاں کر دیتا ہے۔ تنہائی میں کئے گئے راز جلد ہی کسی کے ہونٹوں پر آشکار ہونے لگتے ہیں۔ ہمارے وہ اعمال جنہیں کہ بہرحال ہم پراسرار گوشوں میں مخفی رکھتے ہیں' مستقبل انہیں اٹھا کے اجالے میں لے آتا ہے۔

عورت کا دل وقت اور زمانے کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتا۔ اس کی موت' حیات ابدی کا دوسرا نام ہے۔ فنا اس پر حرام ہے۔

انسانی اقدار' روحانی اقدار کا پرتو ہونی چاہئیں۔ روحانی ارتقاء کے بغیر انسانی معاشرے میں اخلاقی قدروں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جدوجہد کا اضطراب فرار کے سکون سے بہتر ہے۔

شمع کے گرد طواف کرتے ہوئے جل مرنے والا پتنگا' تاریکی میں زندہ رہنے والی چھچھوندر سے کہیں اچھا ہے۔

مقتول کے لئے یہی فخر بہت ہے کہ وہ قاتل نہیں۔

گہرا آدمی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے اور بلند خیال بلندیوں پر چڑھتا چلا جاتا ہے۔

محبت' صنوبر کی شاخوں کی طرح' دل سے شاخ در شاخ پھوٹتی ہے۔ ایک شاخ کے ٹوٹ جانے سے باقی شاخیں مغموم ضرور ہوتی ہیں لیکن اپنا وجود نہیں کھو دیتیں بلکہ ٹوٹی ہوئی شاخ کو پوری توانائی اور محبت سے سینچتی ہیں۔

مایوسی' ہماری بصارت اور سماعت کو مفلوج کر دیتی ہے۔

خلوص ہمارے تمام جذبات و احساسات کا جوہر ہے اور ہمارے اعمال و کردار کو عظمت اور وقار بخشتا ہے۔

غار میں اگے ہوئے پودے سے پھل کی تمنا عبث ہے اور قفس میں اسیر بلبل سے نشیمن کی امید احمقانہ تصور ہے۔

زندگی ایک جزیرہ ہے۔ ایک ایسا جزیرہ جو دوسرے تمام جزیروں اور براعظموں سے الگ تھلگ ہے۔ تم دوسرے جزیروں کو خواہ کتنی ہی پیامبر کشتیاں بھجواؤ یا کتنے ہی جہاز تمہارے ساحل پر آکر لنگر انداز ہوں' تمہاری ذات ایک جزیرہ ہی رہے گی جو اپنے تفکرات اور اسرار کی بھول بھلیوں میں محصور ہے۔

افسوس ہے اس قوم پر جو نیند میں تو کسی قسم کی پابندی یا دباؤ کا تصور نہیں کر سکتی لیکن بیداری میں اسے خوشی سے گلے لگا لیتی ہے۔

افسوس ہے اس قوم پر جو صرف تابوت اور جنازوں کے پیچھے قبرستان میں نالہ و فغاں کے لئے لب کھولتی ہے۔

افسوس ہے اس قوم پر جو اس وقت بغاوت کرتی اور سردھڑ کی بازی لگاتی ہے جب پھانسی کا پھندا ان کے گلے میں کس دیا جاتا ہے۔

ہماری روح ہمیشہ اس مقام کے اردگرد منڈلاتی رہتی ہے جہاں ہم نے کبھی لطف و سرور کے چند پر کیف لمحات گذارے ہوں۔

زندگی ایک قرض خواہ کی مثل ہے۔ وہ ہمیں امروز دیتی ہے لیکن "فردا" کو واپس لے لیتی ہے۔

جدائی صرف ان لوگوں کے لئے حزن و ملال کا باعث بنتی ہے جو ہر شے کو حواس خمسہ کے ذریعے سے محسوس کرتے ہیں۔

روح' ان اشیاء کی دید پر بھی قادر ہے جو بصارت سے ماورا ہوتی ہیں اور ان بے آواز نغموں کی سماعت کی طاقت بھی رکھتی ہے جو سماعت سے ماورا ہوتی

ہیں۔ زندگی کی سچی رعنائیاں وہی ہیں جو سماعت و بصارت سے ماورا اور بے نیاز ہیں۔

جن کے کارنامے زوال اور فنا سے ماورا ہیں زمین انہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ طوفان گلاب کی پتیوں کو تو ضرور بکھیر سکتا ہے لیکن اس کے بیج کو فنا نہیں کر سکتا۔

امید زندگی کا سہارا ہے۔ ہر خزاں کے سینے میں بہار کا دل دھڑکتا ہے اور ہر شب کے سینے میں مسکراتی ہوئی صبح چھپی بیٹھی ہے اور ہر ناامیدی کے پردے میں عروس امید لپٹی ہوئی ہے۔

بعض ناموں کے معنی ہمارے فہم و ادراک سے زیادہ عمیق ہوتے ہیں اور ان کی رمزیت ہماری سوچ سے کہیں پیچیدہ ہوتی ہے۔

زندگی میں کچھ منازل ایسی بھی ہیں جو دانش و حکمت کی رسائی سے بلند تر ہیں۔

محبت اپنے علاوہ اور کچھ بھی نہیں دیتی اور جو کچھ وہ لیتی ہے اپنے ہی سے لیتی ہے۔

محبت قبضہ نہیں کرتی نہ اس پر قبضہ کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ محبت کے لئے محبت ہی کافی ہے۔

جب تم اپنی املاک کی بخشش کرتے ہو تب تو تم کچھ بھی نہیں دیتے۔ جب تم خود اپنی ذات کی بخشش کرتے ہو وہی اصل بخشش ہے۔

جب تمہارا کنواں لبریز ہے اور پھر بھی تم کو پیاس کا ڈر ہے تو کیا اس کے معنی یہ نہیں کہ تمہاری پیاس نہیں بجھائی جا سکتی۔

کھلے ہاتھوں دینے والوں کے لئے لینے والے کی تلاش' ایسی مسرت ہے جو بخشش کی مسرت سے بھی زیادہ ہے۔

بیکار رہنے کے معنی ہیں موسموں سے اجنبی بن جانا اور زندگی کے اس جلوس

سے الگ ہٹ جانا جو شان و شوکت کے ساتھ رواں دواں ہے اور جو لامحدود کی جانب سر تسلیم خم کرنے کے لئے بڑی بے نیازی سے گامزن ہے۔

ہر لگن اس وقت تک اندھی ہوتی ہے جب تک کہ علم نہیں ہوتا اور ہر عمل کھوکھلا ہے جب تک کہ محبت نہ ہو۔

وہ شخص جو قوس قزح کو گرفتار کر کے اسے ایک کپڑے پر انسانی شکل میں بدل دیتا ہے' وہ اس سے بڑا ہے جو ہمارے پیروں کے لئے جوتے بناتا ہے۔

اگر تم محبت کے ساتھ نہیں بلکہ ناپسندیدگی کے ساتھ ہی کام کر سکتے ہو تو اس سے بہتر یہ ہے کہ تم اپنا کام چھوڑ دو اور مندر کے دروازے پر بیٹھ کر ان لوگوں سے خیرات لو جو مسرت کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

اگر تم انگور کا رس نکالتے وقت ناراض ہو گے تو تمہاری ناراضی شراب میں زہر گھول دے گی۔

تمہاری خوشی تمہارا بے نقاب غم ہے۔

تمہارا گھر چاہے کتنا ہی پر شکوہ اور شاندار ہو اس میں تمہارے رازوں کو جگہ نہیں مل سکتی اور نہ ہی تمہاری تمناؤں کو پناہ۔

تمہارے کپڑے تمہاری خوبصورتی کو بہت کچھ چھپا لیتے ہیں لیکن وہ بدصورتی کو نہیں چھپاتے۔

حیا' ناپاک لوگوں کی آنکھوں سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے۔

جب تم میں سے ایک گر پڑتا ہے تو وہ ان کے لئے گرتا ہے جو اس کے پیچھے ہیں۔ وہ راستہ روکنے والے پتھروں کی دوسروں کو خبر دیتا ہے۔

مقتول کو خود اپنے قتل کی ذمہ داری سے بری نہیں کیا جا سکتا۔

جب ایک بھی پتی سوکھ کر پیلی ہوتی ہے تو پورے درخت کو اس کا خاموش غم ہوتا ہے۔

جو شخص کسی خطاکار کو تازیانے لگانا چاہتا ہے وہ اس شخص کی روح کی بھی جانچ کرے جسے گزند پہنچا ہے۔

تم ایسے شخص کو کیا سزا دو گے جو گوشت پوست کو تو قتل کرتا ہے لیکن جس کی روح خود قتل ہو جاتی ہے۔

اگر تم کسی مطلق العنان حکمران کو معزول کرنا چاہتے ہو تو پہلے اس کا یقین کرو کہ تم نے خود اپنے دل میں اس کے لئے جو تخت بنایا ہے وہ گرا دیا گیا ہے کہ نہیں۔

اگر کسی خوف سے نجات چاہتے ہو تو تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس خوف کا گھر تمہارا اپنا دل ہے نہ کہ اس شے میں جس سے تم خوفزدہ ہو۔

جب سایہ مٹ کر غائب ہو جاتا ہے' تب باقی رہنے والی روشنی کسی دوسری روشنی کا سایہ بن جاتی ہے۔

اپنے علم کی گہرائیوں کو کسی پیمائش کی لکڑی یا لنگر کی ڈور سے ناپنے کی کوشش نہ کرو۔

ایک مغنی فضا میں پھیلے ہوئے تال اور سر اپنے نغمے میں ڈھال سکتا ہے لیکن تمہیں وہ سماعت نہیں دے سکتا جس کی مدد سے اس نے ان سروں کو مقید کیا ہے اور نہ وہ آواز جس کی گونج اس کے نغمے میں ہوتی ہے۔

تمہارا دوست' تمہاری ضرورتوں کا جواب ہے۔ وہ تمہارے کھیت کی طرح ہے جس میں تم محبت کا بیج بوتے ہو اور شکر گزاری کی فصل اگاتے ہو۔

دوستی کا مدعا اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہونا چاہئے کہ تمہاری روح میں زیادہ گہرائی پیدا ہو۔

وہ محبت' جو اپنے راز کو افشا کرنے کے علاوہ اور کسی شے کی خواہشمند ہوتی ہے' محبت نہیں بلکہ ایک جال ہے اور اس جال میں صرف بے سود اشیاء پھنستی ہیں۔

لوگ باتیں اس وقت کرتے ہیں جب خیالات میں سکون باقی نہیں رہتا۔

بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر سوچ باتیں کرتے ہیں اور ایسی سچی باتوں کا اظہار کر دیتے ہیں جو وہ خود نہیں سمجھتے۔

گزرا ہوا کل' صرف آج کی یاد ہے اور آنے والا کل آج کا خواب ہے۔

خدا تمہارے الفاظ نہیں سنتا سوا اس وقت کے جب وہ خود ان الفاظ کو تمہارے لبوں کے ذریعے سے ادا کرتا ہے۔

مسرت آزادی کا گیت ہے' لیکن آزادی نہیں ہے۔

خوبصورتی ضرورت نہیں بلکہ کیف و جذب اور ہے وہ نہ تو ایسا دہن ہے جو تشنہ ہو نہ ایسا خالی ہاتھ جو بھیک کے لئے پھیلا ہے۔

وہ شخص جو اپنے اطوار کے لئے علم اخلاق کی سند پیش کرتا ہے وہ گویا اپنے خوش لحن طائر کو پنجرے میں بند کرتا ہے۔

اگر تم خدا کو پہچاننا چاہتے ہو تو معموں کو حل کرنے کی کوشش نہ کرو۔

اگر تو موت کی روح کا نظارہ کرنا چاہتے ہو تو حیات کے جسم کو دل کی آنکھ سے دیکھ۔

ایسی مہربانی جو اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھنا چاہتی ہے پتھر بن جاتی ہے۔

بھلائی کا وہ کام جو اپنی تعریف کر کے کیا جائے' لعنت کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔

تمام اشیاء کا آغاز مبہم اور بے شکل ہوتا ہے لیکن ان کا انجام نہیں۔

کم بختوں اور کم نصیبوں کے لئے موت' عزت و راحت سے کم نہیں۔

زندگی نام ہے ایک ارادے کا جو شباب سے پیوست رہتا ہے۔ نام ہے ایک کوشش کا جو پختہ عمری کے ساتھ ساتھ لگی رہتی ہے اور نام ہے ایک دانائی کا جو بڑھاپے کے پیچھے پیچھے چلتی ہے۔

روح ایک مقدس اور نیلگوں بھڑکتا ہوا شعلہ ہے جو گھاس کو چٹ کر جاتا ہے'

طوفانوں کے ساتھ بلند ہوتا ہے اور دیوتاؤں کے چہرے روشن اور منور کرتا ہے۔

جو کوئی مصیبت و بیچارگی میں اپنے عزیزوں کا ساتھ دیتا ہے وہ ایک ایسی مقدس تسکین محسوس کرتا ہے جو اپنے وجود کے لئے جذبۂ شہادت کی مرہون منت ہوتی ہے۔

وہ روپیہ جو تم اپنی طرف پھیلے ہوئے خالی ہاتھ پر رکھتے ہو ایک سنہرا حلقہ ہے جو تیری انسانیت کو ماورائے انسانیت سے ملاتا ہے۔

جب تم اپنے غم کسی ہمسائے کو سناتے ہو تو گویا دل کا ایک لخت اس کے حوالے کر دیتے ہو۔

ترقی صرف ماضی کی اصلاح کا نام ہی نہیں بلکہ یہ بتدریج مستقبل کی طرف پیش قدمی کا نام بھی ہے۔

فن ایک قدم ہے جو ظاہر سے باطن اور ابدیت کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔

انسان کی آنکھ خوردبین کی مانند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں یہ دنیا بہت ہی عظیم نظر آتی ہے۔

لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ اگر تم کسی غلام کو سوتا ہوا دیکھو تو اسے مت جگاؤ۔ ممکن ہے وہ آزادی کا خواب دیکھ رہا ہو۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ اگر تم کسی غلام کو سوتا ہوا دیکھو تو اسے فوراً جگا دو اور آزادی کا مفہوم اس کے ذہن نشین کراؤ۔

دریا اپنے سمندر کی طرف جانے والے راستے پر ہمیشہ بہتا چلا جاتا ہے۔ اسے اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہوتی کہ پن چکی کا پہیہ ٹوٹتا ہے یا سلامت رہتا ہے۔

تمہارا غم یا خوشی جس قدر زیادہ اور عظیم ہو گی تمہاری نظر میں دنیا اتنی ہی

وقعت اور حقیر ہو گی۔
علم بیج کی نشوونما ضرور کرتا ہے لیکن خود اپنے کوئی بیج تمہیں کبھی نہیں دیتا۔
خدا کے لئے مجھے اس عقل و دانش سے دور رکھو جس میں کوئی تڑپ نہیں اور جو کبھی روتی نہیں۔
میں ایسی بڑائی اور عظمت سے پناہ مانگتا ہوں جو بچوں کی ضد کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرتی۔
عقل و دانش الفاظ میں نہیں بلکہ الفاظ کے معنی میں پنہاں ہوتی ہے۔
عذاب اور اذیت کا نام جہنم نہیں بلکہ شرافت' ہمدردی اور انسانیت کے جذبات اور احساسات سے عاری دل کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی سیاہی اور تاریکی کا دوسرا نام جہنم ہے۔
جسم کا قاتل دار کا مستحق ہے لیکن روح کا قاتل کسی کو دکھائی نہیں دیتا۔
انسان کا عزم' فکر کی سطح پر تیرتے ہوئے سائے کی طرح ہے۔
ہر انسان کے پاس آنسوؤں کی ایک امانت ہوتی ہے جو ایک نہ ایک دن واپس کرنی ضروری ہے۔
غم وہ بادل ہے جو دنیا میں معرفت اور سچائی کا مینہ برساتا ہے۔
پرندوں کو وہ شرف حاصل ہے جو انسان کو حاصل نہیں۔ انسان اپنے وضع کردہ قانون اور رواج کے سائے میں زندگی بسر کرتا ہے لیکن پرندے اس عام اور ہمہ گیر قانون کے مطابق زندگی گزارتے ہیں جس کے تحت زمین' سورج کے گرد گھومتی ہے۔
ایسے بہت سے لوگ ہیں جو بات تو سمندر کی طرح کرتے ہیں لیکن ان کی زندگی گندے' بدبودار اور تھلے جوہڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔
عبادت' جو دل کا ترانہ ہے بے شمار چیزوں میں گھری ہوئی ہونے کے باوجود خدا

کے کانوں تک پہنچتی ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو لہروں کی دندناہٹ کی طرح باتیں کرتے ہیں لیکن ان کی زندگی دلدل کی طرح پایاب اور جامد و ساکن ہوتی ہے۔

کسی چیز پر اعتقاد رکھنا اچھی بات ہے لیکن اس اعتقاد کو عملی جامہ پہنانا قوتوں کی صحیح آزمائش ہے۔

بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے سروں کو اتنا بلند کر لیتے ہیں کہ پہاڑوں کی چوٹیاں نیچے رہ جاتی ہیں لیکن ان کی روحوں کی پیمائش کرو تو تمہیں محسوس ہو گا کہ وہ ابھی تک تاریک غاروں میں رینگ رہے ہیں۔

دعا تو دل کا گیت ہوتا ہے جو ہجوم کے شور و غوغا کے باوجود آسمانوں تک جا پہنچتا ہے۔

تنہائی کی زندگی بسر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ جسم اور روح کو آزار پہنچایا جائے اور رجحانات کو مردہ کر دیا جائے۔

بیج ڈالنے والا کتنا ہی عقلمند کیوں نہ ہو لیکن خزاں میں وہ کھیت ہرا بھرا نہیں کر سکتا۔

غمزدہ لوگ سوگوار رہ کر ہی نشاط و سرور حاصل کیا کرتے ہیں اور عشاق خوابوں کی دنیا میں رہ کر دل و جگر کے لئے اطمینان اور تسلی تلاش کرتے ہیں۔

غم خدا کا سایہ ہے جو گنہگار دلوں کے آس پاس اپنا مسکن نہیں بناتا۔

جوانی ایک سہانا خواب ہے جس کی حلاوت کتابوں کے لطیف اور مخفی مسائل کو اپنا اسیر بنا کر ایک کربناک بیداری سے بدل دیتی ہے۔

جانے وہ وقت کب آئے گا جب فطرت ہماری معلم، انسانیت ہماری کتاب اور زندگی ہمارا مکتب ہو گی۔

انسان ... کے لئے مظاہر ...

زندگی محبت کے بغیر ایسی ہے جیسے وہ پیڑ جس میں پھول ہوں اور نہ پھل۔
زندگی آزادی کے بغیر روح سے محروم وجود کی طرح ہے اور آزادی بغیر فکر کے ایسی ہے جیسے روح، گمراہی کا شکار ہو۔
محبت ایک ارادہ ہے جو ہمارے حال کو ماضی اور مستقبل سے ہم آہنگ کرتا ہے۔
محبت ایک الوہی معرفت ہے جو ہماری بصیرت کو روشن کر دیتی ہے اور کائنات ہمیں اس رنگ میں نظر آنے لگتی ہے جس رنگ میں دیوتا اسے دیکھتے ہیں۔
محبت جادو کی ایک کرن ہے جو حساس ذات کی گہرائیوں سے پھوٹتی اور اس کے گرد و پیش کو منور کر دیتی ہے۔
محبت قبر کے سکون میں ہمارے جسم کی راحت ہے اور ابدیت کی گہرائیوں میں ہمارے نفس کی سلامتی۔
محبت میرا باپ ہے۔ محبت میری ماں ہے۔ میں اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوا کسی محبت کو نہیں جانتا۔
محبت سوزش و اضطراب کا دوسرا نام ہے۔
تمہاری بیوی کی اہمیت کے لئے اتنا ہی بہت ہے کہ وہ تمہارے بچوں کی ماں ہے۔
تعصب ہر چھوٹے ظرف کی مجبوری ہے۔
ہماری جہالتوں میں سب سے بڑی جہالت یہ ہے کہ ہم اپنے علم کا ثبوت دوسروں کی جہالت میں ڈھونڈتے ہیں۔
فلسفہ، دو نقطوں کے درمیانی فاصلے کو کم کرنے کا نام ہے۔
دیوتاؤں پر کمزوری بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں۔

لمحے اسے بیدار نہیں کرتے۔

اگر تم نے ہر حال میں خوش رہنے کا فن سیکھ لیا ہے تو یقین کرو زندگی کا سب سے بڑا فن سیکھ لیا ہے۔

جب زندگی کو اپنے دل کا گیت سنانے کے لئے گانے والا نہیں ملتا تو وہ اپنے دلی جذبات کے اظہار کے لئے فلسفی پیدا کر دیتی ہے۔

نئی بنیادیں وہی لوگ بھر سکتے ہیں جو اس راز سے واقف ہوں کہ پرانی بنیادیں کیوں بیٹھ گئی تھیں۔

محبت' جذبات کے سمندر کا ٹھنڈا سانس' آسمان کا آنسو اور روح کے سبزہ زار کا تبسم ہے۔

کتنی زیادہ ہیں وہ عورتیں جو مرد کا دل لبھاتی ہیں اور کتنی کم ہیں وہ عورتیں جو اس کی حفاظت کرتی ہیں۔

محبت ایک عبادت ہے اگر جسم اسے خودغرضی کے بستر پر لے آئے تو ذبح ہو جاتی ہے۔

محبت ایک نورانی کلمہ ہے' جسے نورانی ہاتھ نے نورانی کاغذ پر لکھا۔

شک آئین محبت میں گناہ ہے۔

جو مرد عورت کی ادنیٰ کمزوریوں کو معاف نہیں کرتا وہ اس کی اعلیٰ خوبیوں سے کبھی بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔

حسن ایک لطیف اور مدھم آواز ہے۔ ایک دھیما راگ ہے جو ہماری روح کے اندر دھیرے دھیرے ترنم پیدا کرتا ہے۔

حسن ایک نقش تخیل ہے جسے تم آنکھیں بند کر کے دیکھ سکتے ہو ایک راگ ہے جسے بند کانوں سے سنا جا سکتا ہے۔

اندھا قانون اور قاصد عقل صرف عورت کا بچا کر ...

قابلِ معافی ہے۔
حقیقی نور وہ ہے جو انسان کے اندر چمکتا ہے اور ایک دوسرے کے قلبی اسرار سے واقف کرتا ہے۔
حقیقت ایک مخفی میلان ہے جو ہمارے ایام کو فرحت بخش بناتا ہے۔
سانپ کو اگر پنجرے میں رکھا جائے تو کبوتر نہیں بن سکتا۔
اس پوشیدہ جذبہ سے زیادہ مسرور جذبہ اور کوئی نہیں ہوتا جو بے خبری کے عالم میں ایک دوشیزہ کے دل میں پیدا ہو کر اس کے دل کو سحر کے نغمات سے بھر دیتا ہے۔ اس کے دلوں کو شاعروں کی خواب سی رنگینی بخشتا ہے اور اس کی راتوں کو پیغمبروں کی طرح بنا دیتا ہے۔
مجرم کا انصاف مجرم نہیں کیا کرتے اور سرکشوں کی صفائی گنہگار نہیں سنا کرتے۔
شفقت ضعیف اور خطاکار انسانوں کے لئے ہوتی ہے اور بے گناہ انسان انصاف کا طالب ہوتا ہے۔
شعر، ایک فلسفہ ہے جو دلوں کو مسحور کرتا ہے اور فلسفہ ایک شعر ہے جس کے نغمے سازِ فکر سے بلند ہوتے ہیں۔
اللہ ہر پرندے کو خوراک دیتا ہے مگر اس کے گھونسلے میں نہیں ڈالتا۔
فلسفہ وہ اندازِ فکر ہے جو انسان کو خود آگہی دیتا ہے۔
غم کا بہترین علاج مصروفیت ہے۔

دانایانِ عرب

جو خیر کو بوتا ہے وہ خوشی کی فصل کاٹتا ہے اور جو برائی کو بوتا ہے وہ ندامت کی فصل کاٹتا ہے۔ (الیاس)

جس نے کسی سفلہ مزاج اور کمینہ خصلت آدمی کا احترام کیا وہ گویا اس کی کمینگی میں حصہ دار ہے۔ (قصی)

جو شخص کسی قبیح چیز کو مستحسن سمجھتا ہے وہ اس قبیح چیز کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ (")

عزت و تکریم سے جس کی اصلاح نہیں ہوتی۔ ذلت و رسوائی اس کی اصلاح کر دیتی ہے۔ (")

تلوار کی حفاظت اس کی نیام ہی سے ہو سکتی ہے۔ جو آدمی اپنے قبیلہ پر تیر اندازی کرتا ہے' وہ خود بھی اپنے تیر کا نشانہ بنتا ہے۔ (حضرت ہاشمؓ)

اچھائی ایک خزانہ ہے۔ سخاوت سرداری ہے اور جہالت کمینگی ہے۔ دن بدلتے رہتے ہیں' مگر ہر انسان کو اس کے کام کی طرف ہی منسوب کیا جاتا ہے۔ (حضرت ہاشمؓ)

اپنے ہم نشین کی عزت کرو' تمہاری مجلسیں آباد رہیں گی۔ اپنے شریک کار کی حفاظت کرو' لوگ تمہاری پناہ لینے کے مشتاق ہوں گے۔ (")

اللہ تعالیٰ جب کوئی مملکت بنانا پسند کرتے ہیں تو اس کے قیام کے لئے جوانمرد پیدا فرما دیا کرتے ہیں۔

جب تک کسی شخص کی عزت کو خست اور کمینگی کا داغ نہ لگے اس وقت تک جو لباس بھی وہ پہنے وہی اسے خوبصورت لگتا ہے۔ (سموئیل)

بے شک شرفاء کی تعداد ہمیشہ قلیل ہوتی ہے۔ (")

عورتوں کا ظاہری حسن و جمال تمہیں نسب کی پاکیزگی سے غافل نہ کر دے۔

کیونکہ کمینہ صفت اور بدکردار بیویاں خاندانی شرف کو خاک میں ملا دیتی ہیں۔
(ایکم بن صیف)
میں نے اپنی اولاد پر ان کی پیدائش سے بھی پہلے احسان کیا تھا کہ ان کے لئے ایسی پاک دامن مائیں چنی ہیں جن کی وجہ سے انہیں کوئی گالی نہیں دے سکتا۔
(ابوالاسود الدوئلی)
صلاح اور فساد میں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کسی شیردار جانور کو دوبارہ دوہنے کے درمیان ہوتا ہے۔ (مضر بن نزار)
گو مجھے نیند نہیں آتی لیکن میں یقیناً ابھی ابھی سو جاؤں گا کہ شائد اس سونے میں تیرا خیال میرے دل سے آ ملے۔
انسان میں اس کی حسین آواز کے اور کوئی چیز خوبصورت نہیں۔
بے موقع احسان کرنا ظلم ہے۔
تمام احسانوں سے افضل وہ ہے جس کے پیچھے احسان کا اظہار نہ ہو۔
اگر آپس میں موافقت نہ ہو تو پھر فراق بہتر ہے۔
جس نے لوگوں سے جتنا میل ملاپ رکھا' اتنا ہی ان سے رنج دیکھے گا۔ کیونکہ ان کی طبیعت میں بغاوت اور ظلم بھرا ہوا ہے۔
جو شخص نہایت کوشش سے بھائیوں کی تفتیش کرے گا وہ جان لے گا کہ اس زمانے کے سب بھائی خائن ہیں۔
جب لوگ ہر چیز سے کھیلتے ہیں تو میں دیکھتا ہوں کہ عشق لوگوں سے کھیلتا ہے۔
میں وہ سارے راستے بھول گیا' جنہیں پہلے جانتا تھا۔ سوائے اس ایک راستے کے جو میرے محبوب کے گھر جاتا ہے۔
جب ہم جدا ہوتے ہیں تو جو کچھ مجھے کہنا ہے' اس کو سوچتا ہوں اور بڑی کوشش سے گفتگو کے دلائل کو مضبوط بناتا ہوں مگر جب درحقیقت ملاقات ہوتی ہے تو

میں ان تمام دلائل کو بھول جاتا ہوں اور جو کچھ بولتا ہوں وہ سب اوٹ پٹانگ ہوتا ہے۔
محبوب! تمہیں کہنے کی بہت سی باتیں ہوتی ہیں مگر جب تمہاری ملاقات میسر ہوتی ہے تو سب کچھ بھول جاتا ہوں۔
جہاں جہاں میری روح ہے وہاں وہاں تیرا عشق سما گیا ہے۔'
جب تک کوئی شخص تقویٰ کا لباس زیب تن نہ کرے گا وہ ننگا ہے اگرچہ اس نے کپڑے پہنے ہوں۔
اگر تو کسی شریف آدمی کی عزت کرے گا تو وہ مدت العمر ممنون رہے گا اور اگر تو کسی کمینہ فطرت آدمی کی عزت کرے گا تو وہ اور زیادہ سرکش ہو جائے گا۔
جہاں تلوار استعمال کرنی چاہئے وہاں سخاوت سے کام لینا مضر ہے۔ جس طرح سخاوت کے موقع پر تلوار کا استعمال خطرناک ہے۔
جہاں عتاب نہ ہو وہاں محبت نہیں ہوتی۔ جب تک عتاب کا سلسلہ باقی ہے محبت بھی باقی ہے۔
جب تم زندہ لوگوں کی خدمت کرنے کے اہل نہیں تو ان کی ارواح کی خدمت کیسے کر سکتے ہو؟
ایک نابینا دوسرے نابینا کی قیادت کرے گا تو دونوں غار میں جا گریں گے۔
جو یہ مان گیا کہ اس سے غلطی سرزد ہو گئی ہے لیکن اس غلطی کو درست نہیں کرتا گویا وہ ایک اور غلطی کرتا ہے۔
سریلی آوازیں اور خوبصورت چہرے عموماً برائی کی طرف لے جاتے ہیں۔
صداقت' انسان کو عظیم بناتی ہے اور انسان صداقت کو عظیم تر بناتا ہے۔
ان سے کبھی دوستی نہ کرو جو تجھ سے بہتر نہیں ہیں۔
اچھے خیالات کسی دولت سے کم نہیں ہوتے۔

غرور سے زیادہ برائی' حماقت دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوئی۔ (اردشیر بن بابک)۔
ہم جو کہتے ہیں یا تو اوروں کے کلام سے مستعار لے کر کہتے ہیں یا اپنے کلام کو بار بار دہراتے ہیں۔ (کعب ابن زہیر)
گناہ سے بچنے کی سب سے بہتر تدبیر ترک تعلقات ہے۔ (ابو العتاہیہ)

بیوی کی تلاش

ایک عرب نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ چھ قسم کی عورتوں سے شادی نہ کرنا۔

(۱) انانہ (۲) منانہ (۳) حنانہ (۴) حداقہ (۵) براقہ (۶) شداقہ

انانہ:۔ یعنی وہ عورت جو ہر وقت سر پر پٹی باندھے رہے درد اور شکوہ و شکایت ہی اس کا معمول ہو۔

منانہ:۔ جو عورت ہر وقت مرد پر احسان ہی جتاتی رہے کہ میں نے تیرے ساتھ یہ احسان کیا اور تجھ سے تو مجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔

حنانہ:۔ یعنی وہ عورت جو ہر وقت اپنے سابقہ خاوند ہی کو یاد کرتی رہے اور کہے کہ وہ تو بڑا اچھا تھا لیکن تیرے اندر کوئی خوبی نہیں۔

حداقہ:۔ وہ عورت جو خاوند سے ہر وقت فرمائش ہی کرتی رہے۔ جو چیز دیکھے خاوند سے کہے یہ لا کر دو گے تو بچوں گی۔

براقہ:۔ وہ عورت جو ہر وقت اپنی چمک دمک بنانے میں لگی رہے۔

شداقہ:۔ تیز زبان جو ہر وقت باتیں کرنے میں ہی لگی رہے۔

فلسفیانِ ایران

نوشیرواں

خزانوں سے ملکی مصارف کے لئے جو کچھ لیا جائے' وہ حد اعتدال سے کبھی بڑھنے نہ پائے' نہ کوئی انہیں اپنی وراثت یا ذاتی ملکیت سمجھے۔ اگر اس کے خلاف ہو تو پایان کار تباہی و بربادی کا سامنا ہو گا۔

طویل العمر اشخاص انہیں سمجھنا چاہئے جو علم کی فراوانی کو اپنے لئے وجہ تادیب سمجھتے رہیں اور شہرت کے بعد ان کی طبعی شرافت و خوش مزاجی میں اضافہ ہوتا رہے۔

انعام مادہ منویہ ہے اور شکر اس کی ولادت۔ منعم وہ ہے جو شاکر کے لئے ادائے شکر کی مزید سبیلیں پیدا کرتا رہے۔

حریصوں کو پرامن رہنے والوں سے اور جھوٹوں کو احرار سے فائدے کی توقع نہیں رکھنی چاہئے۔

ملک کی سلامتی و استحکام لشکر سے ہے۔ لشکر کا استحکام مال سے ہے۔ مال کی فراہمی خراج پر منحصر ہے۔ خراج کی بنیاد مملکت کی تعمیر ہے۔ تعمیر مملکت کا انحصار اور اس سلسلے میں سب سے اہم چیز جو تمام چیزوں کی راس ہے' وہ بادشاہ کا اپنی ذات و اقتدار کا احتساب ہے اور اس کی تادیب۔ تاکہ دونوں قابو میں رہیں' نہ یہ کہ وہ ان کے قابو میں آ جائے۔

دور مسرت پلک جھپکتے ہی گزر جاتا ہے لیکن مصیبت کے دن مہینوں ٹالے نہیں ٹلتے۔

کثرت عساکر' ملکی سلامتی کے علاوہ رعایا کو مطمئن رکھنے کے لئے بھی کار آمد ہے۔

بادشاہ کا عدل و انصاف' دنیا بھر کے سرسبز ہونے سے زیادہ مفید ہے۔

طلب معاش کے لئے جتنے پیشے ہیں ان میں شریفانہ اور معزز صرف کھیتی باڑی اور مویشیوں کی پرورش ہے۔ (زرتشت)

عالم امکان کی یہ ساری تخلیقات اس باہمی آویزش کا نتیجہ ہیں جو روز ازل سے نیکی و بدی کی قوتوں کے درمیان برپا ہے۔ (زرتشت)

ہوا' پانی' آگ اور مٹی پاک عناصر ہیں انہیں پلید نہیں کرنا چاہئے۔ (زرتشت)

بادشاہ پر فرض ہے کہ اس کا عدل عام ہو۔ کیونکہ عدل میں ہی ساری بھلائیاں جمع ہوئی ہیں۔ یہی ایک مضبوط قلعہ ہے جو ملک کو زوال اور ٹوٹنے سے بچاتا ہے اور ادبار و انحطاط کی پہلی نشانی یہ ہے کہ ملک سے عدل و انصاف رخصت ہو جائے۔ (اردشر)

فوج کے بغیر کوئی طاقت نہیں ہو سکتی۔ پیسے کے بغیر فوج نہیں رکھی جا سکتی۔ زراعت کے بغیر پیسہ نہیں مل سکتا اور انصاف کے بغیر زراعت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ (اردشر)

دین' حکومت کی بنیاد ہے اور حکومت دین کی نگہبان ہے۔ جس چیز کی بنیاد نہیں ہوتی وہ گر جاتی ہے اور جس چیز کا کوئی نگہبان نہیں ہوتا وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ (اردشر)

مذہب کے بغیر حکمران ایک جابر اور ظالم حکمران ہے۔ (اردشر)

اگر تم خوشحالی میں خوش خصائل پائے جاؤ تو جب حالات ناگفتہ بہ ہوں' تم ان کو برداشت کرنے کے قابل پائے جاؤ گے۔

تمہارا دل تو سمندر کی طرح علم و دانائی سے لبریز ہونا چاہئے لیکن تمہاری زبان تمہارے قابو میں ہونی چاہئے۔

عمل تو بعد کی بات ہے' اچھے خیالات و تصورات کو بھی جزا دی جاتی ہے۔

برائی کا اختیار کرنا انتہائی آسان ہے جبکہ اس کو چھوڑنے کے لئے بڑے ہی مضبوط حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔

حکمائے چین و ہند

زندگی میں دس برس کمانے میں لگتے ہیں۔ دس برس کمائے ہوئے کو کھانے میں لگتے ہیں اور دس برس اس کھائے ہوئے کو ہضم کرنے میں لگتے ہیں اور پھر دس برس نیک نامی کے لئے بھی چاہئیں مگر اس ساری محنت پر پانی پھیرنے کے لئے تین برس کافی ہیں۔ (کنفیوشس)

جب تم کسی کی طرف ایک انگلی سے اشارہ کرتے ہو تو تین انگلیاں خود تمہاری طرف اشارہ کر رہی ہوتی ہیں۔ (")

پہلے انسان کو اپنی برادری اور طبقے کا قابل فخر رکن بننا چاہئے تب اسے عالمی انسانی برادری کی رکنیت کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ (")

جب تمہاری اپنی دہلیز غلیظ ہے تو اپنے ہمسائے کے متعلق یہ شکایت نہ کرو کہ کاہلی کی وجہ سے اس کی چھت ابھی تک برف سے ڈھکی ہے۔ (")

علم دو باتوں کا نام ہے کہ آپ کیا جانتے ہیں اور کیا نہیں جانتے؟ (")

لوگوں کو بھیڑ سے محبت ہے اور مجھے قربانی سے۔ (")

میں کسی ایسے شخص سے مذاکرات پسند نہیں کرتا جو اپنے بھدے اور پھٹے ہوئے لباس پر شرمندہ ہو۔ (")

جب تک آپ کے والدین زندہ ہیں آپ کو مقدس مقامات کی زیارتوں کے لئے جانے کی ضرورت نہیں۔ (")

میں پیدا ہوا تو مجھے یہ علم نہ تھا کہ مجھے لوگوں کو کیا تعلیم دینا ہے۔ میں نے ماضی کے علم کو دریافت کیا اور جان لیا کہ مجھے کیا اور کیسے درس دینا ہے؟ (")

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بعض بیج پودا نہیں بنتے اور ضائع ہو جاتے ہیں اور کیا یہ بھی سچ نہیں کہ بعض پودوں کو پھول نہیں لگتے۔ (")

اگر آپ کسی چھوٹی چیز پر نظر لگائے بیٹھے ہیں تو بڑی چیز آپ کو کبھی نہیں ملے

گی۔(٭)

اگر تم ایسی باتیں سنو جو تم کو ناگوار معلوم ہوتی ہوں تو یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ کہیں یہ صحیح تو نہیں ہیں۔(٭)

محبت، انسانیت کا دوسرا نام ہے۔(گوتم بدھ)

سکھ میں سکھ حاصل نہیں ہوسکتا، دکھ میں شائد ہو جائے۔ یہی سوچ کر میں نے تخت و تاج چھوڑ دیا۔(مہاتما بدھ)

موت سب کے لئے اٹل ہے۔ یہ تائی پہاڑ سے زیادہ بھاری یا ایک پر کاہ سے بھی زیادہ ہلکی ہوسکتی ہے۔(چینی ادیب/شرماچین)

دونوں فریقین کی باتیں سنو تو تمہارے اندر عقل آجائے گی۔ اگر صرف ایک ہی فریق کی سنو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔(اولے چنگ)

نجات، دنیا کے ساتھ رہ کر حاصل نہیں ہوسکتی۔(گوتم بدھ)

ساری زندگی مصائب و آلام سے عبارت ہے۔ اس کا سبب خواہش ہے۔ خواہش کو جو شخص ختم کر دیتا ہے گویا اس نے اپنے مصائب کو ختم کر دیا ہے۔ خواہش کو ختم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ حسن عمل، غور و فکر اور حکمت کا راستہ اپنایا جائے۔ (حسن عمل سے مراد یہ ہے کہ کسی زندہ چیز کی جان تلف نہ کرے۔ کذب بیانی سے باز رہے۔ ایسی چیز نہ لے جو اس کا مالک اسے نہ دے۔ جنسی بدکاری سے مکمل پرہیز کرے اور منشیات کا استعمال کلیتہً چھوڑ دے)۔

(مہاتما بدھ)

محنت اور جدوجہد سے ہر قسم کی محکومی اور قیود سے آزادی حاصل کرو۔

(مہاتما بدھ)

بھتری ہری

جو عورت کو کمزور کہتا ہے، بلاشبہ عورت کی فطرت سے ناواقفیت کا ثبوت دیتا ہے۔ جس کی ایک نگاہ غلط انداز، اندر جیسے دیوتا کو بھی مفتوح کر لیتی ہو وہ کمزور کیونکر ہو سکتی ہے؟

اس دنیا میں عورت سے بڑھ کر نہ کوئی راحت ہے اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کوئی تلخی اور اذیت کا باعث!

عورت، بیک وقت ایک انسان سے باتیں کرتی، دوسرے کی طرف نازو ادا سے دیکھتی اور تیسرے شخص کی یاد کو سینے سے لگائے رکھتی ہے۔

جو انسان ادب اور موسیقی وغیرہ سے محروم ہے وہ فی الحقیقت ایک حیوان ہے گو اس کے سینگ اور دم نہیں اور وہ گھاس کھائے بغیر زندہ رہتا ہے۔

مگر مچھ کے جبڑے سے موتی نکال لینا ممکن ہے۔ متلاطم سمندر کو عبور کرنا آسان، غضب ناک سانپ کو سر پر پھول کی طرح رکھ لینا سہل مگر یہ ناممکن ہے کہ جاہل کے دل میں جاگزین کسی خیال کو ہٹایا جا سکے۔

مصیبت کا وقت کاٹنے کے لئے دولت جمع کرنی چاہئے۔ دولت سے عورت کی حفاظت کرنی چاہئے۔ دولت اور عورت سے اپنی حفاظت ہر وقت لازم ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو پہاڑوں کی گپھاؤں میں بیٹھ کر گیان دھیان کرتے ہیں اور ان کے چہروں پر سے ڈھلکے ہوئے آنسو، پرندے پیتے اور بے خوف ہو کر ان کی گود میں جا بیٹھتے ہیں۔

جن پر حقیقت کا انکشاف ہوا اور جنہوں نے عرفان حاصل کیا ان کے لئے دنیا کوئی کشش نہیں رکھتی۔ ذرا غور تو کرو سمندر کے پانی میں مچھلی کے چلنے پھرنے سے کوئی لہر پیدا نہیں ہوا کرتی۔

وہ خوشی کے دن کب آئیں گے کہ جب میں کوہ ہمالیہ کی کسی چٹان پر دنیا و مافیہا

سے بے خبر آنکھیں بند کئے کسی خوبصورت تصور میں محو ہوں گا اور بوڑھے ہرن بے خوف و خطر اپنے کندھوں کو میرے جسم سے مل کر اپنی خارش مٹائیں اور مسرت پائیں گے۔

جن لوگوں نے علم حاصل کیا نہ کوئی خوبی حاصل کی اور نہ روحانی ترقی کی۔ وہ صرف نام ہی کے آدمی ہیں۔ بلکہ دراصل وہ زمین پر بوجھ ہیں۔

کبھی کبھی کمزوری بھی حسن آفرین معلوم ہوتی ہے۔ تراشا ہوا ہیرا' فاتح جنگ' زخموں سے نڈھال بہادر' مستی سے اترا ہوا ہاتھی' موسم خزاں کی خشک ریتلی ندی' دوسری عید کا چاند' محبت اور خدمت سے تھکی ہوئی جوان عورت' زیادہ خیرات سے بے زر راجہ' ان سب کی کمزوری ہی ان کا جمال و کمال ہے۔

خاموشی ایک بیش بہا عطیہ ہے جو فیاض قدرت نے انسان کو بخشا ہے۔ یہ جہالت کا غلاف ہے۔ بلاشبہ عالموں کی صحبت میں نادانوں کی خاموشی ایک لاجواب شے ہے۔

کیا ان فقیروں کے رہنے کے لئے عالی شان محل اور سننے کے لئے میٹھے راگ نہیں تھے؟ کیا ان کو دلربا دوشیزاؤں کی محبت میسر نہ تھی؟ پھر کیا وجہ تھی کہ انہوں نے جنگلوں کا رخ کیا؟ ہاں انہیں یہ تمام نعمتیں میسر تھیں مگر انہوں نے دنیا کی حقیقت کو پہچان لیا کہ یہ ایسی تغیر پذیر ہے جیسے کہ پروانے کے جلتے ہوئے "پر" سے جلتی ہوئی شمع کی لو کا لرزتا ہوا سایہ! دنیا کی اس بے ثباتی نے ان کو جنگلوں کی راہ دکھادی۔

فقیر بے نوا' فرش خاک پر سو کر اسی خواب شیریں کا مزہ لیتا ہے جو راجاؤں کو نرم و خوشنما سیج پر ملتا ہے۔ فقیر کا بازو' نرم سرہانا' کھلا آسمان' شامیانہ' مہکی ہوئی ہوا' پنکھا اور اوپر آسمان میں جگمگاتا ہوا چاند قندیل کا کام دیتا ہے اور وہ بیراگ کی رفیقۂ حیات کی گرم آغوش میں وہی مسرت حاصل کرتا ہے جو شہنشاہ کو اپنی ملکہ

کے وصال سے ہوتی ہے۔

کنول کی نازک شاخ سے ہاتھی کو باندھا جا سکتا ہے۔ ہیرے کو سرسوں کے پھول کی پتی سے کاٹا جا سکتا ہے۔ شہد کی ایک بوند سے کھارے سمندر کو میٹھا کیا جا سکتا ہے لیکن مرد ناداں کو میٹھی باتوں سے رام کر لینا سعیٔ لاحاصل ہے۔

سیاست داں مذمت کریں یا تحسین۔ دولت رہے یا چلی جائے۔ موت چاہے آج آجائے یا ایک جگ کے بعد۔ لیکن حوصلہ مند لوگ انصاف کے راستے سے ایک قدم بھی ادھر ادھر نہیں ہوتے۔

اس بے قدر دنیا میں تو دولت ہی تمام صفات کا مجموعہ ہے۔ جو زردار ہے وہی عالی نسل ہے۔ وہی ہنرور' وہی مرجع خلائق' وہی فصیح الزبان اور وہی دیکھنے کے لائق سمجھا جاتا ہے۔ اور بے زر کا ہر ہنر اور جوہر ایک ناقابل معافی گناہ!!

وہی دماغ' وہی نام' وہی معاملہ فہمی اور وہی طرز گفتگو لیکن حیرت ہے کہ فقط دولت کے ہاتھ سے چلے جانے کے بعد وہی انسان کچھ سے کچھ بن جاتا ہے۔

چاہے قوم قعر مذلت میں گرے' اعلیٰ صفات مٹی میں مل جائیں' انسانیت پہاڑ سے گر کر چکنا چور ہو جائے۔ خاندانی وقار تباہ ہو جائے اور بیگانے ویگانے چولہے میں پڑیں مگر لوگوں کو محض دولت سے غرض ہے۔ شاید اس لئے کہ اس کے بغیر قومی وقار' خاندانی' وجاہت' علم و ہنر اور عزیز و اقارب ایک تنکے کی طرح حقیر ہیں۔

دانشوران یونان

ا۔ افلاطون

تاریخ کی نسبت شاعری، حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔

جو شخص لوگوں سے کنارہ کشی کرتا ہے تو اس سے مل اور جو شخص لوگوں سے ملنے کا عادی ہو تو اس سے کنارہ کشی اختیار کر۔

انسان کی طبیعت کا حال اس کے چھوٹے چھوٹے کاموں سے معلوم ہوتا ہے، بڑے بڑے کاموں سے نہیں۔ کیونکہ بڑے کام وہ بہت سوچ بچار کے بعد کرتا ہے اور بعض اوقات اس کے میلان کے بالکل برخلاف ہوتے ہیں۔

بد طینت وہ ہے جو لوگوں کے عیب ظاہر کرے مگر نیکیاں چھپائے۔

جو چیز حاصل نہیں ہو سکتی اس کی خواہش کرنا فضول ہے۔

خدا نے ہر چیز جومیٹری کے اصول پہ بنائی ہے۔

تجربہ ہمارا ایسا دوست ہے جو ہمیں اس وقت ملتا ہے جب ہم بہت کچھ کھو چکے ہوتے ہیں۔

جو شخص خوبصورت گھوڑے اور قیمتی لباس سے فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ جاہل ہے۔ کیونکہ گھوڑے کی فضیلت دوسرے گھوڑوں پر اور لباس کی فضیلت دوسرے لباس پر ہوگی نہ کہ خود اس پر۔

انسان ایک ایسا پرندہ ہے جو بے پر ہونے کے باوجود قوت پرواز رکھتا ہے۔

نیکی میں اگر تجھے رنج پہنچے تو رنج نہ رہے گا۔ فعل نیک رہ جائے گا۔

حاکم وقت ایک بہت بڑے دریا کی مانند ہے، جس کا پانی چھوٹی ندیاں میں جاتا ہو، اگر بڑے دریا کا پانی شیریں ہے تو ندیوں کا پانی بھی شیریں ہوگا اور اگر دریا کا پانی تلخ ہوگا تو لامحالہ ندیوں کا پانی بھی تلخ ہوگا۔

اچھی بات کو حاصل کرنے کے لئے بری بات کو ذریعہ و وسیلہ نہیں بنانا چاہئے۔

ہر روز اپنا منہ آئینے میں دیکھا کرو۔ اگر بری صورت ہے تو برا کام نہ کرو تاکہ دو برائیاں جمع نہ ہوں اور اگر اچھی صورت ہے تو اس کو برا کر کے خراب نہ کرو۔

افراط نصیحت بھی موجب تہمت ہے۔

کسی نے پوچھا تو نے اتنا علم کیسے حاصل کیا؟ کہا راتوں کو جب لوگ مصروف مے نوشی ہوتے تھے، میں روغن زیتون کے ساتھ اپنا خون بھی جلاتا تھا۔

اہل علم کا امتحان ان کی کثرت علم پر نہیں ہوتا بلکہ دیکھنا چاہئے کہ وہ فتنہ انگیز باتوں سے کیسے بچتا ہے۔

علم سے محبت کرنا دانش سے محبت کرنا ہے۔

خاموشی میں انسان کی سلامتی ہے۔

عورت کے دل پر بے زبان جواہرات، مرد کی فصیح و بلیغ تقریروں سے بھی زیادہ اثر کرتے ہیں۔

دوست کے ساتھ ایسا سلوک کر کہ حاکم تک نوبت نہ پہنچے اور دشمن سے اس طرح برتاؤ کر کہ اگر حاکم تک نوبت پہنچے تو کامیابی تجھے ہو۔

بدنفس وہ ہے جو لوگوں کی بدی ظاہر کرے اور نیکی چھپانے کی کوشش کرے۔

سلامتی اسی میں ہے کہ اپنا منہ بند رکھو۔ جب تک مچھلی کا منہ بند رہتا ہے وہ کانٹے کی گرفت میں نہیں آتی۔

سب سے بڑی فتح اپنے آپ کو فتح کرنا ہے۔

بہترین حکومت وہ ہے جو قوم کے ہر فرد کو اس کے لائق بہترین جگہ دے اور یہ طاقت رکھتی ہو کہ ہر فرد میں اپنے عطیات کو نمایاں کر سکے اور ہر شخص کو ادائے فرض و عہد کے لئے ہر طرح مدد دے اور اس کو ایسا بنا دے کہ وہ اپنے ادائے فرض و عہد کے قابل ہو جائے۔

ہر ایک قوت کا ایک خاص عمل ہے اور ہر قوت کے اعتدال سے فضیلت پیدا ہوتی ہے۔

شاعری ہمیں صحیح علم نہیں دیتی اور انسانی اخلاق کو کمال تک نہیں پہنچنے دیتی۔

طالب علم میں شرم مناسب نہیں۔ کیونکہ جہالت شرم سے بدتر ہے۔

زندگی جب تک نیک کاموں کا ذریعہ نہ ہو' شائستہ نہیں کہی جا سکتی۔

برا آدمی اچھائی میں بھی برائی تلاش کرتا ہے۔ جیسے مکھی سارے جسم کو چھوڑ کر زخم ہی پر آکے بیٹھتی ہے۔

تکبر علم اور غصہ عقل کا دشمن ہے۔

دنیا کو چوروں کی کمین گاہ سمجھو اور چوکنے رہ کر زندگی بسر کرو۔

غصہ' ایک ایسی آندھی ہے جو عقل کا چراغ بجھا دیتی ہے۔

سخت کلام آگ کا وہ شعلہ ہے جو ہمیشہ کے لئے داغ چھوڑ جاتا ہے۔

وقت ایک ایسی زمین ہے جس میں بغیر محنت کے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ اگر محنت کی جائے تو زمین پھل دیتی ہے۔ اگر بیکار چھوڑ دی جائے تو اس میں خاردار جھاڑیاں اگ آتی ہیں۔

ہر شخص کچھ نہ کچھ عقل رکھتا ہے لیکن ہر شخص عقل سے کام لینا نہیں جانتا۔

۲۰۔ ارسطو

جھوٹ بولنے کا نقصان یہ ہے کہ اگر اس کے بعد تو سچ بھی بولے گا تو کوئی شخص تیری بات کو باور نہ کرے گا۔

جب انسانی اخلاق میں سے کوئی خلق حد اعتدال سے متجاوز ہو جائے تو اس کو اعتدال پر لانے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کی ضد کی جانب میلان اختیار کیا جائے۔

فضیلت کے لئے صرف اس قدر جان لینا ہی کافی نہیں ہے کہ وہ کیا شے ہے بلکہ اس سے زائد چیزوں کی ضرورت ہے۔

غربت' انقلاب اور جرم کی ماں ہے۔

انصاف کرنے والے خود کو قانون سے زیادہ عقلمند نہ سمجھیں۔

غیرمانوس لفظوں کا استعمال بڑی احتیاط سے ہونا چاہئے۔ اگر غیرمانوس لفظوں کا بے محل استعمال ہو یا استعاروں کی بھرمار ہو تو ایسی زبان لفظوں کا ملغوبہ بن کر رہ جائے گی' شاعرانہ زبان نہیں ہوگی۔

اظہار کے سلسلے میں مناسبت اور ہم آہنگی قائم رکھنا بہت بڑی بات ہے۔

سب سے زیادہ ترحم خیزوہ صورتحال ہوتی ہے جس میں اسی ذریعے سے برے نتائج برآمد ہوں جس سے اچھے نتائج کی توقع ہو۔

عورتوں کے لئے یہ بات غیر فطری ہے کہ وہ بہادر ہوں یا کسی مسئلہ پر دلائل کے ساتھ بحث کرسکیں۔

صرف تعلیم سے شرافت انسانی کا حاصل کرنا ایسا ہی مہمل خیال ہے جیسا علم کیمیا کے ذریعے سے تانبے کا سونا بنانا۔

جو شخص تحصیل علم کی مشکلات کا متحمل نہیں ہو سکتا اسے جہالت کی سختیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

زیادہ باتونی شخص علم کی طرف کم توجہ کرتا ہے۔

عورت ایک گھر کی زینت ہی نہیں بلکہ اس کی روح بھی ہے۔

ہر ایک نئی چیز اچھی معلوم ہوتی ہے مگر دوستی جتنی پرانی ہو اتنی ہی عمدہ اور مضبوط ہوتی ہے۔

کوئی اگر تیرے حق میں بدی کرے اور تو کسی کے حق میں نیکی کرے تو دونوں کو فراموش کردے۔

خاموشی سب سے زیادہ آسان کام اور سب سے زیادہ نافع عادت ہے۔
ایسے شخص سے رغبت رکھنا جو تجھ سے پہلو تہی کرے' موجب ذلت ہے۔
کوئی بھی شخصیت اس وقت تک عظیم نہیں بنتی جب تک کہ اس میں پاگل پن کا خمیر نہ ہو۔
حسن صورت بغیر حسن سیرت کے اس پھول کی مانند ہے جس میں خوشبو نہ ہو۔
سب سے بڑی مصیبت قرض ہے۔
کسی کے عیب مت تلاش کرنا کہ دوسرا تیرے عیبوں کو تلاش نہ کرے۔
غصہ 'ہمیشہ بے وقوفی سے شروع اور شرمندگی پر ختم ہوتا ہے۔
میرے دوستو! دنیا میں دوست موجود ہی نہیں ہیں۔
لذت کی خاطر برائی نہ کر لذت ختم ہو جائے گی اور گناہ باقی رہے گا۔
کوئی قضیہ بیک وقت صادق اور کاذب نہیں ہو سکتا۔

۳۔ سقراط

اپنا وقت دوسروں کی تحریروں کے مطالعے سے اپنی لیاقت بڑھانے میں صرف کرو اس طرح تمہیں وہ چیزیں باسانی حاصل ہو جائیں گی جس کے حصول کے لئے دوسروں کو محنت شاقہ اٹھانا پڑی۔
ہر ناکامی کے دامن میں کامیابی کے پھول ہوا کرتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہم کانٹوں میں الجھ کر نہ رہ جائیں۔
جس چیز کا علم نہیں' اس کو مت کہہ۔ جس چیز کی ضرورت نہیں اس کی جستجو نہ کر۔ جو راستہ معلوم نہیں اس میں سفر مت کر۔
دوستی کی شیرینی کو ایک دفعہ کی رنجش کی یاد ہمیشہ کے لئے زہر آلود کر دیتی ہے۔

عورت خود ہی ایک فتنہ ہے اور اس کا لکھنا پڑھنا سخت ترین فتنہ ہے۔
فضیلت' معرفت (علم) کے علاوہ کسی دوسری چیز کا نام نہیں۔
عدالت' ہدایت کا مقام نہیں سزا کی جگہ ہے۔
جو لوگ سب سے زیادہ مشہور ہیں وہی سب سے زیادہ بے وقوف ہیں اور جو لوگ معزز نہیں ہیں وہ درحقیقت ان سے زیادہ بہتر اور زیادہ دانش مند ہیں۔
میں بھی جاہل ہوں اور میرے اردگرد رہنے والے بھی جاہل ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ میں اپنی جہالت کو جانتا ہوں اور وہ نہیں جانتے۔
دل کی ہزار آنکھیں ہوتی ہیں مگر وہ محبوب کے عیبوں کو نہیں دیکھ سکتیں۔
ہر زمانے میں موسم بہار موجود رہتا ہے یعنی انسان ہر وقت اور ہر عمر میں علم و ہنر حاصل کر سکتا ہے۔
اگر اس دنیا میں عورت نہ ہو تو مرد بلا ریاضت ولی بن جائے۔
عورت سے زیادہ فتنہ و فساد والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ زہریلا درخت ہے کہ بظاہر بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے لیکن اگر اس کو چڑیا کھا لیتی ہے تو وہ مر جاتی ہے۔
اگر مرد کو آنکھ فرض کر لیا جائے تو عورت اس کی بینائی ہے اور اگر مرد کو پھول سمجھا جائے تو عورت اس کی خوشبو ہے۔
عورتوں کے مشوروں پر کبھی عمل نہ کرو تمام آفات سے محفوظ رہو گے۔
دوستی کی شیرینی کو ایک دفعہ کی رنجش کی یاد ہمیشہ زہر آلود کرتی رہتی ہے۔
مصیبتیں اور بیماریاں اتنی خطرناک نہیں ہوتیں جتنی کہ بزدلی اور کم ہمتی کی وجہ سے نظر آتی ہیں۔
دوستی وہیں ترقی کر سکتی ہے جہاں فریقین کے دولت و اقبال میں مشارکت' خیالات میں مطابقت اور حالات میں موافقت ہو۔

خوبی اور نیکی' دولت سے نہیں پیدا ہوتی بلکہ دولت' خوبی اور نیکی سے وجود میں آتی ہے۔ فتح طاقت کی نہیں بلکہ صداقت کی ہوتی ہے۔

جب انسان کسی کے ساتھ کسی طرح کی نیکی نہ کر سکے تو اس کی برائیوں ہی سے اسے مطلع کرتا رہے۔

نیک خو ہونا تمام حکمت کا خلاصہ ہے۔ اس سے امن اور سلامتی حاصل ہوتی ہے اور دوسروں کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

اعلیٰ زندگی کی چار نشانیاں ہیں۔ نیک گفتار' نیک کردار' نیک نیت اور نیک صحبت ہونا۔

نیک بات کے تسلیم کرنے میں صرف اس خیال سے کہ اسے کہنے والا ایک حقیر آدمی ہے' شرم نہیں کرنی چاہیے۔

میں اس لئے رنجیدہ نہیں ہوتا کہ میرے پاس ایسی کوئی چیز ہی نہیں جس کے تلف ہونے کا مجھے غم ہو۔

جس چیز کی ضرورت نہیں اس کی جستجو مت کرو اور جس چیز کا علم نہیں اس کے متعلق بات نہ کرو۔

برے کاموں پر اظہار ندامت نہ کرنا ایک اور برائی ہے۔

جو شخص خود اپنے اوپر حکومت کرنا نہیں جانتا. یاد رہے کہ وہ ہمیشہ دوسروں کا غلام رہے گا۔

۴۔ بقراط

اگر تم امیر بننا چاہتے ہو تو اپنی فرصت ضائع نہ کرو۔

مفلس کو تھوڑی اشیاء کی ضرورت ہے۔ آسودہ حال کو بہت کی اور لالچی کو تمام اشیاء کی۔

میری فضیلت کا راز یہ ہے کہ میں نے اپنے جہل کو سمجھ لیا ہے۔
زندگی کا ایک مقصد بنا لیجئے پھر ساری قوت اس کے حصول پر صرف کر دیں۔
آپ یقیناً کامیاب ہوں گے۔
زیادہ گرم کھانا' سورج کی طرف دیکھنا' سر پر گرم پانی ڈالنا اور نشہ آور اشیاء کا استعمال آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے۔
شک جس دروازے سے اندر تک آتا ہے۔ محبت و اعتماد اسی دروازے سے باہر نکل جاتے ہیں۔

دولت سے نرم بستر حاصل کیا جا سکتا ہے مگر نیند نہیں۔ دولت سے ہم نشیں حاصل کئے جا سکتے ہیں لیکن دوست نہیں۔
تحمل ظاہر کرنا دلیل سرداری اور بہترین نیکو کاری ہے۔
تمام خوشیوں میں وہ خوشیاں سب سے بہتر ہیں جو اوروں کی پسند پر موقوف ہوں۔
عشق' دو روحوں کے ملنے کا نام ہے۔ جس طرح پانی' اپنے ہی جیسے پانی سے مل جائے تو اسے کسی بھی حیلے سے الگ کرنا مشکل ہوتا ہے۔

اگر جانتے ہو تو خاموش رہو۔ (سولن)
اطاعت کرنا سیکھو گے تو حکم دینا بھی آ جائے گا۔ (سولن)
سننے کے لئے حریص رہو' بولنے کے لئے نہیں۔ (کلیوبلس)
خبردار' تمہاری زبان تمہارے خیال سے آگے نہ نکل جائے۔ (کلون)
کل سے نصف زیادہ ہے۔ (پٹاکس)
اپنی پلان کا پہلے سے اعلان نہ کرو' اگر وہ کامیاب نہ ہوئی تو لوگ تمہارا مذاق

اڑائیں گے۔ (پٹاکس)
نیک ہونا بہت مشکل ہے۔ (پٹاکس)
زمین پر بھروسہ کرو سمندر پر نہیں۔ (پٹاکس)
جو تمہارے سپرد کیا گیا ہے اسے واپس کر دو۔ (پٹاکس)
اکثر آدمی برے ہوتے ہیں۔ (نیوٹامس)

روح روانِ مغرب

اسٹیکسپیر

"آلائش اور نفاق سے پاک دل سے بڑھ کر انسان کا کوئی محافظ نہیں۔
جس آدمی کا موقف درست ہے وہ تہرا مسلح ہے۔ لیکن جس کا ضمیر بے انصافی سے زنگ آلود ہو چکا ہو وہ خواہ فولاد کی چادروں میں لپٹا رہے بالکل عریاں ہے۔
نصیحت سچی خیر خواہی ہے' جسے ہم نہیں سنتے۔ لیکن خوشامد بدترین دھوکا ہے' جس پر پوری توجہ دیتے ہیں۔
انسان کی خوبیاں تو اس کے تابوت کے ساتھ دفن ہو جایا کرتی ہیں مگر اس کی برائیاں یاد رکھی جاتی ہیں۔
تین افراد کے تخیل ایک جیسے ہوتے ہیں۔ پاگل' عاشق' شاعر۔
جن کے دل لوگوں کے خوف سے آزاد ہوتے ہیں' شہرت اور نیک نامی انہی کے حصے میں آتی ہے۔
نافرمان بیٹے کا وجود' سانپ کے زہر سے زیادہ مہلک ہوتا ہے۔

خوشامد کرنے والا اور اسے سن کر خوش ہونے والا' دونوں کمینے ہیں۔
اپنے خیالات کو اپنی جیل نہ بناؤ۔
محبت اندھی ہوتی ہے۔ اس لئے محبت کرنے والے ان مہین غلطیوں کو نہیں دیکھ سکتے جو ہر آن ان سے سرزد ہوتی رہتی ہیں۔
محبت بالآخر ہر شے کو فتح کر لیتی ہے۔ آؤ ہم بھی اس کے آگے ہار مان لیں۔
محبت کتنی طاقتور ہے؟ جو کسی بھی لمحے ایک وحشی کو انسان اور ایک انسان کو حیوان بنا دیتی ہے۔
عورت کا حسن اسے مغرور بنا دیتا ہے۔ اس کی نیکی اس کے لئے مدح پیدا کرتی ہے لیکن وفا اسے دیوتائی صورت میں نمایاں کرتی ہے۔
دیو کی طرح طاقتور ہونا اچھی بات ہے مگر دیو کی طرح طاقت استعمال کرنا ظلم ہے۔
شیطان بھی اپنے مقصد کے لئے انجیل مقدس کا حوالہ دے سکتا ہے۔
جدائی میں محبت کے شعلے زیادہ بھڑک اٹھتے ہیں۔
قسمت' غریب لوگوں پر طوائف کی طرح اپنے دروازے بند رکھتی ہے۔
انسانوں کے حالات میں ایک وقت ایسا آتا ہے جب وہ ایک لہر کے بل پر کہیں سے کہیں پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس موقع کو ضائع کر دیا جائے تو پھر اس کے دوبارہ حاصل ہونے کا امکان نہیں ہوتا۔۔
بزدل انسان موت آنے سے پہلے ہی کئی مرتبہ مر چکتا ہے۔ لیکن بہادر آدمی صرف ایک بار مرتا ہے۔
نہ قرض خواہ بنئے نہ مقروض۔ کیونکہ قرضہ اکثر نہ صرف خود بھی ضائع ہو جاتا ہے بلکہ دوستوں کو بھی جدا کر دیتا ہے۔
اگر انسان اپنے نوشتہ تقدیر کو پڑھے اور زمانے کی گردش کو دیکھے کہ کس طرح

اتفاقات زمانہ اس کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور تغیرات گردش کے پیالے رنگوں میں اسے کیسے بھر بھر کے دیئے جاتے ہیں تو مسرور ترین نوجوان بھی اپنی کتاب زندگی کو بند کرنے پر مائل ہو جائے۔

نام میں کیا دھرا ہے۔ گلاب کو کسی نام سے پکارلیں اس کی نکہت اور رنگینی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

اس شہد سے کیا فائدہ جو زہر میں ملا ہوا ہو بلکہ اس سے بہتر تو وہ زہر ہے جس میں شہد کی سی شیرینی ہو۔

بے شک یہ کپڑے پھٹے پرانے ہیں مگر میرے اپنے ہیں۔

جو اونچی جگہوں پر کھڑے ہوتے ہیں انہیں زیادہ طوفانوں اور آندھیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

عقلمند انسان کبھی بھی بیٹھ کر اپنی تکالیف کا رونا نہیں روتا بلکہ ان کے مدار میں بخوشی مصروف عمل ہو جاتا ہے۔

دوستی تمام معاملوں میں وفاداری کا ثبوت دیتی ہے نہیں دیتی تو عشق میں۔ اس لئے جو دل عشق کے آزار میں مبتلا ہوں انہیں لازم ہے کہ اپنی اپنی زبانیں اور اپنی اپنی آنکھیں استعمال کریں اور کسی شخص پر اس معاملے میں بھروسا نہ کریں کیونکہ حسن ایک جادو ہے جس کے سامنے آکر وفا بھی پگھل کر خون کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

جس چیز کو سنوار نہ سکو۔ اسے مت بگاڑو

یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ چکا ہے کہ مفلسی نوجوانوں کی اعلیٰ خواہشات کا زینہ ہوتی ہے۔

بہت کھا کر بیمار ہونے والوں کی تعداد بھی اتنی ہی ہے جتنی فاقہ کشی سے بیمار ہونے والوں کی۔

دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ تفصیل پر اختصار کو ترجیح دی جائے۔ تفصیل ہمیشہ صبر آزما ہوتی ہے۔

کوئی فلاسفر ایسا نہیں ہو گذرا جو دانت کے درد کی شدت کو صبر سے برداشت کر سکے۔

محبت سب سے کرو۔ اعتبار چند ہستیوں کا' اور بدی کسی کے ساتھ بھی روا نہ رکھو۔

ہم چھوٹے چوروں کو تو پھانسی دیتے ہیں مگر بڑے چوروں کو سلام کرتے ہیں۔

بعض لوگ پیدائشی عظیم ہوتے ہیں۔ بعض جدوجہد کر کے عظیم بنتے ہیں اور بعضوں پر عظمت مسلط کر دی جاتی ہے۔

جو غم ماضی بن چکا ہے اس پر افسردہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک نئے غم کو دعوت دے رہے ہیں۔

جو ایک بار اعتماد کو ٹھیس پہنچا چکا ہو اس پر پھر کبھی بھی اعتماد نہ کرو۔

سچی محبت کے راستے میں نشیب و فراز بہر حال آیا کرتے ہیں۔

تمہیں جو کچھ بھی چاہئے اسے مسکراہٹ کی طاقت سے حاصل کرو نہ کہ تلوار سے۔

جھوٹے کی سزا یہ نہیں ہے کہ اس کا یقین نہیں کیا جاتا بلکہ یہ ہے کہ وہ خود بھی کسی پر یقین نہیں کر سکتا۔

مصیبت کے دنوں میں ایسے لوگوں سے بھی ملاقات ہو جاتی ہے جو عام حالات میں ممکن نہیں اور یہ بہت مفید ہے۔

مضبوط ارادے' ماں بناتی ہے۔

زندگی ہر شخص کو عزیز ہے لیکن بہادر انسان کے لئے عزت زندگی سے بھی عزیز ہے۔

حسن صورت، نیک سیرت کے بغیر ایسے ہے جوں خوشبو سے تہی گلاب۔
عمل ثمر ہے جبکہ الفاظ صرف پتے۔

۲۔ ابراہام لنکن

مجھے وہ آدمی یاد آتا ہے جس نے اپنے ماں باپ کو قتل کر دیا۔ جب اسے سزا سنائی جانے لگی تو اس نے اس بنا پر رحم کی درخواست کی کہ وہ یتیم ہے۔
اگر مزدور نہ ہوتے تو سرمایہ دار کبھی جنم نہ لے سکتا۔ یہ صرف انہی کی محنت کا نتیجہ ہے۔
آزادی چھن جائے تو پھر تمہارے پاس کیا رہ جاتا ہے؟
آزادی ایک ایسا لفظ ہے جس کی تعریف مشکل ہے۔
وہ حکومت جو عوام کی ہو۔ جسے عوام ہی چلائیں اور جو عوام ہی کی بہبود کے لئے ہو وہ روئے زمین سے کبھی نابود نہیں ہو گی۔
محنت سرمائے سے اعلیٰ و ارفع ہے اور اس سے بالکل آزاد ہے۔ سرمایہ تو خود محنت کا نتیجہ ہوتا ہے اور کبھی پیدا ہی نہ ہوتا، اگر پہلے سے محنت کا وجود نہ ہوتا۔
محنت سرمایہ سے برتر ہے۔ اس لئے وہ اس بات کی حقدار ہے کہ اس کا زیادہ لحاظ کیا جائے۔
تم اپنے آپ کو آلودہ کئے بغیر کسی شخص کو گندی نالی میں دبا کر نہیں رکھ سکتے۔
اکثر لوگ اتنے ہی خوش ہوتے ہیں، جس حد تک ان کا خوش ہونے کا ارادہ ہوتا ہے۔
گڈریا بھیڑ کو بھیڑیا کے پنجے سے چھڑاتا ہے جس کے لئے بھیڑ اسے اپنا محسن سمجھتی ہے۔ لیکن بھیڑیا، گڈریے کو برا بھلا کہتا ہے اور اسے اپنی آزادی پر حملہ

قرار دیتا ہے۔ ہم روزہ مرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ جب ہزاروں افراد کو غلامی سے آزاد کرایا جائے تو کچھ لوگ (غلام) اسے آزادی کا نام دیتے ہیں اور دوسرے (آقا) آزادی سلب کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔

میں کتابیں پڑھنے کے شوق کے تحت پچاس پچاس میل کا فاصلہ طے کر کے اپنے دوستوں سے کتابیں مانگ کر لایا کرتا ہوں۔

جہاں تک ممکن ہو کتابوں کا بغور مطالعہ کرو۔ ہر وقت کام میں منہمک رہو کہ کامیابی کا سارا راز اسی میں پوشیدہ ہے۔

مجھے یہ خبر نہیں کہ میرا دادا کون تھا۔ مجھے اگر تشویش ہے تو صرف یہ ہے کہ اس کے پوتے کو کیا ہونا چاہئے؟

دنیا کی تاریخ میں کسی ایسے فلاسفر کا ریکارڈ موجود نہیں جو خوش رہا ہو۔

تم ایک شخص کو ہمیشہ دھوکے میں رکھ سکتے ہو۔ تم بہت سے آدمیوں کو کچھ عرصہ کے لئے دھوکے میں رکھ سکتے ہو۔ لیکن تمام آدمیوں کو ہمیشہ کے لئے دھوکے میں نہیں رکھا جا سکتا۔

۴۔ برنارڈ شا

زندگی کی سچی مسرت یہ ہے کہ انسان جس مقصد کو عظیم الشان سمجھتا ہے اس میں کام آئے اور قبل اس کے کہ وہ از کار رفتہ کہا جائے وہ اپنے خون کا آخری قطرہ اس مقصد کے لئے نثار کرے۔

انسان کو چاہئے کہ وہ بجائے خود غرضیوں اور چھوٹی موٹی خواہشات کی ایک پوٹ بننے کے اور دنیا سے شکایت کرنے کے کہ 'وہ اسے خوش کیوں نہیں رکھتی' فطرت کی طاقت اور اس کا دست راست بن جائے۔

دوزخ حقیقت سے بے نیاز رہنے والوں اور مسرت کی جستجو کرنے والوں کا کعبہ

ہے۔

ہماری برائیوں میں سب سے بڑی برائی اور ہمارے جرائم میں سب سے بڑا جرم غریبی ہے اور ہمارا پہلا فرض جس کے سامنے سارے فرائض کو قربان کر دینا چاہئے' یہ ہے کہ ہم غریب نہ ہوں۔

بہشت' حقائق کے شہ سواروں کا گھر ہے۔

ایسے شخص (جو تاریخ ساز ہو) کو آپ اس کی موت سے نہیں کھو سکتے بلکہ صرف اپنی موت سے کھو سکتے ہیں۔

وحشی انسان لکڑی اور پتھروں کے آگے سر جھکاتا ہے اور مہذب انسان گوشت و خون کے مجسموں کے آگے سرنگوں ہوتا ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا اور بدترین گناہ افلاس ہے۔ زناکاری' قتل' غبن' ڈاکہ زنی' رشوت خوری' چوری' شراب خوری' جواء وغیرہ تمام گناہ افلاس کے مقابلے میں مجسم نیکیاں ہیں۔

جمہوریت چند برے لوگوں کی نامزدگی کی بجائے بہت سے نااہل لوگوں کے حق رائے دہی کا نام ہے۔

جو شخص ایک روپیہ چرائے وہ چور ہے اور جو ایک لاکھ چرائے وہ فنکار ہے۔

استحصالی طاقتوں کے خلاف جنم لینے والی تحریکیں بھی ہمیشہ ان سرمایہ داروں کے تعاون سے ہی پھلتی پھولتی ہیں۔

کیا یہ دنیا کا عجیب گورکھ دھندا نہیں ہے کہ سال بھر تک سخت محنت کرنے اور گرمی' سردی' برسات وغیرہ کی سختیاں برداشت کرنے کے باوجود ایک کسان یا مزدور تو مشکل سے اتنے پیسے کما سکے جس سے وہ اپنے اہل و عیال کی پوری طرح پرورش بھی نہ کر سکے مگر ایک وکیل عدالت میں صرف آدھ گھنٹے کی بحث سے ایک خونی قاتل کو بچا کر اور انصاف کے گلے پر چھری چلا کر ہزاروں کما

لے۔

اگر زندگی کے باغ سے غم کے کانٹے چن لئے جائیں اور وہ سراپا گلدستہ مسرت بن جائے تو ایسی زندگی دوزخ سے بھی بدتر ہوگی۔

زندگی ایک ایسے شعلے کی مانند ہے جو ہمیشہ جلتا رہتا ہے۔ ہر بچے کی پیدائش اس کی گھٹتی ہوئی حرارت کو بحال کرتی رہتی ہے۔

دولت مندوں اور سرمایہ داروں کی خیرات اور چندہ سے چلنے والی سوسائٹیاں ہمیشہ دولت مندوں کی طاقت اور موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کو قائم رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ وہ غریبوں کو صبر و تحمل کی تلقین و تبلیغ سے انقلابی جذبات کو ٹھنڈا کرتی رہتی ہیں تاکہ سرمایہ دار بے خوف خطر ان کا خون چوستے رہیں۔

جب انسان شیر کو مارنے کی نیت سے جنگل کو جاتا ہے تو اسے شکار کھیلنا کہتے ہیں۔ لیکن جب شیر انسان کو مارنے کے لئے حملہ کرتا ہے تو اسے درندگی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جرم اور انصاف میں صرف اتنا ہی فرق ہے۔

اچھا دوست خدا کا دیا ہوا بہترین تحفہ ہے۔

میں نے عورت کی ازلی فریب کاری کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کی۔ رستے کی دھول کو مٹھی میں لے کر میں نے کہا "میں اسے سونا سمجھ کر قبول کرتا ہوں"۔

جو آدمی اچھی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں رکھتا وہ معراج انسانی سے گرا ہوا ہے۔

عورت ایک پھول ہے جو سائے میں اپنی خوشبو پھیلاتا ہے۔

خاموشی اظہار نفرت کا بہترین طریقہ ہے۔

خاموش اور کم گو آدمی کا ہر جگہ اور ہر وقت استقبال ہوتا ہے۔

کامیابی بے شمار غلطیوں میں گھری ہوئی ہے۔

جب تک اچھا ادب تخلیق ہوتا رہے گا اور معصوم بچے مسکراتے رہیں گے،

انسانیت کا مستقبل تاریک نہیں ہو سکتا۔
بچوں کو جسمانی طور پر بزدل بنا دینے سے بہتر ہے کہ اسے سرے سے سکول میں تعلیم ہی نہ دی جائے۔
لوگ سچی بات پر سب سے زیادہ ہنستے ہیں' کیونکہ اس کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔
اگر کوئی صرف تجربوں سے ہی دانش مند بن جاتا تو لندن کے عجائب گھر کے پتھر اتنی مدت کے بعد دنیا کے بڑے بڑے دانش مندوں سے زیادہ دانش مند ہوتے۔
زندگی ایک ہیرا ہے جسے تراشنا انسان کا کام ہے۔
مخمل کے گدے پر سونے والوں کے خواب' ننگی زمین پر سونے والوں کے خوابوں سے مختلف نہیں ہوتے تو پھر خدا کے انصاف پر کون شک کر سکتا ہے۔
دنیا کا سب سے بڑا اور بد ترین گناہ' افسوس ہے۔
مکمل طور پر خوش ہونے کے لئے انسان کو مکمل طور پر بے وقوف ہونا چاہیے۔
غلاموں کے ملک میں غلام ہی حکومت کرتے ہیں۔

۴۔ جیفرسن

انسان پر اتنا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کو خود اپنے آپ پر حکومت کا اختیار دے دیا جائے۔
بہترین حکومت وہ ہے جو جہاں تک ممکن ہو کم سے کم حاکمیت کا استعمال کرے۔
میں نے بارگاہ ایزدی میں یہ عہد کیا ہے کہ تادم زیست ہر اس ظلم و جور کے خلاف نبرد آزما رہوں گا جو انسانی ذہن پر روا رکھا جاتا ہے۔
ہر انسان اس دنیا میں زندگی' آزادی اور حصول مسرت کے فطری اور ناقابل

انتقال حقوق لے کر پیدا ہوتا ہے۔
ہر شے تغیر پذیر ہے ماسوائے موروثی اور دائمی انسانی حقوق کے۔
ظالم سے بغاوت کرنا' خدا کی اطاعت کے برابر ہے۔
جس طرح کچھ لوگ دیکھنے اور سننے کی حس سے محروم ہوتے ہیں اسی طرح کچھ لوگوں میں اخلاقی حس کا فقدان ہوتا ہے لیکن یہ امر اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ ان حسوں کا فقدان نوع آدم کا خاصہ ہے۔ جب کسی میں اخلاقی حس کا فقدان ہو تو ہم اس کمی کو تعلیم اور اس فرد کے عقل و فکر کے ذریعے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
اگر کسی قوم کا خیال ہے کہ وہ جہالت کے باوجود مہذب طور پر آزاد رہ سکتی ہے تو یہ نہ کبھی ممکن ہوا ہے اور نہ ہوگا۔
بھیڑیئے کو نگہبان اور رکھوالا بنانے سے تو بہتر ہے کہ بھیڑوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔
محکوم و مجبور عوام کے پاس سوائے اس کے چارہ کار نہیں کہ وہ صبر و تشکر سے ظلم و ستم سہتے رہیں یا پھر آمادۂ تشدد ہو جائیں۔ لوگوں کو کچھ عرصہ تک دھوکے اور فریب میں مبتلا کیا جا سکتا ہے لیکن ایک بار حق کو راہ مل جائے تو پھر وہ دھوکے اور فریب کو قبول کرنے پر ہرگز تیار نہیں ہوں گے۔
جو آزادی کا دلدادہ ہو اس کو اس سے پہلے دانا اور پاک طینت ہونا ضروری ہے۔
وہ دوزخ جس میں قاعدہ مساوات ہو' اس جنت سے بہتر ہے جس میں تفریق درجات ہو۔
اچھی کتاب سلیم الفطرت انسان کے لئے زندگی کا بہترین سرمایہ ہے۔
نیک عورت مرد کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔
عورت سب سے اچھا اور سب سے آخری آسمانی تحفہ ہے۔

ذہانت و فطانت طبقہء امراء میں نہیں بلکہ جھونپڑوں میں بودوباش رکھنے والوں کا حصہ ہوتی ہے اور تاریخ اس کی تائید کرتی ہے کہ قوم و وطن کے لیڈر ہمیشہ متوسط درجہ ہی کے لوگوں سے نکلتے ہیں۔

جس طرح صبح کے آئینے میں دن کو دیکھا جا سکتا ہے اسی طرح بچپن میں انسان کے خدوخال صاف نظر آ جاتے ہیں۔

جو شخص مصیبت کا بوجھ خوش اسلوبی سے اٹھا سکتا ہے وہ سب سے بہتر کام کر سکتا ہے۔

خوبیاں قربانیوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

جو آدمی ارادہ کر سکتا ہے اس کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں۔

تاریخ کی سب سے بڑی شخصیت اور تلخ حقیقت مفلسی ہے۔

بہت سے لوگ جتنی محنت سے جہنم میں جاتے ہیں اس سے آدھی محنت سے جنت میں جا سکتے ہیں۔

خود اعتمادی کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے۔

خیال سے زیادہ ٹھوس چیز پوری کائنات میں کوئی نہیں۔

احمقانہ ربط اور یکسانیت چھوٹے قسم کے ذہنوں میں پرورش پانے والا آسیب ہے۔

اس دور میں جو درس عبرت حاصل ہو سکتا ہے وہ دولت مندوں کی کم ظرفی اور اوچھا پن ہے کہ دولت مند ان ہی چیزوں کی حمایت میں رائے دے گا جن کے حق میں کم ظرف ترین لوگوں کی رائے ہو گی۔ دولت ناجائز' شراب فروشی' ظلم و تشدد اور رواج غلامی کے حق میں رائے دے گی۔ رائے شماری کی مخالفت کرے گی۔ بین الاقوامی حقوق طباعت اور سکولوں اور کالجوں کے قیام کے خلاف ووٹ دے گی غرض ہر اس کام کی مخالفت کرے گی جس میں عوام کا پیسہ نیک راہ

پڑ گئے۔
جو بھی انسان مجھ سے ملتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح مجھ سے اعلیٰ و برتر ہے۔ اس لئے میں اس سے کچھ نہ کچھ حاصل کر لیتا ہوں۔
اچھے خصائل چھوٹی چھوٹی قربانیوں سے سنورتے ہیں۔
کتاب کے مطالعے سے انسان کا مطالعہ مشکل تر ہے۔ دوسروں کے کردار کا مطالعہ کرنے میں آنکھیں بہت ممد ہوتی ہیں۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ کتابوں کے مطالعے نے انسان کے مستقبل کو بنا دیا ہے۔
اگر تیرا دل محبت میں جل چکا ہے۔ اگر تیری محبت ختم نہیں ہو سکتی تو اپنے غم کو اپنے سینے میں چھپا لے۔

۵- آسکر وائلڈ

مکان دیواروں سے اور گھر مکینوں سے بنتے ہیں۔
ادب اور صحافت میں فرق یہ ہے کہ ادب کوئی پڑھتا نہیں اور صحافت پڑھنے کے قابل نہیں۔
انسان کی زندگی اتنی کم ہے کہ وہ محبت کا حق بھی ادا نہیں کر سکتا۔ جانے لوگ نفرت کے لئے وقت کہاں سے نکال لیتے ہیں۔
ہم میں سے اکثر کے نزدیک حقیقی زندگی وہ ہے جسے ہم خود بسر نہیں کرتے۔
عورت کے ساتھ زندگی بسر کرنا مشکل ہے مگر عورت کے بغیر زندگی بسر کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔
بعض لوگ اپنی ابتدائی عمر' زندگی کے آخری حصے کو ناخوشگوار بنانے میں صرف کرتے ہیں۔

میں دوست اچھی شکل و صورت کے' واقف اچھے کردار کے اور دشمن بہترین دماغ کے منتخب کرتا ہوں۔

دوست کی ناکامی پر مغموم ہونا اتنا دشوار نہیں جتنا اس کی کامیابی پر مسرور ہونا مشکل ہے۔

انسان کو ہمیشہ محبت کرنی چاہئے' اس لئے اسے چاہئے کہ کبھی شادی نہ کرے۔

اگر فیشن کی سرپرستی عورت نہ کرتی تو ہزاروں درزی بھوکے مرجاتے۔

اگر کوئی خاتون' اپنی غلطیوں میں دلکشی پیدا نہیں کرسکتی تو وہ صرف عورت ہے۔

عورتوں کو سمجھو۔ ان سے لطف اٹھانے کی صورت یہ ہے کہ انہیں صرف دیکھو' سنو نہیں۔

خاموشی اختیار کرکے دوسروں کی نگاہ میں احمق بننا مہر خاموشی توڑ کر احمق کا ثبوت دینے سے بہتر ہے۔

نصیحت کا بہترین مصرف یہ ہے کہ اسے سنو اور سن کر آگے بڑھا دو۔

شادی کے خواہش مند نوجوان کو یا تو سب کچھ جاننا چاہئے یا کچھ بھی نہیں۔

استقلال ایسے شخص کی آخری پناہ گاہ ہے جو صاحب فکر اور صاحب تخیل نہ ہو۔

غریب و مفلس کے لئے صبر اختیار کرنا اور مطمئن بیٹھ رہنا خودکشی کے مترادف ہے۔ غریب ہو کر جو بے چین' جھگڑالو اور اپنے حقوق کی خاطر جدوجہد کرنے والا نہیں ہے وہ ابدالآباد تک قعر ذلت میں پڑا اپنے نصیبوں کو روتا رہے گا۔

غریب شخص امیر کا اتنا محتاج نہیں جتنا کہ امیر شخص غریب کا۔ کیونکہ امیر کا کوئی کام غریب کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔

جوش اور سنجیدگی اگرچہ ایک ہی جگہ نہیں پائے جاتے تاہم جن میں دونوں وصف موجود ہوں وہ کبھی لغزش نہیں کھاتے۔

۶۔ ہربرٹ اسپنسر

مغرور شخص کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ دوستی میں مساوات کی ضرورت ہے' جو اس کو پسند نہیں۔ مغرور کو کوئی نصیحت نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ ناصح ہونے میں برتری کی ضرورت ہے' جس سے اسے نفرت ہے۔

کتابوں کی سیر میں ہم داناؤں سے ہم کلام ہوتے ہیں اور کاروباری زندگی میں ہمیں احمقوں سے کام پڑتا ہے۔

عورت کا دل مرد کے دماغ پر حکمرانی کرتا ہے۔

اگر غرور کوئی علم ہوتا تو اس کے سند یافتہ بہت ہوتے۔

زندگی میں کامیابی کے واسطے پہلی ضروری شرط یہ ہے کہ ہم حیوانات کی طرح حلیم' صابر اور محنت کش ہوں۔

یہ ثابت کرنا بڑا مشکل ہے کہ جائیدادوں اور جاگیروں کے موجود حقوق کس بناء پر جائز ہیں۔ سب سے پہلی دستاویز تو تلوار کی نوک سے تحریر کی گئی تھی اور سپاہیوں نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ قیمت کے عوض تلوار' خنجر اور بھالے کی چوٹیں ادا کر کے ان پر انسانی خون کی مہریں ثبت کی گئی تھیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ ہی ناجائز کو جائز بنا دیتا ہے وہ مہربانی کر کے میرے اس سوال کا تسلی بخش جواب دیں کہ ایک گناہ کو نیکی کرنے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہوتا ہے اور کس شرح سالانہ سے ایک ناجائز سودا جائز سودا بن جاتا ہے۔

دوست کو اپنے حال سے اتنا ہی واقف کرو کہ اگر دشمن بھی ہو جائے تو نقصان نہ پہنچا سکے۔

تعلیم کا بڑا مقصد علم حاصل کرنا نہیں بلکہ عمل کی قوت بیدار کرنا ہے۔

ترجیح نفس اور ایثار ان دونوں میں سے کسی ایک میں بھی مبالغہ کیا جائے تو اس

سے مقصد اصلی ضائع ہو جاتا ہے۔

اس پراسرار کائنات میں ایک ہی چیز پر یقین ہے کہ ہمارا تعلق ایک ایسے لامحدود سرچشمہء توانائی سے قائم ہے جو تمام اشیاء کا مصور ہے۔

بڑے آدمیوں کا مانگنا' حکم ہے۔

لائق آدمیوں کی حق تلفی کر کے نالائق آدمیوں کی حق تلفی کرنا انصاف کے گلے پر چھری پھیرنا بلکہ دیدہ دانستہ آئندہ نسلوں کے راستے میں کانٹے بونا ہے۔

دنیا میں سب سے مشکل کام اپنی اصلاح ہے اور سب سے سہل دوسروں پر نکتہ چینی۔

انسان کے پست ارادے اور ادنیٰ خیالات' جس قدر کامیابی میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں اس قدر کوئی بیرونی مخالفت مزاحمت نہیں کرتی۔

تجربہ انسان کا بہترین معلم ہے اور زندگی کی ٹھوکریں اس کا ذریعہء تعلیم۔

ادنیٰ سے ادنیٰ انسانوں میں ایک چرواہا جو جنگل میں فرش پر لیٹا ہوا ہے اور ایک بے رحم کمہار جو لنگڑے گدھے کو ہانک کر لے جارہا ہے تمہیں کئی ایک ایسی باتیں بتا سکتا ہے جن سے تم پہلے واقف نہیں ہوتے۔

امن چاہتے ہو تو کان اور آنکھ استعمال کرو مگر زبان بند رکھو۔

جو خوب غور و فکر کرتا ہے وہ پیش گوئی بھی کر سکتا ہے۔

بیکار لوگوں کے دلوں میں شیطان فوراً دروازہ کھول کر داخل ہو جاتا ہے۔

۷۔ فرینکلن

اگر کوئی شخص کامیاب ہونا چاہے تو اسے ایک خاص کام اختیار کرنا چاہئے اور اسی میں دل و جان سے لگے رہنا چاہئے۔

برے کام اس لئے مضر نہیں ہیں کہ وہ ممنوع ہیں بلکہ ممنوع اس لئے ہیں کہ وہ مضر ہیں۔

جو کنجی استعمال کی جاتی ہے وہ صاف اور چمکدار رہتی ہے۔

یہ ہماری آنکھیں نہیں بلکہ دوسروں کی آنکھیں ہیں جو ہمیں برباد کرتی ہیں۔ اگر سوائے میرے' تمام دنیا کے لوگ اندھے ہوتے تو میں کبھی عمدہ لباس اور خوشنما سامان کی پرواہ نہ کرتا۔

ہر شخص یہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہے کہ میں تم سے بہتر ہوں۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو فراموش نہ کیا جائے تو کچھ لکھو جو پڑھا جائے اگر یہ نہ ہو سکے تو کوئی ایسا کام کرو جو لکھا جائے۔

اپنے حکم کی آپ تعمیل کرو' تمام تفکرات سے چھوٹ جاؤ گے۔

میں کسی آدمی کی برائی نہیں کرتا۔ البتہ ہر ایک کی خوبیاں جو میرے علم میں ہیں وہ بیان کرتا ہوں۔

بہت سے دردناک واقعات ایسے ہیں جو افسانہ بننے سے پہلے ہی محو ہو جاتے ہیں۔

بیوقوف دعوتیں دیتے اور عقل مند کھاتے ہیں۔

ہمارے دماغوں اور عقلوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا ہمارے چہروں میں۔

نیکی کا آغاز مشکل اور انجام بخیر ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے کہ بدی ابتداء میں لذیذ اور انجام کار تکلیف دہ ہوتی ہے۔

نیک نصیحت برسوں کی تعلیم سے بھی اثر نہیں کرتی مگر بری عادت بارود کی طرح فی الفور لے اڑتی ہے۔

عورت کی زبان اس کی تلوار ہے اور وہ کبھی اسے زنگ آلود نہیں ہونے دیتی۔

جب تک دنیا میں جہالت کی تاریکی ہے عالموں کے لئے دعوت ہے کہ وہ اپنے

علوم و فنون کی روشنی پھیلائیں اور جہالت و بے علمی دور کریں۔
پاؤں کی لغزش کے بعد تو سنبھلا جا سکتا ہے لیکن زبان کی لغزش کے بعد سنبھلنا ناممکن ہے۔
اگر تمہارے نصیب سوئے ہوئے ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر تم اپنی بیداری کو مت چھوڑو۔
پڑھا لکھا بیوقوف اپنی حماقت کو خوبصورت الفاظ کا جامہ پہنا دیتا ہے لیکن پھر بھی وہ حماقت ہی رہتی ہے۔
وہ مذہب جو امیر و غریب کے درمیان فرق ظاہر کرے' دنیا کے لئے لعنت ہے۔
صرف دولت مند بیوائیں ہی ایسی استعمال شدہ چیزیں ہیں جو اعلیٰ قیمت پر بکتی ہیں۔
دنیا میں سب سے اچھا سوال یہ ہے کہ میں اس میں کیا نیکی کر سکتا ہوں۔
اپنے آپ سے محبت کرنے والا رقیبوں سے محفوظ رہتا ہے۔
دو قانون دانوں کے ہتھے چڑھا ہوا دیہاتی دو بلیوں کے درمیان پڑی ہوئی مچھلی کی مانند ہے۔
مخلوقات میں انسان نے سب سے زیادہ قوانین قدرت کی خلاف ورزی کی ہے۔
مذہب کی موجودگی میں لوگ اتنے کینے ہیں تو عدم موجودگی میں کیا ہوں گے۔
دوسروں کی خوشی اپنے غموں کو تازہ کرتی ہے اور غم صرف اپنے غموں کو تازہ کرتا ہے۔
اونچی قیمت پر تو امن بھی خریدا جا سکتا ہے۔
جن لوگوں کے ساتھ ہمیشہ رہنا ہو ان سے کبھی بگاڑنا نہیں چاہئے۔
اگر تم اپنے ذہن کو تیز رکھنا چاہتے ہو تو کبھی بھی پیٹ بھر کر نہ کھاؤ۔

۸۔ بیکن

ہر چند کہ سچے دوست کا حصول مشکل ہے لیکن کم از کم ایک ایسا آدمی ضرور حاصل کرنا چاہئے جو اس کے جذبات کو سنتا رہے۔

دوستی تم کو ہرگز اختیار نہیں دیتی کہ اپنے دلی دوستوں کو سخت باتیں کہہ لیا کرو بلکہ جس قدر دوستی گہری ہو اس قدر خلق اور لحاظ چاہئے۔

پڑھنے سے انسان بیدار ہوتا ہے۔ مکالمہ سے تمیز پیدا کرتا اور لکھنے سے ذہین ہو کر صحیح المزاج بن جاتا ہے۔

مطالعہ سے خلوت میں خوشی' تقریر میں زیبائش' تجویز و ترتیب میں استعداد اور تجربہ میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

جو قوم علم اسلحہ سے بے بہرہ ہے کبھی اقبال مندی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔

علم سے آدمی کی وحشت اور دیوانگی دور ہو جاتی ہے۔

خاموش رہو یا ایسی بات کہو جو خاموشی سے بہتر ہو۔

امید کا دوسرا نام غریبوں کی قوت ہے۔

جج قانون کا ایک ایسا طالب علم ہے جو اپنے امتحان کے پرچے خود دیکھا کرتا ہے۔

آزمائش کے موقعوں پر نیک او. پارسا لوگوں کی نسبت چالاک اور چست آدمی زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔

دس میں سے نو حصہ برائیاں اور تکالیف صرف سستی سے پیدا ہوتی ہیں۔

بھوکوں اور فاقہ کشوں کی سازش بڑی خطرناک ہوتی ہے۔

کسی کے غصہ میں کہے ہوئے کلمات کو مت بھولو۔

شادی سے اگلے روز' ہر مرد اپنی عمر سے سات سال بڑا ہو جاتا ہے۔

جو انسان انتقام اور کینہ کی یاد دل میں تازہ رکھتا ہے وہ گویا اپنے زخموں کو ہرا رکھتا ہے۔ جو بصورت دیگر آسانی سے بھر جاتے اور اس کے آرام کا باعث ہوتے۔

ضرورت میں انسان جو وعدہ کرتا ہے وہ بہت کم پورا کرتا ہے۔

بادشاہ کا پہلا قانون اپنی حفاظت ہوتا ہے۔

اس شخص سے بچو جو اپنی برائیاں لوگوں میں بڑے فخر کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

کامیابی صرف ایک بار دروازہ کھٹکھٹاتی ہے لیکن مصیبت ایک دن رات میں کئی بار دستک دیتی ہے۔

جتنا بڑا شہر ہو' اتنی ہی بڑی تنہائی ہوتی ہے۔

۹۔ والٹیئر

ہمارے عزیز دوستوں کے مصائب ہمارے جذبات میں تلاطم پیدا کر دیتے ہیں لیکن یہ تلاطم ناخوشگوار نہیں ہوتا۔

آپ کو ہر اس دوست کے ساتھ جسے آپ خریدتے ہیں ایک دشمن مفت میں مل جاتا ہے۔

مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ دشمنوں سے بچنے کا انتظام میں خود کر لوں گا۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ایک دوسرے سے بے انتہا محبت نہ کرو۔ کیونکہ یہی ایک طریقہ ہے جس سے محبت کو زیادہ پائیدار بنایا جا سکتا ہے۔ زندگی بھر ایک دوسرے کا دوست بنے رہنا چند روز کے عاشق ہونے سے بہتر ہے۔

جو محبت کرنا نہیں جانتا اس کا دل بے ایمان ہے۔

جو صرف عقل مندی ہے قابل رحم حالت میں زندگی بسر کرتا ہے۔

تمام آدمی اچھے ہیں بجز ان کے جن کے پاس کرنے کے لئے کوئی کام نہیں۔
ہمیں اپنی قوت پر یقین کرنا اور ایمان لانا چاہئے۔ ہر چیز خود اپنی آنکھوں سے دیکھنی چاہئے' درحقیقت ہماری عقل ہی ہمارا معبود' ہمارا عبادت خانہ اور ہمارا کاہن ہے۔
میرے دوستو! دنیا میں کوئی کسی کا دوست نہیں ہوتا۔
میں تیرے اس حق کے لئے ہمیشہ لڑوں گا کہ تو مجھ سے اختلاف کرے۔

۱۰۔ گوئٹے

جہاں روشنیوں کی کثرت ہو وہاں سائے بھی زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔
ہر شخص جس طرح اپنے ملک کا باشندہ ہوتا ہے اسی طرح وہ اپنے زمانے کا بھی باشندہ ہوتا ہے۔
فن کا اول اور آخری مقصد خوبصورتی ہے۔
اچھے خیالات معصوم مگر بے باک بچوں کی طرح اچانک سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں اور چلا چلا کر کہتے ہیں کہ ہم یہاں ہیں۔ ہم یہاں ہیں۔
محبت کے معاملے میں ہم سب یکساں طور پر بے وقوف ہیں۔
جو سوچتے ہیں ان کے لئے دنیا طربیہ اور جو محسوس کرتے ہیں ان کے لئے المیہ ہے۔

۱۱۔ ایمرسن

ان عقل مندوں کی سزا جو حکومت میں حصہ لینے سے احتراز کرتے ہیں' یہ ہوتی ہے کہ ان کو اپنے سے کم عقلوں کی حکومت میں رہنا پڑتا ہے۔

خوبصورتی کی تلاش میں ہم چاہے پوری دنیا کا چکر لگا آئیں' اگر وہ ہمارے اندر موجود نہیں تو کہیں نہیں ملے گی۔

کسی ملک کی تہذیب کا صحیح معیار نہ تو مردم شماری کے اعداد ہیں نہ بڑے بڑے شہروں کا وجود اور نہ غلہ کی افراط بلکہ اس کا صحیح معیار صرف یہ ہے کہ وہ ملک کس قسم کے انسان پیدا کرتا ہے۔

اگر زندگی کے آداب بے کار ہیں تو شبنم کے دو قطرے بھی بے کار ہیں جو مرغزاروں کو حسن اور دلکشی عطا کرتے ہیں۔

نکات لاروشن فوکو

(اس کی واحد کتاب "اقوال" ہے۔ نظیر صدیقی نے "دنیا کے عظیم ترین مقولہ نگار" اس کے افکار درج کیے ہیں)

ہماری نیکیاں دراصل ہماری وہ برائیاں ہیں' جنہوں نے بھیس بدل لیا ہے۔

بدنصیبی کے مقابلے میں خوش نصیبی کو برداشت کرنے کے لئے عظیم تر خوبیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

تمام لوگ مساوی طور پر مغرور واقع ہوئے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اظہار غرور کے طریقے الگ الگ ہیں۔

کمزور' مخلص نہیں ہو سکتے۔

پاگل پن کا علاج ممکن ہے لیکن کج فہمی کی اصلاح ممکن نہیں۔

عقل مند آدمی جنگ جیتنے سے زیادہ جنگ میں شریک نہ ہونے کو مفید سمجھتا ہے۔

بڑے عاشق کا عشق اتنا بڑا نہیں ہوتا جتنا بڑے "انسان" کا عشق ہوتا ہے۔

افکار ارباب بست و کشاد

فتح یابی کے بعد ہمیشہ تواضع اور رحمدلی اختیار کرو۔

(خلیفہ ابو جعفر عبداللہ المنصور)

قوت سے زیر کرلینا ورنہ اطاعت اختیار کرنا ہی بہتر ہے۔ (")

بادشاہ' ان تین باتوں کے علاوہ تمام باتیں برداشت کرلیتا ہے۔ افشائے راز' ملک میں بغاوت' حرم میں دست اندازی۔ (")

جب دشمن تیری طرف ہاتھ بڑھائے تو اگر تجھ میں طاقت ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈال اور اگر یہ طاقت نہیں تو پھر چوم لے۔ (")

جب کسی شخص میں تونگری اور بلاغت دونوں جمع ہو جاتی ہیں تو اس میں تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ (")

جبر بہت اچھی چیز ہے لیکن اسی وقت تک جب تک کہ امن میں خلل واقع نہ ہو اور بادشاہ کو ست نہ کردے۔ (سفاح)

سخاوت اور بخشش اتنی ہی پسند ہوتی ہے جتنی گنجائش اور وسعت ہو۔ (")

دلیل سے غالب آنا بہ نسبت زور سے غالب آنے کے' زیادہ پسندیدہ و مفید ہے۔ (مامون الرشید)

خوشامدی شخص بھلائیوں اور برائیوں دونوں کو پسندیدہ بتائے گا۔ (")

جس قوم میں غدار پیدا ہونے لگیں اس قوم کے مضبوط قلعے بھی ریت کے گھروندے ثابت ہوتے ہیں۔ (ٹیپو سلطان)

موت صرف ایک بار ملتی ہے اس لئے عزت کی موت تلاش کرنی چاہیے۔ (")

میرے لئے ملکوں کو فتح کرنا آسان ہے لیکن میں نے یہ جان لیا ہے کہ دلوں کو فتح کرنا بہت بڑی جیت ہے۔ (سکندر اعظم)

جو قوم لڑنا نہیں جانتی' بہت جلد اس پر لڑنے والی قوم کی حکومت قائم ہو جاتی ہے۔ (")

بہادر بادشاہ وہ ہوتا ہے جو یہ نہ پوچھے کہ دشمن کس قدر ہیں بلکہ یہ پوچھے کہ کہاں ہیں۔ (")

بادشاہ اپنے سائے سے بھی ڈرتا ہے۔ (اورنگ زیب عالمگیر)

فتح کے سو باپ ہیں اور شکست یتیم ہے۔ لیکن ہر شکست بھی کوئی نہ کوئی ماں ضرور پیدا کر لیتی ہے۔ (جان ایف کینیڈی)

ایک غیرت مند انسان کے لئے دنیا میں دو ہی کام ہیں۔ یا تو وہ کامیاب ہوتا ہے اور یا پھر اپنا سر قربان کر دیتا ہے۔ (خوشحال خان خٹک)

نامرد' نسب پر ناز کرتا ہے اور مرد اپنے جہان نو کی تخلیق پر۔ (")

مجھے اس انسان کی آزادی' بے فکری اور خوشی پر رشک آتا ہے جو نہ زر رکھتا ہے اور نہ ہی زمین۔ (")

جہنم کی آگ کو وہی آنسو بجھا سکتے ہیں جو وقت سحر ایک مومن کی آنکھ سے ٹپکیں۔ (")

یحییٰ برمکی

عمر کے کسی بھی حصے میں عورت کو اس کی اپنی مرضی پر نہ چھوڑنا چاہئے۔

جس طرح شہد کی مکھی پھول کو قائم رکھ کر اس میں سے صرف شہد لیا کرتی ہے بالکل اسی طرح حکمران کو لازم ہے کہ وہ رعایا کی حیثیت کو برقرار رکھ کر ان سے محاصل وصول کرے۔

غلاموں کی بے ادبی' ان کے مالک کے حلم کی دلیل ہے۔

سیاست ملوکیہ

(بزر جمہر نے نوشیرواں سے کہا)۔

● ہر بادشاہ کے دل پر خواہشات نفسانی' جلب منفعت' غیظ و غضب اور حرص و ہوس کے جملہ مواقع پر خوف خدا غالب رہے۔

● وہ قول و عمل میں صادق ہو،اور جو وعدے' معاہدے اور عہد و پیمان کرے ان پر پورا اترے۔

● تمام اہم معاملات میں علماء سے مشورہ کرے۔

● عالموں اور شریفوں کا احترام کرے' نیز کاتبوں' حاجبوں' انتظامی امور پر مامور لوگوں' سرحدی محافظوں اور اپنے ملک کے دیگر عمائدین کا خاص خیال رکھے اور انہیں حسب مراتب نوازتا رہے۔

● جو قاضی یا جج مقرر کیے جائیں' بادشاہ ان کا اور دیگر عہدہ داروں کا عدل و انصاف کے ساتھ محاسبہ کرتا رہے۔

● جن لوگوں کو قید و بند کی سزا دی جائے وہ ان کے جرائم سے زیادہ ہو نہ میعاد سے بڑھنے پائے۔

● مسافروں کی گزر گاہوں' تاجروں کے بازاروں' ذخیرہ گاہوں اور ان کی تجارت کی دیکھ بھال' حفاظت اور نگرانی کا خاص خیال رکھنا' بادشاہ کے لئے ازحد ضروری ہے۔

● بادشاہ اپنی رعایا کی تربیت کے ساتھ اس کی تادیب اور اسے حدود معینہ میں رکھنے پر شب و روز توجہ دیتا رہے۔

● اپنی فوج کو اسلحہ کی فراہمی' اس کے اعداد و شمار اور عساکر کی دیگر ضروریات کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھے۔

● اپنے اہل و عیال اور عزیز و اقارب کی جائز ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں تحفے تحائف اور عطیات سے نوازتا رہے' لیکن ان کی اصلاح کا بھی خیال رکھے۔

● رعایا کے باغوں' چراگاہوں اور کھیتوں کے لئے پہاڑی چشموں اور دریاؤں سے اہل شہر کی گھریلو ضروریات کے لئے گزرنے والی نہروں سے پانی کے جائز حصول کا خیال رکھے' لیکن انہیں ان میں سے کسی جگہ غیر ضروری ہجوم' غاصبانہ قبضے اور لڑائی بھڑائی سے باز رکھنے کے لئے سخت ہدایات و احکام جاری کرے۔

● بادشاہ اپنے وزرا اور دیگر عہدہ داروں کی حرکات و سکنات اور شب و روز کی مصروفیات پر مسلسل و متواتر توجہ دیتا رہے۔

کمینے کو نہ بھڑکاؤ۔ (حضرت امیر معاویہ)

مدح سے بچے رہنا کیونکہ وہ ایک بے شرم آدمی کی خوراک ہے۔

(حضرت امیر معاویہ)

عوام اطاعت کی' غلام خدمت کی' اور دلی دوست اچھی طرح بات سننے کی مانند' بادشاہوں کے قریب نہیں ہوتے۔ (خلیفہ عبدالملک)

حسن فہم کے بغیر گفتگو اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ (حکماء عرب)

حسن کلام کی طرح حسن سماعت کا فن بھی سیکھو۔ ان میں سے ایک یہ کہ بات کرنے والے کو مہلت دو تاکہ وہ اپنی بات مکمل کرے۔ (حکماء عرب)

نپولین

ایک منجھا ہوا جاسوس جو صحیح مقام پر کام کر رہا ہو' بیس ہزار فوج کے برابر ہے۔

جو اس خوف میں مبتلا ہے کہ ہار نہ جائے وہ ضرور ہار جائے گا۔

طاقتور دلائل کی نسبت خوبصورت الفاظ کہیں زیادہ اثر انگیز ہوتے ہیں۔

آپ مجھے اچھی مائیں دیں میں آپ کو ایک اچھی قوم دوں گا۔
عشق' کاہل آدمی کے دل کا بہلاوا ہے۔
میں جنگ ہار سکتا ہوں مگر وقت ضائع نہیں کر سکتا۔
جنگ وحشی انسانوں کا پیشہ ہے۔
جذبات' بچوں اور عورتوں کی چیز ہیں۔
ناممکن کا لفظ پست لوگوں کی لغت میں پایا جاتا ہے۔
جنگ بہترین افراد کو چن لیتی ہے اور بدترین افراد کو نسل کشی کے لئے چھوڑ دیتی ہے۔
ظلم ڈھانا کوئی گناہ نہیں' ظلم سہنا بڑا گناہ ہے۔

ہٹلر

عورت بے جا تعریف سے خوش ہوتی مگر جائز تنقید کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔
عوام کو صرف خیالات بیدار نہیں کر سکتے بلکہ تحریک عمل اور پوری قوت سے آگے بڑھنے کا جذبہ بیدار رکھتا ہے۔
عام لوگ کسی کمزور یا تامل کرنے والے شخص کی ذات سے اتنا متاثر نہیں ہوئے جتنا جبری اور دھن کے پکے آدمی کا اثر قبول کرتے ہیں۔
جب تک اس دنیا میں ایک بھی یہودی زندہ ہے' امن قائم نہیں ہو سکتا۔ یہ کسی بھی قوم کے لئے زہر قاتل ہیں۔

جب بھی افواج کا استعمال کیا گیا ہے اور جنگیں ہوئیں تو سرحدیں ہمیشہ تبدیل ہوتی رہی ہیں۔ (محمد رضا شاہ پہلوی)

جب کوئی قوم اپنی تاریخ بھلا دیتی ہے تو جغرافیہ بھی اس قوم کو فراموش کر دیتا ہے۔ (کمال اتاترک)

وصیت

(اردشیر نے اپنے بیٹے سابور کو کی تھی)۔
"یاد رکھ کہ دین اور ملک دو بھائی ہیں۔ کسی بادشاہ کے لئے ان میں سے کسی کے ساتھ بے نیازی کا برتاؤ کرنا ممکن نہیں کیونکہ دین ملک کی اساس ہوتا ہے اور ملک دین کا محافظ۔ جس ملک کی اساس نہ ہو وہ منہدم ہو جاتا ہے اور جس چیز کا کوئی محافظ نہ ہو وہ ضائع ہو جاتی ہے"۔

اگر نظریئے کو انقلابی عمل سے منسلک نہ کیا جائے تو یہ بے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے۔ (اسٹالن)

نئے کارکنوں میں یہ خوبی ہے کہ وہ ہر نئی چیز کے بارے میں بے حد حساس واقع ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان میں اعلیٰ درجے کا جوش و خروش اور پہل قدمی پائی جاتی ہے۔ اور یہی وہ خوبیاں ہوتی ہیں جن کی بعض پرانے کارکنوں میں کمی ہوتی ہے۔ (اسٹالن)

کسی سربراہ حکومت کے لئے صرف ذہانت ہی ضروری نہیں بلکہ کسی سربراہ مملکت کے لئے جو چیز سب سے زیادہ اہم ہے وہ طاقت، حوصلہ اور عقل مندی ہے۔ (ہنری کسنجر)

تمہیں اپنے دماغ کو کھلا رکھنا چاہئے۔ لیکن تمہیں کچھ نہ کچھ اس میں ڈالتے رہنا چاہئے۔ ورنہ خیالات تمہارے دماغ سے بالکل اسی طرح نکل جائیں گے جس طرح انگلیوں میں سے ریت نکل جاتی ہے۔ (نہرو)

جب لوگ تمہاری مخالفت کرتے ہیں تو کوئی ایسی بات ضرور ہو جاتی ہے جو۔

تمہارے حق میں ہوتی ہے یا کم از کم تم اسے اپنے فائدہ کے لئے استعمال کر سکتے ہو۔ (اندرا گاندھی)

اگر ایک شخص سمجھتا ہے کہ وہ یہ کام نہیں کر سکتا تو وہ کبھی اس کام کو نہیں کر سکتا۔ ("")

جو شخص فطرت کی طرح فیاض ہے وہ مر کر بھی زندہ رہتا ہے۔ (کنفیوشس)

جس قدر کسی بادشاہ کی سلطنت وسیع ہوتی چلی جاتی ہے' وہ اسی قدر مختصر ہوتا چلا جاتا ہے۔ (سکندر اعظم)

جب تک انسان مشکلات و مصائب میں گرفتار نہیں ہوتا' اس کے جوہر نہیں کھلتے۔ (ہمایوں)

جرم معاشرے میں نہیں بلکہ معاشرتی اقدار میں پرورش پاتا ہے۔ (ماتمس)

شاہی محل' عورت کی صلاحیتوں کے قاتل ہیں۔ (ملکہ جوزیفائن)

جنگ ہو تو محکم ارادہ' شکست ہو تو آئندہ لڑنے کا عزم' فتح ہو تو فراخدلی و مردانگی اور اگر امن ہو تو خیر سگالی کے مظاہرہ میں کامیابی پنہاں ہے۔ (چرچل)

میرا تو ہمیشہ سے یہ اصول ہے کہ اپنے تصورات اور خاکوں کو الفاظ کے بجائے عمل کا جامہ پہنا کر دکھاؤ۔ (جارج واشنگٹن)

جنگ افراد سے نہیں حوصلے سے لڑی جاتی ہے۔ (جنرل رومیل)

جنگ جیتنا اصل مرحلہ نہیں ہوتا بلکہ فاتح سپاہیوں کو قابو کرنا جنگ جیتنے سے بھی کٹھن ہے۔ (سکندر اعظم)

ذوالفقار علی بھٹو

کوئی بھی ذہین شخص کسی ایک ہی صحیح خیال سے ہمیشہ چمٹا نہیں رہ سکتا۔

واضح تضادات کا حامل ہونا ایک ذہین آدمی اور دانا سیاست دان کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

کسی شخص کو مت مارو' جب تک تم اس سے دو دفعہ مار کھانے کے لئے تیار نہ ہو جاؤ۔

سیاست میں کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ تم لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ تم احمق ہو اور لوگوں کو اس بات کا یقین دلا دو کہ صرف وہی ذہانت کے مالک ہیں۔

ایک سیاست دان کے لئے ضروری ہے کہ اس کی انگلیاں اتنی نازک اور لچکدار ہوں کہ وہ انہیں اس پرندے (عوام) کے نیچے داخل کرکے انڈے نکال لے جائے' ایک ایک کرکے تمام انڈے نکال لے اور اس پرندے کو محسوس بھی نہ ہونے دے۔

پاکستان میں صرف دو زبانیں ہیں۔ایک ظالموں کی اور دوسری مظلوموں کی۔

وعدہ معاف گواہ' دشمن نہیں دوست بنا کرتے ہیں۔

مذہب' خدا اور بندے کے درمیان تعلق کا نام ہے جبکہ سیاست' بندوں کا باہم معاملہ ہے۔

کلام اقبال ایک جنرل سٹور ہے۔ جہاں سے قارئین کو ضرورت کی ہر ایک شے دستیاب ہو سکتی ہے۔

لوحِ نسواں

حضرت عائشہ صدیقہؓ

حق کا پرستار کبھی ذلیل نہیں ہوتا' چاہے سارا زمانہ اس کے خلاف ہو جائے۔
اور باطل کا پیروکار کبھی عزت نہیں پاتا' خواہ! چاند اس کی پیشانی پر نکل آئے۔
سچائی کی مشعل جہاں بھی دکھائی دے اس سے فائدہ اٹھا یہ نہ دیکھ کہ مشعل بردار کون ہے۔
عظمت صرف ایک فی صد ودیعت کی جاتی ہے اور ننانوے فیصد محنت و ریاضت سے ملتی ہے۔
تم لوگ عبادات میں افضل ترین عبادت کو بھول رہتے ہو جسے عاجزی کہتے ہیں۔
جب معدہ بھر جاتا ہے تو قوت فکر کمزور پڑ جاتی ہے اور حکمت و دانش کی صلاحیتیں گنگ ہو جاتی ہیں۔
مہمان کے لئے زیادہ خرچ کرنا اسراف نہیں ہے۔
عورت کی خوبی دو باتوں میں ہے اول' اس کو کوئی نامحرم نہ دیکھے۔ دوم' وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے۔ (حضرت فاطمۃ الزہراؓ)
جس نے نبی کریم ﷺ کی تربت انور کی مٹی سونگھی اس پر کیا تعجب ہے کہ وہ عمر بھر دوسری تمام خوشبوؤں سے بے نیاز ہو کیونکہ کسی خوشبو میں وہ کیف و سرور اور راحت و نور نہیں' جو اس میں ہے۔ (حضرت فاطمۃ الزہراؓ)
عورت کا میدان جہاد۔ اس کا گھر ہے۔ (حضرت فاطمۃ الزہراؓ)
جو کوئی عورت مرے اور اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں جائے گی۔ (حضرت ام سلمہؓ)

اگر عورتوں میں کوئی نبی نہیں ہوئی تو کسی عورت نے خدائی کا دعویٰ بھی نہیں کیا اور انبیاء' اولیا' صدیقین اور شہداء بھی انہی کی گود میں پرورش پا کر بڑے ہوئے ہیں۔ (حضرت رابعہ بصریؒ)

اوریانا فلاسی

جب کوئی شخص بہت مقبول اور اہم ہو جاتا ہے تو جتنا زیادہ آپ اس کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں' اسے اتنا ہی کم سمجھ پاتے ہیں۔

کسی طاقتور شخصیت کا جائزہ لینے کے لئے ٹھنڈے دماغ اور کافی چیر پھاڑ کی ضرورت ہوتی ہے۔

حسن اخلاق یا بداخلاقی کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں چیزیں صرف خوبصورت اور بدصورت ہوتی ہیں۔

اگر کسی شخص میں لیاقت ہے تو آپ اس سے دنیا کی سب سے معمولی بات پر بھی گفتگو کر سکتے ہیں اور وہ کبھی نہ کسی طریقے سے گہرا جواب دے گا اور اگر کسی شخص میں معمولی قابلیت ہو تو آپ خواہ دنیا کا کتنا ہی اہم سوال اس سے کر لیں' وہ اس کا عام قابلیتوں والا ہی جواب دے گا۔

ایک ہی چیز بیک وقت خوبصورت اور بدصورت ہو سکتی ہے۔

طاقت کی خواہش' محبت کی خواہش سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔

ایک شخص کے بجائے دوسرے شخص کے اقتدار میں آنے سے بھی تاریخ تبدیل ہو سکتی ہے۔

کارل مارکس

جدید سرمایہ دار سماج، جاگیری سماج کے کھنڈروں سے اٹھا مگر اس نے طبقاتی اختلافات کو دور نہیں کیا۔ اس نے محض پرانے کی جگہ نئے طبقے، ظلم کی صورتیں اور جدوجہد کی نئی شکلیں پیدا کر دیں۔

سرمایہ دار طبقے نے ہر اس پیشے کی عظمت چھین لی، جس کی عزت ہوتی آئی تھی اور انسان کے دل پر جس کی دھاک آج تک بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے طبیب، وکیل، مذہبی پیشوا، شاعر، اہل علم سب کو اپنا زر خرید ضرور بنا دیا ہے۔

جس نسبت سے سرمایہ دار طبقے یعنی سرمائے کی ترقی ہوتی ہے اسی نسبت سے پرولتاریہ یعنی جدید مزدور طبقہ ترقی کرتا ہے۔ یہ مزدوروں کا وہ طبقہ ہے جو اسی وقت تک زندہ رہ سکتا جب تک اسے کام ملتا رہے اور کام اسی وقت تک ملتا ہے جب تک اسی کی محنت سرمائے کو بڑھاتی رہے۔ تجارت کی اور سب چیزوں کی طرح یہ مزدور بھی ایک جنس تبادلہ ہیں۔ جنہیں اپنے آپ کو تھوڑا تھوڑا کر کے بیچنا پڑتا ہے۔

تاریخی ارتقائی باگ ڈور سرمایہ دار طبقے کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور اس طرح جو فتح حاصل ہوتی ہے وہ سرمایہ دار طبقے ہی کی فتح ہوتی ہے۔

سرمایہ داروں کے روبرو اس وقت جتنے طبقے کھڑے ہیں ان سب میں ایک مزدور طبقہ ہی حقیقت میں انقلابی ہے۔

جدید صنعتی محنت نے سرمائے کی جدید غلامی نے جو انگلینڈ اور فرانس، امریکہ اور جرمنی سب جگہ ایک ہے، اس قومی کردار کی ہر نشانی چھین لی ہے۔ قانون، اخلاق، مذہب یہ سب اس کے نزدیک سرمایہ داروں کے ڈھکوسلے ہیں۔ جن میں ایک ایک کے پیچھے سرمایہ داروں کے ہزاروں مفاد گھات لگائے بیٹھے ہیں۔

ہم نے دیکھا کہ آج تک ہر سماج کی بنیاد ظالم اور مظلوم طبقوں کے تصادم پر رہی ہے۔ لیکن کسی طبقے پر ظلم کرنے کے لئے بھی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ حالات پیدا کئے جائیں جن میں وہ طبقہ کم از کم اپنی غلامانہ زندگی کو برقرار رکھ سکے۔

سرمایہ دار طبقے کے وجود اور اقتدار کی لازمی شرط یہ ہے کہ سرمایہ برابر بنتا اور بڑھتا رہے۔ سرمایہ کے لئے اجرتی محنت شرط ہے اور اجرتی محنت تمام تر مزدوروں کے باہمی مقابلے پر منحصر ہے۔

موجودہ سماج میں دس میں نو آدمیوں کے لئے ذاتی ملکیت پہلے ہی مٹ چکی ہے اور معدودے چند کے لئے جو باقی رہ گئی ہے تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ دس میں نو اس سے محروم ہیں۔

سرمایہ دار کی نظر میں اس کی بیوی کی حیثیت بھی پیداوار کے ایک آلے سے زیادہ نہیں۔ جب وہ سنتا ہے کہ آلات پیداوار سے مشترکہ طور پر کام لیا جائے گا تو قدرتاً" اس کے سوا کسی اور نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ عورتوں کا بھی یہی حشر ہو گا کہ سب آدمیوں میں مشترک کر دی جائیں گی۔

زنان بازاری کے بعد مزدوروں کی بہو بیٹیوں سے بھی جی نہیں بھرتا تو ہمارے سرمایہ داروں کو ایک دوسرے کی بیویوں سے ناجائز تعلق قائم کرنے میں انتہائی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

آدمی کی مادی زندگی کی حالتوں' اس کے سماجی تعلقات اور اس کی سماجی زندگی میں جب کبھی تبدیلی ہوتی ہے تو اس کے ساتھ آدمی کے خیالات' تصورات اور نظریئے' مختصر یہ کہ آدمی کا شعور بدل جاتا ہے۔

قوم پرستی کا مفہوم سرمایہ داروں کے نزدیک یہ ہے کہ ان کے مفاد کی علمبرداری کی جائے۔ اپنے وطن سے محبت کرنے کا مفہوم ان کی نظر میں یہ ہے کہ

دوسروں کے وطن سے نفرت کی جائے۔

بوڑھا ہونا اچھا نہیں کیونکہ بڑھاپے میں آدمی صرف پیش گوئی ہی کر سکتا ہے۔

ارتقائی عمل سے انقلاب لانا ممکن نہیں اس مقصد کے لئے محنت کشوں کو مسلح جدوجہد کرنا پڑے گی۔

کوئی صداقت ابدی نہیں بلکہ حالات کی تابع ہے۔ حالات جب بدل جاتے ہیں تو صداقت بھی بدل جاتی ہے۔ اس لئے کوئی صداقت ہمیشہ کے لئے صداقت نہیں۔

انسان فطرت کو تبدیل کرنے کے دوران میں خود اپنی فطرت کو بھی تبدیل کرتا ہے۔

ماؤزے تنگ

ہر وہ فوج جو کمتر مگر تیار ہے۔ اکثر ایک برتر دشمن کو اچانک حملے کے ذریعے شکست دے سکتی ہے۔

جو باتیں ہم نہیں جانتے ان کے بارے میں ہمیں کبھی یہ ظاہر نہیں کرنا چاہئے کہ ہم جانتے ہیں۔

استاد بننے سے قبل شاگرد بننا چاہئے۔

اگر تم فوجی اعتبار سے اچھے ہو تو قدرتی طور پر تم سیاسی اعتبار سے بھی اچھے ہو۔

اگر تم فوجی اعتبار سے اچھے نہیں ہو تو تم سیاسی اعتبار سے بھی کچھ اچھے نہیں ہو سکتے۔

نظریاتی اصلاح طویل المدت' صبر آزما اور نازک کام ہے۔ لوگوں کے نظریات جو برسوں کی زندگی کے دوران وضع ہوئے ہیں محض چند تقریروں یا چند میٹنگوں کے ذریعے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ جبر نہیں بلکہ تفہیم ہی

انہیں قائل کرنے کا واحد طریقہ ہے۔ جبر سے وہ کبھی قائل نہیں ہوں گے۔
غیر ضروری قربانیوں سے بچنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔
ہر ملک خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا اپنی اپنی اچھائیاں اور برائیاں رکھتا ہے۔
ایک اچھا انقلابی وہ ہے جو اس جگہ جانے کا زیادہ مشتاق ہو جہاں مشکلات زیادہ ہیں۔
یہ پہاڑ جتنے اونچے ہیں اس سے زیادہ اونچے نہیں ہو سکتے اور جتنا ہم کھودیں اتنے ہی یہ نیچے ہو جائیں گے۔ بھلا ہم انہیں کیوں نہیں صاف کر سکتے؟
علم' عمل سے شروع ہوتا ہے۔ اور نظری علم جو عمل سے حاصل کیا جاتا ہے' اسے پھر عمل کی طرف لوٹنا ہوتا ہے۔
کسی مخصوص وقت پر صرف ایک ہی مرکزی کام ہو سکتا ہے۔
رہنماؤں کو تحریک سے آگے چلنا چاہیے نہ کہ پیچھے۔
عملی کام میں مصروف ہر شخص کو نیچے کی سطحوں کے حالات کی تحقیق کرنی چاہیے۔
تحقیق کے بغیر کسی کو بولنے کا کوئی حق پہنچ ہی نہیں سکتا۔
تحقیق' حمل کے طویل دنوں کی طرح ہوتی ہے اور کسی مسئلے کا حل ولادت کے دن کی طرح ہوتا ہے۔ کسی مسئلے کی تحقیق کرنا دراصل اس کو حل کرنا ہی ہوتا ہے۔
انکساری سے آدمی کو آگے بڑھنے میں مدد ملتی ہے جبکہ غرور سے آدمی پیچھے رہ جاتا ہے۔
کسی شخص کے لئے تھوڑا سا اچھا کام کر لینا مشکل نہیں ہوتا۔ جو چیز مشکل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ تمام عمر اچھا کام کرتے رہنا اور کبھی کوئی برا کام نہ کرنا۔
نظم و ضبط کے تین بڑے قواعد مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) اپنے تمام اعمال میں احکام

کی تعمیل کرنا۔ (۲) لوگوں سے ایک سوئی یا دھاگے کا ایک ٹکڑا بھی نہ لینا۔ (۳) ہر مقبوضہ چیز اوپر دے دینا۔

جو شخص ہزار زخم کھانے پر موت سے نہیں ڈرتا وہ شہنشاہ کو گھوڑے سے اتارنے کی ہمت کرتا ہے۔

اگر تم نے غلطیاں کی ہیں تو ان کی اصلاح کرلو اور اگر نہیں کی ہیں تو ان سے بچے رہو۔

آئندہ غلطیوں سے بچنے کے لئے پچھلی غلطیوں سے سبق حاصل کرو۔

"مریض کو بچانے کے لئے اس کی بیماری کا علاج کرنے" کا رویہ اختیار کرنا چاہئے جو کہ صحیح اور موثر طریقہ ہے۔

جہاں تک تنقید کا تعلق ہے' اسے بروقت کرو۔ صرف واقعہ ہو جانے کے بعد تنقید کرنے کی عادت نہ ڈالو۔

کسی بھی سیاسی پارٹی یا شخص کا غلطیوں سے بچنا محال ہے مگر ہمارا مطالبہ ہے کہ کم سے کم غلطیاں کی جائیں۔

ثقافت کے بغیر فوج ایک کوڑھ مغز فوج ہوتی ہے اور کوڑھ مغز فوج دشمن کو شکست نہیں دے سکتی۔

عمل کرنا بذات خود علم حاصل کرنا ہوتا ہے۔

تاریخ کے علم اور عملی تحریک کے ایک گہرے فہم کے بغیر فتح حاصل کرنا ناممکن ہے۔

انقلاب نہ تو دعوت طعام ہے اور نہ مضمون لکھنا' نہ تصویر بنانا ہے اور نہ کشیدہ کاری کرنا۔ یہ اس قدر لطیف' اتنا پرسکون اور مودب' اتنا معتدل' رحمدل' شائستہ' محتاط اور عالی ظرف نہیں ہو سکتا۔ انقلاب تو ایک بغاوت ہے۔ ایک تشدد آمیز حرکت ہے۔ جس کے ذریعے ایک طبقہ دوسرے طبقے کا تختہ الٹتا ہے۔

حقیقی دشمنوں پر حملہ کرنے کے عمل میں حقیقی دوستوں سے عدم اتحاد' شکست کا پیش خیمہ ہے۔

یہ اچھا ہے کہ دشمن ہماری مخالفت کرے' کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے اور دشمن کے درمیان ایک واضح خط امتیاز کھینچ لیا ہے اور یہ اور بھی اچھا ہے کہ دشمن پوری قوت سے ہماری مخالفت کرے۔

تنقید مکمل طور سے مدلل' تجزیاتی اور قائل کرنے والی ہونی چاہئے۔ نہ کہ سخت نوکر شاہانہ' مابعد الطبیعیاتی یا اذعانی۔

غربت' تبدیلی کی خواہش کو' عمل کی خواہش کو اور انقلاب کی خواہش کو جنم دیتی ہے۔

تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ مزدور طبقے کی قیادت کے بغیر انقلاب ناکام رہتا ہے اور مزدور طبقے کی قیادت ہی کے سبب انقلاب کامیاب ہوتا ہے۔

انقلابیوں کے ساتھ دشمنوں کا سا برتاؤ کرنا' دشمن کا موقف اختیار کرنے کے برابر ہے۔

جنگ سیاست کا تسلسل ہے۔

سیاست خونریزی کے بغیر جنگ ہے جبکہ جنگ خونریز سیاست ہے۔

وہ تمام جنگیں جو کہ ترقی پسند ہیں' منصفانہ ہیں اور وہ تمام جنگیں جو ترقی کو روکتی ہیں غیر منصفانہ ہیں۔

سیاسی اقتدار بندوق کی نالیوں سے جنم لیتا ہے۔

جنگ صرف جنگ کے ذریعے ہی ختم ہو سکتی ہے اور بندوق سے چھٹکارا پانے کے لئے ضروری ہے کہ بندوق سنبھالی جائے۔

سامراجی عناصر اپنے قصابی چہرے کبھی نہیں چھوڑیں گے اور اپنے انجام کو پہنچنے تک وہ کبھی مہاتما بدھ نہیں بنیں گے۔

ایسا کوئی بھی خیال غلط ہے جس سے لڑنے کا عزم کم ہوتا ہے اور دشمن کو حقیر سمجھا جائے۔

کوئی لڑائی بغیر تیاری کے نہ لڑو' اور ایسی کوئی لڑائی نہ لڑو جس میں تمہیں جیتنے کا یقین نہ ہو۔

رجعت پسند ہر کہیں ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔ رجعت پسندی کو ختم کرنے کے لئے اس پر کاری ضرب لگانا ضروری ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے فرش پر جھاڑو دی جائے۔ قاعدے کی بات ہے کہ جہاں کہیں جھاڑو نہیں پہنچے گا وہاں کوڑے کرکٹ کی صفائی نہیں ہو سکے گی۔

جہاں کہیں جدوجہد ہو گی' وہاں قربانی دینا ہو گی۔

مارکسیت کو کتابوں سے نہیں طبقاتی جدوجہد سے' عملی کام کرکے' عوام سے قریبی رابطہ قائم کرکے سیکھا جا سکتا ہے۔

محبت کا تصور خارجی تجربے سے پیدا ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر ہمیں کسی تصور کی بجائے خارجی تجربے کو نقطہ ء آغاز بنانا چاہئے۔ جہاں تک نوع انسان کی محبت کا تعلق ہے اس دنیا میں کسی قسم کی اجتماعی محبت کا کوئی وجود نہیں ہے کیونکہ بنی نوع انسان طبقات میں بٹ چکے ہیں۔

اقوالِ زرّیں

خیالات کی جنگ میں کتابیں ہتھیار کا کام کرتی ہیں۔ (البیرونی)

جس گھر میں عورت دکھی رہتی ہے وہ گھر جلدی تباہ ہو جاتا ہے۔ (سمرتی)

ایمان۔ عشق پہ ساری زندگی فدا اور آزادی پر عشق بھی قربان کر دینا چاہئے۔
(پتوفی/ہنگری کے معروف شاعر)

دنیا پر کتابیں ہی حکومت کرتی رہی ہیں۔ (کارلائل)

کتابیں گھروں کی طرح ہیں' ان میں رہنا چاہئے۔

وہ لوگ جو ادبی وراثت کی طرف سے بے نیازی برتنے لگتے ہیں' وحشی ہو جاتے ہیں اور جن لوگوں میں ادبی تخلیق کی صلاحیتیں مفقود ہو جاتی ہیں ان کے ہاں خیالات و محسوسات کی ترقیاں بھی رک جاتی ہیں۔ (ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ)

فن شخصیت کے اظہار کا نام نہیں ہے بلکہ شخصیت سے فرار کا نام ہے۔ (")

جب کسی دور میں طوفان برق و باراں آنے لگتے ہیں تو مجھ جیسے ہی افراد ظاہر ہوتے ہیں۔ (کیرک گارڈ)

ادب کا تعلق جمالیات سے ہوتا ہے اور نقاد کا روایات سے۔ (کاوش صدیقی)

جو مرد یہ سمجھتا ہے کہ وہ عورت کو جیت رہا ہے' درحقیقت وہ عورت کے آگے شکست تسلیم کر رہا ہوتا ہے۔ (سارہ اینڈرسن)

جنس ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ اس کو تسلیم کر لینا جنسی مسائل سے نجات کی طرف پہلا قدم ہے۔ (سگمنڈ فرائڈ)

ہماری ساس ہمیشہ اچھی بہو ڈھونڈتی ہے اور ہماری بہو اچھی ساس' دونوں کبھی نہیں ملتیں۔ (کوئین میری)

ہر بیٹا اپنے باپ کی نظر میں یوسف ہے۔ (دانش عرب)

وہ راز محفوظ نہیں جس کی امین عورت ہے۔ (دانش چین)

بڑے کام کرو مگر بڑے دعوے نہ کرو۔ (دانش یونان)

نصیحت ایک ایسی چیز ہے جس کی عقل مندوں کو ضرورت نہیں اور بے وقوف اسے قبول نہیں کرتے۔ (دانش عرب)

کپڑے کو کاٹنے سے پہلے سات بار ناپو۔ کیونکہ اسے کاٹنے کا ایک ہی موقع ہوتا ہے۔ (روسی دانش)

تجربہ وہ کنگھی ہے جو زندگی میں ایسے وقت کام دیتی ہے' جب ہمارے بال جھڑ چکے ہوتے ہیں۔ (دانش بلجیم)

اپنے اسلاف کو بھول جانے والا اس چشمے کی مانند ہے جس کا کوئی دھارا نہ ہو یا اس درخت کی مانند ہے جس کی کوئی جڑ نہ ہو۔ (دانش چین)

محض دفاع ہمیشہ شکست کی ابتدا ہوتا ہے۔ (جنرل گیاپ)

ایک ہی مقام پر ٹھہرے رہنا چھوٹے دماغ والوں کا کام ہے۔ (جان کول فلاسفر)

آزادی کی جدوجہد میں یہ بات بھی شامل ہونی چاہئے کہ جو آزادیاں حاصل کر لی گئی ہیں' ان کا تحفظ کیا جائے۔

درخت' اپنے قدموں (پاؤں) پر ہی فنا ہوتے ہیں۔ (الیگزینڈروس پیناگولس)

آزاد رہنا خوشی کی بات ہے اور خوشی کے لئے آزادی ضروری ہے۔ (")

غداروں سے مجھے نفرت ہے اور ڈرپوک لوگ مجھے مکروہ لگتے ہیں۔ (")

جب آئے دن تمہاری رائے بدلتی رہتی ہے تو پھر اپنی رائے پہ بھروسا کیوں کرتے ہو؟ (بو علی سینا)

قلت عقل کا اندازہ کثرت کلام سے ہوتا ہے۔ (")

مباحثہ' عقل مندوں کے لئے صیقل اور جہلا کے لئے عداوت کا بیج ہے۔ (")

اگر ہم نے لکھنے کا پیشہ اختیار کرلیا ہے تو ہم میں سے ہر شخص ادب کے سامنے جواب دہ ہے۔ (ژاں پال سارتر)

جیتنے والے کی خوبیاں تلاش کرو اور جو ہار جائے اس کی خامیاں۔

ہر نیا خیال' فلسفہ یا تحریک تین منزلوں سے گزرتا ہے' پہلے تو سماج اسے بیہودہ و بے معنی سمجھ کر نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر بھی اسے غیر اہم اور ناقابل توجہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن آخر کار اس کے جوہر کی روشنی اس طور پر ہر سو پھیلنے لگتی ہے کہ اس کے مخالفین اسے اپنا انکشاف کہہ کر خود سے وابستہ کر لیتے ہیں۔ (ہنری جیمس)

انقلاب اس وقت آتا ہے جب سماجی اداروں میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ نظام املاک میں گہری تبدیلیوں کی طرف بھی انسان کا ذہن جانے لگے۔ (سارتر)

بعض اوقات نیا نظریہ اپنے داخل میں صحت مند توانائی تو رکھتا ہے لیکن غیر مناسب زمانی حالات کی بدولت کسی بڑی تحریک کا پیش خیمہ نہیں بن پاتا' اور وہ تحرک پیدا نہیں ہوتا جس کی صلاحیت اس کے بطون میں موجود ہوتی ہے۔

کوئی بھی تحریک ابتدا" انفرادی خیال' اشارہ یا تصور کی صورت میں کسی زیرک انسان کے ذہن میں ہی پیدا ہوتی ہے۔

ہر نئی تحریک اپنے ساتھ یا تو فکر و نظر کا نیا خزینہ لاتی ہے یا پھر پرانے خیال میں تجدد اور ترمیم کرکے اسے نیا بنا ڈالتی ہے۔

جدید سائنس کی ہر فتح' ارسطو کے کسی نہ کسی نظریے کی شکست سے وابستہ ہے۔ (برٹرینڈ رسل)

سب سے آسودہ اور مطمئن شخص وہ ہے جو کنج تنہائی میں رہ کر اپنی ہی رفاقت پر قناعت کرتا ہے۔ (سینیکا)

نظریاتی اساس کمزور ہو تو ہم خیال لوگوں کی ایک کثیر تعداد جمع کر لینے کے باوجود تحریک زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور اگر مادی منفعت کی ضامن ہو تو مفاد پرست لوگوں کی یلغار اس کی کمر توڑ ڈالتی ہے۔

ہر ایک شے متغیر اور متبدل ہو رہی ہے۔ (ہر یکلیٹس/یونانی فلاسفر)

انسان' فطرت کی صنعت ہے۔ اس لئے انسانی فن یا آرٹ خود فطرت کی صنعت ہے۔ (بیکلے)

اب ہم ایک ایسے زمانے میں رہ رہے ہیں جو کتابوں کا نہیں اخباروں کا ہے۔ (شیلے)

عوام کی زندگی میں خطرناک لمحات وہی آتے ہیں جب عوام طاقت کو مجرموں کے ہاتھوں میں چلے جانے دیتے ہیں۔ (ولی برانٹ/جرمن)

صرف طاقت کے ذریعے ہی معقول کام کئے جا سکتے ہیں۔ (")

کوئی چیز حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ وہ "چیز حاصل کرنے کی پوزیشن میں ہوں"۔ (")

واحد شخص کی اہمیت بھی ہے لیکن صورتحال کی بھی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ (")

حالات کی بہت اہمیت ہے اور کچھ شخصیات حالات کی وجہ سے اہم ہو جاتی ہیں۔ اگر وہ شخص اور صورتحال باہم مل جاتے ہیں تو پھر تاریخ ایک کی بجائے دوسرا راستہ اختیار کر لیتی ہے۔ (")

کوئی شخص تمہیں کس طرح سمجھ سکتا ہے جبکہ تم خود ہی اپنے آپ کو نہیں سمجھ سکتے۔ (شیلسنجر/اطالوی ادیب)

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بے فائدہ خوف کے ابھرنے سے محتاط رہو۔

(سینٹ کویشن)

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ضرور ہے لیکن یہ اپنے آپ کو یکساں حالات میں

نہیں دہراتی۔ (پیٹر دنی)

دہشت گردی تاریخ کی دایہ ہے۔ (")

شکوک کی موجودگی کے بغیر ہم واقعات اور چیزوں کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے۔ (")

یقین حاصل کرنے کا جنون خیالات کو جنم دیتا ہے۔

دنیا میں کوئی شخص مکمل طور پر غلط نہیں اور بدنام سے بدنام ترین شخص میں بھی کچھ اچھی باتیں پائی جاتی ہیں۔ (ہیلڈر کمارا)

ہمیشہ تھوڑے لوگ یا اقلیتیں ہی ہوتی ہیں جو دنیا میں تبدیلی لاتی ہیں۔ یہی لوگ ہمیشہ بغاوت کر کے' جدوجہد کر کے انقلاب پیدا کرتے ہیں۔ یہی مٹھی بھر لوگ عوام کو بیدار کرتے ہیں۔ (")

امن تک صرف اچھے ارادوں والے لوگوں کی مدد سے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ (پوپ جان)

وحشی درندے بھی اسی کو تفریح طبع کے لئے ہلاک نہیں کرتے' صرف انسان ہی وہ جاندار ہے جو انسانوں کی تکلیف اور موت سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ (جے ای فراؤڈ)

ہم انصاف تو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں مگر انصاف کرنے والوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ (گلیڈ سٹون)

اگر زندگی کو مضبوط طریقے سے گزارا جائے تو اسے ناپنے کے لئے برسوں کا نہیں اچھے کاموں کا پیمانہ استعمال کرنا چاہئے۔ (رچرڈ بی شیریڈن)

اقتدار کے غاصب اکثر لوگوں سے غلط بیانی کر کے ان کو عارضی جنگ بندی پر راضی کر لیتے ہیں' پھر طاقت کے استعمال کا دور آتا ہے۔ جس کے ذریعے وہ اپنا

اختیار جبری طور طریقوں سے مستحکم کر لیتے ہیں۔ (گروٹے/یونانی مورخ)

جب معاشرے میں اعتدال اور انصاف باقی نہیں رہتا تو نیکی' بدی کے سامنے معذرت خواہ ہوتی ہے۔ صدق' کذب کے سامنے اور شرافت' رذالت کے سامنے معذرت خواہ ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر آغا افتخار حسین)

حب الوطنی تو کسی بدمعاش آدمی کی پناہ گاہ ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر جانسن)

جس لمحہ تخلیق حسن کے لئے تم حیلہ گری سے کام لینا سیکھ لیتے ہو' تم فنکار بن جاتے ہو۔

جب طاقت ننگی ہو کر سامنے آ جائے تو پھر جائے وقوعہ ملکی ہو یا بین الاقوامی' ایسی طاقت کا استعمال زیادہ سنگدلانہ اور سفاکانہ ہو جاتا ہے۔ (برٹرینڈ رسل)

بھوکا اور ننگا مزدور جب جبر و ظلم کے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو بڑے بڑے بادشاہوں کے تاج اس کی ٹھوکروں کی زد میں ہوتے ہیں۔ (برٹرینڈ رسل)

مرد عام طور پر بزدل عورتوں کو پسند کرتے ہیں تاکہ ان کی حفاظت کر کے ان کے آقا بن سکیں۔ ('')

اچھا قانون نیکی کرنے کو آسان اور برائی کے ارتکاب کو مشکل بنا دیتا ہے۔

(گلیڈ اسٹون)

سب سے بڑی غلطی کسی بھی چیز کی آگاہی نہ رکھنا ہے۔ (کارلائل)

وجدان' فکر کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ (برگساں)

سازش وہی ہوتی ہے جو سازش کے ارادہ سے کی جائے۔

(مولانا امین احسن اصلاحی

کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو لوگ ملک چلانے کی اہلیت رکھتے ہیں وہ ٹیکسیاں چلا رہے ہیں اور جو ملک کی تقدیر بنا سکتے ہیں وہ حجامتیں بنا رہے ہیں۔

(جارج برنز)

بادشاہ کا ایک گھڑی کا عدل ساٹھ سال کی عبادت سے زیادہ ہے۔ اس لئے کہ عبادت کا فائدہ صرف عابد کو ہی پہنچتا ہے اور عدل کا فائدہ خاص و عام سب کو ملتا ہے۔

اگر مجھ سے خدا کا تصور چھین لیا جائے تو میں پاگل ہو جاؤں۔

اگر آج تک اہل دانش کو زندگی کے معنی سمجھ میں نہیں آئے تو وہ موت کے معانی کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔

اولیاء اللہ ایسے عہد میں ظاہر ہوتے ہیں جبکہ حق اور سچائی محدود' مگر باطل و فساد عام ہو جاتا ہے۔

خدا کا ایمان اور انسان کا خوف' یہ دو چیزیں ایسی متضاد ہیں جو کبھی بھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

جس کے ساتھ تم ہنستے ہو اسے بھول سکتے ہو' جس کے ساتھ روئے ہو اسے نہیں بھلا سکتے۔

آپ نے اپنا جو قیمتی وقت ضائع کیا ہے اس پر پچھتا کر اپنے قیمتی وقت کے مزید لمحے ضائع نہ کریں۔

چھوٹے آدمی شخصیات پر بحث کرتے ہیں' اوسط آدمی واقعات پر اور اعلیٰ آدمی نظریات پر۔

ان سے مصافحہ مت کرو جن کے ہاتھ بے گناہ کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

مغرور' دراصل معذور ہوتا ہے۔

بڑے آدمیوں کے المیے بھی بڑے ہوتے ہیں۔

دنیا میں ایسی کوئی ریاست نہیں جس کا کوئی نظریہ نہ ہو۔

ممکن ہے بڑے لوگوں کی مخالفت آپ کو بڑائی نہ بخش سکے مگر اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ چھوٹوں سے پنجہ آزمائی انسان کو چھوٹا ضرور بنا دیتی ہے۔

آج کل کسی کی عمر یا تنخواہ دریافت کرنا بری بات سمجھی جاتی ہے بالکل اسی طرح بیس سال بعد کسی کی ولدیت پوچھنا بد اخلاقی سمجھا جائے گا۔ (مشتاق یوسفی)

طعن و تشنیع سے اگر دوسروں کی اصلاح ہو جاتی تو بارود ایجاد کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ (")

مرد کی آنکھ اور عورت کی زبان کا دم سب سے آخر میں نکلتا ہے۔ (")

گانے والی کی صورت اچھی ہو تو مہمل شعر کا مطلب بھی سمجھ میں آجاتا ہے۔ (")

فقیر کی گالی' عورت کے تھپڑ اور مسخرے کی بات سے آزردہ نہیں ہونا چاہئے۔

(عبید زاکانی)

کایا کا سکھ چاہو تو جوانی میں بہرے بن جاؤ اور بڑھاپے میں اندھے۔

تمیں بہاروں کے بعد ربڑ کا درخت اور بنت حوا کسی مصرف کے نہیں رہتے۔

(سوئیکارنو)

ہمارے ہاں عورت' عبادت اور شراب کو اب تک کلوروفام کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے یعنی درد واذیت کا احساس مٹانے کے لئے' نہ کہ سرور و انبساط کی خاطر۔ (مشتاق یوسفی)

اکثر بہت زیادہ چاشنی بہت زیادہ تلخی میں بدل جاتی ہے۔

دنیا میں چند لوگ ایسے بھی ہیں جو صرف پیدا ہونا جانتے ہیں' مرنا نہیں جانتے۔

(نیاز فتح پوری)

زندگی کا بھی عجیب ڈھنگ ہے' جب کچھ باتیں قابو میں آنے لگتی ہیں اور حوصلہ ہوتا ہے کہ اب انہیں پیش کریں گے تو رخصت ہونے کا پیغام آجاتا ہے۔ (مولانا سید سلیمان ندوی)

موت سے زیادہ ہم سطح کر دینے والی دوسری کوئی شے نہیں۔

دو چوریاں جائز ہیں۔ ایک دل کی اور دوسری کتاب کی۔

(مولانا سید احسن مارہروی)

ڈاکٹر جانسن کی ضخیم انگریزی ڈکشنری شائع ہوئی تو چند دنوں بعد موصوف کی خدمت میں ایک خاتون تشریف لائیں اور فرمایا!

ڈاکٹر صاحب "آپ نے اس لغت میں فحش الفاظ کثرت سے شامل کر دیے ہیں"

ڈاکٹر جانسن نے جواب دیا۔

"محترمہ! آپ نے تلاش ہی ایسے الفاظ کئے"۔

ایک مصور نے تصویر بنانے سے قبل دعوت عام دی کہ جس کی تصویر بنانی ہے اسے آج سب لوگ اچھی طرح دیکھ لیں ورنہ کل سے وہی دیکھیں گے جو میں بنا دوں گا۔

جب گالس نے روم پر قبضہ کیا اور وحشیوں نے فتح کے نشہ میں آکر سینٹ کا رخ کیا تو یہاں کا ہر رکن اپنی اپنی جگہ متانت اور وقار کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ جن میں سے ہر ایک کو وحشیوں نے نشست ہی پر ذبح کر دیا۔ لیکن کسی سینیٹر نے اپنی جگہ چھوڑی اور نہ آہ و زاری کی۔

ملازم سے اپنا راز کہنا اسے ملازم سے مالک بنالینا ہے۔ (ارسطو)

میری رائے انسانوں کی نسبت بہت خراب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے عام طور پر لوگ اچھا سمجھتے ہیں لیکن میں خود اپنی نسبت جانتا ہوں کہ میں کیسا ذلیل ہوں۔ ایسے ذلیل آدمی کو اچھا سمجھنے والوں کی اپنی کیا حالت ہو گی؟ وہ مجھ سے کچھ بدتر ہی ہوں گے۔ (ڈاکٹر جانسن)

ہر شخص کی پیدائش کے ساتھ ہی اسے سزائے موت سنا دی جاتی ہے۔ صرف تاریخ کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ (فراق گورکھپوری)

نازیبا الفاظ کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ انہیں کسی زبان میں ابھی ادا کیا جائے ان کی نازیبائی فوراً سمجھ میں آ جاتی ہے۔

محبت' موسیقی اور مطالعہ' موت تک کا سفر آسان بنا دیتے ہیں۔ (احمد داور)

کہا جاتا ہے کہ ہر تاریخی المیئے اور ہر تاریخی شخصیت کے زوال کے پس پردہ ہمیشہ عورت کارفرما ہوتی ہے۔ (شہزاد احمد)

عورت کی ذات بھی عجیب گورکھ دھندہ ہے' مل جائے تو نظر نہیں آتی اور نہ ملے تو اس کے سوا کچھ بھائی نہیں دیتا۔ (جیلانی بانو)

مرد کی ذات بھی عجیب ہوتی ہے۔ عشق کے دھندے میں وہ کبھی بیوی کو شامل نہیں کرتا۔ بیوی روٹی سالن کی طرح زندگی کی ایک ضرورت بن جاتی ہے۔ لیکن اس کی زندگی کی تکمیل ہمیشہ محبوبہ سے ہوتی ہے۔ (جیلانی بانو)

کیا عورت کا بدن سے زیادہ کوئی وطن نہیں؟ (سارہ شگفتہ)

اقتدار کے ساتھ قرب رکھنے اور اس کے لئے تڑپنے والا کوئی صحافی اور قلم کار اس عظیم حقیقت سے آگاہ نہیں ہو گا کہ ہر لکھنے والا دراصل کسی بھی ریاست میں خود ایک سربراہ ریاست کا درجہ رکھتا ہے' اس کا براہ راست تصادم ہی اقتدار سے ہوتا ہے۔ وہ اقتدار کے قریب نہیں پھٹکتا بلکہ اقتدار سے پنجہ کشی کرتا ہے۔
(ستار طاہر)

کوئی آدمی اپنی تفریحات میں منافق نہیں ہوتا۔

ہم پیدا ہوتے ہی مرنا شروع کر دیتے ہیں۔

جو تجارت اور کاروبار سے دولت کمائے انہیں حکومت نہیں ملنی چاہئے کیونکہ وہ اپنے اقتدار کو اپنے کاروبار کے فروغ کے لئے استعمال کریں گے۔

(ابن خلدون)

"مکالمات افلاطون" ایک ایسی کتاب ہے، جس میں دنیا کی ہر کتاب کا مواد موجود ہے۔ (ایمرسن)

انسانی شخصیت کی سب سے حیرت ناک خصوصیت اس کی یہ صلاحیت ہے کہ وہ ایک نہیں کو، ایک ہے میں تبدیل کر سکے۔ (الفریڈ ایڈلر)

کوئی بڑا فکری کام وہی شخص کر پاتا ہے جو اپنے سارے جسم کا خون اپنے دماغ میں سمیٹ دے۔ (پال ڈیراک)

انسان آزاد پیدا ہوتا ہے لیکن وہ ہر جگہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

محبت مکمل زندگی ہے۔ اس کا نشہ تمام عمر انسان کو مدہوش رکھتا ہے۔ (ٹیگور)

ہمیشہ پر امید رہنے والا دکھی نہیں ہوتا۔ (کنفیوشس)

ہم جتنا اسلحہ اکٹھا کر چکے ہیں، اگر ہم پھول اکٹھے کرتے تو پوری دنیا مہک جاتی۔ (شیورڈ نادزبے)

جو شخص جھک نہیں سکتا وہ لڑ نہیں سکتا۔ (ٹام ہیری سن)

ہر بڑے آدمی کے پیچھے کسی بڑی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ (مارک ٹوئنؒ)

بادشاہ کا پہلا قانون، اپنی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ (وڈزورتھ)

مرد اتنا ہی بوڑھا ہوتا ہے جتنا وہ محسوس کرے اور عورت اتنی ہی بوڑھی جتنی دکھائی دے۔ (کوانز)

محبت کو دلائل سے نہ تو حاصل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی فراموش۔ (ملٹن)

طاقت کے ذریعے محبت حاصل کرنے والے ایسے ہی ہیں جیسے پہاڑ سے دودھ نکالنے والے۔ (ملٹن)

اگر گدھے کی پیٹھ پر سونا بھی رکھ دیا جائے تب بھی وہ گدھا ہی رہے گا۔ (قلر)

کنواری لڑکی کی زبان نہیں خیالات ہوتے ہیں۔ (شیکسپیئر)

کنوئیں سے جھگڑا کرو گے تو پیاسے مرو گے۔ (خوشحال خان خٹک)

ناامیدی بے وقوفوں کا شیوہ ہے۔ (ڈزرائیلی)

دو طرف کا جھگڑا سننے سے پہلے فیصلہ کرنا انصاف کے ساتھ مذاق کرنے کے مترادف ہے۔ (ارسطو، فیلیس)

ناکامی، کامیابی کی طرف پہلی سیڑھی ہے۔ (ساؤتھ)

نیکوں کی صحبت سے پورا فائدہ نہ ہوگا جب تک کہ آدمی بروں سے نہ بچے۔ (بوعلی سینا)

زیادہ باتیں وہی لوگ کرتے ہیں جن کے پاس کرنے کو کچھ نہیں ہوتا۔ (پرائر)

دیہات اور شہر میں فرق صرف رقبے اور سائز کا نہیں ہوتا بلکہ ان دونوں کی روح الگ الگ ہوا کرتی ہے۔ (سپنگلر)

زندگی میں کچھ کھونا، کچھ پانے سے زیادہ اہم ہے۔ (پیٹرناک)

جب میں سراسر سچائی سے کام لیتا ہوں تو لوگ ہنسنے لگتے ہیں۔ (چارلی چپلن)

وہ شخص ان خوش قسمت روحوں میں سے ایک ہے جو زمین کے نمک کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگر ایسے لوگ نہ ہوں تو زمین محض ایک مردہ چیز (قبر) دکھائی دے گی جو کہ فی الحقیقت یہ ہے۔ (شیلے)

جو کوئی دوسرے کے مذہب کا احترام نہیں کرتا وہ واقعی اپنے مذہب کا بھی احترام نہیں کرتا۔ (اشوک)

جب تک آدمی رتبے میں بڑا نہ ہو جائے، کمزوریوں کے اقرار کرنے میں نہ اس کا فائدہ ہے نہ دوسروں کا۔ (پروفیسر رشید احمد صدیقی)

ہمیں ہمیشہ حق کی جستجو میں آگے رہنا چاہئے۔ جب کبھی کسی پر سے پردہ اٹھے تو قدیم سے قدیم تقلیدی خیال کے بھی ترک کر دینے میں ہمارے اندر کوئی پس و پیش نہیں ہونا چاہئے اور نہ اس تبدیلی پر کسی طرح کا رنج محسوس ہونا چاہئے۔ (کینن ویسٹر)

ایمان صرف اس وقت خطرے میں ہوتا ہے جب عقل قید کردی جاتی ہے اور دماغ پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ (”)

جو آدمی غلام بننا پسند نہیں کرتا وہ غلاموں کا آقا بن جانا کیونکر پسند کر سکتا ہے۔

بڑھاپا گویا مزار زندگی کا کتبہ ہے۔

بھیڑیئے کو بھیرویں راگ سنا کر درندگی سے نہیں روکا جا سکتا؟

نوحہ اور نعرہ ایک زبان پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

اگر سب ایک ہی انداز میں سوچنے لگیں تو تدبر ختم ہو جائے۔

ضروریات کو کم کر لینا سب سے بڑی امارت ہے۔ (بطلیموس)

جس جگہ سے ”کیوں“ شروع ہو جائے سمجھو کہ فلسفہ کے غور و خوض کی سرحد ختم ہو گئی ہے۔

حسین ارواح کا ہر کام نیکی میں شامل ہے (روسو)

دل ایک ایسا آئینہ ہے اگر وہ بدی سے پاک ہو تو اس میں خدا بھی نظر آتا ہے۔

جس دماغ پر کیفیت نہیں گزری وہ اسلام کے آفاقی پیغام' اس کی رفعتوں اور لطافتوں کا تصور نہیں کر سکتا۔

گناہ اسی وقت تک دلچسپ نظر آتا ہے جب تک وہ سرزد نہ ہو جائے۔

سچی بات آدھی لڑائی ہوتی ہے۔

سچ بولنے کے لئے ہمیشہ دو آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک وہ جو سچ بولے۔ دوسرا وہ جو سچ سنے۔

کمینے شخص سے حاجت طلب کرنا' صحرا میں مچھلی طلب کرنے کے برابر ہے۔ (بزر جمہر)

اگر میری لڑکی ہوتی تو میں اسے کنواری ہی رہنے دیتا مگر ایسے لڑکے کے ساتھ شادی نہ کرتا جو مجھ سے ایک پیسہ بھی لینے کی امید رکھتا۔ (مہاتما گاندھی)

صحیح چیزوں پر یقین نہ ہونا اور غلط چیزوں پر یقین ہونا' دونوں خطرناک ہیں۔ (پراد)
بسااوقات انسان کی موت اس بات میں ہوتی ہے جس کی وہ خواہش کرتا ہے۔
دنیا کی ہر قوم کے خون کا رنگ سرخ ہے۔ (بی بیرنی)
انسان' غلام پیدا ہوتا ہے اور غلام ہی مرتا ہے۔ جس دن پیدا ہوتا ہے اس پر خمار (اوڑھنی) لپیٹی جاتی ہے اور جس دن مرتا ہے اس پر کفن لپیٹا جاتا ہے۔
(روسو)
عظمت کو تازیانے کی ضرورت بھی ہوتی ہے اور لگام کی بھی۔ (لانجائنس)
ہماری خوبیاں اور برائیاں دونوں ایک ہی ماخذ سے وجود میں آتی ہیں۔ (")
فطرت' اچھی قسمت اور فن نیک صلاح و مشورے کے مترادف ہے۔ (")
جو چیز مانوس ہو گی وہ قابل یقین بھی ہو گی۔ (")
احتیاط سے گفتگو کرنا وضاحت سے بہتر ہے۔ (لارڈ فرانس)
اکثر سوچی جانے والی بات میں خرابی یہی ہوتی ہے کہ وہ اکثر سوچی جاتی ہے۔
ذکاوت کے لئے شرط یہ ہے کہ بات کو نئے سرے سے سوچا جائے۔ (جانسن)
نہایت خوشحالی اور نہایت بدحالی' انسان کو برائی کی طرف لے جاتی ہے۔
(بوعلی سینا)
بھکاری اور مہمان انتخاب کے معاملے میں ایک جیسے ہوتے ہیں۔
درخت کو اونچا لے جانے کے لئے شاخوں کی مناسب کانٹ چھانٹ ضروری ہے۔
نفرت' دل کا پاگل پن ہے۔ (")
جبر اس وقت تک اندھا ہوتا ہے جب تک اسے سمجھا نہ جا سکے۔ (ہیگل)
صداقت وہی ہے جو کارآمد ہو۔ (ولیم جیمز)
دنیا کا کوئی معاشرہ بھی ذہین افراد کی رہنمائی کے بغیر نہیں چل سکتا۔ (")

اعلیٰ انسان گرے ہوئے انسانوں پر جھک جاتا ہے اور انہیں کھڑا کر کے خود کھڑا ہوتا ہے۔ (انگرسن)

دنیا ایک سیڑھی ہے۔ کوئی اس کے ذریعے اوپر چڑھتا ہے اور کوئی نیچے اترتا ہے۔ (تھامس فلر)

سائنس دان کبھی کچھ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرتا وہ صرف حقیقت کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ (اسٹیفن سن)

اخلاص اس روحانی صلاحیت کا نام ہے جو دروازے کی شکستگی کو نظرانداز کر کے اس کے پار صحن میں کھلے ہوئے پھولوں کو دیکھ لیتی ہے۔ (ہنری کلے)

تین بجے دوپہر کے بعد انسان کو کوئی منفرد خیال نہیں سوجھ سکتا۔ (جان مارشل)

جب تک انسان' موت کی منزل تک نہیں پہنچ جاتا خود خدا بھی اس کے اعمال کا محاسبہ نہیں کرتا۔ اس لئے آپ اور میں ایسا کیوں کریں۔ (ڈاکٹر جانسن)

ہر شخص اپنے فعل کا فرزند ہے۔

اس وقت غم کرنا چاہئے' جب مسرت حد سے بڑھ جائے۔

جو شخص دوسرں کے الفاظ' طریقوں' ایجادوں اور حرکات کی نقل کرتا ہے اسے بھلا کیونکر عقلمند کہا جا سکتا ہے۔ (لیوئینڈ)

ان لوگوں سے عبرت کا سبق حاصل کرو جو اوروں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ (سنیکا)

چھوٹے غم واویلا کرتے ہیں۔ بڑے غم خاموش ہوتے ہیں۔ (کوپر)

عیاری چھوٹے کمبل کی مانند ہے۔ اس سے سر چھپاؤ تو پیر ننگے ہو جائیں گے۔ (سکاٹ)

مصیبت اس حالت کا نام ہے جس میں انسان اپنے مداحوں سے نجات پا کر خود کو پہچانتا ہے۔ (سموئیل جانسن)

اگر دنیا میں کوئی بہشت کا منظر دیکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ایک ہفتہ گھر میں رہے اور ایک ہفتہ گھر سے باہر سفر میں۔ سفر سے واپسی پر گھر بہشت کا منظر پیش کرتا ہے۔ (ولکار ٹیس)

بے وقوف اور ضدی اشخاص بہترین قانون دان بنتے ہیں۔ (جوزف)

اہل قلم میں سے کسی نے بھی حصول دولت و شہرت کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے کچھ نہیں لکھا۔ (سموئیل جانسن)

خوبصورت اور کامل لفظ یاد رکھنا بہت ہی قابل قدر اور بہترین عقلمندی ہے۔ (رسکن)

کرائے کے مکان کے لئے کوئی بندوق نہیں اٹھاتا۔ (ہربرٹ ہارٹ)

عظمت کی پہچان کے لئے بھی تھوڑی بہت عظمت ضروری ہے۔ کوتاہ قامت لوگ، قد آور شخصیتوں کی قدر و منزلت ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔

(میاں عبدالرشید)

کوئی شخص کسی افواہ پر یقین نہیں کرتا جب تک کہ اس کی سرکاری طور پر تردید نہ ہو جائے۔

وہ جو رائے نہیں بدلتے، اپنے آپ سے محبت کرتے ہیں۔ جو رائے بدل لیتے ہیں انہیں سچ سے محبت ہوتی ہے۔

احمق اور مردے اپنی رائے نہیں بدلا کرتے۔

بعض اقوال اپنے اندر عمروں اور صدیوں کے تجربات کا نچوڑ لئے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باقی اور زندہ رہتے ہیں۔

مجھ پر اور میری زمین پر وہ بادل نہ برسیں جو اپنی بارانی میں شہروں کو شامل نہ کریں۔ (ابوالعلاء معری)

ایسے عظیم انسان جو دلوں میں گھر کرتے اور تاریخ میں جگہ بنا لیتے ہیں، وہ

زمانے یا مقام کے فرق کے باوجود ایک دوسرے کی مانند ہوتے ہیں۔ (خالدہ ادیب)

عقلی اور دماغی قوتوں سے صحیح طور پر کام لینا بھی اس بات پر موقوف ہے کہ انسان کا جسم تندرست اور توانا ہو۔ (پروفیسر محمد سلیم)

فرشتہ اور عالم دونوں گمراہ ہو کر شیطان بن جاتے ہیں۔ (سجاد انصاری)

جس طرح بڑی بڑی صداقتیں نہایت سادہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح بڑے بڑے لوگ بھی نہایت سادہ ہوتے ہیں۔ (ایٹون)

بڑا آدمی آسمان سے گرنے والی بجلی کی طرح ہوتا ہے۔ عام آدمی تو ایندھن ہوتا ہے جو اس بجلی کے انتظار میں رہتا ہے تاکہ اس کی بدولت وہ بھی آگ پکڑے۔ (کارلائل)

کسی کتے کے آگے ہڈی ڈالنا فیاضی نہیں۔ یہ فعل فیاضی اس صورت میں ہوتا جبکہ اس ہڈی کی ہمیں بھی اتنی ہی اشتہا ہوتی جتنی کتے کو ہے۔ (جیک لنڈن)

صبر' مایوسی کی وہ قسم ہے جسے خوبی کا نام دے دیا گیا ہے۔ (بیٹرس)

میری خاص کوشش یہ ہے کہ میں اس عہد کو خوش کروں جس میں' میں جی رہا ہوں۔ (ڈرائیڈن)

دنیا جہان کی تمثیلی تصویروں کے مقابلے میں' میں اس کتے کی تصویر کو دیکھنا بہتر سمجھتا ہوں' جسے میں جانتا ہوں۔ (ڈاکٹر جانسن)

ضروری نہیں کہ ہر مکان گھر بھی ہو۔ (پولی ایڈلر)

کتنی بدنصیب ہے وہ سرزمین جسے مشاہیر کی ضرورت ہو۔ (برتولت بریخت)

متعصب وہ ہے جو محض ایک فریق کو سنتا ہے' دوسرے کو نہیں سنتا اور اس نے پہلے سے ہی فیصلہ کر رکھا ہوتا ہے۔ (اپچی لس)

بطخوں کے مقدمے میں لومڑی کو جج نہیں بنانا چاہیے۔ (ٹامس فلر)

علم صرف اسی صورت میں ہماری ڈھال بنتا ہے جب یہ ہماری تمام شخصیت پر حاوی ہو۔ علم بذات خود ایک راستہ ہو' ایسا راستہ جو عمل بھی کرتا ہو اور ہماری فطرت بھی بدل ڈالے۔ یہ ہماری فطرت کی ویسی ہی جراحت کرے جیسی کہ ہل زمین کی کرتی ہے۔ مابعدالطبیعاتی علم بھی مقدس ہے اور مقدس شے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ انسان سے اس کا سب کچھ مانگ لے۔ (الیف شوآن)

عظیم خیالات دنیا میں معصوم پرندوں کی طرح چپ چاپ آتے ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنی تمام تر توجہ سے سننے کی کوشش کریں تو شاید قوموں اور سلطنتوں کے شوروغل میں ہمیں ان کے پروں کی ہلکی سی پھڑپھڑاہٹ سنائی دے جائے۔ گویا' زندگی میں معمولی ہلچل کے ساتھ امید کا خاموش پیغام دیا جا رہا ہے۔ (البرٹ کیمو)

ہر ہاتھ اس قابل نہیں کہ اسے پکڑ لیا جائے اور ہر دامن اس لائق نہیں کہ اسے تھام لیا جائے۔

اولیاءاللہ کی کتابیں ان کے مقبرے ہیں۔

عزت' درخواست' نے سے نہیں بلکہ مجبور کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔
(گریول)

نصیحت ماننے والا شخص بعض اوقات نصیحت کرنے والے سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ (ڈال نیپل)

ہر مفکر ظاہری طور پر اس مستحکم اور پرسکون دنیا کے کچھ نہ کچھ حصے کو روز خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ (جان ڈیوی)

قانون اپنی شاہانہ غیر جانبداری سے امیر اور غریب دونوں ہی کے لئے یکساں طور پر پل کے نیچے سونا ممنوع قرار دیتا ہے۔ (روزو بلٹ)

نہایت خونخوار ہے وہ نظریہ جو تعصب پر مبنی ہو۔ (جیفرے)

نظریات کے لئے جنگ نہ کی جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ (ٹامس)
وہ جو اپنے خیالات تبدیل نہیں کرتے خود اپنی محبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور سچائی سے نفرت کرتے ہیں۔ (جوبرٹ)
شہوت ایسی شیرینی ہے جو چکھنے والے کو ہلاک کر دیتی ہے۔ (اقلیدس)
یاد رکھو کہ جیسے لوہے کو لوہا کاٹتا ہے ویسے ہی انسان میں انسان کی محبت سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔ (بھگت کبیر)
جہاں نیکی ہے وہاں ہی بدی ہے۔ چراغ ہی کے نیچے اندھیرا رہتا ہے۔ اگر بدی نہ ہو تو نیکی کا خیال کس کو آئے گا۔ (")
شیر کا بچہ یقیناً شیر ہی رہے گا' خواہ اس کی تربیت کہیں بھی ہو۔ (فردوسی)
خیالات کی جنگ میں کتابیں ہتھیاروں کا کام دیتی ہیں۔ (البیرونی)
دوست کا عیب اس سے چھپانا خیانت اور دوسروں کو بتانا غیبت ہے۔
(ابن زاہدون)
جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ روپیہ سب کچھ کر سکتا ہے' ان پر شبہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ روپے کی خاطر سب کچھ کر سکتے ہیں۔ (ساویلی)
ٹھیک کام کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ٹھیک طریقے سے سوچیں۔
(پاسکل)
انسان اپنی غلطیاں صحیح ثابت کرنے کے لئے خیالات کا اور خیالات چھپانے کے لئے الفاظ کا سہارا لیتا ہے۔ (والٹائر)
کام کرنے سے تین برائیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بوریت' گناہ اور غربت۔ (")
پڑے پڑے زنگ آلود ہونے کی بجائے مجھے استعمال ہو جانا زیادہ پسند ہے۔
(وائٹ فیلڈ)
خیال چاہے پرانا ہو اور بارہا پیش کیا جا چکا ہو لیکن بالآخر اس کا ہے جو اسے

خوبصورت انداز میں پیش کرے۔ (لاویل)
افواج کے حملے کو روکا جا سکتا ہے لیکن خیالات کے حملے کو روکنا بڑا مشکل ہے۔
(وکٹر ہیوگو)
عظیم خیالات' جب عمل کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں تو عظیم تخلیقات کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ (ہزلٹ)
اپنے خیالات کی اچھی طرح حفاظت کرو کیونکہ خیالات جنت میں سے آتے اور جنت میں لے جاتے ہیں۔ (ینگ)
وہ لوگ کبھی تنہا نہیں ہوتے جن کے ساتھ خوبصورت خیالات ہیں۔ (پی سڈنی)
برے ارادے سے سچ بولا جائے تو ہر قسم کے جھوٹ پر سبقت لے جاتا ہے۔
(بلیک)
تنہائی' کردار کے علاوہ ہر چیز دے سکتی ہے۔ مجھے تنہائی سے بہتر کوئی ساتھی نہیں ملا۔ (تھوریو)
کسی کے عیب نکالنے سے بہتر مشغلہ چپ رہنا ہے اور دونوں سے بہتر اس کی خوبیوں کو ظاہر کرنا ہے۔ (پروفیسر رشید احمد صدیقی)
کسی آدمی کے بڑے ہونے کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ اس کو غریبوں اور بچوں سے کتنا پیار ہے۔ (")
اولاد کی تقدیر بنانے میں والدین کو بڑا دخل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ والدین کی تقدیر بگاڑنے میں اولاد کا دخل بھی کچھ کم نہیں ہوتا۔
(پروفیسر رشید احمد صدیقی)
بچے خدا کا مصرعہ طرح ہوتے ہیں۔ جن پر خدا طرح طرح سے طبع آزمائی کرتا ہے۔ (")
عمدہ چیز کا حاصل ہو جانا کوئی خوبی نہیں بلکہ اس کو عمدہ طریقے سے استعمال کرنا

خوبی ہے۔ (جانسن)

صداقت میں ہر وہ چیز شامل ہے جو مفید و حسین ہو۔

متفکر اور معیبت زدہ انسان بنا خوش باش اور راحت کوش "خنزیر" سے اچھا ہے اور مصائب کا شکار ہونے اور جام زہر نوش کرنے کے باوجود "سقراط" بننا خوش عیش بیوقوف بننے سے بہتر ہے۔

قانون عنکبوت کا تار ہے جو اپنے سے کمزور کو پھانس لیتا ہے اور طاقتور سے ٹوٹ جاتا ہے۔ (سولن)

حضرت آدمؑ وہ واحد انسان تھے جنہیں اس بات کا علم تھا کہ اگر وہ کوئی اچھی بات کہہ رہے ہیں تو وہ بات ان سے پہلے کسی اور نے نہیں کہی۔ (مارک ٹوین)

مسکراہٹ' روح کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ (البیرونی)

عورت اور شراب سب کو احمق بنا لیتے ہیں۔

جب تک دو چراغ روشن نہ ہوں ایک چراغ کے نیچے اندھیرا رہے گا۔

انسانیت کا خطاب تمام خطابات سے بڑھ کر ہے۔

جو شخص بن بلائے مہمان کی حیثیت سے کسی دعوت میں شریک ہوتا ہے وہ چور بن کر جاتا اور ڈاکو بن کر آتا ہے۔

جب رازوں کے محافظ زیادہ ہو جائیں تو راز زیادہ جلدی فاش ہو جاتے ہیں۔

شرر پاؤں میں گر جائے تب بھی کانٹے کی طرح زک پہنچاتا ہے۔

حقارت گستاخی کا بہت عمدہ جواب ہے۔

اپنی ہر آہ کو ایک بلند قہقہے میں دباؤ تاکہ تمہاری آہ کسی کے غنچۂ مسرت کو جھلس نہ دے۔

صندل پر زہر کا کچھ اثر نہیں ہوتا' حالانکہ سانپ اس پر لپٹے رہتے ہیں۔

میں نے دیکھا کہ جو لوگ سب سے زیادہ مشہور ہیں وہی سب سے زیادہ بے

وقوف ہیں اور جو لوگ معزز نہیں ہیں وہ لوگ دراصل ان سے زیادہ بہتر اور دانش مند ہیں۔

پراپیگنڈے کا اصول یہ ہے کہ انسان جتنا عظیم ہو اس پر اتنا ہی گھٹیا الزام عائد کرو اور اتنی بلند آواز میں اور اتنا زیادہ دہراتے چلے جاؤ کہ تم خود کہو کہ تم جو جھوٹ بول رہے ہو یہ سو فیصد سچ ہے۔

ترقی کا راز لباس کی تبدیلی میں نہیں ہوتا۔ ٹوپی کی جگہ سر پر ہیٹ رکھنے سے چستی وغیرہ نہیں آجاتی۔

اچھی بات کا تو میں بھی قائل ہوں۔ لیکن اچھی بات اچھے طریقے سے پیش نہ کرنا بھی بری عادت سے کم نہیں ہے۔

انسانی ذہن کورے کاغذ کی طرح ہے جس پر صرف حادثات و واقعات ہی اپنے نقوش ثبت کر سکتے ہیں۔ (جان لوک)

انسان آزاد پیدا ہوا ہے مگر جہاں دیکھو وہ پابہ زنجیر ہے۔ (روسو)

بڑھی ہوئی لا معنیت سے معنویت اور بڑھی ہوئی یاسیت سے امید ضرور پیدا ہوتی ہے۔ (کامیو)

جب شیر میدان چھوڑ دیں تو گیدڑ دلیری دکھانے لگتے ہیں۔

ہر شے دائرے میں گھومتی ہے اور ابدی واپسی کے تابع ہے۔ (نطشے)

معاصرت سے بڑھ کر علماء کے لئے کوئی اور ابتلا نہیں۔ (حافظ ذہبی)

دنیا میں متکلمین و فلاسفہ سے بڑھ کر مضطرب و محروم اور اطمینان قلب و سرور روح کی لذت سے یک قلم نا آشنا اور کوئی گروہ موجود نہیں ہے۔

(امام ابن تیمیہ)

انسان چار طرح کے ہوتے ہیں۔ زندگی کے دھارے کے ساتھ بہنے والے، دھارے کے خلاف تیرنے والے، دھارے میں اپنا مقام بنا کر جم جانے والے

اور وہ جو جیتے جی موت اور زندگی دونوں دھاروں کو عبور کر کے اتھاہ آسودگی کے خشک کنارے پر پہنچ جاتے ہیں۔ (گوتم بدھ)

تم ایک زرد پتے کی مانند ہو۔ موت کے کارندے تمہاری گھات میں لگے ہوئے ہیں۔ تم ایک سفر کا آغاز کر رہے ہو' کوئی اور تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ تم جلد ایک شمع بن جاؤ جو تمہاری خامیوں کو جلائے اور خوبیوں کو روشن کرے تاکہ تمہیں وہ جوان زندگی میسر آئے جو بڑھاپے اور موت کی زد سے باہر ہو۔ (گوتم بدھ)

جب کسی دور میں طوفان باد و باراں آنے لگتے ہیں تو ایسے افراد ظاہر ہوتے ہیں جو ان کا مقابلہ کر سکیں۔ (کیرک گارڈ)

ہر کام کی نوعیت ان حالات پر منحصر ہے جن کے دوران وہ کام کیا جاتا ہے۔ (وینڈل ہومز)

انسان کے اطوار اس کو گنہگار نہیں بنا سکتے جب تک اس کا دل گنہگار نہ ہو۔ (لیمکس)

بھیڑیئے نے آج تک بکری کی "میں میں" پر ترس نہیں کھایا مگر وہ شیر کے قدموں میں گر جاتا ہے۔ دنیا میں یہی کلیہ جاری و ساری ہے۔

دیانت ہونے سے صرف ایک ہی نقصان ہے اور وہ یہ کہ ایسا شخص ہر بات پر اعتبار کر لیتا ہے۔ (فلپ سڈنی)

اپنے گھروں میں اس طرح رہو جس طرح پرندے اپنے گھونسلوں میں رہتے ہیں۔ (رابندر ناتھ ٹیگور)

اعتماد' اس پرندے کی طرح ہے جو صبح کاذب میں ہی روشنی کے احساس سے چہچہانے لگتا ہے۔ (")

جب میں خود پر ہنستا ہوں تو میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ (")

سزا دینے کا حق صرف اسے ہے جو سزا لینے والے سے محبت کرتا ہو۔ ('')

کسی رائے دینے والے کا نام یاد رکھنا سیاست ہے۔ اس کو بھول جانا بہت بڑی بھول ہے۔ (ڈیل کارنیگی)

خون کی ندیاں بہانے کی بجائے ایک آنسو پونچھنے کی شہرت زیادہ ممتاز ہے۔

(بائرن)

حسنِ افکار

اقوالِ مولانا ابوالکلام آزاد

ہر عہد کا مصنف اپنے عہد کی ذہنی آب و ہوا کی پیداوار ہوتا ہے اور اس قاعدے سے صرف وہی دماغ مستثنیٰ ہوتے ہیں' جنہیں مجتہدانہ ذوق و نظر کی قدرتی بخشائش نے صف عام سے الگ کر دیا ہو۔

تقدیر کے معنی اندازہ کر دینے کے ہیں۔ یعنی کسی چیز کے لئے ایک خاص طرح کی حالت ٹھہرا دینے کے۔ خواہ! یہ ٹھہراؤ کمیت میں ہو یا کیفیت میں۔

قرآن کا اسلوب بیاں یہ نہیں ہے کہ نظری مقدمات اور ذہنی مسلمات کی شکلیں ترتیب دے اور پھر اس پر بحث و تقریر کر کے مخاطب کو ردو تسلیم پر مجبور کرے۔ اس کا تو تمام تر خطاب انسان کے فکری وجدان و ذوق سے ہوتا ہے۔

انسانی طبیعت کی یہ عالم گیر کمزوری ہے کہ جب تک وہ ایک نعمت سے محروم نہیں ہو جاتا' اس کی قدرو قیمت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں کر سکتا۔

ہر عورت میں ماں بننے کی قدرتی طلب ہے اور ہر ماں' پرورش اولاد کے لئے مجنونانہ خود فراموشی رکھتی ہے۔

اعمال کے نتائج کے لئے بھی مقدار و اوقات کے احکام مقرر ہیں اور ضروری ہے کہ ہر نتیجہ ایک خاص مدت کے بعد اور ایک خاص مقدار کی نشوونما کے بعد ظہور میں آئے۔

اگر تاریخ سے پوچھا جائے کہ انسانی ہلاکت کی سب سے بڑی قوتیں میدان ہائے جنگ سے باہر کون کون سی رہی ہیں؟ تو یقیناً اس کی انگلیاں ان عدالت گاہوں

کی طرف اٹھ جائیں گی جو مذہب اور قانون کے ناموں سے قائم کی گئیں۔
ہم کو ایسا ہونا چاہئے کہ ہماری نسبت سے ہمارے خاندان کو لوگ پہچانیں' نہ یہ کہ اپنی عزت کے لئے خاندان کے شرف رفتہ کے محتاج ہوں۔
حسن و جمال کیا ہے؟ تناسب و اعتدال کی ایک کیفیت ہے۔ اگر انسان میں ہے تو خوبصورت انسان ہے۔ نباتات میں ہے تو پھول ہے۔ عمارت میں ہے تو تاج محل ہے۔ نغمہ کی حلاوت کیا ہے؟ سروں کی ترتیب کا تناسب و اعتدال۔ اگر ایک سر بھی بے محل ہوئی' نغمے کی کیفیت جاتی رہی۔
روحانی تصورات میں وسیلہ کا اعتقاد ہمیشہ عابدانہ پرستش کی نوعیت پیدا کر لیتا ہے۔ چنانچہ یہ توسل بھی عملاً تعبد ہے۔
اگرچہ تمام مذاہب سچے ہیں' لیکن مذاہب کے پیرو سچائی سے منحرف ہو گئے ہیں۔
بڑے کام کے لئے بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ صرف دفع وقت سے دفع استبداد ممکن نہیں۔
خاندان کے فخر کا بت بھی دنیا کے عہد جاہلیت کی ایک یادگار مشئوم ہے۔
ایک دنیا دار فاسق اور ایک دنیا پرست عالم میں یہی فرق ہے کہ پہلا اپنی ہوا پرستیوں کی اعتراف فسق کے ساتھ انجام دیتا ہے اور دوسرا دینداری اور احتساب شرعی کی ظاہر فریبی سے۔
نفس و شیطان کے خدع و فریب کے کاروبار بہت وسیع ہیں۔ لوگوں نے ہمیشہ اس کو میکدوں ہی میں ڈھونڈا' مدرسوں اور خانقاہوں میں ڈھونڈتے تو شاید جلد پتہ لگ جاتا۔
حقیقت یہ ہے کہ شک و شبہ کا فتنہ خود اس تیزی سے نہیں آتا' جس قدر جلد شک و شبہ دور کرنے والے اسے بلا لیتے ہیں۔

چراغ جہاں کہیں رکھا جائے گا' اجالا ہو جائے گا۔ اور پھولوں کا گلدستہ طاق کی جگہ کوڑے کرکٹ کی ٹوکری ہی میں کیوں نہ ڈال دو لیکن اس کی خوشبو ضرور پھیلے گی۔

کسی بات کے ماوراء عقل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خلاف عقل بھی ہو۔

کامرانی سودوزیاں کی کاوش میں نہیں ہے بلکہ سودوزیاں سے آسودہ حال رہنے میں ہے۔

رات کی کیفیتیں جتنی تند و تیز ہوتی ہیں' صبح کا خمار بھی اتنا ہی سخت ہوتا ہے۔

فلسفہ شک کا دروازہ کھول دے گا اور پھر اسے بند نہیں کر سکے گا۔ سائنس ثبوت دیدے گا مگر عقیدہ نہیں دے سکے گا۔ لیکن مذہب ہمیں عقیدہ دے دیتا ہے۔ اگرچہ ثبوت نہیں دیتا اور یہاں زندگی بسر کرنے کے لئے صرف ثابت شدہ حقیقتوں ہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ عقیدہ کی بھی ضرورت ہے۔ ہم صرف انہی باتوں پر قناعت نہیں کر سکتے جنہیں ثابت کر سکتے ہیں اور اس لئے مان لیتے ہیں۔ ہمیں کچھ باتیں ایسی بھی چاہئیں جنہیں ثابت نہیں کر سکتے' لیکن مان لینا پڑتا ہے۔

علم اور مذہب کی جتنی نزاع ہے فی الحقیقت علم اور مذہب کی نہیں ہے۔ مدعیان علم کی خامکاریوں اور مدعیان مذہب کی ظاہر پرستیوں اور قواعد سازیوں کی ہے۔

اضافتیں بدلتے جاؤ' راحت والم کی نوعیتیں بھی بدلتی جائیں گی۔

جس حالت کو ہم سکون سے تعبیر کرتے ہیں اگر چاہیں تو اس کو موت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ موج جب تک مضطرب ہے زندہ ہے۔ آسودہ ہوئی اور معدوم ہوئی۔

رات کو جلد سونا اور صبح جلد اٹھنا' زندگی کی سعادت کی پہلی علامت ہے۔

زندگی ایک آئینہ خانہ ہے۔ یہاں ہر چہرے کا عکس بیک وقت سینکڑوں آئینوں میں پڑتا ہے۔ اگر ایک چہرے پر غبار آ جائے گا تو سینکڑوں چہرے غبار آلود ہو جائیں گے۔

بانسری اندر سے خالی ہوتی ہے مگر فریادوں سے بھری ہوتی ہے۔

انسان اپنی ساری باتوں میں حالات کی مخلوق اور گردو پیش کے موثرات کا نتیجہ ہوتا ہے۔

انسان کی دماغی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی روک' اس کے تقلیدی عقائد ہیں۔ اسے کوئی طاقت اس طرح جکڑ بند نہیں کر سکتی جس طرح تقلیدی عقائد کی زنجیریں کر دیا کرتی ہیں۔ وہ ان زنجیروں کو توڑ نہیں سکتا' اس لئے کہ توڑنا چاہتا ہی نہیں۔

جمعیت بشری کی یہ فطرت ہے کہ ہمیشہ عقل مند آدمی اکا دکا ہو گا۔ بھیڑ بے وقوفوں ہی کی رہے گی۔

فضیلت اسی کے لئے ہوئی جس نے پہلا قدم اٹھایا۔

موسیقی اور شاعری ایک ہی حقیقت کے دو مختلف جلوے ہیں اور ٹھیک ایک ہی طریقہ پر ظہور پذیر بھی ہوئے ہیں۔

ہر قوم کی تاریخ میں ایسی مثالیں ڈھونڈی جا سکتی ہیں۔ قومی عروج کے زمانے پر نظر ڈالو گے تو وہ سرتاپا عمل نظر آئے گی۔ لیکن تنزل کا عہد دیکھو گے تو عمل کی جگہ تخیل کی فرمانروائی ہو گی۔ پہلی حالت میں تخیل محدود مگر قدم بے روک ہوتا ہے۔ دوسری حالت میں قدم رک جاتا ہے مگر خیال آسمان پیمائیاں شروع کر دیتا ہے۔

زبان کی پکار ضائع جا سکتی ہے پر اعمال کی صدا کبھی جواب لئے بغیر نہیں رہتی۔

دلوں کی تعلیم میں منٹوں اور لمحوں کے اندر انقلاب آ جاتا ہے اور اسی انقلاب

سے دنیا کے انقلاب وابستہ ہیں۔

حسن' خوشبو' نغمہ اور آرائش الگ الگ نام ہیں اور حقیقت صرف ایک یعنی عدل واعتدال۔

شعر خیالی باتیں ہیں۔ جو خیالات شاعر کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ اپنے مطلب کے موقع پر موزوں کر دیتا ہے۔

سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہو جائیں گے مگر علماء دنیا پرست کبھی ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

تنہائی' آدمی کے لئے سزا کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر دنیا اسی کو سزا سمجھتی ہے تو اے کاش ایسی سزائیں عمر بھر کے لئے حاصل کی جا سکیں۔

اقوالِ چودھری افضل حق

وضع داریاں تکلف ہیں اور تکلف مقراض محبت۔

حیا معصیت پسند انسان کے پاس ایک دو دفعہ ناصح مشفق بن کر آتی ہے۔ طریقے طریقے سے سمجھاتی ہے۔ اگر نہ مانے تو اس کی کوتاہ اندیشی پر آنسو بہاتی ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتی ہے۔

مقروض و مجبور ایک ہی منزل مصیبت کے دو مختلف مسافر ہیں جو ترددات کا پشتارہ سر پر اٹھائے چلے جا رہے ہیں۔

اگر منصف اغراض سے آلودہ ہو کر جان و مال کے فیصلے کرے تو دوزخ اپنا آتش فشاں منہ کھول دیتی ہے۔ جنت خوشی کے دروازے بند کر لیتی ہے۔

قدرت' بے پروا اور بے رحم افراد قوم سے بدلہ لینے میں بڑی مستعد ہے۔

اس دنیا میں غریب کا پیٹ تو بھر جاتا ہے مگر امیر کی آنکھ نہیں بھرتی۔

اقرار عیب بے سبب رسوا ہونے کے مترادف ہے۔
عبادت نیکیوں کا ذریعہ ہوتی ہے' خود نیکی نہیں۔
داغدار کپڑا خواہ کتنی بار دھویا جائے' نئے لباس کی برابری نہیں کر سکتا۔ ہاں گناہ کا داغ حسن عمل سے صاف ہو سکتا ہے۔
تنگدستی گھسیٹ گھسیٹ کر کفر کے دروازے تک لے جاتی ہے۔
کفارے کا اصول یہ ہے کہ اگر بیگناہوں کو قتل کیا ہے تو کسی کی جان بچاؤ۔
جھوٹ بول کر کسی کو نقصان پہنچایا ہے تو سچ کہہ کر کسی کو فائدہ پہنچاؤ۔ ناحق کسی کا حق چھینا ہے تو کسی حقدار کو حق دلاؤ۔
جو لوگ نیک راہ میں دولت صرف کرتے ہیں' وہ مخیر کہلاتے ہیں۔ ملک کے لئے قید و بند کی سختیاں اٹھانے والے محب وطن مشہور ہو جاتے ہیں۔ جو بال بچوں کی مفارقت برداشت کر کے اماکن مقدسہ کو جاتے ہیں وہ حاجی کہلاتے ہیں۔ مگر شہید میں وہ تمام نیکیاں مجتمع ہوتی ہیں۔ وہ مال و املاک کو مستقل طور پر چھوڑ جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے بیوی بچوں سے منہ موڑ جاتا ہے۔ مخیر میں ریا ممکن ہے۔ محب وطن میں شخصی اغراض کا شائبہ ہو سکتا ہے۔ حاجی کا مکار ہونا بعید از قیاس نہیں۔ لیکن شہید ان تمام شبہات سے بالا ہے۔
سچا دین وہی ہے قربانی جس کا آئین ہو۔ انسانوں میں افضل وہ ہے جس کے دل میں شہادت کی تڑپ ہو۔
نوکر' عورت اور اولاد قسمت ہی سے اچھے ملتے ہیں۔
یہ عبادت گذاریاں حسن سلوک کے دوش بدوش رہیں تو کچھ معنی رکھتی ہیں ورنہ پتھردلوں کے سجدے بے سود اور سر' زمین پر مارنے کے برابر ہیں۔
بد خو عورتوں سے جھگڑا کرنے کی نسبت سانپوں سے کھیلنا کم خطرناک ہے۔

زبانی جمع خرچ سے جب انسان تسلی نہیں پاتا تو عبادت لفظی سے خدا کیونکر مطمئن ہو سکتا ہے۔
بڑھاپے میں ماں باپ جوان اولاد کے پاس بیٹھنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں.
جوان اولاد کو تنہائی پسند ہوتی ہے۔
ماں باپ کو بچوں سے پیار ہوتا ہے وہ اولاد کو والدین سے نہیں ہوتا۔ یہ قدرت کا قانون ہے اور بہت صحیح۔
آرام کی ضرورت صرف بیماروں کو ہے یا اوباشوں کو۔
حسن' بے بنیاد ہے عشق بے بنیاد نہیں۔
محبت پر جوانی اور بڑھاپے' زندگی اور موت کی رنگا رنگی کا صرف اتنا اثر پڑتا ہے کہ یہ جوانی میں پیدا ہوتی ہے۔ بڑھاپے میں جوان ہوتی ہے۔ موت کے بعد زندہ رہتی ہے۔ جس شخص کے دل میں محبت ہو وہ بوڑھا نہیں ہوتا۔ موت سے مرتا نہیں۔ محبت میں امرت ہے اسی کا نام آب حیات ہے۔
جن طبقوں کو عوام میں اعزاز حاصل ہوتا ہے وہ حالات کا تغیر پسند نہیں کرتے۔
حالات پر شاکر رہنے کا اصول ترقی کے راستے میں سد سکندری اور قوموں کے لئے سکرات موت کا حکم رکھتا ہے۔
عوام جہاں حالات کی مجبوریوں سے انقلاب پسند ہوتے ہیں وہاں اکثر انہی مجبوریوں سے امراء کی خواہشوں کے غلام اور ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن جاتے ہیں۔ جن میں جنت کے حسین نظاروں والی دنیا کی بادشاہت یا رحیم یا کریم" کی فقط ایک تسبیح سے حاصل ہو جانے کا یقین دلایا جاتا ہے۔
ایک بہادرانہ سعی خواہ وہ ناکام کیوں نہ ہو' اہل ملک کو بیدار کرنے میں بڑی مدد ہوتی ہے۔
جو قوم سیاسی آزادی کو کھو دیتی ہے وہ ان قوتوں سے محروم ہو جاتی ہے :و

فطرت نے ہر انسان کو بخشی ہیں۔
پانی جب رک جاتا ہے تو اس میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔ قربانی کا سرخ خون جب روانی سے رک جاتا ہے تو قوموں کی عظمت خاک میں مل جاتی ہے۔
افراد اور خاندانوں کے تنزل اور ترقی سے قوموں اور ملکوں کی ترقی اور تنزل کا آغاز ہوتا ہے۔
جس کو پیٹ سے فرصت نہ ہو وہ ایمان اور علم کی دولت کیسے حاصل کرے؟
افلاس اور مذہب پہلو بہ پہلو نہیں رہ سکتے۔
بے ہمتوں کے لئے رحمت آسمان سے نہیں برستی۔ البتہ باہمتوں کے لئے وہ زمین سے پھوٹ سکتی ہے۔
جو لوگ اپنی بے احتیاطیوں' غفلتوں اور غلط کاریوں سے جوانی میں بڑھاپے کو دعوت دیتے ہیں' وہ جنت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔
دولت اور اثر کے بڑھنے کے ساتھ ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔
غریب کا امیر کے مزاج کے خلاف کوئی حرکت کرنا بارود کو آگ دکھانا ہے۔
قانون غریب کو پیتا ہے. دولت مند قانون پر حکومت کرتا ہے۔
بے عقل لوگ دانا آدمیوں کی کھیتیاں ہیں۔
خاوند جو بیوی سے برا سلوک کرتا ہے. باپ جو اولاد کی پرورش اور تعلیم سے غفلت برتتا ہے. بیٹا جو والدین کی خدمت سے گریز کرتا ہے چھوت جو اچھوت سے پرہیز کرتا ہے امیر جو غریب کو ستاتا ہے. زور آور جو کمزور کو دباتا ہے. سب ظالم اور بے انصاف ہیں۔
جس گھر میں خوش مزاج اور پاک باز عورت ہے وہاں یاس اور غم پاس نہیں پھٹکتے۔
زیادہ غم اور کمال خوشی دماغ اور اعصاب پر یکساں اثر رکھتے ہیں۔

عفو کی لذت' انتقام کی تلخی سے بہتر ہے۔
جو شخص عبادت اور عمل میں مطابقت پیدا نہیں کرتا وہ زندگی بیکار ضائع کرتا ہے۔
جو ڈر کر ساحل سلامتی پر جا بیٹھتا ہے اس کا دامن موتیوں سے نہیں بھرا جاتا۔
غواص کے بہت سے ناکام غوطے اسے بالآخر کامیاب کر دیتے ہیں۔
نرم ریشم پہننے والوں کے دل سخت پتھر ہوتے ہیں۔ موم کے دل موٹا جھوٹا پہننے والوں ہی کے ہوتے ہیں۔
جو دل اپنے آپ کو ضمیر کی ملامت کا مستحق سمجھ لیتا ہے اور عقوبت گناہ اٹھانے کو تیار ہو جاتا ہے' اسے اطمینان کا خزانہ بخش دیا جاتا ہے۔
خدا کی بار بار تکلیف دہ یاد ہی تو خدا نے دنیا میں گنہگار کی سزا رکھی ہے۔
ندامت اور مایوسی مل کر بزدلوں میں بھی شیر کا حوصلہ پیدا کر دیتی ہیں۔
خدا کے حضور مظلوم کی آہ اور ظالم کے اشک کب اثر سے خالی رہے۔
لذیذ کھانوں کا معمول لذت کام و دہن کو کم کرتا ہے۔ حسین سے حسین نظاروں کی روزانہ روایت بتدریج ذوق تماشا کو ضائع کر دیتی ہے۔
صاحب زر' نادار کو کچھ دیتا ہے تو تکبر سے اکڑتا ہے کہ اس نے بڑی نیکی کی ہے۔ حالانکہ اس کے اس عمل کی مثال اس لٹیرے کی سی ہے جو پہلے بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو لوٹتا ہے پھر اس لوٹ میں سے ایک فیصد واپس کر کے فخر کرتا ہے کہ اس نے بڑی نیکی کی۔
نیکی کی ابتدا یہ ہے کہ آدمی سات دن محنت کر کے کمائے لیکن اپنی ذات پر ایک غریب سے زیادہ خرچ نہ کرے۔ موت سے پہلے سب مال و منال قوم کے سپرد کر جائے۔
وہ دعائیں جو غیروں کی بھلائی کے لئے کی جائیں اور وہ کام جو دوسروں کے فائدہ

کے لئے کیا جائے خالی از اثر نہیں۔

محبوب کا حسین تصور اور اس کی محبت کی پیاری یاد ایک ایسی گراں مایہ نعمت ہے' جس کو کسی بہشت کے بدلے بیچا نہیں جا سکتا۔

جو مائیں غم کے آنسو بہا کر بچوں کو تربیت گاہوں اور جنگ و پیکار کے میدانوں میں جانے سے روکتی ہیں' انہیں قدرت فرزندوں کی کامیاب واپسی پر خوشی کے آنسو بہانے کا موقع نہیں دیتی۔

حسن ہمیشہ بے حجابیوں پر مائل اور پردہ داریوں کا مخالف رہا ہے۔

عشق کی ابتدا شیریں اور خوشگوار ہوتی ہے پھر دشواریوں کا مرحلہ آتا ہے۔

دنیا دار انسان کی خوشی کی کل کائنات دولت' طاقت اور حصول حسن ہے۔

جو موقع جس قدر نازک اور اہم ہوتا ہے اسی قدر آزادیء رائے اور بے باکی ضروری ہے۔

امن کے وقت مخلوق سے حسن سلوک اور حسن معاملہ کا نام اسلام ہے۔ جنگ کے وقت سرفروشی سچا دین ہے۔

ملکوں اور قوموں کے انتہائی خطرے کے وقت عورت اگر جان قربان کرنے سے گریز کرتی ہے تو اسے شکست کے بعد دشمن کے سامنے جسم پیش کرنا پڑتا ہے۔

غلامی پر قناعت کرنے والے مسلمان کیا جانیں کہ نسوانی حسن اور اس کا سارا غرور' فاتح کے قدموں پر عجز و انکسار سے ڈھیر ہو جاتا ہے۔

مرد پر عورت کے اثر کو کم سمجھنے والا کم عقل ہے۔ وہ سینوں میں خواہشوں کے طوفان اٹھا سکتی ہے۔ وہ چشم زدن میں کاروان ضبط لوٹ لیتی ہے۔ فلسفی کی عقل اور منطقی کے دماغ کو ہوش سے بیگانہ کر کے اضحوکہء روزگار بننے کے لئے چھوڑ دیتی ہے۔ بزدل اس کی للکار سے شیر دل ہو جاتے ہیں۔

فتح مشکل پسند ہے۔ ناکامی راحت طلبی کا نام ہے۔

عصمت کی حفاظت تو صرف فتح کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ شکست خوردہ قوم کی عورت کی عصمت بے بھاؤ کی کوڑی ہو جاتی ہے۔

قومیں جب عمل سے عاری ہو جاتی ہیں تو حسن عمل کی بجائے چند عقائد کو ذریعہء نجات بنا لیتی ہیں۔اور سیدھی راہوں کو چھوڑ کر پیچیدہ اور فلسفیانہ موشگافیوں میں پڑ جاتی ہیں۔ زبان اور دماغ کام کرتے ہیں۔ دل تاریک اور ہاتھ بیکار ہو جاتے ہیں۔

وہ عبادات جو عمل سے عاری کر دیں' ان میں دکھاوے اور دنیا فریبی کا عنصر ہوتا ہے۔

بعض اوقات عبادات کی کثرت خدمت خلق سے لاپروا کر دیتی ہے اور کبھی خدمت خلق کا جوش عبادت الٰہی سے غافل کر دیتا ہے۔ دونوں صورتیں نامناسب ہیں۔ ایک کی طرف رجحان ہو تو طبیعت پر بوجھ دے کر دوسری صورت قائم رکھنی چاہئے۔ خدمت اور عبادت دونوں پلڑے برابر رکھنے کا نام سلامتی اور اسلام ہے۔

خوبصورت سانپ کے اندر ہلاک کرنے والا زہر ہے۔ دوزخ کا راستہ حسین نظاروں سے بھرا پڑا ہے۔ جہاں پھولوں کے فرش بچھے ہیں۔ حسن' عشق سے ہم آغوش ہے۔ راگ رنگ اڑاتا ہے۔ ابر شعر و شراب کی بارش برساتا ہے۔ ساری زنجیروں کو توڑ کر ان راستوں کی سیر کو جی چاہتا ہے کیونکہ وہاں ہر وقت بہار چھائی رہتی ہے۔

کثرت سے قولی عبادت سرور ضرور پیدا کرتی ہے' لیکن عمل کے قواء کمزور ہو جانے کے علاوہ انسانی اجتماعیت سے غافل ہو کر انفرادیت کا بندہ بن جاتا ہے۔

ایسی عبادتیں جو حق العباد سے غافل کر دیں خواہ کیسی ہی سرور انگیز اور تسلی بخش کیوں نہ ہوں' نفس کا دھوکا ہیں۔

وہ دولت اور وہ حکومت جو نشہ بن کر دماغ پر چھائے جس سے غفلت' غرور اور بے انصافی پیدا ہو' دوزخ کی راہ دکھانے والی بدمعاشیاں ہیں۔

اکثر دماغ دل کے تابع ہو کر عقل کو فتنہ گری کا اوزار بنا دیتا ہے۔

امراء کی موٹروں کا دھواں' دراصل بے کسوں کی آہیں ہیں اور پٹرول مصیبت زدہ لوگوں کا ہی خون ہے۔

دولت مندوں کی خوبصورتی' قوم کے چہرے پر برص کا داغ ہے۔ برص کا داغ اپنی ذات میں خوبصورت ہے مگر جسم کے لئے بدنما دھبہ ہے۔

امراء کا مذہب ان کے بکس میں بند رہتا ہے۔ وہ اسے ضرورت کے وقت نکالتے ہیں اور پھر بند کر رکھتے ہیں۔

اعلیٰ طبقے کے لوگ کبھی عوام کے وفادار نہیں ہوتے۔

اکثر غلط تربیت اور بے جا غرور بھی مزاج کو برہم رکھتے ہیں۔

گناہوں پر جسارت زندگی کے خوشنما باغ کو برباد کر دینے والی چیز ہے۔

جوانی کے عیش بڑھاپے میں آگ کے انگارے بن جاتے ہیں۔

شخصی ملکیت سیرت کو برباد کر دیتی ہے. دل تنگ ہو جاتا ہے۔

قانون فطرت کو توڑ کر آوارگیوں میں بسر کرنے والی قوم کے رنگیلے افراد سپاہی کی سخت زندگی کو قبول نہیں کر سکتے۔

ظالم قوموں کی کہانی کہنے کے لئے مصر کے مینار یا عیش کا افسانہ سنانے والے لال قلعے رہ جاتے ہیں اور قوم فنا ہو جاتی ہے۔

دنیا کا قانون' جان لو کہ یا تو خود ہی اپنی قوم کے لئے بخوشی تکلیف قبول کر لو ورنہ اور قوموں سے ذلتیں اور تکلیفیں اٹھاؤ گے۔

بازوؤں پر تعویذ باندھ کر چھاتیوں پر توپوں کے گولوں کو برداشت کرنے کے لئے یہ کہہ کر میدان میں نہ بھیج دو کہ دشمن کا ہر نشانہ خطا جائے گا۔ دشمن کے

ہتھیاروں سے بہتر ہتھیار' دشمن کی قربانی سے بہتر قربانی' دشمن کے اخلاق سے بہتر اخلاق مومن کا طغرائے امتیاز ہیں۔

غریب جب ابھرنا چاہے' اسے چاہئے کہ زخم لگانے کے ساتھ ساتھ زخم کھانے کا دل و جگر پیدا کرے۔ جو قومیں خون کو دیکھ کر رو دیتی ہیں' وہ جلد ختم ہو جاتی ہیں۔ زندگی کی کشمکش کو جو اپنے نقصان کے اندازوں سے پرکھے گا' کسی میدان میں اتر کر دشمن سے پنجہ آزمائی کی جرات نہ کرے گا۔

بیت المال کے علاوہ شخصی جائداد رکھنے والی قوم میں غازی اور شہید پیدا نہیں ہو سکتے۔

مال اور مولا کی محبت ایک دل کی بستی میں نہیں رہ سکتی۔

غلام قوم میں غلط غیرت اپنے بھائی کی غلطی پر گلا کاٹنے پر آمادہ کرتی ہے۔ مگر غیر بے عزت بھی کرے تو شکوہ نہیں ہوتا۔

مطلوب کے قرب کا احساس طالب کے لئے کتنی بڑی دولت ہے۔ منزل عشق کے مسافروں سے پوچھو' محبوب سے دوری' کتنی دردناک اور قرب' کتنا خوشگوار ہے۔

جہاں پھول برستے ہوں وہاں بن ہاتھ پھیلائے بھی پھول زینت دستار ہو جاتے ہیں۔

اگر شخصی جائیداد خدا کی طرف سے ایک مقدس حق ہے تو خدا غریب کے لئے مقدس ہستی نہیں بلکہ خوں آشام سرمایہ داروں کا ساتھی ہے۔

اگر غریب کو سرمایہ داری کے نظام میں مفلسی کے ہاتھوں بالاقساط مرنا ہے تو وہ سنگریزے کی طرح خاک میں کیوں خاموش پڑا رہے۔ وہ امراء کے شیشے کے رنگ محل پر پتھر کی طرح گر کر ان کی خوشی کی عمارت کو زمین دوز کیوں نہ کر دے۔

روپیہ گھر میں رکھ کر اللہ اللہ کرنا کیا نیکی ہے۔ نیکی یہ ہے کہ اس نظام کو برباد کر دیا جائے جس کی پھیلائی ہوئی بھوک کی آگ سے دوزخ پناہ مانگتی ہے۔

انسانوں میں عدم مساوات سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں باقی سب گناہ اسی جذبہء غرور کی پیداوار ہیں۔

غم کبھی حسن میں' اور چاشنی پیدا کر دیتا ہے۔

محبت اور غربت کی مجبوریاں انسان کو آخر شیطانی روشوں پر لا ڈالتی ہیں۔

گناہ کی طرف بڑھنے کی بجائے میدان محبت میں پسپائی اچھی ہے۔

وصال محبوب سے حسرت محبوب کم خوشگوار نہیں۔

سچی محبت ہمیشہ دل شکستہ لوگوں اور حاجت مندوں کی خدمت میں پناہ ڈھونڈتی ہے۔

اولاد باغ زندگانی کا سب سے شیریں میوہ ہے جو بقائے نام کے شجر پر بصورت امید پیدا ہوتا ہے۔

خواہشات کی آگ کو تم سو برس بجھاتے رہو' ایک دن بد صحبت میں بیٹھو' بس آگ پر تیل پڑ جاتا ہے۔

جہاں نگاہ بے حجابیاں دکھائے وہاں شرافت رخت سفر باندھ کر چل دیتی ہے۔

طبیعت کو گناہ پر ایک دفعہ جسارت ہو جائے تو توبہ کا تار و پود بکھر جاتا ہے۔

ان لوگوں کا توبہ پر کاربند ہونے والوں میں شمار نہیں ہو سکتا جن کو گناہ جواب دے چکے ہوں۔ تائب صرف وہی ہے جو گناہ کو جواب دے کر خود الگ ہٹ جائے پھر توجہ نہ کرے۔

عین شباب میں کنارۂ آب پر سایہ ابر کے نیچے پہلوئے یار میں بیٹھ کر کسی کو خوف خدا آجائے پھر اس کے برابر جگت میں کوئی بھگت نہیں۔

آغوش عصیاں میں اللہ جانے کیوں اتنی کشش ہے کہ عقل سلیم طعنہء خلق

کی زنجیروں کو تار عنکبوت کی طرح توڑ کر انسان خوف خدا سے بھی لاپراہ ہو جاتا ہے۔ یہ ابن آدم کی روحانی موت ہے۔

دریائے فکر کی تہہ میں موتیوں کی چادر بچھی ہے جو اس میں غوطہ لگائے در تجارب سے دامن ہوش کو بھر سکتا ہے۔

جہاں غیرت اٹھ جائے وہاں چار دیواری بھی پردہ داری سے معذور ہو جاتی ہے۔

غیر مخلص شخص کی جھوٹی آہ بھی عورت کو مسخر کر لیتی ہے۔

جس طرح سورج کالی گھٹاؤں کے نیچے چھپ کر دنیا کو ہمیشہ کے لئے اپنی تیز روشنی سے محروم نہیں کر سکتا اسی طرح حق اور راستی کبھی باطل کے سامنے گریزپا اور مغلوب ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے مگر جلد ہی آفتاب کی طرح حق زیادہ آب و تاب سے دنیا پر ظاہر ہوتا ہے۔

غصہ' عقل و ایمان اور ہمدردی و محبت کو جو انسان کی کل کائنات شرافت ہے' برباد کر دیتا ہے۔

گناہ جب عبرتناک بیماری کی شکل اختیار کر لے تو انسان ندامت کے گہرے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔

حسن ہمیشہ محلات ہی میں پرورش نہیں پاتا بلکہ بعض اوقات مٹی میں کھیل کر اور فرش پر سو کر جوان ہوتا ہے وہ سنگار سے بے نیاز سادگی کے زیور ہی میں بن گہنے چاند کی طرح آنکھوں کی جنت بن جاتا ہے۔

کامرانی' کائنات کی حسین ترین حور ہے جو دل کی دنیا کو نور اور سرور سے معمور کر دیتی ہے۔

وادیٔ لحن میں محبت کی تانیں ساز محتاج نہیں ہوا کرتیں۔

گناہ انسان کو خود اپنی نظر میں ذلیل کر دیتا ہے اور جو اپنی نگاہ میں آپ ذلیل ہو

اسے اطمینان قلب کہاں میسر آسکتا ہے۔
بڑا عزم لے کر اٹھنا اور پھر قوت فیصلہ کو جواب دے دینا ناقابل برداشت اذیت ہے۔
جج جو قانون کی واقفیت کے ساتھ دنیا کا تجربہ نہ رکھے' اچھا فیصلہ نہیں دے سکتا۔ حکیم جو نبض شناس کے ساتھ طبیعت شناس نہ ہو وہ باوجود امراض جاننے کے اچھا معالج نہیں ہوتا۔
محبوب کی موت کے ساتھ عاشق کی آرزوئیں دفن ہو جاتی ہیں۔
جوانی میں جوش مسرت نغمہء شیریں کو فردوس گوش بنا دیتا ہے۔
برسات کی راتوں میں باتیں بڑھتی ہیں اور باتوں میں راتیں گھٹتی ہیں۔

اقوال رشید احمد صدیقی

اچھا خیال یا اچھا کام قلب کو بالیدہ' جذبات کو رنگین اور خیالات کو بلند کر دیتا ہے۔
ذمہ داری ختم ہو جائے تو کمزوری سے مغلوب ہو جانا کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔
موت کا تصور کبھی کبھی ماضی کے مدھم نقوش کو بہت زیادہ نمایاں کر دیتا ہے۔
اتنا نمایاں گویا ان میں از سر نو زندگی ڈال دی گئی ہے۔
صحیح اور سچا راستہ دریافت کرنے اور اس پر چلنے میں تو ممکن ہے دقت ہو' لیکن صحیح اور سچا آدمی آسانی سے پہچانا جاتا ہے۔
مصلحت اندیشی اچھی چیز ہے لیکن مصلحت پرستی تنزل کی جڑ ہے۔
جس اعتقاد پر عمل کا جامہ ٹھیک نہ آئے وہ اعتقاد نہیں ذہنی تعیش کا ...

ہے۔

مسلمانوں کا عمل عبادت ہے' عبادت عمل نہیں۔

دنیا کی بھلی یا بری باتیں دنیا کے بھلے یا برے لوگوں سے ثابت ہوتی ہوں یا نہیں' سمجھ میں اسی طرح آتی ہیں۔

مثالوں پر مجھے بھروسا نہیں ہوتا' کیونکہ دنیا میں سارا جھگڑا اسی مثال کا سہارا لینے سے پیدا ہوا ہے۔

فطرت اپنی چوک کی بسا اوقات کسی بے دریغ بخشش سے تلافی کرتی ہے۔

دنیا کے کسی آشوب کا مطالعہ کیجئے آپ کو بالآخر یہی نظر آئے گا کہ معقول تحریک نامعقولوں کے ہاتھ میں تھی۔

دنیا کی نجات' دولت کی مساوی تقسیم پر نہیں ہے بلکہ محنت اور قابلیت کے صحیح احساس و تنظیم پر ہے۔

جوانی اپنے اوپر بڑھاپے کا کوئی حق تسلیم نہیں کرتی۔

فطرت بہت سے معاملات میں کسی نہ کسی شرط پر انسان سے خوش و ناخوش مفاہمت کر لیتی ہے۔ صرف موت کے مسئلے پر آج تک کسی طرح کی مصالحت پر تیار نہیں ہوئی۔

بڑا انسان اپنی شکست میں بھی زندہ رہتا ہے۔

غفلت میں چاہے وہ بیماری سے ہو چاہے شراب سے' تنگدستی و درماندگی کا سابقہ ہو یا ثروت و شہوت کا نشہ' انسان کی زبان سے بعض ان غیر مستحسن جذبات اور خیالات کا اظہار ہو ہی جاتا ہے جو اس کے تحت شعور میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔

سیرت کا حسن' دنیا کے تمام دوسرے حسن سے افضل ہے۔ یہ بات جتنی سچی

کا احساس اور یقین ہوتا ہے۔

اخلاق' مذہب کی عملی شکل ہے۔

مذہب' اخلاق کا محافظ و محتسب ہے اور اخلاق بغیر مذہب' عورت بغیر شوہر ہے۔

مذہب کے تقاضوں سے بچنے یا مذہب کی بلندی سے اترنے کے لئے جو زینے ہیں ان میں پہلا اخلاق پھر تہذیب' اس کے بعد سیاست' قومیت اور تجارت ہیں۔ موخر الذکر تین کا نامسعود اتحاد آج عالم انسانیت کا سب سے بڑا آشوب ہے۔

سیرت میں کہیں کوئی خامی رہ جاتی ہے تو تنگ دستی میں بالضرور اور بڑی شدت سے ابھر آتی ہے۔

بڑے آدمی چھوٹی بات کرکے بھی بڑے بنے رہتے ہیں۔ چھوٹا آدمی بڑے کام کرکے بھی چھوٹا ہی رہ جاتا ہے۔

آج کی دنیا میں یہ بات خاص طور پر دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ اتنی دیر تک نئی نہیں رہتی جتنی جلد پرانی ہو جاتی ہے..... قابل لحاظ اور قابل فخر تو وہ شخصیتیں ہیں جو نئی پرانی کی قید سے آزاد ہوتی ہیں۔

جو لوگ اعلیٰ مقاصد کی تائید و حصول میں تادم آخر کام کرتے رہتے ہیں' وہ کتنی ہی طویل عمر کیوں نہ پائیں' ان کی وفات قبل از وقت اور تکلیف دہ محسوس ہوتی ہے۔ پہلی صورت طبعی اور ارضی ہے' دوسری اخلاقی اور ماورائی۔

ہم یا تو پرانے کو فی الفور اور یک قلم ترک کرکے نئے کو قبول کرلیتے ہیں یا نئے کو کسی بھی قیمت پر اپنانے کو تیار نہیں ہوتے..... یہ طریقہ تقاضائے فطرت اور آئین فطرت اور آئینہ زندگی دونوں کے منافی ہے۔ اس سے انسانی ترقی و تہذیب میں نہ ربط باقی رہتا ہے نہ تسلسل اور انسانی معاشرے میں بڑا انتشار و

اختلال واقع ہوتا ہے۔

بڑے مقاصد کی بھی زندگی ہوتی ہے لیکن ہوتی ہے ہماری آپ کی زندگی سے علیحدہ، جس پر کبھی موت بھی طاری نہیں ہوتی۔

بیشتر تعلیم گاہیں اب بنائی نہیں ڈھالی جاتی ہیں۔

تمام عمر ہر طرح کی آزمائش میں مبتلا اور اس پر ثابت قدم رہنا چند دن کی تکلیف میں مبتلا رہ کر جان دینے یا بچ رہنے سے بہرحال مشکل ہے، اس لئے افضل ہے۔

معرکہء خیر و شر میں مرنے کا نہیں، مقابلہ کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

دولت اور فراغت سے اشخاص بدلتے نہیں، بے نقاب ہوتے ہیں۔

زندگی اپنا چولا افراد میں بدلتی ہے، جماعت میں نہیں۔ جماعت اختراع و انقلاب سے معصوم ہوتی ہے۔ اختراعِ انقلاب صرف افراد کا حصہ ہے۔

آرٹ اور ادب، اشخاص پر معمولی طور پر اثر انداز ہوتے ہیں لیکن غیر معمولی شخص سے آرٹ اور ادب زیر و زبر ہو جاتے ہیں۔

انسان کی سیرت و شخصیت کا بھید جتنا مصیبت اور بیماری میں کھلتا ہے، کہیں اور نہیں کھلتا۔ مصیبت کی بھٹی میں کسی طرح کا ملمع قائم نہیں رہ جاتا۔

بے شمار گمنام لوگ گذرے ہیں اور گذرتے رہیں گے جن کو لوگوں نے نہیں پہچانا، لیکن وہ اپنے کردار کے اعتبار سے اتنے بڑے تھے کہ جان پہچان کے بہت سے لوگوں کا درجہ ان سے نیچا ملے گا۔

اچھے اور بڑے آدمی کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ان کو بچوں اور غریبوں سے شغف ہو۔

مستقبل کی پرورش و پرداخت، ماضی کی گود میں نہ ہو تو حال (بقول ایک بزرگ کے جو رعایت لفظی کے پیش امام ہیں) بدحال ہو جائے۔

پرانی چال کا آدمی ہو تو اس کے دل میں سب سے سے زیادہ احترام باپ کا ہوتا ہے۔ اور نئی چال کا ہو تو سب سے زیادہ بیوی سے رغبت رکھتا ہے۔

باپ ہمیشہ شفقت اور شرافت کی بناء پر مشورہ دیتا ہے' بیوی نفع اور نقدی کے پہلو مد نظر رکھتی ہے۔

اگر ادنیٰ طبقے کا کوئی آدمی ہو اور ادنیٰ حرکتیں کرنے لگے تو تحمل اور تواضع سے کام لیجئے' رام ہو جائے گا اور اونچے طبقے کا آدمی گھٹیا پن پر اتر آئے تو اسے یقین دلا دیجئے کہ گالی اور گھونسے سے بھی کام لیا جا سکتا ہے' فوراً" ہوش میں آ جائے گا۔

دنیا کا سب سے عجیب پہلو یہی ہے کہ وہ موت کو زندگی کا سب سے بڑا حادثہ ثابت نہیں ہونے دیتی' بلکہ زندگی کو زندگی کا سب سے بڑا انعام بتاتی ہے۔

علم' نہایت ہی خطرناک چیز ہے۔ کم ذی علم ایسے پائے گئے ہیں جنہوں نے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے ساتھ ہی نقصان نہ پہنچایا ہو۔

اکثر اوقات یہ ہوا کہ جہاں کہیں لوگوں کو اپنے ادنیٰ مقاصد میں کامیابی نظر نہ آئی' انہوں نے مذہب کو آڑ بنا لیا۔

علم' مذہب اور آزادی باوجود بہترین نعمت ہونے کے نااہل سوسائٹی میں بڑے خطرناک عناصر ہیں۔

علم کا مفہوم میرے نزدیک، جاننا پہچاننا ہی نہیں جاننے پہچاننے کی ذمہ داری بھی ہے۔

آج کل دنیا میں جو ہلچل' افراتفری' بے دلی اور بے زاری پھیلی ہوئی ہے اس کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ علوم اور ان علوم کے پھیلانے کے وسائل تو بہت بڑھ گئے ہیں لیکن اچھے معلم تقریباً" ناپید ہو گئے ہیں۔

کھیل میں' کھانے پر اور سفر میں ہر شخص کا عیب و ہنر کھل جاتا ہے۔ خواہ وہ

اس کے چھپانے کی کتنی کوششیں کیوں نہ کرے۔

میں کسی آدمی کی سیرت اور شخصیت کا اس سے بھی اندازہ لگاتا ہوں کہ وہ میزبان یا مہمان کی ذمہ داریوں سے کس طرح عہدہ برآ ہوتا ہے اور کس حد تک دسترخوان کے آداب ملحوظ رکھتا ہے۔

ابتدائے زندگی میں تنگدستی سے بہتر اور سستی تربیت گاہ میں نے آج تک نہ دیکھی' بشرطیکہ تنگدستی کا یہ زمانہ محنت اور ایمانداری سے کاٹ دینے کی اللہ توفیق دے۔

ہر اچھا اور بڑا آدمی تائید غیبی پر ایمان رکھتا ہے۔

آخر کار منصب نہیں بلکہ شخصیت فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔

تنگ حال ہونا اور اس کا اظہار نہ ہونے دینا' اتنا ہی مشکل ہے جتنا اقتدار کو پہنچنا اور آپے میں رہنا۔

اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنی بخشش کی بشارت اس محبت سے بھی دیتا ہے جو وہ اپنے نیک بندوں کی طرف سے اپنے بعض گنہگاروں بندوں کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

جو شخص ہار جیت دونوں میں اپنا سہارا خود ہو اس کو کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تبدیلی اور اصلاح سب سے دیر میں حکومتیں قبول کرتی ہیں' اور ان کا احساس و اظہار سب سے پہلے قوم کے ارباب فکر و نظر کرتے ہیں۔

اپنے محاسبے کے لئے اپنی کمین گاہ میں بیٹھنا ایک بات ہے' اور بہت بڑی بات ہے اور اپنی بنائی ہوئی جنت یا خانقاہ میں بیٹھنا قطعاً" دوسری بات ہے اور بہت معمولی بات ہے۔ اول الذکر حالت وسیلہ ہے ایک بڑے مقصد کا' اور موخر الذکر بجائے خود ایک مقصد ہے' لیکن ادنیٰ مقصد ہے۔ ایک پناہ لینا ہے' دوسرا

پناہ دینا ہے۔

تفسیر میں مفسر کے نقطہ نگاہ کا راہ پا جانا جتنا نامناسب ہے اتنا ہی ناگزیر بھی ہے۔

تفسیر میں ایسے مقامات آتے ہیں جہاں تاویل و تعبیر کے ایک سے زیادہ پہلو نکلتے ہیں۔ چنانچہ الہامی اور مذہبی کتابوں پر معتقدین اور منکرین نے بربنائے اعتقاد یا انتقاد اب تک جتنے متضاد خیالات کا اظہار کیا ہے وہ شاید ہی کسی اور نوعیت کی کتاب کے بارے میں دیکھنے میں آئیں۔

فن کو شخصیت سے توانائی اور توثیق ملتی ہے اور فن کی غلامی شخصیت کی ناکامی کی دلیل ہے۔ فن ٹیکنیکل اور میکینکل ہوتا ہے اور شخصیت عطیہ ء الٰہی ہے جو ریاضت اور انتظار سے جلا پاتی ہے۔

شخصیت کا کارنامہ یہ ہے کہ وہ معمولی کو غیر معمولی بنا دے۔

ظرافت کا مدار ذوق پر ہے حافظے پر نہیں۔

الہامی اور قانونی کتابوں کا ترجمہ سب سے مشکل ہوتا ہے۔

موت سے مخصوص افراد چاہے جس شدت سے متاثر ہوں' نظام فطرت میں اس سے زیادہ ناقابل التفات واقعہ دوسرا نہیں۔

موت اور زیست کی گردش نے کتنوں کو بڑا' کتنوں کو چھوٹا کتنوں کو یکساں کر دیا ہے۔

آزمائش کا سامنا ہو تو جان' مال' ناموس' احباب اور اقربا' کسی کی پروا نہ کرنا چاہیے' صرف اپنا فرض بجالانا چاہیے۔

جہاں اچھے شاعر اور شناور پیدا ہوتے ہوں' وہاں حدود و حصار دیر تک قائم نہیں رہ سکتے۔

جو قومیں کسی بیرونی طاقت کے شکنجے میں جکڑی ہوتی ہیں وہ تھوڑی سی کوشش سے جلد رہائی حاصل کر لیتی ہیں، لیکن جو اپنے ہی بنائے اور اختیار کیے ہوئے

طوق و سلاسل میں گرفتار ہوں وہ بڑی مدت میں نجات پاتی ہیں۔
انسانی ذہن اور آئندہ نسل میں انسان کی فضیلتوں ہی کی یاد باقی رہے تو اچھا ہے۔
برے اور بد نیت اشخاص برے اور اچھے لوگوں کی تمام خوبیوں سے منہ موڑ کر ان کی صرف ایک آدھ کمزوریوں کو اپنی بد اعمالی و بے راہ روی کے جواز میں چن لیتے ہیں۔
کسی کے عیب نکالنے سے بہتر مشغلہ چپ رہنا اور دونوں سے بہتر اس کی خوبیوں کو ظاہر کرنا ہے۔
انسان اور انسانیت کے تقاضے' فن اور فنکار کے تقاضوں سے وسیع تر اور عظیم تر ہوتے ہیں۔
موجودہ دنیا کی بے یقینی و محرومی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم فن اور فنکار' سائنس اور سائنس کار کو انسان و انسانیت پر ترجیح دینے لگے ہیں۔
جہاں خاک نشینی نہ آتی ہو وہاں عرش پروازی' زبردست خطرہ ہے۔
شہوت' غصہ نفرت اور خودنمائی کے جذبات بڑے منہ زور ہوتے ہیں اور کم و بیش ہر انسان میں ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی غلط نہیں ہے کہ حیوان اور انسان میں فرق بھی ہے کہ حیوان ان پر قابو نہیں رکھ سکتا لیکن انسان ان کو بس ہی میں نہیں رکھتا بلکہ ان کو بہتر مقاصد اور بہتر شکل میں ڈھال دیتا ہے۔ وہ محسوس تو حیوان ہی کی طرح کرتا ہے لیکن اظہار انسان کی مانند کرتا ہے۔
خواہش یا ارادہ نیک اور بلند ہے تو اس کا سرچشمہ کوئی حقیقت اعلیٰ ہوگی۔
اعلیٰ شخصیتوں کی اعلیٰ خدمات کی ذہنوں پر ایسی گرفت ہوتی ہے کہ ہم ان کے ہوتے ہوئے کبھی کبھی فطرت کے اٹل قوانین کو بھی بھولنے لگتے ہیں۔

اچھے آدمیوں کے بارے میں ہم غیر شعوری طور پر خیال قائم کر لیتے ہیں کہ شاید وہ ہمیشہ زندہ رہیں یا جلد نہیں مریں گے۔ اس کے برعکس برے اشخاص کے بارے میں یہ خیال آتا رہتا ہے کہ ان سے جلد نجات مل جائے گی۔

قلم سے کیا کیا اور کیسے کیسے کام لئے جا سکتے ہیں۔ فنون لطیفہ کے بھی اور فنون سپہ گری کے بھی۔

سب سے مشکل کام یہ ہے کہ بڑا ہو جانے پر کوئی شخص اپنے بد قسمت کم حیثیت یا کسمپرس پرانے ساتھیوں کا خیال رکھے۔

حادثہ کتنا ہی سخت کیوں نہ ہو نفس اپنے تقاضوں سے بے پروا رہنے کی کسی کو زیادہ مہلت نہیں دیتا۔

وہ منافق و مفتری جو اپنے نامبارک اغراض کی خاطر لیڈر کی چھتری کے نیچے پناہ گزین ہوتے ہیں' موقع ملنے پر سب سے پہلے اپنے محافظ و مربی سے منحرف ہو کر اس کے نام اور کام کو داغدار کرنے اور اپنے مقاصد کو آگے بڑھانے میں سرگرم عمل ہو جاتے ہیں۔

توفیق انسانی اور تقدیر الٰہی اکثر برگزیدہ افراد کی ناکامی میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اسے ناکامی نہیں کامرانی بتایا گیا ہے۔

عالمانہ و مخلصانہ نقطۂ نظر کی یہ کرامت ہے کہ ناگہانی پیچیدگیوں اور نامعلوم مسائل کا حل بڑی آسانی سے سامنے آجاتا ہے۔

ہر بڑی شخصیت اور ہر بڑے کارنامے کے پیچھے عام نظروں سے اوجھل بظاہر ایک نہایت معمولی اور ناقابل التفات لیکن دراصل نہایت پختہ کار ہستی ہوتی ہے اور اس کو تقویت پہنچاتی رہتی ہے۔ یہ ہستی جدال و قتال کے میدان اور عیش و طرب کی محفل دونوں سے علیحدہ رہتی ہے لیکن میدان و محفل دونوں میں اسی کا عمل دخل پوشیدہ رہتا ہے۔

عدالت میں قانون انصاف ہوتا ہے۔ حقیقی انصاف تو بچ کے شریفانہ سمجھوتہ ہی میں ہوتا ہے۔

جس کے ہاں خیالات کی رعنائی ہو اس کے ہاں جذبات کا ہیجان و طغیان یوں بھی کم ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ دوزخ اور بہشت کی موجودگی نے انسانیت کی تکمیل میں بڑی رکاوٹیں پید کردی ہیں۔

تجسس' عورت کی فطرت ہے اور پاسبانی اس کی عداوت۔ ان کا سد راہ نہ پردہ ہے نہ پیانو۔

عورت' مرد کے محاسن سے زیادہ اس کے معاصی کی پرستار ہوتی ہے۔

اس زمانے میں لوگ اپنی کمزوریوں اور دوسروں کی بیویوں کو آرٹ سمجھتے ہیں۔

اقوال احسان دانش

ایک مصیبت سے دوسری مصیبت کا درمیانی فاصلہ سکون حیات کہلاتا ہے۔

دشمنوں کو بھی میں نے محبت اور تشکر کا مستحق گردانا ہے کیونکہ انہوں نے بھی مجھے غفلت سے جگایا اور آنکھیں دی ہیں۔

میں تو صرف محبت کا بندہ ہوں اور خلوص کو انسانیت کا زیور گردانتا ہوں۔

اوچھے حاکم اور سنگدل سرمایہ دار' یہ دونوں ہمیشہ رحم اور انصاف کی خصوصیات سے علیحدہ رہے ہیں۔ وہ تو ایسے مردے ہیں جو خود اپنے تابوت اٹھائے پھرتے ہیں اور رونے ہنسنے کی سکت رکھتے ہیں۔ انہیں غیرت' وفا اور ہمدردی جیسے ناموں سے متعارف ہونے یا سیاست کا منشاء و مفہوم سمجھنے کی کیا پڑی ہے؟

غذا میں احتیاط برتنا اور حرام و حلال میں تمیز کرنا بھی ایک قسم کے اتقاء اور

پاکیزگی میں شمار ہے۔
سادہ خوراک سے پیٹ بھرنے والا انسان اپنی تلاش اور ذات کی شناخت میں جلدی کامیاب ہو جاتا ہے۔
مقوی اور روغنی غذائیں خواہش نفسانی کے ساتھ ساتھ بے غیرتی اور بد تمیزی کے غدودوں کو بڑھاتی ہیں۔
ادب وہ ہوتا ہے جو مسائل کی نشاندہی اور ان کا حل بیان کرے۔
افلاس میں ہر ارادے کی بنیاد بے اعتبار ہوتی ہے۔
اس باغ عالم میں بعض بدنصیب پھول تو ایسے کھلتے ہیں جنہیں مجاور اور گورکن فوراً لپک لیتے ہیں۔ پھر وہ تربتوں پر سلتے ہیں یا قبرستان کے چوراہوں پر۔ اور بعض کلیوں ہی کو لوؤں کی لپٹیں چاٹ جاتی ہیں۔
میں تو ان چوروں چکاروں کو اچھا خیال کرتا ہوں جو امیروں کا مال چراتے ہیں اور غریبوں میں بیٹھ کر ٹھکانے لگاتے ہیں۔ ان کے دروازے سے کوئی فقیر خالی تو نہیں جاتا۔ وہ کسی بیوہ کو تو نہیں ستاتے۔
دولت کی چکا چوند بصیرت کو تاریک کر کے اسرار کائنات کی طرف نہیں آنے دیتی۔
بعض اوقات حالات کے سائے، غموں کی دھوپ کو اور بھی شدید کر دیتے ہیں۔ اور سینے میں اونگھتا ہوا درد دہکنے لگتا ہے۔
ساز کا لہرا رقص میں ایک ایسا بہاؤ پیدا کر دیتا ہے کہ اگر اس میں موسیقی کا جادو بھی شامل نہ ہو تو ہاتھ پاؤں اپنا پیغام مخاطب کے دل و دماغ تک پہنچا دیتے ہیں. اور اس طرح بھی رقاص کا مقصد پورا اور فن کا اظہار مکمل ہو جاتا ہے۔
محبت میں روح کی تشنگی جسمانی اطمینان سے زیادہ پر کیف اور دل کی آگ پھولوں سے زیادہ سکون پرور ہوتی ہے۔

محبت میں انسان دنیا کی لعن طعن' معاشی خسارہ اور مذہبی حرف گیری کی پرواہ نہیں کیا کرتا۔ وہ تو پہلے ہی سوچ لیتا ہے کہ موت کے سائے میں مشکلوں سے دست و گریبان ہونا اور جھنجلائے ہوئے عناصر سے ہم چشمی زندگی کا دوسرا نام ہے۔

شرابی کا نشہ اس قدر ناپاک اور نقصان رساں نہیں ہوتا جتنا دولت کا غرور اور منصب کا پندار۔

روح کی پاکیزگی جسم کو بھی متقی کر دیتی ہے اور زبان و جسم کی لذت پسندی روح کو اخلاقی رخنہ اندازی کی ذلت تک لے آتی ہے۔

کوئی مزدور اپنی طبعی موت نہیں مرتا۔ کم خوراک کے ساتھ مسلسل اور شدید مشقت' ان کی عمروں میں دراڑیں کھول دیتی ہے اور یہ اپنے تمام تر آلام و مصائب اور زہرہ گداز مشقت ورثہ میں اپنی اولاد کو دے جاتے ہیں۔

ٹھوکر کھا کر سنبھلنا' سنبھل کر ٹھوکر کھانے سے بہتر ہے۔

عبادت اور محبت میں جذبہ ایک ہی معیار کا ہوتا ہے۔

گندے جسموں میں نیکی کا خیال بھی اندھیرے میں دھوئیں سے زیادہ نہیں ہوتا۔

کچھ قطعات زمین ایسے بھی ہیں جہاں جہالت میں اگی ہوئی اجسام کی فصلیں افراتفری کے موسم میں گاہ دی جاتی ہیں اور بعض بعض مقامات پر تو ابھی بالیاں گھرانے بھی نہیں پاتیں کہ درانتی پڑ جاتی ہے۔

ہر آنے والی قیامت انسانوں ہی کے لئے ہوتی ہے۔ مردوں کی طرح بے حسی زندگی کے اوصاف میں سے نہیں ہے۔ کم ہمتی' سہولت پسندی اور کھولت' وقت سے بے وفائی نہیں تو طوفان سے جھجک ضرور ہے۔ اس لئے مردانہ واری یہی ہے کہ انسان نبرد آزمائی کے لئے کمربستہ رہے اور حادثات کو للکارنے میں

وقفہ نہ پڑنے دے۔

غریب لوگ ہمیشہ مخلص ہوتے ہیں۔

شعر تو آئینے سے بھی نازک شے ہے۔ جیسے آئینہ بھاپ سے میلا ہوتا ہے۔ شعر مشاقگی اور اصلاح میں مسخ ہو کر رہ جاتا ہے اور پھر بھی اسے بلندی نصیب نہیں ہوتی۔

چھوٹے آدمی عموماً" چھوٹے نہیں ہوتے' انہیں چھوٹا بنا دیا جاتا ہے اور علم کی کمی کے باعث وہ خود کو چھوٹا خیال کرنے لگتے ہیں اور اس احساس کمتری میں قوموں کی قومیں تباہ ہو گئی ہیں۔

جب تک انسان مصائب کے انعام اور افلاس کی افادیت سے آگاہ نہیں ہوتا وہ دنیا کی خدمت اور خدا کی عبادت کے قابل نہیں ہوتا کیونکہ افلاس پر تشکر اور مصائب پر صبر' فطرت کے احسانات کی غیر جانب دارانہ گواہی ہے۔

اگر پسماندہ طبقہ سوچنے لگے تو آسانی سے سمجھ میں آ جائے گا کہ طبقہء اول تمام کا تمام' اس میں اوچھے تاجر ہوں یا نااہل حکام' جاگیردار ہوں یا جتھے بند' سب غریبوں اور مزدوروں کا لہو پی کر نشوونما پاتے ہیں اور انہی طاغوتیوں نے مفلسوں اور ناداروں کو زندگی کی ضروریات کم کرنے پر مجبور کر رکھا ہے۔

موجودہ نظام منہ زور حیوانوں کے تسلط کا ہے اس سے انسانیت کی تعلیم کے دامن سمٹتے جا رہے ہیں۔ طالب علموں کا تو کیا ذکر' دانشور طبقہ بھی انسانیت کے راستوں کی دیواریں بن رہا ہے۔

شاعری ایک فطری جذبہ ہے لیکن اہل علم کی صحبت اور مطالعہء کتب اس میں چار چاند لگا دیتا ہے۔

بڑے لوگ عموماً" بڑے نہیں ہوتے اور نہ چھوٹے آدمی عموماً" چھوٹے ہوتے ہیں۔

بعض مواقع پر گفتگو اتنی ہی خطرناک ہوتی ہے جتنی گفتگو کے موقعوں پر خاموشی۔

جو اصول حیات' قابل عمل نہیں ہوتے وہ باطل کے سائے سے نکلتے ہیں اور ارتقائے کائنات کی ٹھوکروں میں چکنا چور ہو جاتے ہیں۔

عورت' پہلی ہی ملاقات میں زندگی کے نصف پردے اٹھا دیتی ہے۔ وہ نہ ظرف دیکھتی ہے نہ اہلیت' اور اس جذباتی عجلت میں وہ ایسی خوشیوں پر ہاتھ ڈالتی ہے جن کی ملکیت غموں کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ عورت پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب وہ جذبات کے جواب میں جذبات کے علاوہ کچھ نہیں چاہتی اور نہ کچھ ہونا چاہتی ہے اور یہ پیش خیمہ ہے اس کے انسانی زوال کا اور مرد کی فریب خوردگی کا۔

مرد' عورت کے لئے متانت' سنجیدگی' خودداری اور تقدس سب کو ارزاں سے ارزاں قیمت پردے دینے کے لئے بیتاب ہو جاتا ہے۔ مگر صرف اس وقت تک جب تک عورت پر اس کا تصرف نہیں ہوتا اور جب مرد کی انگلیوں کے نشیب و فراز سے لمس کی لہریں عورت کی عصمت پر جانکنی طاری کر دیتی ہیں اس وقت وقیع سے دقیع اور حسین سے حسین عورت اپنی قیمت اور عظمت کھو بیٹھتی ہے۔

تقلید کی انگلی پکڑ کر چلنے سے ایجاد میں ٹھوکریں کھانا بہتر ہے۔

زور بازو کی حلال کمائی سے بلند عمارتیں ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قلعہ نما مکان ایک ہی فرعون کے تصرف میں نظر آتا ہے۔

پبلک جرائم میں نصف سے زیادہ ذمہ داری نااہل حکومت پر ہوتی ہے اور گناہوں میں نصف سے زیادہ ناقص پیشوایان مذہب پر۔

حسن ریشم کا وہ کیڑا ہے جو جسموں کے لئے کیف و آسائش دے کر ذلیل موت مرتا ہے۔

عورت سن کر ہی عشق میں مبتلا ہو جاتی ہے اور جب دیکھتی ہے تو اس میں کھو جانا چاہتی ہے۔ لیکن مرد دیکھ کر پانے کی کوشش کرتا ہے اور حاصل کر کے برباد کر دیتا ہے۔

اقوال شورش کاشمیری

جب کوئی شہر فوج کی زد میں ہو تو اس کی دولت ہی نہیں عصمت بھی لٹتی ہے۔
فاتحین چکلے بناتے اور مفتوحین کسبیاں جنتے ہیں۔
گناہ چہرے سے بول اٹھتا ہے اور خواہش آنکھوں میں جھلک اٹھتی ہے۔
انسانی نفس کی گمراہیاں' جنگل کی آگ کو بھی پیچھے چھوڑ جاتی ہیں
عورت زندگی میں ایک ہی بار محبت کرتی ہے۔ اگر اس کی محبت اس سے دغا کرتی ہو تو پھر وہ محبت نہیں کرتی' انتقام لیتی ہے۔
تحریکیں پہلے بھڑکتی پھر بھڑکائی جاتی ہیں اور جب راکھ ہوتی ہیں تو ان سے کوئی شعلہ نہیں اٹھتا۔

بڑے انسانوں کی کمزوریاں ان کا آرٹ ہوتی ہیں' اور غلطیاں تجربہ۔ چھوٹے انسانوں کی کمزوریاں ان کے خلاف فرد جرم بنتی ہیں اور غلطیاں رسوائی کے چھینٹے۔

درد ایک مقدس امانت ہے جو اپنوں ہی کے حوالے کی جا سکتی ہے۔
تاریخ شکست خوردہ لوگوں سے کبھی انصاف نہیں کرتی۔
زندگی' خوشیوں اور غموں کا مجموعہ ہے۔ بعض غم مسرت افزا ہوتے ہیں اور بعض خوشیاں غم افروز۔
بیت اللہ میں عقیدہ حاضر ہوتا اور جبینیں جھکتی ہیں۔ حرم نبوی میں عشق لے

جاتا اور دل جھکتے ہیں۔
کتاب کی صحیح تعریف یہ ہے کہ اس کے مطالعہ سے تمہارا یہ احساس قوی ہو کہ تم نے ایک اچھے دوست کی معیت میں اپنا وقت گزارا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے عورتیں احتساب کے لئے نہیں حجاب کے لئے پیدا کی ہیں۔
فرد واحد کا اقتدار رحمت بھی ہو تو نتیجتاً زحمت ہو جاتا ہے۔
حالات پیدا نہیں کئے جاتے بلکہ بعض تاریخی ضرورتیں انہیں پیدا کرتی ہیں۔
الفاظ میں خلوص ہو تو ان کی طاقت خود بخود بڑھ جاتی ہے۔ رائے عامہ اصل میں کسی قوم کا معنوی طور پر عسکری مظاہرہ ہوتا ہے۔
سیرت، خدوخال میں نہیں بلکہ اعمال میں ہوتی ہے۔

اقوال ناصر کاظمی

ایک ساتھ جینا مرنا یا لکھنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ایک زمانے میں مل کر سوچنا اور کسی ایک سمت کی تلاش میں سفر کرنا ہم عصری ہے۔
ایک مشترکہ گہرے طرز احساس کے بغیر دو شخص ایک دوسرے کے ہم نوا نہیں ہو سکتے۔
وحی پر شاعری کا گمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ شاعری اور وحی میں کوئی قدر مشترک ضرور ہے۔
دراصل سچ اور جھوٹ کی سرحدیں ایک جگہ جا کر آپس میں مل جاتی ہیں۔
ایک تخلیقی ذہن میں دو مختلف سطحوں کے خیالات کوئی بامعنی سمت اختیار کئے بغیر آسانی سے جاگزیں نہیں ہو سکتے۔
آج تک دنیا میں جو شخص بھی حق بات لے کر اٹھا ہے تو شروع شروع میں زیادہ

تر لوگوں نے اس کی مخالفت کی ہے' بلکہ مخالفوں نے ہی اس کی بات کو دوسروں تک پہنچانے میں سب سے اہم کردار ادا کیا ہے۔

ہر لفظ کے پیچھے ایک مخصوص دیس کی روح اور اجتماعی تجربہ ہوتا ہے۔

ایک سچا شاعر ہر لحظہ بدلتی ہوئی زندگی کی ہنگامہ آرائیوں کا عینی شاہد ہوتا ہے۔

موسیقی لفظوں کو کھا لیتی ہے۔

اقوال برہان احمد فاروقی

سیرت و کردار' پسندیدہ و ناپسندیدہ کے درمیان امتیاز کے شعور اور اس کی قیمت ادا کرنے کا نام ہے۔

علمی دنیا میں تو کوئی نیا اور نادر خیال پیش کرنا کمال متصور ہو سکتا ہے مگر سیاسی دنیا میں کامیابی اور نتیجہ خیزی معیار ہے' ندرت خیال نہیں۔

ایمان بالغیب کی اساس نظام تکوین میں مضمرہ کائناتی قوانین ہیں جو ناقابل تغیر اور ناقابل شکست ہیں۔

تخلیق کے معنی ہیں کس چیز کو عدم محض سے وجود میں لانا۔

زندگی میں ہر اچھی تبدیلی' ہمیشہ کسی بلند پایہ ولولہ انگیز نصب العین کے حصول کی جدوجہد سے پیدا ہوتی ہے۔

جس سے حقوق طلب کئے جاتے ہیں وہ ظالم اور غاصب متصور ہوتا ہے اور جو حقوق طلب کرتا ہے وہ بے نظامی کا ارتکاب کرنے والا قرار پاتا ہے۔

صرف مادی تہذیب کے سہارے اور صرف مادی ساز و سامان کے ذریعہ صرف مادی جدوجہد کی اساس پر دنیا کی کوئی قوم علی الخصوص مسلمان نہ ترقی کر سکتے ہیں نہ باقی رہ سکتے ہیں۔

اگر استقامت نہ رہے تو انقلابی جماعت کا فنا ہو جانا ضروری ہے۔

وہ اعمال جنہیں ہم اچھا کہتے ہیں وہ اس لئے اچھے ہیں کہ وہ کسی دوسری غایت کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں یا وہ بذات خود اچھے ہیں۔ بہت سے اعمال ایسے اچھے ہیں کہ وہ بعض پسندیدہ نتائج کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

جب سیرت میں زوال آ جائے تو اقدار کاملہ مفاد پرستی کے تقاضوں کی تکمیل کا ذریعہ بن جاتی ہیں اور اقدار عالیہ کو مفاد پرستی کا ذریعہ بنانے والے' اپنی بے کرداری پر پردہ ڈالنے کے لئے نعرہ لگاتے ہیں کہ اقدار بدل گئی ہیں۔

بدی اس لئے غالب ہے کہ منظم ہے۔ نیکی اس لئے مغلوب ہے کہ غیر منظم ہے۔ وعظ اس لئے بے اثر ہے کہ اس کے پیچھے نہ یقین ہے نہ بصیرت نہ طاقت۔

یقین اور بے یقینی دونوں تجربی توثیق و شہادت سے پیدا ہوتے ہیں۔ فتح و کامرانی کا تجربہ یقین پیدا کرتا ہے اور شکست و ناکامی کے تجربے سے بے یقینی راسخ ہوتی ہے۔

قانون کا وظیفہ فقط یہ ہے کہ اگر اقدار موجود ہوں اور قانون کی قوت نافذہ میسر ہو تو قانون صرف اقدار کی حفاظت کر سکتا ہے۔ مگر جب قانون کی پیروی کی امنگ باقی نہ رہی ہو تو قانون کے ذریعے اقدار حیات کا احیاء متصور ہی نہیں ہو سکتا۔

اپنا نصب العین پیش نظر نہ رہے تو فکر و عمل کا رخ متعین نہیں رہتا اور یہی زوال ہے۔

اگر اصطلاحیں بدل جائیں تو بحث و نظر کی کائنات بدل جاتی ہے۔

جنگ سے گریز اور معاشی توازن پیدا کرنے میں بخل ہی ہر قوم کے زوال کا موجب ہوتا ہے۔

ذہنی انقلاب یہ ہے کہ کائنات اور اپنی زندگی کو بے مقصد تصور کرنے کے

بجائے بامقصد تصور کیا جائے۔
ایمانی انقلاب یہ ہے کہ یقین اس قدر راسخ ہو کہ حجاب کے رفع ہو جانے سے بھی یقین میں اضافہ نہیں ہو گا۔
حق دراصل کسی مفاد کے واجب التکمیل ہونے کے شعور کا نام ہے اور فرض کسی حکم کے واجب التعمیل ہونے کے شعور سے عبارت ہے۔
اگر ہوس اقتدار پر قابو نہ پایا جا سکے تو ظالمانہ سیاسی نظام پیدا ہو گا۔
تاریخ قوموں اور تہذیبوں کے عروج و زوال کی توجیہہ کا علم ہے۔
کسی تہذیب اور اس کی حامل قوم کے عروج کا مطلب یہ ہے کہ کسی فرد یا گروہ کی تخلیقی جدوجہد میں تعطل کو روا نہ رکھا جائے۔
بعض لوگوں کے حق میں ناروا نرمی اور بعض لوگوں کے حق میں ناروا سختی سے حکومت کا نظام' استبداد میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اقوال مولانا وحیدالدین

بظاہر مصروفیتوں سے بھری ہوئی زندگی اس طرح اپنے انجام کو پہنچ جاتی ہے کہ اس کے پاس ایک خالی زندگی کے سوا اور کوئی سرمایہ نہیں ہوتا۔
اگر رات کے بعد خدا آپ کے اوپر صبح طلوع کرے تو سمجھ لیجئے کہ خدا کے نزدیک ابھی آپ کے کچھ دن باقی ہیں اگر آپ حادثات کی اس دنیا میں اپنی زندگی کو بچانے میں کامیاب ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے منصوبہ کے مطابق آپ کو کچھ اور کرنا ہے جو ابھی آپ نے نہیں کیا۔
ایک امکان جب ختم ہو جاتا ہے تو اسی وقت دوسرے امکان کا آغاز ہو جاتا ہے۔

جس دشمن کو آپ ہلاک نہیں کر سکتے اس کو زخمی بھی نہ کیجئے۔ کیونکہ زخمی دشمن آپ کے لئے پہلے سے بھی زیادہ بڑا دشمن ہوتا ہے۔

اس دنیا میں نہ جھوٹے اقدام کی کوئی قیمت ہے اور نہ جھوٹی شکایتوں کی۔

قدرت کا ایک ہی قانون ہے جو زندہ چیزوں میں بھی رائج ہے اور غیر زندہ چیزوں میں بھی۔ وہ یہ کہ ہر مطلوب چیز کو حاصل کرنے کی ایک قیمت ہے۔ جب تک وہ قیمت ادا نہ کی جائے مطلوب چیز حاصل نہیں ہوتی۔

کتا' ہمیشہ اس وقت آپ کی طرف دوڑے گا جب وہ آپ کو کمزور محسوس کرے۔ اگر وہ دیکھے کہ آپ کے پاس طاقت ہے تو وہ آپ کی طرف رخ نہیں کرے گا۔

جو لوگ مواقع کو استعمال کرنے میں ناکام رہیں' ان کے لئے کوئی موقع' موقع نہیں۔

کوئی شخص پہلے کل میں اپنا سفر شروع نہیں کر سکتا۔ سفر جب بھی شروع ہو گا آج سے شروع ہو گا' نہ کہ گذرے ہوئے "کل" سے۔ جو لوگ آج کے دن بھی کل میں جیئں' ان کے لئے اس دنیا میں بربادی کے سوا اور کوئی چیز مقدر نہیں۔

آدمی سب سے زیادہ جس چیز میں اپنا وقت برباد کرتا ہے' وہ افسوس ہے۔

جب بھی آپ کا مقابلہ کسی مشکل سے پیش آئے تو سب سے پہلے یہ معلوم کیجئے کہ اس کا کمزور مقام کون سا ہے۔

دوسروں کے درمیان جگہ حاصل کرنے کا راز صرف ایک ہے --- آپ دوسروں کی ضرورت بن جائیں۔

وقت کوئی چیز نہیں یہ صرف دلچسپیوں کی کارگزاری ہے۔

عملی نتیجہ صرف عملی کاموں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ الفاظ کی کھیتی سے عمل کی

فصل کاٹی نہیں جا سکتی۔

بڑا کام کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کا حال یہ ہو کہ ان کا عمل ہی ان کا معاوضہ بن جائے۔

ہر کامیابی سب سے زیادہ جو چیز مانگتی ہے وہ وقت ہے۔ مگر کامیابی کی یہی وہ قیمت ہے جو آدمی دینے کے لئے تیار نہیں۔

حقیقت پسندی زندگی کا سب سے بڑا راز ہے اور ہار ماننا حقیقت پسندی کی اعلیٰ ترین قسم۔

کبھی دور کا راستہ، عملاً زیادہ قریب ہوتا ہے۔

اکثر حالات میں ناکامی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آدمی فوراً" کامیابی چاہتا ہے۔

اقوال واصف علی واصف

زندگی کی تعریف کرنا بہت مشکل ہے۔ اسے جاننا اور پہچاننا بھی مشکل ہے۔ یہ ایک راز ہے' ایسا راز کہ جس نے راز جان لیا وہ مر گیا اور جو نہ جان سکا وہ مارا گیا۔

گناہ اخلاقیات کے حوالے سے نہیں' دین کے حوالے سے ہے۔ اخلاقیات کا دین اور ہے' دین کی اخلاقیات اور۔

نیت کا گناہ نیت کی توبہ سے معاف ہوتا ہے۔ عمل کا گناہ عمل کی توبہ سے دور ہوتا ہے۔ تحریر کا گناہ تحریر کی توبہ سے ختم ہو جاتا ہے۔

جو انسان جتنا موثر ہو گا' اس کا گناہ اتنا ہی بڑا ہو گا۔

دنیا کے عظیم انسان نالہء نیم شب کی داستان ہیں۔

انسان سے محبت نہ ہو تو وطن کی محبت بھی واہمہ ہے۔ جس دیس میں ہمارا کوئی

محبوب نہ ہو اس دیس سے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔
ایک آدمی اپنے کسی عزیز کی موت پر رو رہا تھا۔ لوگوں نے کہا صبر کرو۔ اب رونے سے کیا ہو سکتا ہے۔ اس نے روتے روتے جواب دیا۔ بھائیو! رونا تو اسی بات کا ہے کہ اب رونے کا بھی کچھ فائدہ نہیں۔
یہاں جو کچھ ہے [illegible] رہے گا اور اسے اپنا کہنے والا یہاں نہ ہو گا۔ بڑے کربناک مرحلے ہیں۔ اس حیات چند روزہ میں۔ ہم صرف اپنی ملکیت کی ملکیت ہیں۔
موت صرف سانس یا آنکھ کے بند ہو جانے کا نام نہیں۔ ہر آرزو کی موت' موت ہے۔
مقصد مر جائے تو انسان مر جاتا ہے۔
موسم بدلنے کا وقت آ جائے تو وقت کا موسم بدل جاتا ہے۔
آج ہم دیکھتے ہیں کہ سقراط کا علم جاننے والا سقراط نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ سقراط کسی کتاب کو پڑھنے کے بعد سقراط نہیں بنا۔ سیرت پر کتابیں لکھنے والا ضروری نہیں کہ مسلمان ہی ہو۔ غیر مسلموں نے بھی نعت کہی ہے اور بہت اعلیٰ بھی۔
لامحدود آرزوئیں محدود زندگی کو عذاب بنا دیتی ہیں۔
جھوٹے لوگوں کے ووٹ سے سچا انسان کیسے آگے آ سکتا ہے؟
امیر غریب کی بحث نہیں' ہر انسان بیک وقت امیر بھی ہے اور غریب بھی۔ جو اپنے نصیب پر خوش ہو وہی خوش نصیب ہے۔ جس انسان کی آرزو حاصل سے زیادہ ہو وہ غریب ہی ہے۔
اچھا امیر بھی بہت اچھا ہے۔ برا غریب بھی بہت برا۔
مبلغ یقین سے محروم ہو تو تبلیغ تاثیر سے محروم ہو جاتی ہے۔

کیا یہود سے اسلحہ لے کر ہنود کے خلاف جہاد کیا جا سکتا ہے؟
اہل ظاہر کو ان سوالات کے جوابات سوچنے پڑتے ہیں۔ اہل باطن پر جواب پہلے آشکارا ہوتا ہے' سوال بعد میں بنتا ہے۔
اگر جواب معلوم نہ ہو تو سوال گستاخی ہے۔اور اگر جواب معلوم ہو تو سوال بے باکی ہے۔ بے باکی میں تعلق قائم رہتا ہے اور گستاخی میں تعلق ختم ہو جاتا ہے۔
سوال دراصل ذہن کا نام ہے اور جواب دل کا نام۔ ماننے والا جاننے کے لئے بیتاب نہیں ہوتا اور جاننے کا متمنی ماننے سے گریز کرتا ہے۔
انسان ہر حال میں اگر یہی سوچتا رہے کہ اس کا فائدہ کس بات میں ہے تو وہ اس کائنات سے کٹ کر رہ جائے گا۔ ہر بات تو انسان کی منفعت کے لئے نہیں۔ یہ کائنات دوسروں کی منفعت کی بھی کائنات ہے۔
تعریف خوشامد نہیں۔ خوشامد' بغیر صفت کے تعریف ہے۔ خوشامد اس بیان کو کہتے ہیں جس کے دینے والا جانتا ہے کہ جھوٹ ہے اور سننے والا سمجھتا ہے کہ سچ ہے۔
اگر انسان کی شکل بہتر ہے تو اس میں اس کا اپنا کیا کمال ہے۔ انسان میں انسان کا اپنا کیا ہے؟
خاموش انسان' خاموش پانی کی طرح گہرے ہوتے ہیں۔ خاموشی خود ایک راز ہے اور ہر صاحب اسرار خاموش رہنا پسند کرتا ہے۔
آواز انسان کو دوسروں سے متعلق کرتی ہے اور خاموشی انسان کو اپنے آپ سے متعارف کرتی ہے۔
زندگی ایک ایسا راز ہے جو اپنے جاننے والوں کو بھی راز بنا دیتا ہے۔
پریشانی حالات سے نہیں' خیالات سے پیدا ہوتی ہے۔
اگر دنیا کی دولت برابر تقسیم کر دی جائے تو چہرے کیسے برابر ہوں گے۔

اسلام کے نام پر جمہوریت کا قیام' دراصل اسلام اور جمہوریت دونوں سے مذاق ہے۔ اسلام' اسلام ہے اور جمہوریت' جمہوریت ہے۔

جمہوریت' سقراط کو زہر پلاتی ہے۔ منصور کو سولی پر چڑھاتی ہے۔ عیسیٰ کا احترام نہیں کرتی۔ جمہوریت کے ذریعے کوئی مفکر' امام' دانشور' عالم دین' ولی یا مردِ حق آگاہ برسرِاقتدار نہیں آ سکتا۔

دوست کمزور ہو جائیں تو دشمن خود بخود طاقتور ہو جاتا ہے۔

آنے والے ایام آخر جانے والے ایام سے ہی تو جنم لیتے ہیں۔ اگر حال کو غور سے دیکھا جائے تو استقبال کو قبل از وقت دیکھا جا سکتا ہے۔

اپنی فضیلت کو فضیلت کے طور پر بیان کرنا ہی فضیلت کی نفی ہے۔

کسی انسان کے کم ظرف ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنی زبان سے اپنی تعریف کرنے پر مجبور ہو۔

دین میں دھوکا نہیں' اگر دھوکا ہے تو دین نہیں۔

دانا' نادانوں کی اصلاح کرتا ہے۔ عالم بے علم کی اور حکیم بیماروں کی۔ وہ حکیم علاج کیا کرے گا جس کو مریض سے محبت ہی نہ ہو۔

وہ غیب جس کا علم عطا ہو جائے وہ غیب نہیں کہلاتا۔ غیب وہ ہے جس کا علم بندے تک نہیں پہنچتا۔ ایسے غیب کا تذکرہ بھی نہیں ہو سکتا اور اللہ کے لئے کچھ غیب نہیں۔

زندگی اور عقیدے میں فاصلہ رکھنے والا انسان منافق ہوتا ہے۔

غیر یقینی حالات پر تقریریں کرنے والے' کتنے یقین سے اپنے مکانوں کی تعمیر میں مصروف ہیں۔

"بھائی! آپ نے زندگی میں پہلا جھوٹ کب بولا؟"

"جس دن میں نے یہ اعلان کیا کہ میں ہمیشہ سچ بولتا ہوں"۔

اس دنیا میں انسان نہ کچھ کھوتا ہے نہ پاتا' وہ تو صرف آتا ہے اور جاتا ہے۔
انسان کسی کو شریک زندگی بنانے سے پہلے اس کے حال اور ماضی کو دیکھتا ہے۔
لیکن یہ بھول جاتا ہے کہ اس کی رفاقت میں اس نے مستقبل گذارنا ہے۔
انسان اپنے آپ کو جتنا محفوظ کرتا ہے اتنا ہی غیر محفوظ ہوتا جا رہا ہے۔
حالات اور وقت کی تبدیلیوں سے بدلنے والے تعلقات سے بہتر ہے کہ انسان تنہا رہے۔
اصل ترقی یہ ہے کہ زندگی بھی آسان ہو اور موت بھی مشکل نہ رہے۔
جو انسان اپنی وفا کا ذکر کرتا ہے وہ اصل میں دوسرے کی بے وفائی کا ذکر کر رہا ہوتا ہے' وفا تو ہوتی ہی بے وفا سے ہے۔
انسان پریشان اس وقت ہوتا ہے جب اس کے دل میں کسی بڑے مقصد کے حصول کی خواہش ہو لیکن اس کے مطابق صلاحیت نہ ہو۔
سکون کے لئے ضروری ہے کہ یا تو خواہش کم کی جائے یا صلاحیت بڑھائی جائے۔
تسلیم کے بعد تحقیق گمراہ کر دیتی ہے۔
بدی کی تلاش ہو تو اپنے اندر جھانکو' نیکی کی تمنا ہو تو دوسروں میں ڈھونڈو۔
ہماری خوشیاں ہی رخصت ہو کر ہمیں غم دے جاتی ہیں۔ جتنی بڑی خوشی اتنا بڑا غم۔ غم خوشی کے چھن جانے کا نام ہے۔
کامیابی اور ناکامی اتنی اہم نہیں جتنا کہ انتخاب مقصد۔
جھوٹا آدمی کلام الٰہی بھی بیان کرے تو اثر نہ ہوگا۔ صداقت بیان کرنے کے لئے صادق کی زبان چاہئے۔ بلکہ صادق کی بات ہی صداقت ہے۔ جتنا بڑا صادق اتنی بڑی صداقت۔
آسمانوں پر نگاہ ضرور رکھو لیکن یہ نہ بھولو کہ پاؤں زمین پر ہی رکھے جاتے ہیں۔

دو انسانوں کے مابین ایسے الفاظ--- جو سننے والا سمجھے کہ سچ ہے اور کہنے والا جانتا ہو کہ جھوٹ ہے--- خوشامد کہلاتے ہیں۔

آج کی زندگی میں نہ مرثیہ ہے نہ قصیدہ--- انسان کئی زندگیاں گذار رہا ہے اور لازمی ہے کئی اموات دیکھ رہا ہو۔

سب کا دوست کسی کا دوست نہیں۔

ہر ایک سے بے تعلق اپنی ذات سے بھی لاتعلق ہو کر رہ جاتا ہے۔

اگر سکون چاہتے ہو تو دوسروں کا سکون برباد نہ کرو۔

جب آنکھ دل بن جائے تو دل آنکھ بن جاتا ہے۔

سب سے پیارا انسان وہ ہوتا ہے جس کو پہلی ہی بار دیکھنے سے دل یہ کہے "میں نے اسے پہلی بار سے پہلے بھی دیکھا ہوا ہے"۔

علم سے پہلے کا زمانہ جہالت کا دور کہلاتا ہے۔

انسان اپنی ملکیت کی ملکیت بن کر رہ گیا ہے۔ انسان اپنے آپ کو محفوظ کرتے کرتے غیر محفوظ ہو جاتا ہے۔ خطرہ انسان کے اپنے اندر ہے سانس اندر سے اکھڑتی ہے۔

بچہ بیمار ہو تو ماں کو دعا مانگنے کا سلیقہ خودبخود ہی آ جاتا ہے۔

بہترین کلام وہی ہے' جس میں الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوں۔

جب نبی کی وراثت موروثی نہیں تو اولیاء کی وراثت کس طرح موروثی ہو گئی؟ گدی نشینی کا تصور' غور طلب ہے۔

ہمارا بدترین دشمن وہ ہے جو دوست بن کر زندگی میں داخل ہوا اور ہمارا بدترین دوست ہے وہ جو دشمن بن کر جدا ہو۔

ایک انداز سے دیکھا جائے تو گناہ ایک بیماری ہے۔ دوسرے انداز سے دیکھیں تو بیماری ایک گناہ ہے۔

اس دوست کا گلہ کر رہے ہو جو دھوکا دے گیا۔ گلہ اپنی عقل کا کرو کہ دھوکا دینے والے کو دوست سمجھتے رہے۔

شیطان نے انسان کو نہ مانا۔ اللہ نے اس پر لعنت بھیج کر اسے نکال دیا۔ انسان کے دشمن کو اللہ نے اپنا دشمن کہا۔ انسان' اللہ کے دشمن سے دوستی کر لے تو بڑے افسوس کا مقام ہے۔

اگر کیفیت یا یکسوئی نہ بھی میسر ہو تو بھی نماز ادا کرنی چاہیے۔ نماز فرض ہے' کیفیت فرض نہیں۔

کسی نے پوچھا "بارش کا کیا فائدہ ہے؟" جواب دیا "میرا کھیت سیراب ہوتا ہے" اس نے پھر پوچھا "بارش کا کیا نقصان ہے؟" جواب دیا "میرے بھائی کا کھیت سیراب ہوتا ہے"۔

جس آدمی کے آنے سے خوشی نہیں' اس کے جانے کا غم کیا ہو گا۔

سچے کی عزت نہ کرنے والا انسان جھوٹا ہوتا ہے اور جھوٹے کی عزت نہ کرنے والا ضروری نہیں کہ سچا ہو۔

خاوند کو غلام بنانے والی بیوی' آخر غلام ہی کی تو بیوی کہلاتی ہے۔ دانا بیوی' خاوند کو دیوتا بناتی ہے اور خود دیوی کہلاتی ہے۔

جس ذات کو ہم حسن سے منسوب کرتے ہیں وہی محبوب ہے۔

جو تکلیف اللہ سے قریب کر دے' وہ امتحان ہے اور جو ابتلا اللہ سے دور کر دے وہ سزا۔

جس عشق میں رقیب کی خواہش ہو وہ عشق حقیقی ہوتا ہے اور جو عشق رقابت برداشت نہ کر سکے وہ مجاز کی تعریف میں آتا ہے۔

صرف ایک عمل ایسا ہے جس میں خالق اور مخلوق بیک وقت شریک ہوتے ہیں اور وہ عمل حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات مبارکہ پر درود بھیجنا

ہے۔

ایک وقت میں اگر کوئی شخص غلط کام کر رہا ہو تو ضروری نہیں ہوتا کہ وہ آدمی بھی غلط ہو۔

جو آدمی کو پسند ہے اسے حاصل کرے یا پھر جو اسے حاصل ہے اسے پسند کرے۔

زمین کے سفر میں اگر کوئی چیز آسمانی ہے تو وہ محبت ہی ہے۔

ہم جس ذات کی بقا کے لئے اپنی ذات کی فنا تک بھی گوارا کرتے ہیں' وہی محبوب ہے۔

محبت دو روحوں کی نہ ختم ہونے والی باہمی پرواز ہے۔

ایسا عمل جس کی نیت بری ہو اور نتیجہ اچھا ہو' خوف پیدا کرتا رہے گا۔ وہ عمل جس کی نیت اچھی ہو خواہ برا ہو' خوف سے آزاد رہتا ہے۔ خوف دراصل بری نیت کی تخلیق ہے۔

بزرگوں سے کی گئی گستاخیوں کی سزا گستاخ بچوں کی شکل میں ملتی ہے۔

دولت کی آرزو میں غریبی کا ڈر ہے۔ غریب کو غریب ہونے کا ڈر نہیں ہوتا۔ اس کو امید ہوتی ہے کہ کبھی بھلے دن آئیں گے۔ امیر آدمی کو ڈر ہوتا ہے کہ کبھی برے دن نہ آجائیں۔

انسان کماتا ہے تاکہ زندہ رہے اور زندہ رہتا ہے تاکہ کماتا رہے۔ یہ کیا ہے؟

سب لوگوں کا خوش ہونا' اس بات کا ثبوت ہے کہ تم نے سچ بولنا چھوڑ دیا ہے۔

کوئی جھوٹا آدمی سچ بولنے لگے تو سمجھ لینا چاہیے کہ سچ خطرے میں ہے۔ سچ وہی ہے جو سچے کی زبان سے نکلے۔

ایک کافر' اسلام پر یا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات طیبہ پر کتاب لکھ کر تو مومن نہیں ہو سکتا۔ مومن وہ ہے جس کو اعتماد شخصیت نبی حاصل ہو اور

جسے وابستگی نبی حاصل ہو۔ مومن وہ نہیں جسے بھائی مدد کے لئے پکارے اور وہ اسے قرآن سنانا شروع کر دے۔

خوش شکل چہرہ قدرت کی طرف سے عطا ہونے والا پاکیزہ رزق ہے۔

علم باد صبح گاہی اور آہ سحر گاہی سے ملتا ہے۔ تحیر سے ملتا ہے۔ تعلق سے ملتا ہے اور تقرب سے ملتا ہے۔

قوم کے افراد اگر وحدت کے تصور سے محروم ہو جائیں تو ان کا اضطراب انہیں مایوس کر کے ہلاک کر دیتا ہے۔ اگر وحدت قائم ہو جائے تو یہی اضطراب یم بہ یم منزل مقصود ہے۔

کامیابیوں کی منزلیں طے کرنے والا ناکامی کے عبرت کدے میں دم توڑ سکتا ہے۔ ناکامی کی افتاد سے نکلتا ہوا انسان کامیابی کی چوٹی تک پہنچ سکتا ہے۔

کمزور عقیدہ الجھتا ہے' لڑتا ہے' جھگڑتا ہے۔ لیکن طاقتور اور صحت مند عقائد دوسرے عقیدوں کو اپنے ساتھ اس طرح ملاتے ہیں' جیسے سمندر دریاؤں کو اپنے اندر سمیٹتا ہے۔

آرزو جب استعداد سے بڑھ جائے تو حسرت شروع ہو جاتی ہے۔ باعزم انسان حسرت سے محفوظ رہتے ہیں۔ انسان اپنی پسند کو حاصل کرے یا اپنے حاصل کو پسند کر لے تو حسرت نہیں رہتی۔

ہم فیصلوں والی قوم بنتے جا رہے ہیں۔ بہت بڑے فیصلے' بہت جلد فیصلے' زیادہ فیصلے' فیصلے ہی فیصلے' اور جب عمل کا وقت آئے تو نئے فیصلے کرنے لگ جاتے ہیں۔ ہم لوگ بڑی دیر سے فیصلوں کا کھیل کھیلتے آ رہے ہیں۔ ہم شاید جانتے نہیں کہ ہمارے فیصلوں کے اوپر ایک اور فیصلہ نافذ ہو جایا کرتا ہے۔ یہ وقت کا فیصلہ ہوتا ہے اور وقت کے سامنے ہمارے سارے فیصلے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

ہم زندگی کا سفر تنہا شروع کرتے ہیں اور انجام کار تنہا ہی ختم کرتے ہیں۔ نہ کوئی ہمارے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور نہ کوئی ہمارے ساتھ مرتا ہے۔ ہمارے اجتماعات ضرورت کے ہیں اور ضرورتیں وفا سے ناآشنا ہوتی ہیں اور جب تک وفا نہ ملے' تنہائی ختم نہیں ہوتی۔

ہمیں اپنے آنسو مقدس نظر آتے ہیں لیکن دوسروں کے آنسو ہمیں مگرمچھ کے آنسو نظر آتے ہیں۔

محبت قائم رہے تو فراق بھی وصال ہے اور محبت نہ رہے تو وصال بھی فراق۔

نیت کی اصلاح ہو تو عمل میں خلوص پیدا ہو سکتا ہے اور عمل کا خلوص نیتوں سے بے نیاز ہے۔

نیکی کے سفر میں جہاں بھی آخری سانس آئے' وہی منزل ہے۔

انسان کی جوانی ہی اپنی بداعتدالیوں کی وجہ سے بڑھاپے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر جوانی حدود اور حفاظت میں رہے تو بڑھاپا فاصلے پر ہی رہتا ہے۔ جب جوانی اپنے آپ سے باہر ہوتی ہے تو بڑھاپا اندر داخل ہوتا ہے۔

مجبور انسان اپنے جائز حقوق سے دستبردار ہونا ہی اپنے حق میں بہتر سمجھتا ہے۔

حال کے عمل سے ماضی کا عمل بدل سکتا ہے۔ ماضی کفر ہو تو حال کلمہ پڑھ کے مومن ہو سکتا ہے۔ حال مومن ہو جائے تو ماضی بھی مومن۔

چھوٹے آدمی کو چھوٹا نہ سمجھو' بڑا آدمی بڑا نہ رہے گا۔

اقوال سراج مُنیر

شخصیات اور واقعات سے جتنا فاصلہ بڑھتا جاتا ہے' وہ اتنے ہی نمایاں ہوتے جاتے ہیں۔

اہل معرفت و علم کا نام لیوا ہونا بھی خیر کثیر میں شریک ہونے کے مترادف ہے۔
جس طرح لفظوں کے تلازم ہوتے ہیں' اسی طرح اہل محبت کے تلازمات بھی ہیں۔
وحی انسانی گروہوں اور خدا کے درمیان رسالت کے ادارے کے واسطے سے مکالے کا نام ہے۔
اسلام کا تصور خاتمیت' دراصل اس کے تصور جامعیت سے وابستہ ہے۔ یہ جامعیت ماسبق نبوتوں میں کسی بعض کی طرف اشارہ نہیں کرتی بلکہ صرف اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ ہر نبوت اپنی جگہ ایک کمال کو ظاہر کرتی ہے۔ اسلام کمالات کے اس تسلسل کو ایک محیط تناظر میں ارتکاز فراہم کرتا ہے اور اسی اعتبار سے حتمی تالیف کا درجہ رکھتا ہے۔
کسی بھی نئے مذہب کا آغاز دراصل تاریخ انسانیت میں ایک نئی ذہنیت' ایک نئے روحانی اور اخلاقی ٹائپ کا آغاز ہوتا تھا۔
زبان صرف بیان ہی نہیں بلکہ ایک پورا عرصہ ادراک ہے۔
اسلامی تاریخ کے پورے منظر کو ذات رسالت' اور عہد رسالت سے محیط اور مرکزی نسبت حاصل ہے۔
انسانی وجود بنیادی طور پر تین مراتب یا صلاحیتوں کا مجموعہ ہے۔ عقل' ارادہ اور نفس۔ یہ تینوں جب کسی ایک حقیقت پر مرتکز ہوں تو انسانی کائنات میں خارجی اوضاع کمال کو پہنچتے ہیں ورنہ عدم توازن کا شکار رہتے ہیں۔
کسی مذہب کے تشخص کا تعین اس امر سے ہوتا ہے کہ وہ آخری نبی کسے تسلیم کرتا ہے۔
مدینہ کا معاشرہ تہذیب کی نمائندگی نہیں کرتا بلکہ اصول تہذیب کی حیثیت رکھتا ہے۔

بے اصول اور بے جہت حرکت یا تو گمراہی پیدا کرتی ہے یا زوال۔
ہر اقلیم وجود خود سے ایک برتر اقلیم سے معنی مستعار لیتی ہے۔
آسمانی پیغام کی جوہری وحدت جتنی اہم ہے' اتنا ہی اہم اس کا اختلاف بھی ہے۔
حقیقت کا واحد ہونا اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ پورے عالم انسانیت میں حقیقت کا تصور بھی ایک ہو۔
وسائل تاریخ نہیں بناتے بلکہ تاریخ وہ انسانی گروہ بناتے ہیں جن میں سے ایک ایک فرد کی تعمیر پر تہذیب و تاریخ کے ہزار ہا مربوط و مسلسل برس صرف میں آتے ہیں۔

جدّتِ خیال

ا

جب مسجدیں بے رونق اور مدرسے بے چراغ ہو جائیں' جہاد کی جگہ جمود اور حق کی جگہ حکایت کو مل جائے' ملک کے بجائے مفاد اور ملت کے بجائے مصلحت عزیز ہو-اور جب مسلمانوں کو موت سے خوف آئے اور زندگی سے محبت ہو جائے تو صدیاں یوں ہی گم ہو جاتی ہیں۔

یہ بھلا کہاں ضروری ہے کہ بڑا آدمی تمام عمر بڑا ہی رہے۔ بعض آدمیوں کی زندگی میں صرف ایک دن آتا ہے اور اس دن کے ڈھلنے کے بعد ممکن ہے کہ ان کی باقی زندگی اس بڑائی کی نفی میں ہی بسر ہو جائے۔

بدی اور نیکی کے درمیان صرف ایک قدم کا فاصلہ ہے۔ ایک قدم پیچھے ہٹ جائیں تو ننگ کائنات اور ایک قدم آگے بڑھالیں تو اشرف المخلوقات۔ درمیان میں ٹھہر جائیں تو محض ہجوم آبادی۔

اگر پاکستان میں مجسمہ سازی جائز ہوتی اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں مجسمے بنائے اور کہیں نصب کئے جاتے تو اس جگہ پر علم الاعضاء کے عجائب گھر کا گمان گذرتا۔ ایک فرد واحد کے علاوہ کسی اور کا بت وقت کے ہاتھوں سلامت نہ رہتا۔ اس فرد واحد کو یاد کرتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ عقیدہ' عمارت سے پائیدار ہوتا ہے اور انسان مینار سے کہیں زیادہ قد آور ہوتا ہے۔

قحط میں موت ارزاں ہوتی ہے اور قحط الرجال میں زندگی۔ مرگ انبوہ کا جشن ہو تو قحط' حیات بے معرف کا ماتم ہو تو قحط الرجال۔ ایک عالم کی ناحق زحمت کا' دوسرا زندگی کی ناحق تہمت کا۔ ایک سماں حشر کا دوسرا محض حشرات الارض کا۔ زندگی کے تعاقب میں رہنے والے قحط سے زیادہ قحط الرجال کا غم کھاتے ہیں۔

ایسی شادابی اس ویرانی پر قربان جہاں مادر ایام کی ساری دختران آلام موجود ہوں مگر وبائے قحط الرجال نہ ہو۔ اس وبا میں آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ مردم شماری ہو تو بے شمار، مردم شناسی ہو تو نایاب۔

ہر اچھی بات الہامی ہوتی ہے۔

بڑے آدمی زندگی میں کم اور کتابوں میں زیادہ ملیں گے۔

دراصل جرات ایک کیفیت ہے اور قربانی اس کیفیت پر گواہی۔ جرات ایک طرز اختیار کا نام ہے اور قربانی ایک طریق ترک کو کہتے ہیں۔ اس ترک و اختیار میں بسر ہو جائے تو زندگی جہاد اور موت شہادت کا نام پاتی ہے۔

زندگی ایک عطیہ ہے جس کا کم از کم حق ادا کرنے کی واحد صورت یہ ہے کہ دوسروں کو اس میں حصہ دار بنا لیا جائے۔

اہل شہادت اور اہل احسان میں فرق صرف اتنا ہے کہ شہید دوسروں کے لئے جان دیتا ہے اور محسن دوسروں کے لئے زندہ رہتا ہے۔ ایک کا صدقہ جان ہے اور دوسرے کا تحفہ زندگی۔

رزق ہی نہیں کتابیں بھی ایسی ہوتی ہیں جن کے پڑھنے سے پرواز میں کوتاہی آ جاتی ہے۔

پہلے زمانے میں آدمی اپنے کردار سے بڑا بنتا تھا اور ہومر، پلوٹارک اور فردوسی اس کی عظمت کے محافظ بن جاتے تھے اور اب ایسا اندھیر ہو گیا ہے کہ آدمی عظمت کا گاہک بن کر تعلقات عامہ کے تجارتی اداروں سے شہرت خریدنے جاتا ہے۔ وہ مشاہیر تھے اور یہ صرف مشتہر۔ ان کی شہرت میں قوت بازو کو دخل تھا اور ان کی شہرت میں صرف قوت خرید کو۔

اہل اقتدار اور اہل اختیار کی زندگی میں ایک دروازے سے اقتدار و اختیار داخل ہوتے ہیں اور دوسرے سے اعتدال اور توازن رخصت ہو جاتے ہیں۔

منافق کے دل میں کچھ ہوتا ہے اور زبان پر کچھ اور۔ وہ دو قدم زبان کے ساتھ اٹھاتا ہے اور چار قدم دل ہی دل میں پیچھے چلا جاتا ہے۔

پہلے جھوٹ اور برائی کے لئے خلوت کا استعمال ہوتا تھا' اب نیکی اور راست گوئی کو صرف تنہائی راس آتی ہے۔ غلط گوئی اور برائی علی الاعلان اور بر سرعام کی جاتی ہے۔

ہر شخص وہی ہوتا ہے جو وہ بنتا ہے اور ہر انسان صرف وہی بن سکتا ہے جو وہ ہوتا ہے۔ انسان سب یکساں بھی ہیں اور منفرد بھی۔ کوئی کسی کی جگہ نہیں لے سکتا کیونکہ اس دنیا میں جتنے انسان ہیں جگہیں بھی اسی قدر ہیں۔

نعت کے لئے کمال سخنوری سے زیادہ کمال جنوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ کہاں کی بالغ نظری ہے کہ عہدے اور عہدے دار کے فرق سے بھی انکار کر دیا جائے۔

اچھا انسان' اچھی کتاب اور اچھی گفتگو جہاں میسر آئے اس میں دوسروں کو بھی شریک کرو' ان سے تنہا فائدہ اٹھانا کم ظرفی کی دلیل ہے۔

وہ حسن جسے ہم اشیاء میں ڈھونڈتے ہیں وہ دراصل نظر میں ہوتا ہے۔

نمرود' بیسویں صدی میں بھی ملتے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ ماقبل تاریخ کہلاتا ہے۔

فتوحات ان کے حصے میں آتی ہے جو شکست نا آشنا ہوں۔

تاریخ کو کسی تاریخ داں نے جرائم' حماقتوں اور بدقسمتی کی فہرست کہا ہے۔ اگر ہماری تاریخ میں ۲۳ مارچ اور ۱۴ اگست کے دن نہ ہوتے تو ہم تاریخ کی اس تعریف پر ایمان لے آتے۔

امن کی ضرورت تو جیتنے والے کو بھی ہوتی ہے اور ہارنے والا ہمیشہ امان چاہتا ہے۔

اسلام کی تاریخ وہ لوگ کیونکر بنا سکتے ہیں' جنہیں تاریخ تک یاد نہ ہو۔ صرف باتیں بنانے سے کہیں تاریخ بنا کرتی ہے۔

حسن نظر کے عنوان سے ہر شخص کی زندگی میں کوئی نہ کوئی تصویر ہوتی ہے' مگر بیشتر اسے دیکھے بغیر گزر جاتے ہیں۔ اسے نظر بھر کے دیکھنا حسن اتفاق کہلاتا ہے جو ہر ایک کے حصے میں نہیں آتا۔

وقت کی شناخت اور شخصیت کی پرکھ واقعی بڑا مشکل کام ہے۔

نظریہ پاکستان کو چند لفظوں میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ جب برعظیم میں پہلا شخص مسلمان ہوا' اس روز پاکستان وجود میں آ گیا تھا اور جب تک اس سرزمین پر ایک مسلمان بھی موجود ہے پاکستان قائم رہے گا۔

ہر بڑا آدمی ایک آئینہ ہوتا ہے جس میں ایک پوری نسل کو اس کا سراپا نظر آتا ہے۔

جب بچے سچ بولنا چھوڑ دیں گے تو قیامت آ جائے گی. لوگ ناحق آثار قیامت کے لئے ضعیف روایتوں کا سہارا لیتے ہیں۔

دولت کا نقصان صبر کا نفع ہوتا ہے بلندی کی طرف ہلکے پھلکے ہو کر پرواز کرنے کا نام صبر ہے۔

زندگی ایک موج ہے۔ دریا سے اٹھنے کے بعد اگر وہ ساحل سے نہ ٹکرائے تو بھنور کی آنکھ اور مرنے والے کی آنکھیں دونوں اس کے ماتم میں روتی رہتی ہیں۔

موسیقی دل میں کانوں کے راستہ داخل ہونے کے بجائے گاہے خواہش کے زینہ سے نیچے اترتی ہے۔

غنی کا درجہ سخی سے بلند ہے۔ سخی وہ ہے جسے مال کے جانے کا غم نہ ہو اور غنی وہ جسے مال کے آنے کی خوشی نہ ہو۔

باعمل اور بے عمل لوگوں کے یہاں توہین کا تصور مختلف ہوتا ہے۔ اس کے لئے ان کی تاریخ بھی مختلف ہوتی ہے۔

وسوسوں کے حملہ کی کامیابی کے لئے کچھ شرائط ہوتی ہیں۔ وقت جو بے مصرف ہو' ذہن جو خالی ہو' دل جو بے یقین ہو۔

بادشاہوں کو تعمیر کا شوق ہوتا ہے۔ وہ نئی نئی عمارتیں بنانے کی غلطی کرتے رہتے ہیں اور تاریخ ہر بار ان کی اصلاح یوں کرتی ہے کہ محلات سے ایک دن رہائش گاہ' سو دن عجائب خانہ اور ہزار دن عبرت سرا کا کام لیتی ہے۔

خودنمائی کی شاہراہ سے کتنی ہی پگڈنڈیاں نکلتی ہیں اور ان میں سے ایک اس حمام کی طرف جاتی ہے جہاں سب ننگے ہیں۔

غلامی کی بہت سی قسمیں اور طرح طرح کی شکلیں ہوا کرتی ہیں۔ گمراہی' غلامی کی بدترین صورت ہے۔ اگر آزاد ہونے کے بعد صحیح راستہ کا پتہ نہ چلے اور اگر چلے لیکن اس پر چلنے کی ہمت نہ ہو تو یہ صورت غلامی سے بدرجہ بدتر ہوتی ہے۔

یہ (پر تکلف) طعام گاہیں ان لوگوں کے لئے ہیں جن کی بھوک مری ہوئی اور ضمیر سویا ہوا ہوتا ہے۔ آرائش کا مقصد یہ ہے کہ ضمیر آرام سے سویا رہے۔ اہتمام کا مقصد یہ ہے کہ اشتہائے صادق نہ سہی کم از کم کاذب ہی جاگ اٹھے۔

خواہش کیوں پیدا ہوتی ہے اور اسے پورا کرنے سے کیا ملتا ہے؟

ہر نئی ایجاد اور ہر تازہ آسائش کی پاداش میں آدمی کی ایک خوبی سلب ہو جاتی ہے اور ایک خامی بڑھ جاتی ہے۔ مستقبل کا آدمی مختلف ہوگا مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ بہتر بھی ہوگا۔

ویرانی کا رنگ ایک ہوتا ہے مگر ویرانہ کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔

ہر ممکن ایک نئی دنیا ہے اور ہر موجود ایک پرانی دنیا۔ جس نے ان کو نہ دیکھا وہ نابینا جس نے ان کو نہ سمجھا وہ نادان۔ سفر اور علم یہ دو حقیقتیں ہیں لازم اور

ملزوم۔

زندہ قومیں اپنی سرحدوں کے ساتھ ساتھ اپنے مذاق کی حفاظت بھی کرتی ہیں۔

سفر کے فاصلہ کا دارومدار مسافر کے حوصلے پر ہوتا ہے۔

روشنی جب اتنی روشن ہو جائے کہ آپ اسے دیکھ بھی نہ سکیں تو اسے نور کہتے ہیں۔

اونچا بولنا قوت کا اور بے مصرف بولنا مہلت کا غلط استعمال ہے۔

گمراہی میں بے ذوقی اور کفر میں کم نظری کو زیادہ دخل ہے۔

سیاست ہو کہ سفر' اقتدار کی مسند ہو کہ جہاز کی نشست' کرسی کے حصول کے اصول یکساں ہوتے ہیں۔

جانوں کا نقصان ہمیشہ تحریکوں کے لئے زندگی کا پیغام ہوتا ہے۔

تاریخ کے ہر موڑ پر حقیقت خود پسند نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔

اگر تذبذب لاحق نہ ہوتا تو ہر شخص خدائی کا دعویٰ کر بیٹھتا۔ بیچارگی' بشریت کی پہچان ٹھہری اور بے نیازی مشیت کا خاصہ۔

دریا اور زندگی دونوں پر بند باندھنا پڑتا ہے تاکہ ضائع ہونے سے بچ جائیں۔ دریا کو مٹی کا بند درکار ہے اور پیکر خاکی کو ضبط کا مضبوط بند۔

اسباب و انجام کا نظام' آبپاشی کے نظام سے کہیں پیچیدہ ہے۔ فرد معاشرہ اور ملک کٹھ پتلی کی طرح اسباب کے دھاگوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ کچھ دھاگے اتنے باریک ہیں کہ نظر نہیں آتے۔ کچھ اتنے گنجلک ہیں کہ دوسرا سرا نہیں ملتا۔

فاصلہ قدموں میں نہیں ذہن میں ہوتا ہے۔ یہ محض ایک حجاب کا نام ہے۔ اٹھ گیا تو ساری مسافت فوراً" کٹ جاتی ہے۔

شہرت کتنی نقصان دہ ہوتی ہے کہ جس خوبی کی وجہ سے حاصل ہو' اسی کے زوال کا باعث بن جاتی ہے۔

حکومت نزدیک سے کی جائے تو جمہوریت دور سے کی جائے تو بادشاہت خلق کے لئے ہو تو خلافت' خدا کے لئے ہو تو نیابت۔

کوئلوں کی دلالی میں صرف منہ کالا ہوتا ہے۔ قیمتی پتھروں کی کان کنی میں جان کنی کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔

سطح پر رہنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ بعض مقامات ڈوبنے کے لئے بھی ہوتے ہیں۔

جس خاک سے بنے ہو اور جس خاک میں بالآخر مل جانا ہے۔ اس سے یہ اجنبیت کیسی؟ خاکی اور خاک کا فاصلہ جتنا کم ہو گا خود شناسی کی منزل اسی قدر نزدیک ہو گی۔

بعض سفر ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا عطیہ بجز ایک خلش' کچھ بھی نہیں ہوتا۔

ریاضت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ خواہ! وہ راہ خیال کی ہو خواہ! راہ سفر کی۔

جینے کی امنگ' بھوک کے مطالبے' محبت کے تقاضے' یہ سب خواہشیں بڑی ڈھیٹ ہیں۔ کسی کا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ خواہ وہ گھاس ہو' خواہ بکریاں' خواہ چرواہے۔

انسان نے اپنے تاریخی سفر میں بہت سی منزلیں صرف اس صورت میں سر کی ہیں کہ فرار کا راستہ بند ہو چکا تھا۔

انسان کی کئی کامیابیاں ایسی اتفاقی ہیں کہ ناکامی کے وسوسے دل میں اٹھے مگر زبان پر جو تالے پڑے تھے انہیں کھولنے میں دیر ہو گئی' ادھر اتنی دیر میں کامیابی نے دروازے پر دستک دے دی۔

سفر کی رفتار اور سہولتیں بڑھنے کے ساتھ سچ بولنے کا رواج اسی مقدار اور رفتار

سے کم ہو گیا ہے۔

عہد' انسانوں سے بہت پہلے بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ انسان روز و شب کے ست حوالے سے اور عہد سوچ کی رفتار سے بوڑھا ہوتا ہے۔

قدرت کے کارخانہ میں کوئی شے یک رنگی نہیں۔ کوئی چیز یک رخی نہیں۔ نظر سے آگے بھی رنگ ہوتے ہیں۔ فہم سے آگے بھی رخ ہوتے ہیں۔ پرواز خیال کتنی بلند ہی کیوں نہ ہو' حقیقت اس سے کہیں زیادہ بلند ہوتی ہے۔

۲

قانون شکنی کی سزا دینے والے قانون سازی کی سزا سے کیوں آگاہ نہیں؟

علامہ اقبال کے خواب کی تعبیر تو قائداعظم نے پوری کر دی اور یہ ملک بنا کر ہمیں دیدیا مگر قائداعظم کے خواب کی تعبیر کون پوری کرے گا؟

بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے جانے اور بدل جانے کے جواز میں دلیل لانا سیاست ہو گی مگر بزدلی و کمینگی بھی ہے۔

بادشاہ اس مغرور انسان کو کہتے ہیں جس کا شعوری ہاتھ تاج پر ہوتا ہے اور لاشعوری نظر' پایہء تخت پر۔

انسانوں کے مابین مساوات نہ ہو تو نکتہء توحید کا واضح ہو جانا ناممکن ہے۔

تاریخ تو یہی لکھتی ہے کہ جس نے فریب بویا۔ فریب نے اسی کو کاٹا۔

دشمن کے ہاتھوں مرجانے اور تاریخ کے ہاتھوں دفن ہو جانے میں وہی فرق ہوتا ہے جو قبل از موت مرجانے اور بعد از موت بھی زندہ رہنے میں ہوتا ہے۔

دو فکروں کا تربیت کیا ہوا انسان دوئی پرست' دوغلا' اور منافق ہوتا ہے۔ جتنی متضاد فکریں انسان اپناتا جائے گا اتنا ہی شکستہ اور ریزہ ہوتا چلا جائے گا۔ خدا تو کیا اگر کسی کی فکر میں دو مائیں یا دو باپ بھی جاں گزیں ہو جائیں تو بھی انسانوں

کا شعور ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔

ایک ہی فضا میں شاہین و کرگس کی پرواز کے انداز ہی مختلف نہیں ہوتے مقاصد بھی جداگانہ ہوتے ہیں۔ اگر پرندوں کے بھی نظریات ہوتے ہیں اور جانوروں کا بھی نقطہء نظر ہوتا ہے تو اس کلیہ کے پیش نظریہ امر کسی شہادت کا محتاج نہیں کہ شاہین و کرگس میں نظریاتی اختلاف بھی ہوتا ہے۔

جس میں بالآخر اتفاق رائے نہ ہو کیا وہ بھی مجلس مشاورت ہوتی ہے؟ مشورہ تو ہوتا ہی یک رائے ہونے کے لئے ہے۔ اختلاف قائم رہے تو مشورہ تو نہ ہوا' صرف اظہار رائے ہوا۔ مشاورت اور کثرت رائے دو متصادم تراکیب ہیں۔

کار انسانی کے نتائج بہرحال اصول فطرت کے مطابق ہی برآمد ہوتے ہیں کہ فطرت جھوٹوں سے بھی جھوٹ نہیں بولا کرتی۔

منزل کی طرف پیٹھ کر کے سفر کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے؟

کیا یہ باعث حیرت نہیں کہ انگریز کی سامراجیت کا زمانہ تھا۔ قانون اسی کا تھا۔ تعلیم اس کی تھی' پھر بھی اس قوم نے علامہ اقبال اور قائداعظم پیدا کر لئے۔ مگر جب آزاد و خود مختار ہو گئی تو ان میں سے ایک بھی اپنے سے پہلے آنے والے کا ہم پلہ ہو تو نام لو؟

کیا دین اسلام میں مسلمانوں کے راہنما کا اللہ کا دوست ہونا شرط اول نہیں ہے؟ آخر کب تک کعبہ کے لئے صنم خانوں سے پاسبان ڈھونڈ لانا پیروی ء دین اسلام کہلائے گا۔

جو دست نگر ہوتے ہیں کیا وہ بھی آزاد ہوتے ہیں؟

"اسلام دین فطرت ہے" سے یہ بھی مراد ہے کہ فطرت لا دین نہیں ہے۔

انسانی حکومتوں میں مرضی انسان یا ان کے کسی گروہ کی مسلط کی جاتی ہے اور فریب یہ دیا جاتا ہے کہ قانون کی حکمرانی قائم کی جا رہی ہے۔ انسانوں کی پیشانی

پر "آزاد" اور پشت پر "ازلی غلام" تحریر کر دیتے ہیں۔

لوگو! نجات میکاولی سے گٹھ جوڑ میں نہیں' محمد ﷺ سے وفا میں ہے۔ مغربی جمہوریت اور اس کا طریق انتخاب میرے حضور ﷺ کی ایجاد نہیں۔

لوگ راشی و مرتشی اس لئے ہیں کہ قوانین رشوت نواز ہیں۔

رشوت دینے والے کی جیب میں نہیں اس کے ذہن میں ہوتی ہے اور لینے والے کے ہاتھوں پر نہیں ان کی نیت میں رکھی جاتی ہے۔

کیا' قرارداد مقاصد کا اصل منتہا فقط یہ تھا کہ یاروں کے مقاصد کو قرار آ جائے؟

ماڈرن مسلم لیگ جاہ طلبوں کی چھتری ہے' جس کے ضمیر کے سائے ڈوب جاتے ہیں وہ اسے تان لیتا ہے۔

یہ درس فریب ہے کہ یورپ نے اسلام سے جمہوریت سیکھی ہے۔ نہیں! یورپ نے اسلام کے نظام حریت کے خلاف ایک سازش کی ہے۔

آئین اسلام میں اللہ کی حاکمیت اور اقتدار شریعت ابدی و ناقابل منتقلی ہیں۔ عبدی حاکمیت بہرطور اسلام کے نظام حکومت کی نفی ہے۔ اسلام کے نظام میں اہلکار تبدیل ہوتے ہیں اقتدار منتقل نہیں ہوتا۔

اسلام کے طریق انتخاب میں اپنی پسند کے نہیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پسند کے افراد منتخب کئے جاتے ہیں۔ نمائندے حکومت کرنے کے لئے نہیں' اللہ کے اہلکار بن کر مشاورتی اداروں میں جاتے ہیں۔ اس طریق انتخاب میں عہدہ طلبی' نامزدگی اور مہم جوئی کی اجازت نہیں۔ اختلاف برائے اختلاف پر اتفاق نہیں ہوتا۔ اختلاف برائے اتفاق کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔

پاکستان میں اگر یہ سب کچھ انسانوں' گروہوں' پارٹیوں یا اداروں کے درمیان اقتدار کے لئے رسہ کشی لازم ٹھہر چکی ہے تو ذرا اتنی احتیاط فریقین پر لازم رہے

کہ اس رسہ کشی میں رسی ہی نہ ٹوٹ جائے۔

بوریا نشین اور مسند آرا میں احساس تحفظ کے بیش و کم ہونے کے سوا اور کوئی فرق نہیں۔

مشورہ اتنا خود اعتماد ہوتا ہے کہ سر مجلس کیا جاتا ہے۔ جسے چھپا چھپا کر خفیہ طریقے سے کیا جائے وہ سازش ہوتی ہے۔ مشورہ نہیں ہوتا۔

انسانوں کو آداب بجا لانے پر مجبور کرنا' جبر و استبداد سے ان کی عزت نفس کو مسخر کرنا' انسانی آبادیوں کو جنگلوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

انسان کا ارزاں ہو جانا' اشیاء کے گراں ہونے کا باعث ہوتا ہے۔

معاشرے کا ہر انسان معصوم پیدا ہوتا ہے۔ یہ قوانین کا استوار کیا ہوا ماحول ہے جو کتاب تعزیرات اس کے گلے میں لٹکا دیتا ہے۔

پاکستان میں قرآن طاق پر اور مغربی پارلیمانی آئین میز پر رکھا ہے۔

ہمارے حکمران بتوں سے توحید پرستی کے قرینے سیکھ رہے ہیں۔ لازم ہے کہ لوگ آئینی لڑائی کی بجائے آئین سے لڑنا شروع کر دیں گے۔

پاکستان میں پہلے اسلام کو بتدریج ناقابل عمل ثابت کرنے کا تجربہ کیا گیا اور اب اسلام کو بتدریج ترک کرنے کا عمل جاری ہے۔

پوچھو کہ جو امت واحدہ میں تفریق پیدا کرے کیا وہ بھی نظام اسلام ہوتا ہے؟ تو جواب ملتا ہے مخالفین ختم کرنے کا بہترین سلیقہ ہی یہ ہے کہ مخالف کو ختم کر دیا جائے۔

ملت بیضا جو کبھی غرباء کے دم سے زندہ تھی' زکوٰۃ اور اوقاف کے پالے ہوئے علماء سے سورۃ یٰس سن رہی ہے۔

انسان اگر خلوت میں وہ بات نہ کرے جو جلوت میں نہیں کر سکتا۔ چھپ کر وہ کام نہ کرے جو بر سر عام نہیں کرتا۔ تو اس کے اور ولایت کے درمیان فاصلے

از خود ختم ہو جاتے ہیں۔

بانگ درا محلوں سے بلند نہیں ہوا کرتی۔

وطن عزیز میں جانے کیوں ہر انسان دوسرے انسان کا مشرقی پاکستان نظر آنے لگا ہے۔ جسے دیکھو وہ سکوت زدہ ہے۔

سورج نکلتا دیکھ کر جو وفاداری بدل جائے اس کی اصلیت عشاء سے پہلے ہی کھل جایا کرتی ہے۔ نصف النہار کے پجاری لازماً" نصف شب کے نقب زن نہ ہوتے تو تاریخ نے وزیروں سے زیادہ شب بیدار غریب چوکیداروں پر اعتماد نہ کیا ہوتا۔

لفظ قانون کو لاکھ حسین لبادے پہناؤ' پھولوں میں سجاؤ یا اطلس و کمخواب کی قباؤں اور خلعتوں میں چھپاؤ یا اسے صرف بااعتماد اہلکاروں کی واسکٹ میں رکھو اس سے مراد حاکم کی مرضی ہی رہتی ہے۔

اگر کوئی شخص نام نہاد محبوبہ کو تحریک اغواء کے لئے تحریر کیا ہوا خط "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے شروع کرے تو اسے سند مسلمانی نہیں گردانا جا سکتا۔

اوصاف و خصائل محض فروعی اور اتفاقی عوامل ہیں۔ سرمایہ ہمارا عیب پوش اور منافقت ہماری ستر پوش ہے۔ اللہ تو کجا ہم نے کبھی "نصر اللہ" سے بھی دریافت نہیں کیا کہ صرصر کیا ہوتی ہے اور صبا کیا؟ ظلمت کسے کہتے ہیں اور "ضیا" کسے؟

موجودہ دور نے سرمایہ داروں اور انگریز پرور و مغرب پرست جاگیرداروں کے نیزے اٹھا رکھے ہیں۔ یہ دور اس بچے کی طرح چلا اٹھے گا جس کے ہاتھ سے کوے نے وہ لقمہ چھین لیا ہو جو اس کی ماں نے اسے بہلانے کے لئے تھما دیا تھا۔ ماں کوے کو مارنے کے لئے پتھر اٹھا کر مارنے لگی جو بچے کو لگے گا اور خود جلتے ہوئے مٹی کے تیل کے چولہے سے ٹکرا جائے گی۔

فکری برتری ہی اکثریت کا اصل سرمایہ اور ضمانت ہوتی ہے۔
پاکستان کے چار صوبے ہیں یا چار صوبوں کا پاکستان ہے؟
چڑھتے سورج کو سلام کرنے اور ڈوبتے پر تالیاں بجانے کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ابلاغ کا قرار دیا ہوا شہید اپنی اصل میں غلط کار قرار پا گیا۔
محبت خواہش نہیں ہوتی اور نہ محبت کی کوئی خواہش ہوتی ہے۔
جن کے پیغمبر معصوم نہ ہوں ان کے تصور کا خدا بڑا چالاکی پسند ہوتا ہے۔ ایسے خدا کی پرستش انسان کو ابلیس نواز بنا دیتی ہے۔
وجود حسین ہو سکتا ہے حسن کا وجود نہیں ہوتا۔
کاش' بتوں کے پجاریوں کو اس کا احساس ہوتا کہ معبود کا وجود میں لایا جانا معبود کے لئے کس قدر تکلیف دہ ہے۔ اس کا اندازہ اپنے محبوب کو پتھر کہہ کر کیا جا سکتا ہے۔
آدمی مرتا ہے' حیات نہیں مرتی۔
میرے گھر اور اللہ کے گھر کی تفریق ہی باعث بے سکونی ہے۔ اگر تمہارے گھر میں اللہ کا عمل دخل نہیں تو اللہ کے گھر میں تمہیں داخل ہونے کا کیا حق ہے؟
جس کا انسانی معاشرے پر کوئی احسان نہیں اس کی قبر کا زیارت گاہ ہو جانا ممکن نہیں۔
فیشن بدلتی ہوئی مائیں صرف درزیوں کی محسن ہوتی ہیں اور ترامیم کرتا ہوا حاکم صرف اور صرف بیورو کریسی کی روزی میں اضافہ کرتا ہے۔
جاذبیت سیدھی نہیں بل کھاتی ہوئی لکیروں میں ہوتی ہے۔
انسان جس قدر سستا ہو گا اشیاء اتنی ہی مہنگی ہوں گی۔ انسان کو مہنگا کر دو اشیاء از خود سستی ہو جائیں گی۔
جب آخری سچائی معلوم ہو جائے تو عقیدہ قائم ہوتا ہے

کسی کلام کو صاحب کلام کے رموز و کنایات و اشارات دیکھے بغیر صحیح نہیں سمجھا جا سکتا۔

دعائیں' اللہ تعالیٰ کی مرضی معلوم کرنے کے لئے کی جاتی ہیں' مرضی تبدیل کرنے کے لئے نہیں۔

ایک انسان کا حق اگر دوسرا انسان غصب کرے تو قابل تعزیر ہو۔ پوری قوم کا حق غصب کرے تو بادشاہ کہلاتا اور قوموں کا حق غصب کر لیں تو مہذب قوم کا لقب اختیار کر لیتے ہیں۔

مٹی سے پیدا کیا ہوا انسان اگر مٹی کا خدا بن بیٹھے گا تو مٹی کا خدا ہی رہے گا۔ مٹی کا خدا تو مادھو ہوتا ہے۔ جانتے ہو مادھو کس کا ہوتا ہے؟ جس کا خدا گم ہو جائے۔

جب تک دلائل ہتھیار نہ ڈال دیں' غصہ نہیں آتا۔ غصہ لاجواب ہو جانے کے احساس کمتری کا مظاہرہ ہے۔ ہاتھ وہی اٹھاتا ہے جو سر کو جھکتا ہوا محسوس کرے۔

جہاد فی سبیل اللہ' جغرافیائی نہیں' آئینی حدود پھیلانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

سب لوگ اگر اپنوں ہی کے ہو جائیں تو کوئی کسی کا غیر نہ رہے۔

جو لوگ اپنی بیویوں کے سامنے گاتے ہیں ان کی اولاد کبھی ان کی ہم شکل نہیں ہوتی۔

جنسی جذبات کا انسانوں کی ناف سے اوپر کے اعضا پر آ جانا انسانیت کی توہین ہے۔

کسی انسانی معاشرے میں اس سے بڑی قباحت شاید ہی ہو کہ اس کے افراد سیاست کو پیشہ کے طور پر اپنا لیں۔

حاکم و محکوم' مالک و ملکیت کا ہمارا موجودہ تصور ہی غیر حقیقی ہے۔ کیا زمین پر

پہلا انسان تمام کرۂ ارض کا مالک تھا؟ اور وہ زمین جو آج بھی کسی انسان کی ملکیت نہیں اس کا مالک کون ہے؟

طالب سائل ہوتا ہے یا ڈاکو؟ طلب تو ملکیت کی نفی ہوتی ہے۔ جس کے سر پر دولت سوار ہے اس کی تو دولت مالک ہوئی وہ دولت کا مالک کیونکر ہوا؟

آئین اسلام ـــــ نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ دیئے تھے۔ انہوں نے آئین اسلام نہیں دیا تھا۔

۳

کسی خوش نصیب کا مل جانا خوش نصیبی ہوتی ہے۔

صدا سے پہلے خیرات کا ملنا' کمال فقیر کا نہیں' کمال سخی کا ہے۔

اگر تم خدا کے ہو تو خدائی تمہاری ہے۔

لذت کا انجام بالعموم ندامت کے آغاز پر ہوتا ہے۔

امید کبھی مایوس نہیں کرتی' صرف خواہش مایوس کرتی ہے۔

جب ظالم ظلم کرنے کو اپنا حق سمجھنے لگے تو اس سے یہ حق چھین لینا چاہئے۔

ہر کھنڈر ماضی کا ایک شہر ہوتا ہے اور ہر شہر مستقبل کا کھنڈر ہوتا ہے۔

بلندی اور پستی میں ایک یہ قدر مشترک ہے کہ بلندی کے بلند ہونے اور پستی کے پست ہونے کی کوئی حد نہیں۔

مصلحت جان لینے کے بعد حکم ماننا دراصل ایک مشورہ ماننے کے مترادف ہے۔

دوست! یہ کیسا ستم ہے کہ تم اپنے سے طاقتور کو اپنا دوست بنانا چاہتے ہو لیکن اپنے دوست کو اپنے سے کمزور دیکھنا چاہتے ہو۔

انسان جب تک اپنا مول نہیں لگاتا' انمول کہلاتا ہے۔
جس طرح گلاب کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو خوشبو کہتے ہیں اسی طرح دہن صادق ﷺ سے ادا ہوئی بات کو صداقت کہتے ہیں۔
ہر شخص اپنی تنہائی میں یا بہت طاقتور ہوتا ہے یا بہت کمزور!
سکون حاصل کرنے کی تمنا کا دوسرا نام بے سکونی ہے۔
برائی میں کشش صرف اس وقت تک ہے جب تک اسے اختیار نہیں کر لیا جاتا۔
آزمائش اگر آپ کا یقین چھین لینے میں ناکام رہی ہے تو آپ کامیاب ہیں۔
ہر اختلاف تضاد نہیں ہوتا کیونکہ اختلاف راستوں کا ہوتا ہے اور تضاد منزلوں کا!
ہمارے درست موقف بھی اس لمحے غلط ہونا شروع ہو جاتا ہے جس لمحے صرف اپنے ہی موقف کو درست سمجھنے لگتے ہیں۔
دانائی' داناؤں کی بات کو کہتے ہیں۔ دانائی' داناؤں کی بات مان لینے کو بھی کہتے ہیں۔
کون بلند ہے؟ کون پست ہے؟ سبھی کے پاؤں زمین پر ہیں۔ بلندی' نگاہ کی بلندی ہے اور پستی' فکر کی پستی۔
اندھیرا دیکھنے کے لئے بھی روشنی کی ضرورت ہوتی ہے اور روشنی کا تعلق بینائی سے ہے۔
خدا جس کو زمین پر عاجز کرنا چاہتا ہے اس سے عاجزی چھین لیتا ہے۔
خدا پر یقین کرو نہ کرو' انسان پر ضرور یقین کر لو وہ تمہیں خدا تک پہنچا دے گا۔
معلوم نہیں ایک بہترین خیال' بہترین انسان میں پایا جاتا ہے یا بہترین انسان' بہترین خیال میں۔

دوست! جوانی میں اس قدر تیز نہ چلو' آگے بڑھاپا ہے۔

میرے دوست! بات امیر اور غریب کی نہیں۔ بات بڑے اور چھوٹے کی ہے۔

غریب وہ ہوتا ہے جو سچ کی دولت سے محروم ہو۔

عقل' بروقت عقل استعمال کرنے کا نام ہے۔

بدصورت شخص وہ ہوتا ہے جس کی تنہائی بدصورت ہو۔

ہم سب رہتے ایک ہی دنیا میں ہیں لیکن ہم سب کی دنیا الگ الگ ہے۔

خود کو عبرت نہ بننے دینا بھی ایک صلاحیت ہے۔

دولت کی ناہموار تقسیم' قوم کو تقسیم کر دیتی ہے۔

میرے دوست! آنے والی نسلوں کے ساتھ ہمارا اس سے بڑا ظلم اور کوئی نہ ہو گا کہ ہم ان کے آنے سے پہلے ہی ان کے حصے میں آنے والے لفظوں کے معنیٰ بدل دیں۔

موت صرف ان قالبوں پر حملہ آور ہوتی ہے جو پہلے ہی زندگی سے خالی ہوں۔

خوبصورتی' خوبصورت شخص کے عمل کا نام ہے۔

عقل کا ہر دریا بالآخر عشق کے سمندر میں جا ملتا ہے۔

حقیقی غلامی وہ ہے جس میں غلامی کا شعور مر جائے۔ وہ "غلامی" جس میں غلامی کا شعور زندہ ہو' آزادی کی ایک حالت کا نام ہے۔

ہم لوگ بہت تھوڑے سے فائدے کی خاطر بہت زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کیا بہت زیادہ فائدے کی خاطر تھوڑا سا سچ نہیں بول سکتے؟

جب تم کسی عام آدمی کو اپنی تعریف کرتا ہوا پاؤ تو فوراً چونک جاؤ' کہیں تم سے کوئی عام سی حرکت تو سرزد نہیں ہو گئی۔

دولت کی نمائش وہی لوگ کرتے ہیں جن کے پاس دولت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔

بقا کو فنا سے تعلق ہے کیونکہ بقاء کو اس کے بقا ہونے کی سند فنا سے ملتی ہے۔
کام ختم کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اسے شروع کر دیا جائے۔
میرے زاہد دوست! مت بھولو' تمہارا خدا گنہگاروں کا بھی خدا ہے۔
نیکی اس وقت ایک عبرت بن جاتی ہے جب اس میں غرور شامل ہو جائے۔
ایک یقین کے راستے کے سوا' تمام کے تمام راستے بند گلیوں میں کھلتے ہیں۔
عشق دیوانہ ہوتا ہے اور قانون یہ ہے کہ دیوانے پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا۔
ہر عمل کے اندر اس کا انجام یوں چھپا ہوتا ہے جیسے کسی بیج میں کوئی درخت۔
غلطی کی اگر اصلاح ہو جائے تو وہ ایک تجربہ کہلاتی ہے اور تجربہ اگر غلط ہو تو

بھی ایک تجربہ ہی ہوتا ہے۔
آزادی کی کہانی یہ ہے کہ گناہ کرنے سے پہلے انسان کے پاس گناہ نہ کرنے کی

آزادی ہوتی ہے۔
معلوم نہیں' راستہ غلط ہوتا ہے یا مسافر!
برائی چھوڑنے کا طریقہ یہ نہیں کہ اسے برائی سمجھنا چھوڑ دیا جائے۔ برائی اگر
زندگی سے نہیں نکل پاتی تو اسے کم از کم نیت سے ضرور نکال دینا چاہیے۔
جس "نیکی" کے لئے کوئی جواز ڈھونڈنا پڑے وہ برائی بھی ہو سکتی ہے۔
راز افشا نہ کرنے کا اعلان' راز کے افشا ہونے کی پہلی قسط ہے۔
انسان جس دنیا میں بقا حاصل کرنے کی سوچ رہا ہے اس دنیا میں بقا صرف فنا کو

حاصل ہے۔
جانتے ہو سب سے بڑی بے وقوفی کیا ہوتی ہے؟ بے وقوفوں کے سامنے عقل

کی بات کہہ دینا!
میرے آقا ﷺ کا مرتبہ یہ ہے کہ آپ انسان ہیں اور آپ ﷺ کا مرتبہ

کوئی انسان نہیں جانتا۔

میرا کوئی دوست نہیں اس لئے میرا کوئی دشمن نہیں۔
یہ تو ممکن ہے کہ ایک اصول سب کے لئے ہو لیکن یہ ناممکن ہے کہ سب اصول ایک کے لئے ہوں۔
گناہوں کی سزا کب ملے گی؟ یہ میں نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ہر گناہ ایک سزا ہے۔
دولت سے بے نیازی ایک دوسری دولت ہے۔
طاقتور کبھی مغرور نہ ہوتے' اگر کمزور طاقت کی پرستش نہ کرتے۔
جو شخص احسان ماننا نہیں جانتا وہ احسان کرنا بھی نہیں جانتا۔
خواہشیں اپنی مرضی سے اٹھائے ہوئے چند بوجھ ہیں۔ دوست! بلند پرواز لوگ بوجھ ہلکے رکھتے ہیں۔
انسان جب اپنے علاوہ کچھ بننے کی کوشش کرتا ہے تو وہ یا ظالم بن جاتا ہے یا مظلوم!
اس دنیا میں سب سے نادر چیز اخلاص ہے اور نوادرات کم ہی لوگوں کے پاس ہوتے ہیں۔
وہ شخص جلد ہی مر جائے گا جو صرف اپنے لئے زندہ ہے۔ وہ شخص کبھی نہیں مرے گا جو دوسروں کے لئے زندہ ہے۔
عشق میں شرک نہیں ہوتا کیونکہ عشق صرف ایک سے ہوتا ہے۔
انسان کی لاعلمی کی انتہا یہ ہے کہ یہ اپنی لاعلمی کے بارے میں لاعلم رہتا ہے۔
طاقت صرف تلوار کو نہیں کہتے۔ دوست! بہتے ہوئے لہو کا نام بھی طاقت ہے۔

۴

انسان روح اور جسم کا مرکب ہے۔ جب روح جسمانی تقاضوں پر غالب ہو وہ انسانیت ہے اور جب جسمانی تقاضے روح پر غالب ہوں' وہ غلامی ہے۔

پھانسی کا پھندہ' جیل کی صعوبتیں' اغوا اور عصمتوں کے لٹنے کی وارداتیں' بھوک اور ننگ کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔ صرف افراد بدل جاتے ہیں۔ کبھی یہ وارداتیں ظلم کا لقب پاتی ہیں اور کبھی انصاف کا لبادہ اوڑھ لیتی ہیں۔

غلط راہ پر چلنے سے فوراً منزل سے دوری نہیں ہوتی لیکن آہستہ آہستہ دور سے دور تر ہو جاتی ہے۔

کتابیں اور علم و تحقیق بلاشبہ سرچ لائٹ ہیں۔ لیکن اگر یہ سرچ لائٹ ایک خاص زاویے سے راستے پر ڈالی جائے تو راستہ آسان اور منور ہو جائے گا۔ لیکن محض سرچ لائٹ پر آنکھیں گاڑ دینے سے بینائی کمزور ہو جائے گی۔ عمل مفقود ہو جائے گا۔ علم اور روشنی تو ضروری ہے۔ مثبت فکر کے بعد ہمت اور حوصلے کے ساتھ مثبت عمل انتہائی ضروری ہے۔

علم انسان کی پہچان ہے۔ انسان' علم کے بعد فرشتوں کے سجدے کا سزاوار بنا۔ لیکن علم تکبر اور اکڑ دیتا ہے۔ اکڑ اور تکبر کے درد کا مرہم خدمت ہے۔ اس مرہم کو علم اور مٹی کے جوہر سے تیار کرو۔ دراصل آگہی اور شکر کا نام علم اور خدمت ہے اس کا مستقل استعمال تمہیں لافانی کر دے گا۔

آج دنیا میں جس قدر مدرس' کتابیں اور علماء موجود ہیں پہلے کبھی نہ تھے اور آج سے زیادہ بے عملی بھی تاریخ میں کم رہی ہے۔

کسی مسئلے کا حل بھی جدوجہد ہے اور پھل بھی جدوجہد۔

خوشیاں صرف حصول کا نہیں قربانی کا مطالبہ بھی کرتی ہیں۔ خوشیوں کے حصول کے لئے لینے کے ساتھ دینا بھی پڑتا ہے۔ لینے اور دینے' حصول اور قربانی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ قربانیاں احساس محرومی سے آشنا نہیں کرتیں بلکہ ان قربانیوں سے آدمی لٹا کر حاصل کرتا ہے' کھو کر پاتا ہے۔

خودی کا کیا معیار ہو گا؟ جب انسان کائنات میں خود کو سب سے بلند اور قیمتی سمجھ کر مادہ کے عوض بکنا بند کر دے گا۔

۵

تخلیق کا کرب' زندگی کی سب سے انمول شے ہوتی ہے۔
پچھلے لمحوں کی یاد اور آنے والے لمحوں کا انتظار سب بیکار باتیں ہیں جو لمحہ گذر رہا ہے وہی حیات ہے۔
زندگی اس لئے حسین لگتی ہے کہ اس میں موت کا خوف شامل ہوتا ہے۔
حسن کے سامنے قانون اور اصول سب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔
کسی چیز کو یا کسی بات کو اہمیت دے کر اپنی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ خود آگہی نہ رہے تو آدمی اہمیتوں کا غلام بن جاتا ہے۔
ذہانت سارے فساد کی جڑ ہے۔
اگر آدمی مظلوم بننے سے انکار کر دے تو ظالم پنپ ہی نہیں سکتا۔
بہتا ہوا پانی ہمیشہ صاف رہتا ہے اور بڑھتے ہوئے قدم منزل کی علامت ہوتے ہیں۔
تھوڑی دیر کی دوستی میں ہمیشہ خلوص ہوتا ہے۔
جب خوبصورت آنکھوں کے سرخ ڈورے اور حسین جسم کا تناسب ختم ہو جاتا ہے تو جذباتی سچائیاں بھی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہیں۔
لنگور کی تیزی اور پھرتی گیدڑ کے حصے میں نہیں آ سکتی اور لومڑی کی عیاری' بھیڑ کی سادگی میں نہیں بدل سکتی۔ پھر انسانی جبلت کیونکر بدلی جا سکتی ہے۔
تصویر گلاب کے قدرتی پھول سے زیادہ ہرگز خوبصورت نہیں ہو سکتی۔
انسان دراصل پستیوں ہی میں خوش رہتا ہے کیونکہ وہاں گرنے کا احتمال نہیں رہتا۔
وہ اولاد جو قلبی واردات کی بجائے مادی حادثے کی پیداوار ہو' اچھے سماج کی ضامن کس طرح بن سکتی ہے۔

حقیقی آدمی کپڑوں میں نہیں' اپنے من میں چھپا رہتا ہے۔
سماجی اور تمدنی سوچ ہمارے دماغ میں تو ہوتی ہے' دل میں نہیں ہوتی۔
عورت کے ضمیر میں حسد ہوتا ہے' نفرت نہیں ہوتی۔
دوسرا بوسہ' پہلے بوسے کی طرح تسکین بخش نہیں ہوتا۔ دوسرے تجربے میں پہلے تجربے کی طرح والہانہ پن نہیں ہوتا۔ ہر دوسرا اور تیسرا لمس باسی روٹی سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ حسن اس وقت تک انمول ہے جب تک چھوا نہیں گیا۔ جسم اس وقت تک خوبصورت ہے' جب تک ٹٹولا نہیں گیا۔
امید صرف غریب ہی کا آسرا نہیں ہوتی یہ امیروں کے سینوں میں بھی ہلچل مچا دیتی ہے۔
عورت کا طلسم بہت جلد ٹوٹ جاتا ہے' جس طرح ایک خوبصورت منظر کو ایک بار دیکھنے کے بعد انسان آگے سفر شروع کر دیتا ہے اور کسی نئے منظر کو دیکھنے کا متمنی ہوتا ہے۔ اس طرح عورت کا ساتھ بھی تھوڑی سی مسافت کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔
جو آدمی جتنی زیادہ توقعات وابستہ کرتا ہے اتنا ہی زیادہ مایوس بھی ہوتا ہے۔
دنیا میں ہر کام کے لئے الگ الگ آدمی پیدا ہوتے ہیں اس لئے جو جیسا ہے اس کو اسی حیثیت میں رہنا چاہئے۔
انسان یا غاصب ہوتا ہے یا رجعت پسند۔ طاقتور ہو تو غاصب' کمزور ہو تو رجائی
کام و دہن کی لذت بے معنی چیز ہے اور سونے چاندی کے برتنوں کی نمائش ذہنی ہے اور نہایت قیمتی لباس محض احساس کمتری کا اظہار ہے۔
ہم نے اپنے سینوں میں بہت سے بھیڑیے پال رکھے ہیں جو وقتاً" فوقتاً" باہر نکلتے رہتے ہیں۔
حاصل کر لینا اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے البتہ حاصل

کرنے کی جستجو میں کوئی عیب نہیں ہے۔

اگر انسان کی فطرت کو قناعت پر راضی کر لیا جائے تو دنیا میں سارا فساد ختم ہو جاتا ہے۔

مغرب اور مشرق کے مزاج میں وہی فرق ہے جو دانشور اور پیغمبر کے ضمیر میں ہوتا ہے۔

آدمی کو اپنی نیت کا علم ہوتا ہے۔ اس لئے وہ دوسرے کی نیت سے بھی باخبر رہتا ہے۔

بہت آگے نکل جانے والا بھی ہمیشہ تنہا رہتا ہے۔

جذبے کے بغیر کولمبس پیدا نہیں ہوتے مگر تعلیم کے بغیر شیکسپیئر پیدا ہو جاتے ہیں۔

جذبے اور عقل کا امتزاج مقابلتاً" اچھے نتائج پیدا کرتا ہے۔

انسانی تضادات سر کے بالوں کی طرح ڈھیر اور باریک ہیں۔ انھیں الگ الگ کرنا بہت مشکل کام ہے۔

۶

عورت کو دور سے دیکھتے رہو بڑی خوبصورت شے ہے۔

یاد رکھو، عورت تمہیں سب کچھ دے سکتی ہے اور تمہارا سب کچھ چھین بھی سکتی ہے۔

جب عورت کے پاس کوئی خوبی نہیں رہتی تو وہ اپنا بھرم رکھنے کے لئے چالاک ہو جاتی ہے۔

محبت انسان کو غیر معمولی بنا دیتی ہے لیکن اس کے لئے غیر معمولی محبت کی

ضرورت ہے۔

روح کی جوانی کے لئے خوبصورت غموں کی ضرورت ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ بڑے آدمی گناہوں کو بھی اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔

قوت جہاں کہیں بھی ہوتی ہے اپنا مظاہرہ کئے بغیر نہیں رہتی۔

ماضی ایک افسردہ گیت ہے اور حال سب سے بڑی قوت۔

جب معاشرہ کسی بڑے جرم کو بھی قبول کرلیتا ہے تو وہ ہماری تہذیب بن جاتا ہے۔

انسان اپنی تقدیر بناتا ہے۔ لیکن بہت سے انسان' خود تقدیر بھی بناتی ہے۔

جب تقدیر ساتھ نہ دے رہی ہو تو کوئی چیز بھی ساتھ دیتی نظر نہیں آتی۔

اگر وہ نہیں ہوتا جو تم چاہتے ہو تو تم وہ چاہو جو ہو رہا ہے۔

ایک دم آنے والی کوئی بھی چیز ہو' خطرناک ہوتی ہے۔

۷

بعض سوالوں کا جواب بھی ایک سوال ہوتا ہے۔

پراسراریت بھی ایک سرمایہ ہے۔

لفظوں کے تقدس کو پامال کرنا دنیا کی سب سے بڑی بے غیرتی ہے۔

اس دنیا میں بذاتہ شائد کوئی شے اچھی یا بری نہیں۔ اچھائی یا برائی زاویہ نگاہ کا کرشمہ ہے۔

لوگ برا بننا تو بہرطور پسند کرتے ہیں مگر برا کہلوانا برداشت نہیں کرسکتے۔

اونچی حویلیوں میں رہنے والا کوئی شخص ایک سچا مسلمان تو کیا' عالی ظرف انسان بھی نہیں ہوسکتا۔

زیادہ بلندی پر چڑھیں تو سر چکرانے لگتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ بلندی کی ہوس اس حد تک رہے کہ جب تو وہاں قدم رکھے تو حواس خطا نہ ہوں۔

جن لوگوں کی موت کسی قوم کے لئے المیہ کی حیثیت رکھتی ہے انہی کے یوم پیدائش منائے جاتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ولادت کے ساتھ ہی یہ سلسلہ شروع ہو جائے۔ جو اپنے طور پر سالگرہ مناتے ہوں ان کی برسیاں منعقد نہیں ہوا کرتیں۔

فلسفہ ذہین لوگوں کے احساس کمتری کی تخلیق کا نام ہے۔

وہ شک جس میں شک کا شائبہ نہ ہو' بجائے خود ایک صداقت ہے۔

علم' نامعلوم سے معلوم کی طرف سفر کا نام ہے۔

ملزم:- جناب! میں بے قصور ہوں۔ میرا ماضی بالکل بے داغ ہے۔

جج:- یہ بے گناہی کی کوئی دلیل نہیں۔ ماضی تو شیطان کا بھی داغدار نہ تھا۔

انتخاب' انقلاب کا راستہ روکتے ہیں۔

عقل مند وہی ہے جو بے وقوفوں والے کام نہ کرے۔

کون کہتا ہے کہ مہنگائی ہے۔ اگر مہنگائی ہوتی تو انسان جیسی قیمتی شے ہر روز مفت میں رائیگاں نہ ہو جاتی۔

وہ ہمیشہ ہی جھوٹ نہیں بولتا کہ کئی بار میں نے اسے اپنے بیٹے کے باپ کو برا بھلا کہتے سنا ہے۔

عدالتوں کی زیادتی انصاف کا نہیں' عداوتوں کی زیادتی کا مظہر ہے۔

پیار ایک خوشبو ہے اور خوشبو کو اپنی موجودگی کا احساس قسم اٹھا کر ثابت نہیں کرنا پڑتا بلکہ اس کی مہک خود اپنے وجود کا پتہ دیتی ہے۔

کوئی دوست دھوکا نہیں دیتا' دھوکہ دیتی ہیں وہ توقعات جو ہم اپنے دوستوں سے وابستہ کر لیتے ہیں۔

گاہک' دکاندار کے اور طلباء' استاد کے سگے کم ہی ہوتے ہیں۔

سیاست دانوں کے دل و دماغ میں صدیوں کا فاصلہ ہوتا ہے۔

میں پیدا ہوا تو کسی کو میرے مستقبل کی خبر نہ تھی۔ جب میں دنیا سے اٹھ جاؤں گا تو تمام لوگ میرے ماضی سے آگاہ ہو چکے ہوں گے۔ انسان کا مستقبل ہی اس کا ماضی ہے۔

پردۂ سکرین پر عورت کا وجود' خوبرو چہروں کی نمائش' عریاں تذکرے' مختلف النوع دلفریب سلسلے' فحاشی کا صرف ایک پہلو ہیں۔ وجود زن کا اگر جنس قوی کے روبرو آنا بے حیائی ہے تو مردوں کے جملہ امور بھی یقیناً طبقۂ نسواں کے لئے یہی درجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر مردوں کے ذہن میں بے لباس پریوں کا عکس اترتا ہے تو حلقۂ ثانیث بھی اپنے خوابوں میں ان فرشتوں سے مضطربانہ لپٹتا ہوگا۔

جب عالم ارواح کا گلستان معرض وجود میں آیا تھا تو کسی بھی لحاظ سے عدم مساوات کا کوئی پہلو نہ تھا۔ اجسام تو ایک تاریک کوٹھڑی کی مانند ہیں۔ مشعل روح کی ضیا سے ہی ان میں روشنی ہے اور جب جان' پیکر خاکی سے پرواز کر جاتی ہے تو پھر یہ بے نور و بے تاثیر مٹی' مٹی میں مل جاتی ہے۔ اور قبرستان میں بھی کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ ہر ایک سر کے ساتھ فقط سنگ ہوتا ہے۔ پھر سوچنا چاہئے کہ اس دنیا یعنی درمیانی عرصہ میں اونچ نیچ کی کیا سند ٹھہری؟ سچ بات تو یہ ہوئی کہ ان کی کوئی اصل نہیں' اصل شے روح ہے اور روح کا جوہر ایک ہی ہے۔ کیا یہ سارا فتور مشت غبار کے سبب سے پیدا نہیں ہوا ہے؟

مسلمانوں کے سوا مجھے اسلام کی ہر شے پسند ہے کیونکہ دین اسلام سچا ہے مگر مسلمان جھوٹے ہیں۔

اگر آپ بڑے کام نہیں کر سکتے تو چھوٹے کام بڑے انداز میں کیجئے۔

روحانیت حواس خمسہ باطن کے بیدار ہو جانے کا نام ہے۔

اگر تقدیر کا تعلق ہاتھ کی لکیروں سے ہے تو میری قسمت میرے ہاتھ میں ہے۔

مقبرۂ تاریخ پر مجاور بن کر بیٹھ رہنے والی قوم جغرافیئے سے محروم کر دی جاتی ہے۔

تاج محل تعمیر کرنے والوں کو بعض اوقات اپنے تابوت دفنانے کے لئے بھی جگہ میسر نہیں آتی۔

پیدائشی فقط پیغمبر ہوتے ہیں---- مجرم نہیں۔

انسان انمول ہے ارزاں نہیں۔کیا آپ دس ہزار میں ہاتھ' بیس ہزار میں ٹانگ اور ایک لاکھ میں اپنی آنکھیں بیچ دیں گے۔

امراء کے مال پر ہاتھ صاف کرنا جرم تو ہے گناہ نہیں۔

جوں جوں ظلم بڑھتا چلا جائے گا' اس کے ساتھ باغیوں کی تعداد بھی بڑھتی جائے گی۔

مظلوم کو جب ظالم کے ظلم کا احساس ہونے لگے تو سمجھ لو کہ ظلم کے خاتمے کا آغاز ہو گیا۔

جائیداد تو ہمیشہ پچھلوں کے لئے چھوڑ کر بنائی جاتی ہے۔

جو لوگ بظاہر زیادہ اللہ والے ہوتے ہیں ان ہی میں ارتداد اور کفر کی اہلیت بھی زیادہ ہوتی ہے' ان کا کفر خفی' مرتد کے کفر جلی سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔

جب مرد "کسی" عورت کی برائی اپنی بیوی کے روبرو کرنے لگے تو اس سے خطرہ محسوس کیا جانا چاہئے۔

ایک' یہ جانتا ہے کہ گویا وہ کچھ نہیں جانتا۔ دوسرا' یہ جانتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ صاحب علم کون ہے؟

جو شرک ہے وہ ہر حال میں شرک ہے اور جو شرک نہیں ہے وہ کسی حال میں بھی شرک نہیں ہے۔

آدمی کا اچھا نہ ہونا بھی ایک طرح کی برائی ہی تو ہے۔
ہر ایک شخص کی تحقیق اس کی اپنی حد نگاہ تک ہے۔
اہل تحقیق' شاہد اور سچے کسی حالت میں بھی اپنے دعویٰ سے دستبردار نہیں ہوتے۔
وہ شخص بڑا بد قسمت ہے جو خود تو مر جائے لیکن اس کا گناہ باقی رہے۔
ذہین آدمی کو یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اگر اس کا رفیق اس سے ذہانت میں کم ہے تو وہ اس کی محبت نہیں جیت پائے گا۔
دلوں میں شک کا بیج دوستی کے لئے زہر قاتل ہے۔
آگہی عذاب ہے اور بے خبری ایک نعمت۔
جتنا شعور ہو غم اسی تناسب سے عطا ہوتا ہے۔
عقیدے کی پرورش ماں کی گود میں اور نشوونما گھریلو روایات اور معاشرتی ماحول میں ہوتی ہے۔
جب عورت مرد سے اظہار محبت کرتی ہے تو گیت بنتے ہیں اور جب مرد عورت کے سامنے اپنے جذبات ظاہر کرتا ہے تو غزل ہوتی ہے۔
محبت ایک ایسی حالت کا نام ہے جو حصول اور عدم حصول' وجود اور عدم وجود کے درمیان ہے۔
پہلی محبت ہی دراصل آخری محبت ہوتی ہے۔
بلاشبہ عورت دنیا کی حسین ترین چیز ہے مگر حسن کا تمام راز تو تجسس اور فاصلے میں ہے۔
انسان میں موجود وحشی کبھی نہیں مر سکتا۔
نیکی کے عوض نیکی کی توقع رکھنا بھی محض حماقت ہے۔
زندگی بالکل مختصر ہے' جوانی اس سے بھی مختصر اور حسن مختصر ترین۔

جس کے بغیر ہم زندہ رہ سکتے ہیں اسے پانا یا نہ پانا ایک ہی بات ہے۔

۸

روشنی کو جانے والے سب راستے تاریک ہوتے ہیں جیسے سیاہی کے ویرانوں کو جانے والے تمام راستے بے نور روشنی سے بنے ہیں۔

تو جو کچھ سوچتا ہے وہ کہیں نہ کہیں موجود ہے اور تیرا سوچ لینا ہی اس کے موجود کو ظاہر کرتا ہے۔

اس بستی میں سچ بولنے والے کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ اسے اس قدر جھوٹا کہا جاتا ہے کہ وہ سوچنے لگتا ہے کہیں وہ دیوانہ تو نہیں۔

گالیاں کھا کر خاموش رہنا اتنی بڑی بات نہیں جتنا اپنی تعریف سن کر اپنے آپ میں رہنا بڑی بات ہے۔

کتنی عجیب بات ہے کہ جو ہمیں ملتا نہیں اسے ڈھونڈتے رہتے ہیں اور جو مل جاتا ہے اسے تلاش نہیں کرتے۔

خود کو کسی کے ہاتھوں سونپ دینا بھی ایک سکھ ہے۔

جسے آسمانی لباس کی طلب ہے وہ زمینی لباس ہمیشہ کے لئے غیر مشروط اتار دے۔

محبت کے دو حصے نہ کرو کیونکہ دونوں میں سے ایک حصہ ایسا ہے جو نفرت ہے۔

آنکھیں دماغ کے راستے ہوتی ہیں۔

کبھی کچھ نہ کہنا بھی سب کچھ کہہ دینے کے مترادف ہوتا ہے اور کبھی سب کچھ کہہ دینا بھی کچھ نہ کہنے کے برابر لگتا ہے۔

محبت وہ عظیم تحفہ ہے جو انسان اپنے آپ کو خود پیش کرتا ہے۔

محبت کرنے والے کی تعریف اور نفرت کرنے والے کی تنقید کھوکھلی ہوتی ہے۔

کچھ آنکھوں میں رات کے دروازے دن میں کھلے رہتے ہیں جیسے کچھ دلوں کی

راتوں میں دن کی کھڑکیاں کھلی رہتی ہیں۔
دیکھنا' دیکھنے کے پیچھے اور سوچنا سوچنے کے آگے ہے اور اندھے کے لئے ہر وقفہ دیوار ہے۔
چراغ تب تک چراغ ہے جب تک سیاہ رات ہے اور جب رات گزر جاتی ہے تو چراغ بجھا دیا جاتا ہے۔
فطرت نے پھلوں کی حسن شکلوں میں ذائقے اور رنگوں میں اشیاء کی خوشبو رکھی ہے پس دیکھنے میں چکھنا اور سونگھنا شامل ہے۔
عزت داری ایک تکلیف دہ عمل ہے۔
جیسے ہر شے اپنے آخری نقطے سے واضح اور مکمل دکھائی دیتی ہے ایسے ہی زندگی اپنے اختتامی لمحے سے واضح دکھائی دیتی ہے۔
سچ اور جھوٹ میں دوسروں کے فائدے اور نقصان کے سوا کچھ فرق نہیں۔
ہوس پرست کا پیٹ بھر جائے تو من خالی ہو جاتا ہے۔ من بھر جائے تو پیٹ۔

فکر پارے

چراغ سیرت

حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف اس عہد (رسالت) میں بلکہ جب تک دنیا باقی ہے' صاحب قرآن کی سیرت و حیات مقدس کے مطالعہ سے بڑھ کر نوع انسانی کے تمام امراض قلوب و علل ارواح کا اور کوئی علاج نہیں۔ اسلام کا دائمی معجزہ اور ہیشگی کی حجتہ اللہ البالغہ' قرآن کے بعد اگر کوئی چیز ہے تو وہ صاحب قرآن کی سیرت ہے۔ اور دراصل قرآن اور حیات نبوت معناً "ایک ہی ہیں۔ قرآن متن

ہے اور سیرت اس کی شرح۔ قرآن علم ہے اور سیرت اس کا عمل۔ قرآن صفحات و قراطیس مابین الدفتین اور فی صدور الذین اوتو العلم میں ہے اور یہ ایک مجسم و ممثل قرآن تھا' جو یثرب کی سرزمین پر چلتا پھرتا نظر آتا تھا۔

(مولانا ابوالکلام آزاد)

توحید

توحید الٰہی حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے ساتھ اسرار ہیں' جو بیان میں نہیں آ سکتے۔ کوئی شخص اس کو عبارت کے طمع سے آراستہ کرکے ظاہر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عبارت اور جس کو عبارت میں بیان کیا گیا ہو' ایک دوسرے کا غیر ہوتے ہیں اور توحید میں غیر کو ثابت کرنا شرک کا باعث کرتا ہے۔

وجدان

فن وجدان تاثرات کے اظہار کے سوا اور کچھ نہیں۔ وجدان ایک ایسی کیفیت کا نام ہے' جس میں کسی قسم کا تصنع' فریب اور دروغ قطعی طور پر کارفرما نہیں ہوتا۔ ایک سچائی ہی سچائی ہے۔ وجدان ایک ایسی کیفیت ہے' جس کا تعلق محض انفرادی احساس کے ساتھ ہوتا ہے اس کو ناپنے یا تولنے کے لئے کوئی پیمانہ نہیں ہے۔

(کروچے)

اخلاق

اخلاق ایک قوت ہے جو انسان کے بطون وارواح میں چھپی ہوئی ہے۔ اگر عطر شیشی میں بند رکھا جائے تو وہ مشام جاں کو معطر نہیں کر سکتا۔ اسکی بوئے جانفزا بار بار کے ملنے سے ہی پھیلتی ہے۔ اس طرح اگر انسان تمام دنیا سے الگ ہو کر ایک

قلعہ کوہ پر عزت اختیار کرلے تو اس کا اخلاق جو ہر ہمیشہ کے لئے پہاڑ کی تاریک غاروں میں چھپ جائے گا۔ لیکن خدا نے انسان کو اخلاق کی نمائش کرنے کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ اسی بناء پر جملہ انبیاء ورسل نے اپنی بعثت کا مقصد تکمیل اخلاق قرار دیا ہے۔

(ابوالکلام آزاد)

قانون

قانون کو دیکھیے تو وہ جرم کو روکنے کے لئے خود جرم کرتا ہے۔ خونریزی اس کے سامنے سب سے بڑی معصیت ہے۔ لیکن خونریزی کو روکنے کے لئے وہ قاتلوں کے خون بہانے ہی میں امن دیکھتا ہے۔ قاتل کا قتل بدی تھا لیکن عدالت کا فتویٰ قتل نیکی ہو گیا۔

رمضان المبارک

رمضان کے مقدس مہینے!
ہمارے خیمے تمہارے رخصت ہونے پر اداس ہو رہے ہیں۔
غربت کی وجہ سے بھوکے مرنے والے چاہتے ہیں۔
کہ تم کچھ دیر اور رک جاؤ۔
کم از کم بھوک کے ساتھ ثواب کی امید تو رہے۔ (فلسطینی شاعر کمال ناصر)

روح

جب انسان دولت کھو دے تو کچھ نہیں کھوتا۔ اگر حوصلہ کھو دے تو بہت کچھ کھو جاتا ہے۔۔ آبرو چلی جائے تو قریب قریب سب کچھ کھو جاتا ہے۔ لیکن اگر روح مرجائے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا بلکہ سب کچھ مٹ جاتا ہے۔

افواہ

"لوگ جب ہمارے بارے میں طرح طرح کی بے بنیاد باتیں کرتے ہیں تو یقینی طور پر یہ بات افسوس ناک ہے۔ لیکن اس سے بڑی افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ وہ ہمارے بارے میں باتیں کرنا ہی چھوڑ دیں"۔ (وائلڈ)

اصول

"کئی لوگ اپنے اصولوں کو پختہ ہونے کا موقع نہیں دیتے۔ ان کی مثال ان بچوں کی سی ہے جو پھولوں کو زمین میں بوتے ہیں اور بار بار انہیں باہر نکال کر دیکھتے ہیں کہ وہ اگ بھی رہے ہیں یا نہیں"۔ (لانگ فیلو)

آئیڈیل

"جب میں عالم شباب میں تھا تو میں نے اس وقت تک شادی نہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ جب تک کوئی مثالی عورت نہ مل جائے۔ چند سال کے بعد مجھے ایک مثالی عورت مل گئی' لیکن رونا اس بات کا ہے کہ وہ خود ایک مثالی مرد کی تلاش میں تھی"۔ (فریڈرکس)

وعظ

ایک جیل میں کسی پادری کو وعظ کے لئے بلایا جاتا تھا۔ ایک بار آیا تو اندر آتے ہوئے ٹھوکر لگنے سے گر پڑا۔ قیدی کھلکھلا اٹھے۔ پادری سیانا تھا' بولا! آج کا وعظ بس اتنا ہے کہ آدمی گر پڑے تو وہ دوبارہ اٹھ سکتا ہے۔ سو تمہیں بھی جرائم کے بعد نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہئے۔

انسان اور کیکڑا

کیکڑا ایک چھوٹا سا آبی جانور ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ جب وہ کسی طرح کنارے پر جا پڑتا ہے تو پھر پانی میں جانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ یہ انتظار کرتا ہے کہ خود پانی آگے بڑھے اور اسے اپنی موجوں کی آغوش میں لے لے اور اگر پانی کی لہریں اسے واپس نہیں لے جاتیں تو وہ وہیں پڑے جان دے دیتا ہے یا پکڑا جاتا ہے۔ حالانکہ ذرا سی کوشش بھی اسے پانی میں لے جانے کو کافی ہوتی ہے۔ جو اکثر صرف گز بھر کے فاصلے پر اسے پناہ دینے کے لئے موجیں مار رہا ہوتا ہے۔ یہ ساری دنیا بھی انسانی کیکڑوں سے بھری پڑی ہے۔ ہزاروں ایسے انسان موجود ہیں جنہیں اتفاقات نے جہاں ڈال دیا ہے وہیں پڑے ہیں۔ حالانکہ ترقی اور کامیابی کا سمندر ان کے صرف ایک قدم اٹھانے کا منتظر ہوتا ہے۔

(زندگی تابندگی/ڈاکٹر ح م صادق)

وفا و جفا

اشیاء کے موجود ہونے کی حالت میں اسباب معدوم ہوتے ہیں اور دوست کے لئے دوست کی بھیجی ہوئی بلا اچھی لگتی ہے۔ اور جفا و وفا کے طریق محبت میں مساوی ہوتے ہیں۔ جب محبت حاصل ہو تو وفا' جفا کی طرح اور جفا' وفا کی طرح ہو جاتی ہے۔

پہچان

مشہور انگریز شاعر ملٹن اندھا تھا۔ اس کی بیوی بہت خوبصورت مگر سخت بدزبان و بد اخلاق تھی۔ کسی دوست نے ملٹن سے اس کی خوبصورتی کا ذکر کیا کہ تمہاری بیوی بہت حسین و جمیل ہے' بالکل ایسی کہ جیسے گلاب۔ ملٹن نے جواباً" کہا۔

تمہاری تشبیہ بالکل صحیح ہے لیکن میں نے اس گلاب کو اس کے کانٹوں سے پہچانا ہے۔

نصیحت

(قابوس نامہ کے مصنف امیر کیکاؤس بن سکندر بن قابوس نے ایک باپ بن کر بیٹے کو بدیں الفاظ نصیحت کی)

"بیٹا! اگر تجھے بادشاہ (حاکم) کے حاشیہ برداروں میں شرکت اور خدمت سلطانی میں رہنے کا اتفاق ہو تو ہرگز بادشاہ کی قربت پر نازاں نہ ہو۔ خواہ! بادشاہ کتنا ہی تجھے اپنے نزدیک سمجھتا ہو۔ بادشاہ سے دور رہنے کی کوشش کرتا رہ۔ تاہم اس کی خدمت سے گریزاں نہ ہو۔ کیونکہ بادشاہ کی قربت سے دوری اور خدمت سے نزدیکی پیدا ہوتی ہے۔ جس دن تو بادشاہ سے خود کو محفوظ خیال کرے اس دن تو اپنے آپ کو زیادہ غیر محفوظ سمجھ۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس شے سے انسان کو توانائی اور فربی حاصل ہو اس سے کمزوری اور ضعف بھی پہنچ سکتا ہے"۔

بادشاہ اور فقیر

ایک بادشاہ ایک فقیر کی ملاقات کو گیا۔ فقیر ہمیشہ ننگا رہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے کہا! اے فقیر مجھ سے کچھ مانگ۔ فقیر نے کہا "جہاں پناہ! مجھے مکھیاں بہت ستاتی ہیں۔ انہیں کہہ دیجئے کہ مجھے نہ ستایا کریں"۔

بادشاہ نے کہا! "مکھیوں پر میرا اختیار نہیں"۔ فقیر بولا! "جب ایسی معمولی چیز پر آپ کا اختیار نہیں تو پھر میں آپ سے کیا مانگ سکتا ہوں؟"

چوری

[illegible]ی آنا میں ہوٹل کے مینجر سے پوچھا کہ کمرے میں قفل لگانے کی ضرورت

ہے کہ نہیں۔ وہ بڑی ملائمت سے جواب دیتا ہے۔ "یہ یہاں کی رسم ہے کہ کوئی چوری نہیں کرتا۔ اگر دی آنا والے کچھ چراتے ہیں تو فقط دل چراتے ہیں"۔

علیم و خبیر

خدا کی صفت علم ہے لیکن اسکا علم اقدس کسی تفکر و تعال کا محتاج نہیں ہے۔ اسکی تحکیر کیلئے نہ تو مقدمات ہیں' نہ نتائج ہیں اور نہ فرض و قیاسات ہیں۔ اسکا علم ازلی ہے۔ جو تھا' جو ہے' جو ہو گا' سب اس پر آشکارا ہے۔ تمام حقائق اس کے سامنے ذرۂ ریگ سے بھی چھوٹے ہیں۔ تمام دنیا اسکی نظر میں قطرۂ آب سے بھی محدود ہے۔ تمام اگلے پچھلے زمانے اس کے نزدیک لحہ ء بصر سے بھی مختصر ہیں۔

(روسو)

میری تلوار

نپولین' فتح پروشیا کے بعد جب فریڈرک اعظم کی قبر پر گیا تو دیکھا کہ فریڈرک کی تلوار قبر پر لٹک رہی ہے۔ نپولین نے تلوار اتار کر ایک ساتھی کے حوالے کی اور کہا کہ پیرس کے عجائب خانے کی نذر کر دوں گا۔ یہ سن کر جنرل نے کہا: "اگر مجھے ایسی باعظمت اور تاریخی تلوار ملتی تو کبھی کسی دوسرے کو نہ دیتا"۔

نپولین نے کہا:

"کیا میرے پاس میری تلوار نہیں ہے"۔

شجرۂ نصب

ایک بار کسی نے حضرت سلمان فارسی سے ان کے خاندان کے بارے میں پوچھا' توانہوں نے فرمایا:-

"سلمان ابن اسلام"۔

غدار

ایک بھنگن، مرے ہوئے کتے کے گوشت کو انسان کی کھوپڑی میں ڈال کر لئے جا رہی تھی۔ یہ گوشت شراب میں پکایا گیا تھا۔ اس میں سے گندی بو آرہی تھی اور اسے ایک ایسے گندے کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا جو عورت کے حیض کے خون میں آلودہ تھا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر ایک شخص نے بھنگن سے سوال کیا کہ کتا پلید، مردہ انسان کی کھوپڑی قابل نفرت، شراب پلید، عورت کے حیض کا کپڑا پلید، جسے کوئی چھونا بھی پسند نہ کرے اور اس میں سے بو آرہی ہے۔ اسکو چھپانے کا کیا فائدہ؟ تو بھنگن نے جواب دیا کہ گو تمام اشیاء انتہائی گندی اور قابل نفرت ہیں، مگر غدار کی نگاہ ان سے بھی بری ہے۔ ان اشیاء کو ڈھانپ کر میں اس لئے لے جارہی ہوں کہ کسی غدار کی بری نظر لگنے سے یہ اور زیادہ خراب ہوجائیں گی۔

(سکھوں کے پیشوا بھائی گورداس کے اشعار کا اردو ترجمہ)

اثاثہ

مسلمان جہاں بھی گئے یہ اثاثہ ان کے ہمراہ تھا۔

ایک روشن اور سیدھا سادھا دین، جس کی ہر ہدایت کا لازمی نتیجہ فلاح، سعادت اور کامرانی تھا۔

ایک عادلانہ نظام حکومت جو شاہ و گدا میں کوئی امتیاز نہیں رکھتا تھا اور جو ہر قسم کے استحصال سے پاک تھا۔

ایک ایسا پیغام جو ان کی اخلاقی اور روحانی زندگی کا ضامن تھا۔

ایک ایسا علم جس کی روشنی سے زندگی کی شاہراہ چمک اٹھی تھی اور اجالے حد امکان تک پھیل گئے تھے۔

ایک ایسی تہذیب جس کی بنیاد طہارت و تقدس پر ڈالی گئی تھی۔
ایک ایسا نظام عبادت جس نے بندوں میں ذوق خدائی پیدا کر دیا تھا اور ان کے دست و بازو میں بجلی جیسی قوت بھر دی تھی۔ (ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

موت کا خوف

موت سے زیادہ خوفناک شے موت کا ڈر ہے۔ جیسے جیسے زندگی کا شعور بڑھتا ہے۔ زندگی کی محبت بڑھتی ہے۔ موت کا خوف بھی بڑھنے لگتا ہے۔ جس کو زندگی سے محبت نہ ہو۔ اسے موت کا خوف کیا ہو سکتا ہے؟

جب انسان کے دل میں موت کا خوف پیدا ہو جائے تو اس کی حالت عجیب ہوتی ہے۔ ایسے جیسے کوئی انسان رات کو اندھیرے سے بھاگ جانا چاہے یا دن کو سورج سے بھاگ جانا چاہے بھاگ نہیں سکتا۔

کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو موت کا خوف اور خطرہ لاحق ہو گیا وہ بھاگنے لگا۔ تیز بہت تیز' اسے آواز آئی "موت تیرے پیچھے نہیں' تیرے آگے ہے" وہ آدمی فوراً مڑا اور الٹی سمت بھاگنے لگا۔ آواز آئی' "موت تیرے آگے ہے' پیچھے نہیں" وہ آدمی بولا "عجیب بات ہے۔ پیچھے کو دوڑتا ہوں تو پھر بھی موت آگے ہے۔ آگے کو دوڑتا ہوں تو پھر بھی موت آگے ہے"۔ آواز آئی' "موت تیرے ساتھ ہے۔ تیرے اندر ہے۔ ٹھہر جاؤ! تم بھاگ کر نہیں جا سکتے۔ جو علاقہ زندگی کا ہے وہ سارا علاقہ موت کا ہے" اس آدمی نے کہا اب میں کیا کروں؟ جواب ملا۔ "صرف انتظار کرو۔ موت اس وقت خود ہی آ جائے گی' جب زندگی ختم ہو گی اور زندگی ضرور ختم ہو گی۔ زندگی کا ایک نام ہے موت۔ زندگی اپنا عمل ترک کر دے تو اسے موت کہتے ہیں"۔ اس آدمی نے پھر سوال کیا "مجھے موت کی شکل دکھا دو تاکہ میں اسے پہچان سکوں؟" آواز آئی "آئینہ دیکھو' موت کا چہرہ تیرا اپنا

چہرہ ہے۔ اسی نے میت بننا ہے۔ اسی نے مردہ کہلانا ہے۔ موت سے بچنا ممکن نہیں"۔

موت کے خوف کا کیا علاج! لاعلاج کا بھی کوئی علاج ہے۔ لاعلاج مرض' مہلک مرض' صرف زندگی کا عارضہ ہے۔ جس کا انجام صرف موت ہے۔ زندگی ایک طویل مرض ہے۔ جس کا خاتمہ موت کہلاتا ہے۔ روز اول سے زندگی کا یہی سلسلہ چلا آ رہا ہے کہ زندگی کا آخری مرحلہ موت ہے۔ اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ زندگی کا آخری حصہ ہے۔ ہم کشاں کشاں اس کی طرف سفر کرتے رہتے ہیں۔ ہم خود ہی اس کے پاس پہنچتے ہیں۔ زندگی کے امکانات تلاش کرتے کرتے ہم اس بند گلی تک آ جاتے ہیں جہاں سے مڑنا ممکن نہیں ہوتا۔ آگے راستہ بند ہوتا ہے۔ ہم گھبرا جاتے ہیں اور پھر ہم شور مچاتے مچاتے خاموش ہو جاتے ہیں' ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ موت نہ ہو تو شائد زندگی ایک طویل المیہ بن جائے۔ ایک طویل دورانیے کا بے ربط ڈرامہ کہ ٹی وی چلتا رہے اور لوگ بور ہو کر سو جانا پسند کریں۔ کہتے ہیں کہ ایک لافانی دیوی کو ایک جوان اور خوبصورت لیکن فانی انسان سے محبت ہو گئی۔ اس نے غلطی کو محسوس کیا کہ یہ تو فانی انسان ہے۔ مر جائے گا۔ وہ دیوتاؤں کے عظیم سردار کے پاس گئی کہ اے عظیم دیوتا! میرے محبوب کو لافانی بنا دو۔ دیوتا نے کہا "یہ نہیں ہو سکتا' انسان کو موت کا حق دار بنایا جا چکا ہے"۔ دیوی نے اصرار کیا' "فیصلہ ہو گیا کہ اسے موت نہیں آئے گی"۔ دیوی خوش ہو گئی۔ وقت گزرتا گیا۔ بینائی رخصت ہو گئی۔ خوبصورت چہرے پر جھریاں نظر آنے لگیں۔ توانائی کمزوری کی زد میں آ گئی۔ یادداشت ختم سی ہو گئی۔ مضمحل ہو گئے قواء سارے۔

وہ انسان چلایا "اے دیوی! خدا کے لئے مجھے نجات دلائیں۔ اس عذاب کو برداشت نہیں کر سکتا" دیوی نے اپنی دوسری غلطی کو بھی محسوس کیا۔ پھر

دیوتاؤں کے عظیم سردار کے پاس حاضر ہوئی کہ "اے دیوتاؤں کے بادشاہ!
میرے محبوب کو موت عطا کرو۔ انسان کو انسان کا انجام دے دو"۔
بس یہی راز ہے کہ انسان کو انسان کا انجام ہی راس آتا ہے۔ بات سمجھنے کی
ہے گھبرانے کی نہیں۔ مقام غور کا ہے خوف کا نہیں۔

واصف علی واصف

وصیت

میں چاہتا ہوں' مرنے کے بعد مجھے وہ شخص غسل دے :۔
جس نے منبر و محراب کی عظمت کو داغدار نہ کیا ہو۔
جو کبھی انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر ملک معظم کی حکومت کے لئے نہ لڑا ہو۔
جس کا اوڑھنا بچھونا صرف اسلام ہو۔
مجھے وہ شخص کفن پہنائے جس کی غیرت نے کبھی کفن نہ پہنا ہو۔
مجھے وہ اشخاص کندھا دیں جو ظلم و جور کے خلاف لڑتے رہے ہوں اور جن کے
ہاتھ میں ظلم و جور کی بیخ کنی کے بعد اس ملک کے مستقبل کی عنان ہو۔
میرا قلم اس شخص کو دیا جائے جو اس کو تیشہ ء کوہکن بنا سکے جس کو لہو سے لکھنے
کا سلیقہ آتا ہو۔
مجھے وہاں دفن کیا جائے جہاں گورکن قبر کی مٹی فروخت نہ کرتے ہوں۔
مجھے وہ دوست لحد میں اتاریں جو دفنانے کے بعد بھول جانے کی تاریخی اداؤں
سے واقف نہ ہوں۔
کوئی حکمران میری قبر پر فاتحہ نہ پڑھے۔
میری قبر پر ایک ہی کتبہ لکھا جائے کہ یہاں وہ شخص دفن ہے جس کی زندگی تمام
عمر عبرتوں کا مرقع رہی ہے۔

(شورش کاشمیری)

صوفی و تصوف

صوفی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب کچھ چھوڑ کر خدا کو لیا ہے۔

(حضرت ذوالنون مصریؒ)

صوفی وہ شخص ہے کہ نہ اس کو کوئی پسند کرے اور نہ وہ کسی کو پسند کرے۔

(منصور حلاج)۔

صوفی وہ ہے جو اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا کے ہاتھ میں دیدے۔ (رویم)

کوئی شخص اس وقت تک فقیر نہیں بن سکتا، جب تک کہ اس کی نظر میں سونے کی ڈلی اور مٹی کا ڈھیلا برابر نہ ہو جائیں۔

فقیر کی تعریف یہ ہے کہ جب نہ ہو تو خاموش رہے اور جب ہو تو خوب خرچ کرے۔

(ابوالحسن نوریؒ)

صوفی وہ ہے کہ اس کا خطرہ قلبی بھی اس کے قدم ہمت سے قطعاً نہ بڑھ سکے۔ ہمیشہ اس کی ہمت، اس کا خطرہ، اس کا ارادہ سب یکساں ہو (یعنی اس کا جسم جہاں ہو دل بھی وہاں، اور جس مقام پر دل ہو اس جگہ اس کا تن ہو، جہاں اس کا قدم ہو وہاں ہی اس کا قول ہو اور جہاں اس کا قول ہو وہاں اس کا قدم ہو)۔ ابو محمد مرتعشؒ)

تصوف ایک ایسی آزادی ہے کہ بندہ، قید حرص سے آزاد ہو جاتا ہے اور تصوف ایک ایسی سخاوت ہے کہ دنیا، اہل دنیا پر ہی چھوڑ دیتا ہے اور خود بے تعلق ہو جاتا ہے۔

(ابوالحسن نوریؒ)

اللہ تعالٰی کا یاد کرنا ایسا حلال ہے کہ اس میں حرام نہیں اور غیر خدا کا ذکر ایسا حرام ہے کہ اس میں حلال نہیں۔ (حضرت سعید بن مسیبؒ)

میں پناہ مانگتا ہوں اس زاہد سے جو اپنے معدے کو دولت مندوں کے کھانوں سے خراب کرے۔ (حضرت یحیٰی بن معاذ رازی)

فقیر وہ نہیں جس کا ہاتھ ساز و سامان دنیوی سے خالی ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کی طبیعت مراد سے خالی ہو۔

مقصود کا فوت ہو جانا موت سے زیادہ سخت ہے۔

مقام مجاہدہ' مقام مشاہدہ کے مقابلے میں سمندر کے آگے ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اپنے شکم کو بھوکا رکھو اور اپنے جگر کو پیاسا اور جسم کو کم سنوارو تاکہ تمہارے دل' دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں۔

جو مجاہدہ میں زیادہ مخلص ہو وہ مشاہدہ میں زیادہ سچا ہوتا ہے۔

خدا سے مانگنے سے پہلے مانگنے کی صلاحیت پیدا کرو۔

صوفی میں تغیر نہیں آتا اور اگر آ بھی جائے تو اس میں میل نہیں ہوتا۔
(ابوالقاسم قشیریؒ)

ابوبکر شبلیؒ سے پوچھا گیا کہ صوفیاء کا نام صوفیاء کیوں پڑا۔ فرمایا! اس لئے کہ ان میں ان کے نفسوں کا حصہ باقی رہ گیا تھا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ نام ان کے ساتھ نہ چمٹتا۔

تصوف یہ ہے کہ حق تعالیٰ تجھے تیری ذات سے فنا کر دے اور اپنی ذات کے ساتھ زندہ رکھے۔ (حضرت جنیدؒ)

صوفی کی ذات یکتا ہوتی ہے نہ کوئی (اللہ کے سوا) اسے قبول کرتا ہے اور نہ یہ اللہ کے سوا کسی کو قبول کرتا ہے۔ (حسین بن منصورؒ)

تصوف وہ کریمانہ اخلاق ہیں جو کریم زمانہ میں کریم آدمی سے کریم لوگوں کے ساتھ ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ (محمد بن علی قصابؒ)

تصوف وہ کریمانہ اخلاق ہیں جو کریم زمانہ میں کریم آدمی سے کریم لوگوں کے ساتھ ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ (محمد بن علی قصابؒ)

تصوف یہ ہے کہ تو کسی چیز کا مالک نہ بنے اور نہ کوئی چیز تمہاری مالک بنے۔

(سمنون)

تصوف حقائق پر عمل کرنے اور لوگوں کی چیزوں سے ناامیدی کا نام ہے۔

(معروف کرخیؒ)

تصوف جبر و قہر ہے اس میں کوئی صلح نہیں ہوتی۔ (حضرت جنیدؒ)

تصوف حضور قلب سے ذکر کرنے اور سن کر وجد میں آنے اور اتباع سنت کرتے ہوئے عمل کرنے کا نام ہے۔ (حضرت جنیدؒ)

اہل تصوف ایسے گھرانے کے لوگ ہوتے ہیں جن میں غیر داخل نہیں ہو سکتا۔

(حضرت جنیدؒ)

صوفی کی مثال زمین کی سی ہے کہ ہر بری چیز اس پر پھینکی جاتی ہے مگر اس میں سے ہر قسم کی خوبصورت چیز نکلتی ہے۔ (حضرت جنیدؒ)

تصوف اخلاق حسنہ کا نام ہے' جس کے اخلاق تم سے بہتر ہوں گے وہ صوفی ہونے میں بھی تم سے بہتر ہو گا۔ (کتانیؒ)

محبوب کے در پر ڈیرہ ڈال دینے کا نام تصوف ہے خواہ وہ دھکے ہی کیوں نہ دے۔ (ابو علی اودباریؒ)

صوفیاء حق تعالیٰ کی گود میں بچوں کی طرح ہیں (کیونکہ حق تعالیٰ ان کی تربیت بچوں کی طرح کرتا ہے)۔ (شبلیؒ)

کائنات کو دیکھنے سے محفوظ رہنے کا نام تصوف ہے۔ (شبلیؒ)

اپنے احوال کی نگہداشت اور پاس ادب رکھنے کا نام تصوف ہے۔ (جریریؒ)

تصوف ایسی حالت کا نام ہے جس میں انسانی علامتیں فنا ہو جاتی ہیں۔

(ابو یعقوب مزابلی)

صوفی واردات کے ساتھ ہوتا ہے اور اراد کے ساتھ نہیں۔ (ابوالحسن سیروانی)

فقرِ غیور

حضرت امام ابو حنیفہؒ

۱۴۵ھ میں جب نفس ذکیہ کے بھائی ابراہیم نے علم خلافت بلند کیا تو امام اعظمؒ نے بھی ان کی تائید کی۔ خود شریک جنگ ہونا چاہتے تھے، لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے نہ ہو سکے۔ جس کا ان کو ہمیشہ افسوس رہا۔ امام صاحب نے ایک موقع پر ابراہیم کو خط بھی لکھا تھا۔ نفس مضمون ملاحظہ کیجئے:۔

"میں آپ کے پاس چار ہزار درہم بھیجتا ہوں کہ میرے پاس اس وقت اسی قدر موجود تھے۔ اگر لوگوں کی امانتیں میرے پاس نہ رکھیں ہوتیں تو میں ضرور آپ سے آملتا۔ جب آپ دشمنوں پر فتح پائیں تو وہ برتاؤ کریں جو آپ کے باپ (حضرت علی المرتضیٰؓ) نے صفین والوں کے ساتھ کیا تھا"۔

بناء بریں اس میں ذرہ بھر شبہ نہیں کہ امام صاحب، ابراہیم کے اعلانیہ طرف دار تھے اور بجز اس کے کہ خود شریک جنگ نہ ہو سکے لیکن ہر طرح پر ان کی مدد کی۔ مگر ابراہیم نے اپنے عدم تدبیر کی وجہ سے شکست کھائی اور بصرہ میں نہایت دلیری سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔

خلیفہ منصور اس مہم سے فارغ ہو کر ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا جنہوں نے ابراہیم کا ساتھ دیا تھا۔ ان میں امام صاحب بھی تھے۔ ۱۴۶ھ میں بغداد پہنچ کر امام ابو حنیفہ کے نام فرمان بھیجا کہ فوراً پایۂ تخت میں حاضر ہوں۔ منصور پہلے ہی ان کے قتل کا ارادہ کر لیا تھا لیکن بہانہ ڈھونڈتا تھا۔ آپ گئے تو ربیع نے کہ حجاب کا عہدہ رکھتا تھا، ان لفظوں سے

ان کو دربار میں پیش کیا:۔

"یہ دنیا میں آج سب سے بڑے عالم ہیں؟"

منصور نے پوچھا:

"آپ نے کس سے تحصیل علم کی"۔

امام صاحب نے استادوں کے نام بتائے جن کا سلسلۂ شاگردی بڑے بڑے صحابہ تک پہنچتا تھا۔ منصور نے ان کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا۔ امام صاحب نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں اس کی قابلیت نہیں رکھتا۔ منصور نے غصے میں آ کر کہا:

"تم جھوٹ بولتے ہو"۔

امام صاحب نے فرمایا! اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ دعویٰ ضرور سچا ہے کہ میں عہدۂ قضا کے قابل نہیں۔ کیونکہ جھوٹا شخص قاضی نہیں مقرر ہو سکتا۔

منصور نے یہ بات نہیں مانی اور قسم کھا کر کہا کہ تم کو یہ منصب بہرحال قبول کرنا پڑے گا۔

امام صاحب نے بھی قسم کھائی کہ ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ اس جرات اور بے باکی پر تمام دربار حیرت زدہ تھا۔ ربیع نے غصہ میں آ کر کہا:

"ابوحنیفہ! تم امیرالمومنین کے مقابلے میں قسم کھاتے ہو؟"

امام صاحب نے کمال استقامت سے فرمایا:۔

"ہاں! کیونکہ امیرالمومنین کو قسم کا کفارہ ادا کرنا میری نسبت زیادہ آسان ہے"۔

اس پر حکم ہوا کہ قید خانہ بھیجے جائیں اور قید حیات کے ساتھ قید خانہ سے چھٹکارا نصیب ہوا۔

امام صاحب کی حریت فکر کو کوئی چیز دبا نہ سکتی تھی۔ آپ تمام زندگی کسی کے احسان مند نہیں ہوئے۔ ان کی آزادیٔ رائے کے سامنے ہرگز کوئی دیوار کھڑی

نہیں ہو سکتی تھی۔ تذکروں میں بالصراحت لکھا ہے:

"ابن ہبیرہ نے جو کہ کوفہ کا گورنر اور نہایت نامور شخص تھا۔ایک بار ان سے بہ لجاجت کہا کہ آپ کبھی کبھی قدم رنجہ فرماتے تو مجھ پر احسان ہوتا"۔

فرمایا:۔

"میں تم سے مل کر کیا کروں گا۔ مہربانی سے پیش آؤ گے تو خوف ہے کہ تمہارے دام میں آ جاؤں گا۔ عتاب کرو گے تو میری ذلت ہے۔ تمہارے پاس جو زر و مال ہے' مجھ کو اس کی حاجت نہیں۔ میرے پاس جو دولت ہے اس کو کوئی شخص چھین نہیں سکتا"۔

ایک دن گورنر کوفہ نے کہا کہ آپ ہم سے الگ کیوں رہتے ہیں؟

آپ نے جواب دیا:۔

"روٹی کا ایک ٹکڑا اور معمولی کپڑا امن و عافیت سے ملتا جائے تو اس عیش سے بہتر ہے جس کے بعد ندامت اٹھانی پڑے"۔

حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ متوکل باللہ ہمیشہ اس فکر میں رہتا کہ کسی طرح پچھلے مظالم کی تلافی کرے۔ ایک بار اس نے (امام احمدؒ بن حنبل کو) بیس ہزار سکے بھیجے اور دربار میں بلایا۔ ایک بار ایک لاکھ درہم بھیجا اور سخت اصرار کیا کہ اس کو قبول کر لیجئے. لیکن ہر مرتبہ امام موصوف نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنے مکان میں اپنے ہاتھ سے اس قدر کاشت کاری کر لیتا ہوں جو میری ضرورت کے لئے کافی ہے۔ اس بوجھ کو اٹھا کر کیا کروں گا؟ کہا گیا کہ اپنے لڑکے کو حکم دیجئے' وہ قبول کر لیں۔ فرمایا! وہ اپنی مرضی کا مختار ہے۔ لیکن جب عبداللہ سے کہا گیا' تو انہوں نے بھی واپس کر دیا۔ آخر مجبور ہو کر لانے والوں نے کہا کہ خود نہیں رکھنا چاہتے تو امیرالمومنین کا حکم ہے' قبول کر لیجئے. اور فقراء و مساکین میں بانٹ دیجئے۔ فرمایا! میرے دروازے سے زیادہ امیرالمومنین کے

محل کے نیچے فقیروں کا مجمع رہتا ہے۔ فقیروں ہی کو دینا ہے تو وہیں دے دیا جائے؟ اس ہنگامے کی کیا ضرورت ہے۔

ان کے لڑکے راوی ہیں کہ جب خلیفہ متوکل ان کی تعظیم و تکریم میں حد درجہ غلو کرنے لگا' تو انہوں نے کہا:۔ یہ معاملہ تو میرے لئے گزشتہ معاملے سے بھی کہیں زیادہ سخت ترین ہے۔ وہ دین کے بارے میں فتنہ تھا اور یہ فتنہ دنیا ہے۔

حضرت امام غزالیؒ

مکاتبات امام غزالی میں لکھا ہے کہ سلطان سنجر نے معین الملک کو حکم دیا کہ حجتہ الاسلام امام غزالی کو میرے روبرو حاضر کیا جائے۔ ادھر امام صاحب عہد کر چکے تھے کہ کسی بادشاہ کے دربار میں نہ جائیں گے۔ لہٰذا آپ نے سلطان مذکور کو زبان فارسی میں ایک مفصل خط تحریر فرمایا۔ اس کے بعض جملے مندرجہ ذیل ہیں۔

"بست سال در ایام سلطان شہید (ملک شاہ) روزگار گزاشت وازو بہ اصفہان و بغداد اقبالہا دید' وچند با امیاں سلطان و امیرالمومنین رسول بود در کارہائے بزرگ و در علوم دین نزدیک ہفتاد کتاب تصنیف کرد۔ پس دنیارا چنانکہ بود بدید و بجملگی بینداخت و مدتے در بیت القدس و مکہ قیام کرد۔ او بر سر مشہد ابراہیم خلیل اللہ عہد کرد کہ ہرگز پیش ہیچ سلطان نہ رود و مال ہیچ سلطان نگیرد و مناظرہ و تعصب نکند۔ دوازہ سال بریں وفا کرد امیرالمومنین و ہمہ سلطاناں دعاگوئی رامعذور داشتند۔ اکنوں شنیدم کہ از مجلس عالی اشارتے' رفتہ است بحاضر آمدن فرمان را بہ مشہد رضا آمدم و نگاہداشت عہد خلیل را بہ لشکر گاہ نیامدم"۔

مزید براں یہ بھی مسطور ہے کہ صدر الدین محمد بن فخر الملک بن نظام الملک کہ سلطان سنجر کا وزیر تھا کو فرمان جاری ہوا کہ امام غزالی کو نظامیہء بغدادیہ کی

ایک ایسی تہذیب جس کی بنیاد طہارت و تقدس پر ڈالی گئی تھی۔
ایک ایسا نظام عبادت جس نے بندوں میں ذوق خدائی پیدا کر دیا تھا اور ان کے دست و بازو میں بجلی جیسی قوت بھر دی تھی۔ (ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

موت کا خوف

موت سے زیادہ خوفناک شے موت کا ڈر ہے۔ جیسے جیسے زندگی کا شعور بڑھتا ہے۔ زندگی کی محبت بڑھتی ہے۔ موت کا خوف بھی بڑھنے لگتا ہے۔ جس کو زندگی سے محبت نہ ہو۔ اسے موت کا خوف کیا ہو سکتا ہے؟
جب انسان کے دل میں موت کا خوف پیدا ہو جائے تو اس کی حالت عجیب ہوتی ہے۔ ایسے جیسے کوئی انسان رات کو اندھیرے سے بھاگ جانا چاہے یا دن کو سورج سے بھاگ جانا چاہے بھاگ نہیں سکتا۔
کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو موت کا خوف اور خطرہ لاحق ہو گیا وہ بھاگنے لگا۔ تیز بہت تیز' اسے آواز آئی۔"موت تیرے پیچھے نہیں' تیرے آگے ہے"۔ وہ آدمی فوراً مڑا اور الٹی سمت بھاگنے لگا۔ آواز آئی' "موت تیرے آگے ہے' پیچھے نہیں"۔ وہ آدمی بولا "عجیب بات ہے۔ پیچھے کو دوڑتا ہوں تو پھر بھی موت آگے ہے۔ آگے کو دوڑتا ہوں تو پھر بھی موت آگے ہے"۔ آواز آئی' "موت تیرے ساتھ ہے۔ تیرے اندر ہے۔ ٹھہر جاؤ! تم بھاگ کر نہیں جا سکتے۔ جو علاقہ زندگی کا ہے وہ سارا علاقہ موت کا ہے" اس آدمی نے کہا اب میں کیا کروں؟ جواب ملا۔" صرف انتظار کرو۔ موت اس وقت خود ہی آ جائے گی' جب زندگی ختم ہو گی اور زندگی ضرور ختم ہو گی۔ زندگی کا ایک نام ہے موت۔ زندگی اپنا عمل ترک کر دے تو اسے موت کہتے ہیں"۔ اس آدمی نے پھر سوال کیا "مجھے موت کی شکل دکھا دو تاکہ میں اسے پہچان سکوں؟" آواز آئی "آئینہ دیکھو' موت کا چہرہ تیرا اپنا

واضح ہیں۔ آپ نے نہایت تدقیق کے ساتھ تمام اخلاقی امراض کا استقصا کیا اور تفصیل سے ہر ایک کی حقیقت و ماہیت بیان کی۔ حجتہ الاسلام نے اخلاقی امراض کی تشخیص و تفحص کے متعلق حاصل سیر گفتگو فرمائی ہے۔اور یہ انہی کا منصب تھا۔

انسان کو اپنے افعال اور اعمال کی نسبت سب سے زیادہ دھوکا وہاں ہوتا ہے جہاں ان پر بظاہر مذہبی رنگ چڑھا ہوتا ہے۔ وہ ایک کام کو مذہبی نیکی سمجھ کر کرتا ہے لیکن تہہ میں کوئی اور چیز ہوتی ہے جو اس کی تحریک ہوتی ہے۔
انسان سب سے زیادہ غلطی ان موقعوں پر کرتا ہے جہاں ایک کام کے نیک و بد دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ ان دونوں پہلوؤں میں دقیق فرق ہے۔ ان موقعوں پر انسان اپنے افعال کو ہمیشہ نیکی کے پہلو پر محمول کرتا ہے اور غلطی میں پڑ کر برائیوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ مثلاً سلاطین کے درباروں میں آمدورفت رکھتا ہے اور ان کی تعظیم و تکریم کرتا ہے اور جب اس کے دل میں اتفاقیہ خیال گزرتا ہے کہ ظالم بادشاہوں کی تعظیم جائز نہیں تو اس کا نفس اس کو سمجھاتا ہے کہ خدانخواستہ اپنے لئے سلاطین سے مال و زر حاصل کرنا مقصود نہیں۔البتہ یہ مجبوری ہے کہ ہزاروں آدمیوں کا نفع و ضرر انہی سلاطین کے ہاتھ میں ہے۔اس لئے جب تک ان سے میل جول نہ رکھا جائے خلق خدا کو فائدہ پہنچانا ناممکن ہے۔

امام صاحب نے احیاء العلوم میں اس پر باقاعدہ ایک باب باندھا ہے۔ اگر بنظر غائر دیکھیں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے موجودہ عہد کے مذہبی پیشواؤں کے اعمالنامہ کو دیکھ کر لکھا گیا ہو۔

حضرت امام غزالیؒ نے عرصہ ہائے دراز تک غور و خوض فرمایا کہ معاشرے میں بداخلاقیوں کا ذمہ دار اور اصل محرک کون ہے؟ تحقیق و تجزیہ کے بعد آپ نے

جو فیصلہ صادر فرمایا' اسے ہم کسی دور میں بھی فراموش کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ خود ان کے الفاظ میں :-

"رعایا اس وجہ سے ابتر ہو گئی کہ سلاطین کی حالت بگڑ گئی اور سلاطین کی حالت اس وجہ سے بگڑی کہ علماء کی حالت بگڑ گئی اور علماء کی خرابی اس وجہ سے ہے کہ جاہ و مال کی محبت نے ان کے دلوں پر غلبہ حاصل کر رکھا ہے"۔

امام صاحب کے نزدیک تمام خرابیوں کی بنیاد یہ تھی کہ حکومت و سلطنت کے متعلق رعایا کو کسی قسم کے اظہار رائے یعنی تنقید وغیرہ کی آزادی حاصل نہیں۔ حاکم وقت اگر ملک کا ملک کسی مسخرے یا بھانڈ میراثی کو بخش دے تو کسی کو اس کے خلاف زبان کھولنے کی جرات نہیں ہو سکتی۔ ان کا خیال تھا کہ ملکی اصلاح کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ نہایت وقار کے ساتھ حکام و سلاطین کو ان کے عیوب و مظالم سے مطلع کیا جائے اور یہ تذکرہ برسرعام ہو۔ اگر ارباب علم' اہل قلم اور وارثان جبہ و دستار وظیفہ خوار ہوں اور درباروں میں آمدورفت کو فخر سمجھیں تو انقلاب کس طرح آسکتا ہے؟

فرماتے ہیں :-

ہمارے زمانے میں سلاطین کی جس قدر آمدنی ہے کل یا قریب کل حرام ہے۔ اور کیوں حرام نہ ہو........ جو کچھ ان سلاطین کے ہاتھ میں ہے سب حرام ہے"۔

سلطانوں اور حکمرانوں کے ہاں آمدورفت کے بارے میں لکھتے ہیں :-

"دوسری حالت یہ ہے کہ انسان' ان سلاطین سے اس طرح الگ تھلگ رہے کہ کبھی ان کا سامنا نہ ہونے پائے اور یہی واجب العمل ہے۔ کیونکہ اسی میں عافیت ہے۔ انسان پر یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ ان کا ظلم' بغض رکھنے کے قابل ہے۔ انسان کو چاہئے کہ ان کی تعریف کرے نہ ان کے حالات کا پرسان ہو

اور نہ ہی ان کے مقربوں سے میل جول رکھے"۔
اس مضمون پر مزید بحث کرتے اور "سلاطین کے دربار میں جانا ناجائز ہے" کی دلیل میں درج کرتے ہیں:۔
"انسان کو سلاطین کے دربار میں ہر قدم پر گناہ کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ شاہی مکانات بالکل منسوب ہوتے ہیں اور زمین منصوبہ میں قدم رکھنا گناہ ہے۔ دربار میں پہنچ کر سر جھکانا اور ہاتھ کو بوسہ دینا ہوتا ہے اور ظلم کی تعظیم کرنا گناہ ہے۔ دربار میں ہر طرف جو چیزیں نظر آتی ہیں یعنی پردہ ہائے زر نگار' البنہ ریشمیں' ظروف زریں' یہ سب حرام ہیں اور ان کو دیکھ کر چپ رہنا داخل معصیت ہے۔ اخیر میں بادشاہ کی جان و مال کی سلامتی دعا مانگنی پڑتی ہے۔ اور یہ گناہ ہے۔
امام صاحب تو سلاطین و حکام کو سخت تنبیہہ کے انداز میں مخاطب کرتے اور اپنے مزاج کے برعکس شدید ترین الفاظ استعمال فرماتے ہیں:۔
"تجھ کو صرف اس پر قناعت نہیں کرنی چاہئے کہ تو خود ظلم کا ارتکاب نہیں کرتا بلکہ تو اس بات کا بھی ذمہ دار ہے کہ تیرے غلام' خدم و حشم' عہدہ دار اور عامل کسی پر ظلم نہ کرنے پائیں۔ ایہا السلطان! اگر تو دنیا کے حظوظ کی غرض سے لوگوں پر ظلم کرتا ہے تو غور سے دیکھ۔ دنیاوی حظوظ کیا ہیں؟ اگر تو کھانے کا زیادہ حریص ہے تو جانور ہے۔ اگر حریر و دیبا کے استعمال کا دلدادہ ہے تو مرد نما عورت ہے۔ اگر تو اپنے غیظ و غضب کے قابو میں ہے تو آدمی کی صورت کا درندہ ہے۔
ہر معاملے میں تجھ کو یہ فرض کر لینا چاہئے کہ تو ایک عام آدمی ہے اور فرمانروا کوئی اور شخص ہے۔ اس صورت میں اس بات کا اندازہ کرے کہ جو معاملہ تو اوروں کے ساتھ کرنا چاہتا ہے' اگر تیرے ساتھ کیا جاتا تو' تو اپنے حق میں اس کو جائز نہ رکھتا اور وہی معاملہ اپنے زیر دستوں کے ساتھ جائز رکھنا چاہتا ہے تو' تو

دغا باز اور خائن ہے"۔

امام صاحب نے ایک تقریب میں، حاکم خراسان کو برملا ڈانٹ پلا دی:

"افسوس! مسلمانوں کی گردنیں مصیبت اور تکلیف سے ٹوٹی جاتی ہیں اور تیرے گھوڑوں کی گردنیں طوق ہائے زریں کے بار سے"۔

متفرق

واقعہ ہے کہ ہشام بن عبدالملک حج کو گیا تو طاؤس یمانیؒ کو طلب کیا۔ انہوں نے دربار میں پہنچ کر فرش کے کنارے جوتیاں اتاریں، پھر السلام علیک کہہ کر اس کے برابر بیٹھ گئے اور کہا کہ کیوں ہشام تیرا مزاج کیسا ہے؟

ہشام کو سخت غصہ آیا اور کہا کہ یہ کیا گستاخانہ حرکتیں ہیں! نہ مجھ کو امیرالمومنین کہہ کر خطاب کیا اور نہ ہی کنیت کے ساتھ میرا نام لیا۔

طاؤس نے کہا کہ امیرالمومنین کا لفظ اس لئے استعمال نہیں کیا کہ تمام مسلمان تجھ کو امیرالمومنین نہیں سمجھتے۔ اس لئے میں اگر یہ لقب استعمال کرتا تو جھوٹا ہوتا۔ کنیت کی یہ کیفیت ہے کہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء کے نام بغیر کنیت کے لئے ہیں۔ مثلاً داؤد۔ سلیمان۔ عیسیٰ اور موسیٰؑ۔ لیکن کافروں سے کنیت کے ساتھ خطاب کیا ہے۔

مثلاً، ابولہب!

ہشام متاثر و شرمندہ ہوا اور کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔

آپ نے کہا:

"میں نے سنا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے:۔ دوزخ میں بڑے بڑے سانپ اور بچھو ہوں گے جو ان سلاطین کو کاٹیں گے اور ڈنک ماریں گے جو رعایا پر ظلم کرتے ہیں"۔

یہ فرما کر اٹھے اور چلے گئے۔

کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک' مدینتہ المنورہ گیا تو ابو حازم کو بلا بھیجا اور کہا کہ کیوں ابو حازم! ہم لوگ موت سے ڈرتے کیوں ہیں؟

انہوں نے بڑے اعتماد سے جواب دیا:

"اس لئے کہ تمہاری دنیا آباد اور آخرت برباد ہے۔ آبادی سے ویرانے میں جاتے ہوئے ڈر تو لگے گا"۔

تاریخ شاہد ہے کہ خلیفہ منصور جب مقام منیٰ میں پہنچا تو حضرت سفیان ثوریؒ کو طلب کیا اور کہا:

"مجھ سے کوئی درخواست کیجئے!"

انہوں نے جواب دیا:

"خدا سے ڈر! دنیا تیرے ظلم و جور سے لبریز ہو گئی ہے"۔

منصور نے دوبارہ کہا:

"مجھ سے کچھ مانگئے!"

آپ نے ارشاد فرمایا:

"مہاجرین اور انصار کی تلواروں کی بدولت تو آج اس رتبے پر پہنچا ہے اور انہی کی اولاد بھوک سے مر رہی ہے"۔

اس نے سہ بارہ یہی درخواست کی!

اب کے حضرت سفیان ثوریؒ نے کہا:

"حضرت عمر فاروقؓ نے حج کیا تو دس درہم سے کچھ زیادہ خرچ نہ ہوئے تھے۔ تو اس قدر زر و مال ساتھ لئے پھرتا ہے کہ باربرداریاں بھی اس کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔

ایک مرتبہ عباسی خلیفہ ہارون الرشید' اپنے معتمد وزیر فضل کے ہمراہ حضرت

خواجہ فضیل بن عیاض کے در دولت پر حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔
پوچھا کون؟
وزیر نے جواب دیا۔
"امیرالمومنین"
آپ نے فرمایا! امیرالمومنین کا مجھ سے کیا کام؟ اور مجھے ان سے کیا واسطہ؟
وزیر نے کہا:۔ بادشاہ کی اطاعت واجب ہے۔ فرمایا! مجھے حیران نہ کرو۔ وزیر نے کہا اندر آنے کی اجازت دو' ورنہ ہم اختیاراً اندر آجائیں گے۔ فرمایا! اجازت تو نہیں دیتا' حکماً" اندر آسکتے ہو۔ چنانچہ خلیفہ اور وزیر اندر آگئے۔ خواجہ فضیل نے چراغ گل کر دیا تاکہ ہارون الرشید کو نہ دیکھ سکیں۔ اسی اثناء میں خلیفہ ہارون کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چھو گیا۔ فرمایا! کیسا نرم ہاتھ ہے۔ کاش کہ دوزخ کی آگ سے بچ جائے۔ خلیفہ نے درخواست کی' کچھ ہدایت فرمایئے۔ جواب دیا۔
تیرا باپ رسول پاک ﷺ کا چچا تھا۔ انہوں نے درخواست کی تھی کہ مجھے کسی صوبے کا حاکم بنا دیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ " یا عمک نفسک"
(اے چچا! تجھے تیرے نفس کا امیر مقرر کیا۔
ہارون الرشید نے عرض کیا' کچھ اور فرمایئے۔
جواب دیا۔
یہ ملک تیرا گھر ہے اور رعایا تیری اولاد۔ ماں باپ کے ساتھ نرمی' بہن بھائیوں پر مہربانی' بچے بچیوں سے نیک سلوک کر۔ اگر کوئی مفلس بڑھیا رات کو بھوکی سو جائے گی تو قیامت کے دن وہ بھی تیری دامن گیر ہو گی اور تیرے ساتھ جھگڑے گی۔

شیخ برہان الدین غریبؒ کے خلیفہ شیخ زین الدینؒ کے معاصر والی دکن' سلطان محمد شاہ بہمنی کا دور عروج و اقبال تھا۔ وہ اقتدار و اختیار کے نشے میں منہیات شرعیہ کا ارتکاب کر بیٹھا۔ اس پر شیخ زین الدینؒ نے نہایت افسوس' غصے اور قلق کا اظہار فرمایا! ۷۶۷ھ میں جب سلطان بطور فاتح' دولت آباد میں داخل ہوا تو حضرت شیخ کو پیغام بھیجا کہ یا تو آپ خود دربار میں حاضر ہوں یا میری خلافت کی تحریر اپنے دست خاص سے میرے پاس بھیجیں۔ شیخ نے چونکہ سلطان کو منہیات شرعیہ کا مرتکب پایا تھا' اس لئے حاضری روا سمجھی نہ تحریر خلافت جائز جانی۔ جواب کے طور پر آپ نے ایک نامہ ارسال کیا۔ اس میں پہلے ایک حکایت ہے اور پھر اپنا مدعا ظاہر فرمایا:

"ایک مرتبہ کسی تقریب سے ایک عالم' ایک سید اور ایک ہیجڑا کافروں کے ہتھے چڑھ گئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ انہیں بت خانہ میں لے چلیں' جو بت کو سجدہ کرے گا اس کی جان بخشی کر دی جائے گی۔ پہلے عالم کو لے گئے انہوں نے (اضطراری حالت میں) قرآن مجید فرقان حمید کی رخصت پر عمل کیا اور بت کو سجدہ کر کے جان بچالی۔ سید نے عالم کی پیروی کی۔ جب ہیجڑے کی باری آئی تو اس نے کہا! میری ساری زندگی ناشائستہ کاموں میں گزری۔ میں نہ تو عالم ہوں اور نہ سید کہ ان میں سے کسی فضیلت کی پناہ میں ایسا کام کروں۔ اس نے قتل ہونا منظور کر لیا مگر بت کو سجدہ نہ کیا"۔

اس کے بعد آپ نے لکھا:

"میرا قصہ بھی اس ہیجڑے کے قصے سے مشابہت رکھتا ہے۔ میں تمہارے ہر ظلم کو برداشت کروں گا' لیکن دربار میں حاضر ہوں گا اور نہ ہی تمہارے ہاتھ پر بیعت کروں گا"۔

بادشاہ کو سخت غصہ آیا اور شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ شیخ نے بلاتوقف جائے

نماز کاندھے پر ڈالی اور اپنے مرشد کے مقبرے پر جاکر ان کی قبر کی پائنتی اپنی لاٹھی گاڑی اور جائے نماز بچھا کر بیٹھ گئے اور کہا! اب کون ہے جو مجھے اس جگہ سے ہلائے گا؟

سلطان محمد تغلق جب دم توڑ رہا تھا تو جانشینی کا مسئلہ پیدا ہوا۔ کافی دیر بحث و تمحیص رہی۔ اعیان مملکت کی مختلف آراء تھیں۔ بالآخر فیروز تغلق کی جانشینی پر اتفاق ہوا۔ اس میں خواجہ نصیرالدین چراغ دہلویؒ کی رائے بھی شامل تھی اور اس فیصلے میں آپ بھی شریک تھے۔ اب باقاعدہ حلف برداری اور تاجپوشی کی رسم ادا کی جانی تھی۔ حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی نے سلطان فیروز شاہ تغلق کو پیغام بھیجا:

"تم وعدہ کرو کہ اپنے خلق سے مخلوق کے ساتھ عدل و انصاف کرو گے ورنہ ان بیکس بندگان خدا کے لئے دوسرا فرمانروا طلب کیا جائے۔"

ملتان کے گورنر ناصرالدین قباچہ نے جب سلطان شمس الدین التمش (انتہائی نیک دل اور باعمل مسلمان بادشاہ تھا) کے خلاف بغاوت کی تو شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ نے بذریعہ خط' سلطان التمش کو صورت حال سے آگاہ کرنا چاہا۔ خط راستے میں پکڑا گیا۔ قباچہ سخت برافروختہ اور سیخ پا ہوا۔ جب پرسش ہوئی تو نہ صرف آپ نے خط لکھنے اور بھیجنے کا اقرار کیا بلکہ گورنر کو اس کی غلط روشوں اور مکروہ ارادوں سے آگاہ بھی کیا اور تنبیہہ بھی۔ آپ نے فرمایا:-

"ہاں یہ خط میں نے لکھا ہے اور ارشاد الٰہی کے مطابق لکھا ہے۔ تمہاری غلط حرکتوں سے ماسوائے مسلمانوں کے خون بہنے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا"۔

خاندان مغلیہ کا بانی' سلطان ظہیر الدین بابر سریر آرائے سلطنت ہوا تو حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے اس کو مکتوب ارسال فرمایا کہ اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب کا لحاظ رہے۔ آپ نے مغل بادشاہ کے علاوہ بعض امراء مثلاً خواص

خان' ہیبت خان شیروانی کو بھی اسی مضمون پر مشتمل خط تحریر کئے۔ جلال الدین اکبر' ایک بار عالم شباب میں جشن سالگرہ کی تقریب میں زعفرانی لباس پہن کر آیا تو شیخ موصوف کے پوتے شیخ عبدالنبیؒ نے سر دربار ٹوک دیا اور اس شدت کے ساتھ ٹوکا کہ عصا کا سرا' بادشا کے جا لگا۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کو کون نہیں جانتا؟ آپ کی داستان عزیمت و استقامت کا انداز ہی جدا ہے۔ آپ نے نہ صرف نور الدین جہانگیر سے سجدۂ تعظیمی کے مسئلہ پر اختلاف کیا بلکہ بادشاہ کو راہ راست پر لانے کے لئے مقدور بھر جہاد کیا اور ایک لمحہ بھی مصالحت و مفاہمت پر آمادہ نہیں ہوئے۔ یہاں تک کہ شہزادہ شاہجہان جو آپ کا ارادتمند تھا' نے ایک دفعہ مقامی علماء' افضل خان اور خواجہ عبدالرحمٰن مفتی کو آپ کے پاس کتب فقہ دے کر روانہ کیا تاکہ بوقت ضرورت رخصت سے فائدہ اٹھائیں۔ آپ نے جواب دیا۔

"یہ مسئلہ ضعیف حکم رخصت ہے اور مسئلہ قوی عزیمت یہ ہے کہ غیر حق کو کبھی سجدہ نہ کریں"۔

حضرت مجدد ثانیؒ کے صاحبزادے' شیخ محمد معصوم سرہندی اور شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے معاملات اور آپ کی حریت فکر پر بھی تاریخ گواہ ہے اور اہل حق عظمت کے اس مینار کو ہدیہء سلام پیش کرتے رہیں گے۔

ایک بار رضیہ سلطانہ نے شیخ نور ترکؒ کی خدمت میں زرنقد بھیجا۔ یہ اچھی خاصی رقم تھی۔ آپ نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ ان کے ہاتھ میں اس وقت ایک چھڑی تھی۔ اس چھڑی کو' زرنقد پر مارا اور فرمایا :- یہ کیا ہے؟ اسے میرے سامنے سے لے جاؤ"۔

شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی رقم طراز ہیں :-

"ایک بار سلطان شمس الدین التمش نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار

کاکیؒ کو دہلی کی "شیخ الاسلامی" کا منصب پیش کیا تو آپ نے اس پیشکش کی جانب مطلقاً توجہ نہ کی"۔

تاریخ مشائخ چشت میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے' جسے میر خوردؒ نے سیر الاولیاء میں نقل کیا:

"ایک بار والیء ناگور نے شیخ حمید الدین ناگوریؒ کو شاہ وقت کی جانب سے کچھ زمین اور نقد روپیہ پیش کیا اور قبول کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ہمارے خواجگان میں سے کسی نے ایسی چیز قبول نہیں کی ایک بیگھہ زمین جو میرے پاس ہے' میرے لئے کافی ہے"۔

مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر مرحوم نے بقلم خود لکھا ہے:

شاہ مارا دہ دہد منت نہد
رازق ما رزق بے منت دہد

یعنی' بادشاہ ہمیں گاؤں دیتا ہے اور احسان دھرتا ہے جبکہ ہمارا رازق ہمیں بغیر منت جتائے رزق دیتا ہے۔

حضرت مرزا جانجاناںؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ کسی امیر نے ایک حویلی اور خانقاہ تیار کر کے اور فقراء کی وجہء معاش مقرر کر کے آپ کی خدمت میں التجائے قبولیت کی تو آپ نے ان مراعات کو ادا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"چھوڑ جانے کے لئے اپنا اور بیگانہ مکان برابر ہیں۔ فقیروں کا خزانہ تو صبر و قناعت ہے"۔

حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ کے بارے میں دو اور روح افزاء اور حقیقت کشا واقعات تذکروں میں مندرج ہیں۔

ایک دن سخت جاڑے میں آپ ایک پرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ نواب خان فیروز جنگ' دربار میں حاضر تھا۔ یہ حال دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر

آئے۔ اس نے اپنے ایک مصاحب سے کہا کہ ہم گنہگاروں کی کیسی بد قسمتی ہے کہ وہ بزرگ جن سے قلبی ارادت ہے' ہمارے نیاز قبول نہیں فرماتے آپ کو معلوم ہوا تو کہا:

"فقیر نے روزہ رکھا ہوا ہے کہ امیروں کی نیاز قبول نہ کروں گا۔ اب جبکہ آفتاب غروب ہونے کو ہے تو میں اپنا روزہ کیونکر توڑ دوں؟"۔

ایک بار نواب الملک نے تیس ہزار روپیہ بطور نیاز پیش کیا۔ آپ نے حسب عادت قبول نہیں فرمایا تو نواب نے دست بستہ عرض کیا "آپ انہیں لے کر راہ خدا میں بانٹ دیں"۔ آپ جلال میں آ گئے فرمایا:میں تمہارا خانساماں ہوں؟ یہاں سے تقسیم کرنا شروع کر دو گھر پہنچنے تک ختم ہو جائیں گے۔

سائیں توکل شاہ انبالوی ؒ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے:

"ایک بار مہاراجہ جموں نے طشت میں نذر رکھ کر پیش کی فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا: پانچ سو بیگھہ زمین کے کاغذات ملکیت' ایک نوٹ اور کچھ اشرفیاں ہیں۔ فرمایا: میں زمین لے کر کیا کروں گا؟ یہ تو فساد کی جڑ ہے۔ ان روپوں کی بھی مجھے ضرورت نہیں اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا: دیکھو! وہ ہمارا لنگر ہے۔ وہاں سے روپیہ اور اناج چلا آ رہا ہے"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم ؒ کا کہنا ہے:

"جب شیخ آدم بنوری ؒ کی شہرت عام ہوئی تو دھوم شاہجہان تک پہنچی۔ شاہ نے وزیر سعید اللہ خان اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کو بھیجا تاکہ حقیقت حال کا علم ہو۔ دونوں شیخ کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ مراقبہ میں تھے۔ کافی دیر دروازے پر بیٹھے رہے۔ جب شیخ حالت مراقبہ سے باہر نکلے تو دونوں آپ کے حجرے میں داخل ہوئے۔ شیخ ان کی تعظیم بجا نہ لائے۔ یہ دیکھ کر دونوں بگڑ گئے۔ سعید اللہ خان نے کہا: میں تو اہل دنیا سے ہوں مگر ملا عبدالحکیم تو عالم دین ہیں ان کی تعظیم

ضروری ہے۔ آپ نے جواباً" ارشاد فرمایا:۔

"علماء دین متین کے پہریدار اور محافظ ہیں' جب تک صحبت امراء سے دور رہیں۔
جب انہیں صحبت امراء راس آجائے تو وہ چور ہیں"۔

ایک اور نشاط انگیز حوالہ ملاحظہ فرمائیے:۔

"ایک روز بہمن یار خان' لباس فاخرہ زیب تن کر کے حضرت خواجہ میر خوردؒ کی خدمت میں آیا۔ اس وقت آپ کے گھر میں کوئی فرش نہیں تھا۔ لوگ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ بہمن یار خان بھی زمین پر بیٹھ گیا"۔ حاضرین میں سے کوئی شخص اٹھا اور خواجہ صاحبؒ کے کان میں کہا:۔

یہ بہمن خان ہے اس کی تعظیم کرنی چاہیے۔

خواجہ صاحب نے بآواز بلند فرمایا:

"اگر یار ہے تو محتاج تعظیم نہیں اور اگر غیر ہے تو لائق تعظیم نہیں"۔ (ایضاً")

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد محترم کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت والا کا ایک مخلص' اورنگ زیب عالمگیر کے مقربین میں سے تھا۔ ایک روز بادشاہ نے مراقبہ کیا۔ وہ پنکھا ہلا رہا تھا۔ اسی محفل میں اس پر شغل غالب آیا اور وہ بے خود ہو گیا اور پنکھا اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ قریب تھا کہ بادشاہ کو نقصان پہنچتا۔ پنکھا گرنے کی آواز سے بادشاہ مراقبہ سے ہوشیار ہو گیا اور اس حرکت کی وجہ پوچھی۔ اس نے غیوبت اور حضرت والا سے اپنی نسبت کو ظاہر کیا۔ بادشاہ کو ان کی ملاقات کا شوق ہوا۔ بادشاہ نے کہا! انہیں میرے پاس لاؤ۔ اس نے عرض کی کہ ملوک و اغنیاء کے گھر جانے کا ان کے ہاں دستور نہیں ہے۔ بادشاہ حضرت والا کے ایک مخلص شیخ پیر کو جو حضرت والا کے ساتھ اخلاص رکھتے تھے' کو بلا کر ان کے ہاتھ اپنے شوق اور استدعاء ملاقات لکھ کر بھیجا۔ حضرت والا نے قبول نہ کیا۔ شیخ نے مبالغہ کیا' لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تب مایوس ہو گئے تو کہا:

آپ ایک خط لکھ دیجئے تاکہ یہ نہ سمجھا کہ میری طرف سے کوتاہی ہوئی ہے۔
انہوں نے ایک عام کاغذ پر لکھا کہ اہل اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ بدترین فقیر وہ ہے جو امیر کے دروازہ پر ہو اور حق سبحانہ' و تعالیٰ فرماتے ہیں۔
وما متاع الحیوۃ الدنیا الا قلیل (دنیا کی زندگی کا تمام سامان بھی کم ہے) اور اس قلیل میں سے بہت ہی اقل آپ کو ملا ہے۔ اگر بالفرض اس میں سے آپ مجھے کچھ دیں گے تو وہ جزلا یتجز ہوگا۔ یعنی وہ ذرہ جسے آگے تقسیم نہ کیا جا سکے۔ میں اس ذرہ حقیر کی خاطر اپنے نام کو خدا تعالیٰ کے دفتر سے کیوں کٹا دوں۔ کیونکہ بزرگان چشتیہ کے بعض ملفوظات میں مذکور ہے کہ جس کا نام بادشاہ کے دفتر میں لکھا گیا اس کا نام حق سبحانہ و تعالیٰ کے دفتر سے کاٹ دیتے ہیں۔
حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ایک اور واقعہ بھی قلمبند کیا ہے:۔
"حضرت والد صاحب (شاہ عبدالرحیمؒ) فرماتے تھے۔ ہمارے شہر میں ایک فاضل اور صالح بزرگ تھے جو تمام تعلقات سے مکمل طور پر آزاد تھے۔ خواجہ سعداللہ خاں کے بعض خواجہ سرا اس سے علم کا استفادہ کرتے تھے اور ان کی خدمت کرتے تھے۔ سعداللہ خان نے ہرچند انہیں بلایا مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ اتفاقاً" میں ایک روز ان کی خدمت میں پہنچا۔ میں ان دنوں کافیہ پڑھتا تھا۔ ان خواجہ سراؤں میں سے ایک نے مجھ سے بحث منادی میں سوال کیا' جس کا مجھے جواب نہ آیا۔ میں غمگین ہوا۔ جب اس بزرگ کو میری پریشانی معلوم ہوئی اور اس کی وجہ بھی معلوم تو خواجہ سرا پر ناراض ہوئے اور فرمایا:
تم اس بچے کو نہیں جانتے کہ کون ہے؟ ایک وقت آئے گا کہ اس کی جوتی تیرے آقا کے سر پر رکھے جانے کو عار سمجھے گی۔
علاؤ الدین کا بڑا لڑکا اور ولی عہد خضر خان سلطان المشائخ کا مرید تھا۔ لیکن ملک کافور نے اسے اندھا کر کے نور دیدہ کے ساتھ تخت و تاج سے بھی محروم کیا اور

بالآخر ملک کافور کا خاتمہ کر کے قطب الدین مبارک شاہ تخت نشین ہوا۔
سلطان غیاث الدین بلبن کو سلطان الشائخ حضرت خواجہ نظام الدین دہلویؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ اس نے آپ سے "شاہی امامت" قبول کرنے کی درخواست کی تو فرمایا:
"ہمارے پاس سوائے نماز کے اور کیا ہے؟ بادشاہ یہ چاہتا ہے کہ وہ بھی جاتی رہے"
سلطان علاؤ الدین خلجی نے دو ایک مرتبہ سلطان الشائخ حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمتہ سے ملنے کی خواہش کی۔ لیکن آپ نے ٹال دیا۔ سیرالاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ نے ۔بقصد امتحان چند سوال لکھ کر اپنے بڑے بیٹے خضر خان کے ہاتھ حضرت شیخ کی خدمت میں بھیجے اور ان کے جواب مانگے۔ جب وہ کاغذ شیخ کو ملا تو انہوں نے اسے کھولا بھی نہیں اور حاضرین سے کہا کہ درویشوں کو بادشاہوں سے کیا کام؟ میں درویش ہوں اور شہر کے ایک گوشے میں دنیا سے الگ تھلگ' بادشاہ اور مسلمانوں کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ اگر بادشاہ اس وجہ سے مجھے کچھ کہے گا تو میں یہ شہر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔
جب اس کی اطلاع بادشاہ کو ملی تو اس نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں خود شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ لیکن شیخ نے کہلا بھیجا کہ میں غائبانہ دعا کرتا ہوں اور غائبانہ دعا میں بڑا اثر ہے۔ جب اس کے بعد بھی سلطان نے آنے پر اصرار کیا تو شیخ نے فرمایا! کہ اس فقیر کے مکان کے دو دروازے ہیں اگر بادشاہ ایک دروازے سے داخل ہو گا تو میں دوسرے دروازے سے نکل جاؤں گا۔
قطب الدین' سلطان الشائخ حضرت خواجہ نظام الدینؒ سے سوظن رکھتا تھا۔ غالباً اس لئے کہ وہ قطب الدین کے حریف اور صحیح وارث تخت و تاج خضر خان کے مرشد و مربی تھے۔ چنانچہ قطب الدین نے آپ کا زور توڑنے کی بڑی کوشش

کی۔ ایک موقع پر قطب الدین نے آپ کے شکایت بھیجی کہ چاند رات کو دہلی کے سب مشائخ مجھے سلام کرنے اور نئے چاند کی دعا دینے دربار میں آ گئے ہیں لیکن آپ فقط اپنے غلام خواجہ اقبال کو بھیج دیتے ہیں۔ حضرت نے اپنے نہ آنے کی توجیہ کر دی۔ لیکن بادشاہ نے حکم دیا کہ اگر شیخ نظام الدین آئندہ ماہ نو کی تہنیت کو حاضر نہ ہوں تو بزور ان کو حاضر کیا جائے۔ سلطان المشائخ کے سارے مخلص اس کشمکش سے مشوش تھے۔ لیکن آپ نے کہہ دیا کہ میں نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ جب چاند رات آن پہنچی تو آپ اطمینان سے خانقاہ میں مقیم رہے اور بادشاہ کی خدمت میں تشریف نہ لے گئے۔

علاوہ ازیں سیر الاولیاء میں سلطان المشائخ علیہ الرحمتہ کے مریدوں کے ساتھ بادشاہ کی چپقلش و مناقشت کی بہت سی مثالیں بھی موجود ہیں۔ شیخ قطب الدین منور اور مولانا فخر الدین زرادی سے بادشاہ کی کشمکش اور جھڑپ کا تذکرہ تاریخی دستاویزات میں جلی حروف سے مرقوم ہے۔

خلیفہ مقتفی الامراللہ نے قاضی ابوالوفاء یحییٰ کو منصب قضا سونپا تو غوث الاعظم سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سراپا احتجاج بن گئے اور بر سر منبر' خلیفہء وقت کو سخت الفاظ میں مخاطب فرمایا:

"تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو اظلم الظالمین ہے۔ کل قیامت کے دن اس رب العالمین کو جو ارحم الراحمین ہے' کیا جواب دو گے؟"

جب سلطان سنجر نے شہباز لامکانی غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو نیمروز کی گورنری پیش کی تو آپ نے نہ صرف اسے قبول کرنے سے انکار فرمایا بلکہ ساتھ ہی اظہار حقارت و کراہت بھی کیا۔

ایک روز جبکہ سیدنا حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمتہ اپنی نشست گاہ میں رونق افروز تھے۔ آپ کی خدمت عالیہ میں عباسی خلیفہ مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف

حاضر ہوا اور قدمبوسی کے بعد نصیحت چاہی۔ بناء بریں آپ کے سامنے دس تھیلیاں جو اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیں' رکھ دیں۔ آپؒ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے جب اصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلی دائیں ہاتھ میں اور دوسری تھیلی بائیں ہاتھ میں لے کر دونوں کو آپس میں رگڑا تو ان سے خون بہنے لگا۔ آپ نے فرمایا:

اے ابوالمظفر! تم خدا سے نہیں ڈرتے اور لوگوں کا خون چوس کر میرے پاس نذرانے کے طور پر لاتے ہو۔ اگر میں ان کو مٹھیوں میں لے کر نچوڑوں تو یہ خون اسی طرح بہتا ہوا تمہارے محلوں تک چلا جائے۔

سلطان شمس الدین التمش' حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا بڑا معتقد تھا۔ سیرالعارفین میں لکھا ہے کہ جب التمش نے ان کے دہلی آنے کی خبر پائی تو خدا کا شکر بجا لایا اور حضرت سے شہر دہلی کے اندر آکر قیام کرنے کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ نے کمیء آب کی بناء پر یہ درخواست قبول نہ کی۔ مزید براں یہ کہ اس زمانے میں شیخ الاسلام کا عہدہ خالی ہوا۔ سلطان شمس الدین التمش نے حضرت بختیار کاکیؒ سے یہ عہدہ قبول کرنے کی خواہش کی لیکن آپ نے منظور نہ کیا۔

سلطان محمد تغلق' اپنی فطرت کے اعتبار سے مجموعہء اضداد تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ عوام میں درویشوں کا اثر و رسوخ' دراصل حکومت کے مدمقابل ایک سیاسی قوت ہے۔ اس نے صوفیا و مشائخ کا مرتبہ کم کرنے اور انہیں اعلانیہ حکومت ظاہری کے تابع لانے کے لئے بڑی سختیاں کیں۔

اسی زمانے میں ایک بڑے صاحب صدق بزرگ گزرے' شیخ شہاب الدین حق گو۔ وہ شیخ الاسلام احمد جام کی اولاد میں سے تھے۔ بعض انہیں شیخ زادہ جام بھی

کہتے تھے۔ بادشاہ نے ان سے بھی خدمت لینی چاہئے۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ اس پر حکم ہوا کہ ان کی داڑھی نوچی جائے۔ بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ لیکن شیخ زادہ نے پھر بھی ان کی خدمت و مصاحبت قبول نہ کی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد بادشاہ ان کا معتقد ہو گیا۔ پھر مخالف ہوا۔ اور انہیں اپنے ایک امیر کے ہاتھ بلا بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس ظالم بادشاہ کی خدمت ہرگز نہ کروں گا۔ امیر نے یہ الفاظ' بادشاہ کے پاس جا کر دہرا دیئے۔ بادشاہ بڑا خفا ہوا اور حکم دیا کہ شیخ کو زبردستی پکڑ لائیں۔ چنانچہ وہ لائے گئے۔ بادشاہ نے قاضی کمال الدین صدر جہاں کے پاس فریاد کی کہ شیخ ایک بادشاہ عادل کو ظالم کہتا ہے۔ اس پر حد شرعی جاری ہونی چاہئے۔ شیخ بھی بلائے گئے۔ انہوں نے بادشاہ کو ظالم کہنے کا اقرار کیا اور اس کے ظلم کی کئی مثالیں دیں۔ بادشاہ اس پر اور بگڑا اور انہیں بڑی اذیت اور اہانت سے مروا ڈالا۔

سید گیسو دراز کے ملفوظات میں بھی سلطان محمد تغلق کی ایسی حرکات پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق سلطان مذکور بھی علاء الدین خلجی کی طرح ایک نئے مذہب کی بناء ڈالنا چاہتا تھا۔ اس بارے میں مسطور ہے:

"سلطان محمد تغلق کو بھی اسی طرح کے فضول خیالات اکساتے رہتے تھے۔ ہمارے مرشد کے خواہر زاد بھائی مولانا کمال الدین فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ تغلق خان کے بھائی شمس الدین کے پاس بیٹھا ہوا بزدوی کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اتنے میں تغلق خان کی (بادشاہ کے دربار میں) طلبی ہوئی۔ شمس الدین کہنے لگا کہ آپ لوگ یہیں بیٹھیے میں ابھی آتا ہوں۔ گھڑی بھر کے بعد وہ واپس آیا تو کہنے لگا کہ اس وقت خان نے عجیب قصہ سنایا اور خان کی زبانی کہنے لگا کہ اس وقت غیر معمولی طور پر میری بادشاہ کے ہاں طلبی ہوئی۔ میں گیا' دیکھا کہ وہ اپنا منہ شمع کی روشنی سے موڑے اندھیرے میں بیٹھا ہوا ہے........ یکایک بادشاہ نے کہا

شروع کیا کہ "فرض کرو کہ آج کوئی آدمی اٹھ کر یہ کہے کہ معاذ اللہ' (حضرت) محمدؐ پیغمبر نہ تھے تو ہم اور تم کس دلیل سے اسے قائل کریں گے؟"
میں نے دل میں سوچا کہ اگر میں نے اس کے ساتھ بحث کی تو یہ بھی بحث کرے گا۔ بات بڑھ جائے گی۔ بہتر ہے کہ میں کوئی ایسی بات کہوں کہ وہ جان لے کہ پھر اس کو یہ سلطنت میسر نہ آئے گی۔ چنانچہ میں نے فوراً" کہا کہ ایسے حرام زادے' دیوانے' احمق' بدبخت' کے لئے دلیل کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت بادشاہ کے اقبال سے ملک اور شہر میں اسلام نے اس طرح اقتدار حاصل کرلیا ہے کہ بادشاہ کے غلام اسے جوتیاں مار مار کر فنا کردیں گے۔ جب اس نے یہ پوچھا کہ اگر یہ بدبخت کوئی اس طرح کی بات ظاہر کرے تو تم کیا کرو گے؟ وہ بولا کہ خدا کی قسم! سب سے پہلے جو آدمی اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرے گا تو وہ میں ہوں گا۔
بادشاہ جس طرح قتلق خان کی تعظیم کرتا تھا' اسی طرح ملک منصور اور اس کے باپ کی بھی تعظیم کرتا تھا۔ ایک بار اس سے یعنی ملک منصور سے کہنے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ' حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ نے کیا کیا ہے جو ہم نہیں کرسکتے؟ ملک منصور کہنے لگا کہ وہ پاک لوگ تھے اور ہم پلید ہیں۔
کاشف اسرار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ فرماتے ہیں:
"حکایت مشہور ہے کہ حضرت احمد بن حرب نیشاپوریؒ ایک روز روساء و سادات نیشاپور سے ملے۔ وہ سلام کرنے آئے تھے۔ سب ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک لڑکا شراب سے بدمست گاتا ہوا آیا اور بلاخوف ان میں سے گذر گیا۔ تمام حاضرین مجلس کو ناگوار گذرا۔ شیخ احمدؒ نے لوگوں سے کہا' تمہیں کیا ہوا کہ یک لخت متغیر ہو گئے۔
سب نے عرض کیا:
حضرت اس لڑکے کی بے حجابی سے صحبت پراگندہ ہوئی۔

شیخ احمدؒ نے فرمایا:

وہ معذور ہے' اس لئے کہ ایک رات ہمارے پاس ہمسایہ نے کچھ کھانا بھیجا اور اسے ہم نے کھایا اور اس رات ہم بستری ہوئی۔ اس کھانے سے اس لڑکے کا نطفہ ٹھہرا۔ اس رات نیند بھی اس قدر آئی کہ شب کے اوراد و وظائف بھی رہ گئے۔ ہم نے جستجو کی۔ ہمسایہ سے پوچھا کہ جو کھانا تو نے بھیجا وہ کہاں سے آیا تھا۔ اس نے بتایا کہ شادی والے گھر سے۔ جب مزید تحقیق کی تو معلوم ہوا وہ کھانا بادشاہ کے یہاں سے آیا تھا۔

سید ہجویر' مخدوم امم حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ "کشف المحجوب" میں ایک حکایت درج فرماتے ہیں:

"ہشام بن عبدالملک بن مروان' ایک سال حج کے لئے آیا اور طواف بیت اللہ سے فارغ ہو کر استلام حجر اسود کو چلا۔ مگر انبوہ خلق کی وجہ سے اسے راستہ نہ ملا۔ خدام نے اس کے لئے کرسی لگا دی۔ وہ بیٹھا اور خطبہ کرنے لگا۔ اسی اثناء میں حضرت زین العابدینؓ مسجد میں تشریف لائے تو آپ کے روئے انور سے چاند کی طرح روشنی پھیل رہی تھی اور رخسارۂ مبارک سے نور تاباں تھا اور لباس معطر کی عطر بیزی سے راستہ مہک گیا۔ اول آپ نے طواف کعبہ فرمایا پھر جبکہ آپ حجر اسود کے پاس پہنچے تو لوگوں نے آپ کو تشریف لاتے دیکھ کر فی الفور تعظیماً" راستہ صاف کر دیا اور آپ بہ آسانی حجر اسود کے بوسہ کو تشریف لے گئے۔ ہشام آپ کی یہ ہیبت اور سطوت دیکھ رہا تھا۔ ایک شامی نے ہشام سے پوچھا:

"اے خلیفۃ المسلمین! یہ عزت و عظمت والا کون ہے؟ کہ تجھے حجر تک لوگوں نے راستہ نہ دیا' حالانکہ خلیفۂ وقت ہیں اور یہ جوان رعنا کون ہے؟ کہ وہ جب آیا۔ تمام لوگ حجر اسود سے ایک طرف ہٹ گئے اور صرف اس کے لئے حجر اسود خالی کر دیا" ہشام اگرچہ جانتا تھا مگر محض اس خیال سے کہ شامی لوگ انہیں پہچان کر ان کے ساتھ عقیدہ نہ کرلیں اور اس کی امارت و ریاست میں کہیں فرق نہ آ

جائے۔ کہنے لگا: میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔ اتفاقاً" معروف عربی شاعر فرزدق وہیں کھڑا تھا۔ کہنے لگا' ہشام! تو نہ جانتا ہو گا مگر میں انہیں خوب جانتا ہوں۔ شامیوں نے کہا۔ ابوالفراس! بتا' یہ کون ہیں؟ تاکہ ہم معلوم کر سکیں کہ اس شان و شکوہ والا جوان آخر کون ہے؟ فرزدق نے کہا سنو! میں ان کے صفات جمیلہ تمہیں سنایا ہوں۔ پھر فرزدق نے برجستہ آپ کی مدح میں اشعار کہے" (کشف المحجوب آٹھواں باب اہل بیت" ابوالفراس کا یہ قصیدہ بہت مشہور ہے)

اہل بیت اطہار کی تعریف (جیسا کہ وہ ہیں) اس قدر کی کہ ہشام غضب ناک ہو گیا اور حکم دے دیا کہ اسے عسفان میں قید کیا جائے۔ (عسفان—— غالباً" مکہ مکرمہ اور مدینتہ المنورہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ یہاں ایک کنواں ہے اس میں قیدی رکھے جاتے تھے)

فرزدق کہا کرتا تھا:

"قسم بخدا' زر و سیم کے لالچ میں بادشاہ و امراء کے دربار میں بہت کچھ کہہ چکا ہوں مگر وہ محض دروغ بے فروغ ہی تھا۔ لیکن یہ قصیدہ جو میں نے کہا ہے یہ محض اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے اور خاص اللہ و رسول ؐ کی محبت کے لئے ہے"۔

حضرت ابو محمد مرتعش" فرماتے تھے:

"عوام الناس نے جب اس زمانہ کے لوگوں کو دیکھا کہ رہی متصوف لوگوں میں...... بارگاہ سلاطین میں پہنچ کر ایک ایک لقمہ پر جھگڑنا اور بادشاہوں کی بارگاہ میں مشرف ہونا کمال فقر بن گیا ہے تو عوام کے خیالات خراب ہو گئے اور صوفیائے کرام سے اس قدر بدعقیدہ ہو گئے کہ عام طور پر کہنے لگ گئے کہ ان صوفیوں کا یہی طغرائے امتیاز ہے اور پہلے لوگ بھی ایسے ہی حال میں گذر گئے اور نہ سمجھا کہ یہ زمانہ فساد اور فتنہ کا ہے اور روز بروز بلائیں بڑھ رہی ہیں"۔

حضرت عمرو ابن عثمان مکی" روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو حازم مدنی" نے ایک

سوال کے جواب میں فرمایا:

"میرا مال' رضائے الٰہی اور مخلوقات سے بے نیازی ہے"۔

یعنی جو اپنے رب سے راضی ہو گیا وہ مخلوقات سے مستغنی ہو گیا اور زبردست یعنی خزانہ' مرد کامل کا رضائے مولا ہے اور جو من جانب اللہ غنی ہو گا وہ یقیناً غیر خدا سے مستغنی ہو گا"۔

تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی سوانح عمری میں لکھا ہے:

"حکومت برطانیہ نے چار سو مربع نہری زمین کی جاگیر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ (پیر صاحب) کو دینے کی پیشکش کی تھی۔ اس ضمن میں گورنمنٹ کا جو افسر حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے اس جاگیر کے بے ضرر بلکہ قانوناً" اور اخلاقاً" جائز ہونے کے یہ دلائل پیش کئے کہ حکومت پر واجب ہوتا ہے کہ اپنی رعایا کی تعلیمی بہبود کے لئے مالی امداد دیتی رہے۔ چنانچہ مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں کو گرانٹ دی جارہی ہے۔ یہ خانقاہ بھی ایک تعلیمی ادارے کا حکم رکھتی ہے۔ جہاں رعیت کا ایک بڑا حصہ دینی تعلیم اور روحانی تربیت حاصل کرنے کے لئے حاضر رہتا ہے۔ پس یہ گرانٹ انہی لوگوں کی امداد کے لئے ہے۔ ہم سے پہلے مغل اور پٹھان حکومتیں بھی رعایا کے ہندو' مسلم' جینی اور سکھ طبقوں کو ایسی جاگیریں دیتی چلی آئی ہیں' جو ہم نے بدستور قائم رکھی ہوئی ہیں۔ ہر نئی حکومت کو ایسی چیزیں ورثے میں ملتی ہیں اور وہ ان کے قیام کے لئے بین الاقوامی دستور کے ماتحت ذمہ دار ہوتی ہے۔

اس افسر نے یہ بھی کہا کہ آپ کو اس اراضی کے انتظام میں کسی قسم کی تکلیف برداشت نہیں کرنا پڑے گی بلکہ آپ چاہیں تو ضلع کا کلکٹر بطور کورٹ آف وارڈز اس کا انتظام کرائے گا اور ہر فصل پر اس کی آمدنی نقدی کی صورت میں خانقاہ میں داخل کرادی جایا کرے گی۔

حضرتؒ نے یہ تقریر سن کر فرمایا کہ جو حکومت ہم پر اتنا احسان روا رکھے تو بطور انسان ہم پر بھی یہ فرض عائد ہونا چاہیئے کہ کسی نہ کسی رنگ میں اس احسان کا معاوضہ ادا کریں اور اگر عملاً اور کچھ نہ کر سکیں تو ازراہ شکرگزاری کبھی کبھار اس حکومت کے بڑے بڑے کار پردازوں کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام ہی کر آیا کریں۔ لیکن میں تو اتنا کرنے سے بھی معذور ہوں۔ جو لوگ یہاں آتے ہیں یا کچھ عرصہ یہاں رہ کر دینی تعلیم یا روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخراجات اور ضروریات کی کسی صورت میں بہتر کفالت فرما دیتے ہیں۔

"حضرت قبلہء عالمؒ اور حکومت برطانیہ" کے عنوان کے تحت آٹھویں فصل میں مرقوم ہے۔

"۱۹۱۱ء میں جارج پنجم کے دہلی دربار میں شمولیت کے لئے مذہبی پیشواؤں کی سلک میں حضرت قبلہء عالم قدس سرہ کو بھی دعوت نامہ موصول ہوا تو آپ نے جواباً" لکھوایا کہ مجھے اس حاضری سے معذور رکھا جائے۔ حکومت کو اس انکار میں سیاسی اور انتظامی خدشات نظر آئے کیونکہ آپ صرف ہندو پنجاب کے ہی مذہبی پیشوا نہ تھے بلکہ سرحدی پٹھانوں اور آزاد قبائل کے بھی پیرو مرشد تھے۔ کمشنر راولپنڈی نے پہلے ایک پٹھان مجسٹریٹ ڈپٹی مظفر خان کو اور پھر آپ کے ایک مخلص ارادت مند میاں شیخ احمد سکنہ ٹمٹہ گورمانی ضلع مظفر گڑھ کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ انہوں نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ آپ کو سفر میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ آپ کے لئے ریل گاڑی کا ایک علیحدہ ڈبہ ریزرو کرا دیا جائے گا اور صرف ایک دن کے لئے جبکہ شہنشاہ مذہبی رہنماؤں کا سلام لیں گے آپ کو دربار میں جا کر اس کے حق میں دعا کرنا ہو گی۔ مگر حضرتؒ رضامند نہ ہوئے اور کمشنر کی روبکار پر تحریر فرمایا کہ میں ایک درویش ہوں اور درویشوں کی حاضری شاہی درباروں میں کبھی مناسب خیال نہیں کی گئی"۔

ایک اور موقع پر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع راولپنڈی جو کہ ایک انگریز تھا۔ گولڑہ شریف آیا اور مفروروں سے متعلق گفتگو کی۔ آپ نے سوال و جواب کی اس نشست کے بعد فرمایا:

"ایک بات اور سن لیں اور اپنی سرکار کو پہنچا دیں کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تمہاری نیت میرے متعلق کیا ہے۔ لیکن یاد رکھنا۔ یہ عزت جو مجھے ملی ہوئی ہے۔ اس کے دینے والے تم نہیں ہو' کوئی اور ہے۔ اور اگر اس عزت کے دینے والے تم نہیں تو اس کے لینے والے بھی تم نہیں ہو سکتے۔ اگر لے گا تو وہی لے گا جس نے دے رکھی ہے"۔

حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کو کسی شخص نے جنگل میں دیکھا کہ چوکڑی مارے اطمینان سے بیٹھے ہیں۔ اس نے پوچھا:

"اے ابراہیم! یہاں کیسے بیٹھے ہو؟"

آپ نے کہا:

"بیکار انسان! جا اور اپنی راہ لے' اگر بادشاہ جان لیں کہ میں یہاں کس حال میں ہوں تو مارے حسد کے تلوار لے کر میرے سر پر آ جائیں"۔

یہ بات مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم ادھمؒ جس وقت سرخوشی کے عالم میں ہوتے اور وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تو فرماتے:

"روئے زمین کے بادشاہ اگر مجھے دیکھ لیں تو حسد کرنے لگیں اور اگر میں انہیں اپنی کیفیت بتا دوں تو وہ اپنی حکومت اور اپنے کاموں سے بیزار و دستبردار ہو جائیں"۔

ایک دن رضیہ سلطانہ نے مولانا تبرک علیہ الرحمتہ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا۔ اتفاقاً اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ اس لکڑی سے اس سونے کو پیٹنے لگے جو آدمی یہ سونا لایا تھا' اس سے فرمایا:

"ہماری نظر میں یہ کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا۔ ہمارے نزدیک اس کی کچھ قیمت نہیں۔ اسے ہمارے سامنے سے لے جاؤ"۔

ایک دفعہ خلیفہء وقت' حضرت سفیان ثوریؒ کے سامنے نماز پڑھ رہا تھا اور حالت نماز میں بار بار اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا تھا۔ حضرت سفیان نے اسے ٹوکا اور صاف کہا کہ یہ نماز' نماز نہیں۔ ایسی نمازیں قیامت کے دن اٹھا کر تمہارے منہ پر ماری جائیں گی۔ خلیفہ نے کہا! ذرا آہستہ آہستہ کہیئے۔ آپ نے فرمایا! اگر ایسی ضروری بات تمہارے خوف یا خوشامد سے نہ کہوں یا دبی زبان میں کہوں تو میرا پیشاب اسی وقت خون ہو جائے۔

ایک مرتبہ کوئی شخص حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں حج پر جانا چاہتا ہوں لیکن استطاعت نہیں رکھتا۔ آپ بادشاہ کو لکھیں کہ وہ سرکاری خزانہ سے مجھے زاد راہ عنایت فرما دے۔ فرمایا! میں نے فقہ میں دیکھا ہے کہ جو شخص بادشاہوں سے خرچ لے کر حج کو جاتا ہے اس کا حج قبول نہیں ہوتا۔

وادیء کشمیر میں ایک خدا رسیدہ بزرگ حضرت بہاؤ الدین گذرے ہیں۔ ایک مرتبہ سلطان زین العابدین بڈشاہ (والیء ریاست) نے آپ کو محلات میں آنے اور دریا کی سیر کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے کہلا بھیجا ہم فقیروں کو سیرو تفریح اور محلات شاہی سے کیا تعلق؟ ہمیں معاف رکھو۔ ہم بادشاہوں سے دور ہی اچھے ہیں۔

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کو سیف خان' والیء اودھ نے ایک گاؤں نذر کرنا چاہا۔ جس کی آمدنی ایک لاکھ ٹنکہ تھی۔ آپ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ درویش کی شان قناعت کے خلاف ہے۔ فرمایا کرتے تھے جو کوئی کسی سلاطین و امراء سے ذاتی اغراض سے ملتا ہے وہ درویش نہیں ہے۔

حضرت امام حسن بصریؒ نے حجاج بن یوسف کی تمام تر کوششوں کے باوجود اموی حکومت کی تائید نہیں فرمائی تھی۔
حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کے بقول' حضرت بابا جی فرید الدین گنج شکرؒ نے باقاعدہ وصیت فرمائی تھی کہ اگر نجات اخروی چاہتے ہو تو دنیا کے بادشاہوں سے دور رہنا۔ نہ صرف یہ بلکہ انفاس العارفین میں شاہ عبدالرحیمؒ کے یہ الفاظ بھی مندرج ہیں کہ جو آدمی اپنا نام کسی بادشاہ کے دربار میں لکھوالیتا ہے بادشاہ حقیقی کے دربار سے اس کا نام کاٹ دیا جاتا ہے۔
ملک شیر محمد اعوان (کالا باغ) سے روایت ہے کہ ایک بار کسی انگریز گورنر نے کھنڈ شریف کا دورہ کیا۔ اسے پتہ چلا کہ یہاں قلمی نسخوں/ مخطوطات وغیرہ پر مشتمل ایک قابل ذکر لائبریری بھی موجود ہے۔ اس نے خواہش ظاہر کی۔ خانقاہ کے بزرگ مولوی احمد دین صاحب نہ ملے۔ بالآخر جب زیادہ اصرار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:
"میں نہیں چاہتا کہ میری موجودگی میں کوئی حاکم یہاں آئے۔ لہٰذا میں ادھر سے جاتا ہوں۔ پس گورنر مقررہ وقت میں کتابوں کی ترتیب بدلے بغیر معائنہ کر کے چلے جائیں۔ مختصر یہ کہ موصوف "گورنر مذکور کے چلے جانے پر ہی واپس تشریف لائے"۔ (یاد رہے یہ واقعہ اس خانقاہ سے متعلق ہے' جس کا سرکار پرستی سے کوئی تعلق نہیں)
بتایا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص' حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی خدمت میں انگریزی لباس پہن کر آجاتا تو جھاڑ پلا دیتے۔ یہاں تک کہ سر میاں محمد شفیع (غالباً" آپ کے رشتہ داروں میں سے تھا) سے بھی بالکل رعایت نہ برتی۔

اقرارِ عظمت

اصلاح کبھی بھی یک لخت نہیں ہوئی۔ اصلاح ہمیشہ بتدریج ہوتی ہے۔ جسے ہم "انقلاب" کہتے ہیں' وہ کوئی لمحوں یا منٹوں کی چیز نہیں ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اب سے چودہ سو سال قبل وحشی عربوں کو انسان بنا دیا تھا۔ یہ امر بجائے خود ایک ایسا عظیم ترین کارنامہ ہے جس کی اہمیت ہم بیسویں صدی کے لوگوں کے خیال و تصور سے بھی باہر ہے۔ (لالہ رام لال ورما)

بے آب و گیاہ صحرا کے تیرہ و تار افق سے ضلالت و جہالت کی شب دیجور میں صداقت و حقانیت کا وہ ماہتاب درخشاں طلوع ہوا جس نے جہالت و باطل کی تاریکیوں کو دور کر کے ذرہ ذرہ کو اپنی ایمان پاش روشنی سے جگمگا کر رشک تجلی زار صدطور بنا دیا۔ گویا ایک دفعہ پھر خزاں کی جگہ سعادت کی بہار آ گئی۔
(لکشمن پرشاد ہندو کی کتاب "عرب کا چاند" سے اقتباس)

"شردے پرکاش دیو" اپنی کتاب "حضرت محمد صاحب بانیء اسلام ﷺ" میں یوں رقم طراز ہیں۔

"حضرت محمد صاحب ﷺ نے جہالت اور تاریکی کے زمانے میں پیدا ہو کر بہت کچھ صداقت کی روشنی پھیلائی اور لوگوں کو روحانی و دنیاوی ترقی کا راستہ دکھایا ہے کون کون سی تکلیفیں ہیں جو اس بزرگ نے نسل انسانی کے لئے اپنے اوپر برداشت نہیں کیں اور کیا کیا مصیبتیں ان کو اس میں اٹھانی نہیں پڑیں"۔

"پروفیسر گوردت سنگھ دارا" اپنی کتاب "رسول عربی ﷺ" میں لکھتے ہیں۔
"سبحان اللہ! کیا ٹھکانہ دریائے رحمت کی طغیانی کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قتل کے قصد کرنے والوں کو' اپنی نور چشم کے قاتلوں کو' اپنے چچا کا کلیجہ کھانے والوں کو بھی کو معافی دے دی اور قطعی معافی۔ قتل عام دنیا کی تواریخ میں اکثر سنتے تھے مگر قاتلوں کی معافی نہ سنی تھی اور جو عقل سے پوچھو تو وہ اب

تک بھی نہ مانے کہ ایک بندۂ خدا بندگان خدا پر اتنا رحم و فضل کر سکتا ہے کہ قاتلوں کو معافی عام دے دے۔ مگر بیچاری بھولی بھٹکی عقل کو اس ایک کی کیا خبر۔ وہ "ایک" رسول خدا' وہ "ایک" رحمت کا دریا۔ اسے کینہ سے کام نہ انتقام سے غرض وہ رحم کا چشمہ' وہ محبت کا منبع' وہ بندۂ کبریا' وہ حبیب خدا ﷺ"۔

روسی فلاسفر "ٹالسٹائی" کی کتاب "پیغمبر اسلام" سے ایک اقتباس:

"محمد ﷺ" کی بعثت سے پہلے اہل عرب جنگ کے قیدیوں اور اپنی اولاد کو قربان کرتے تھے۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ جنگ و قتال کا بازار ہروقت گرم رکھتے تھے۔ غرض سنگ دلی' انتقام' خونریزی وغیرہ برے اخلاق سے متصف تھے۔ آپ ﷺ نے ان سب اوصاف کا قلع قمع کر کے اہل عرب کو اللہ تبارک و تعالی کی عبادت کی دعوت دی۔۔۔۔ آپ ﷺ کے یہ عظیم الشان کارنامے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ ایک بہت بڑے مصلح تھے اور آپ میں ایک مافوق العادت طاقت تھی"۔

"کنور شانتی سروپ" دکن /انڈیا کے ناظم مالیات تھے۔ جرمنی' انگلستان اور امریکہ کے اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ انہوں نے اپنے ایک مقالے میں لکھا:

"وہ نور مجسم ﷺ جس کی فضیلت میں موسیٰ کلیم اللہ زندگی بھر مصروف ثناء رہے۔ وہ ہادیء اعظم ﷺ جس کی شان میں داؤدؑ و سلیمانؑ نے حمد و تمجید کے ترانے گائے۔ وہ رسول اکرم ﷺ جس کی مدحت میں مسیح ابن مریم تر زبان رہے۔ وہ رحمت عالم ﷺ جس کی منقبت میں شری رام چندر جی نے فرمایا۔ "اس کی روشنی دونوں جہانوں کو منور کرے گی۔ اس میرے سردار کا پوتر نام "موھمتا" ہے"۔

آپ ﷺ کی تعلیم سے مورتی پوجا مٹ گئی اور ایشور بھگتی کا دھیان پیدا ہوا اور یہ آپ ہی کی کرپا تھی کہ عرب کے ظالم ڈاکو' اعلیٰ درجے کے مہنت اور

سوامی بن گئے۔(پنڈت گوپال کرشن' ایڈیٹر بھارت سماچار بمبئی)

میں اپنے اس یقین کامل کا اعلان کر رہا ہوں کہ وہائٹ ہاؤس اور کریملن پر نگاہ رکھنے والے اگر آج بھی کمال عقیدت اور حقیقت پسندانہ انداز سے گنبد خضرا کی جانب دیکھیں تو درد اولاد آدم کا مداوا ضرور ہو سکتا ہے۔ انسان کی عظمت کا سامان امریکہ اور روس کے طواف سے نہیں بلکہ خاک مدینہ پر جبین نیاز جھکانے سے میسر ہوگا۔ (رانا بھگوان داس 'مشہور نعت گو شاعر)

مغربی دنیا اندھیرے میں غرق تھی کہ ایک روشن ستارہ (سراج منیر) افق مشرق سے چمکا اور اس نے بے قرار دنیا کو روشنی اور تسلی کا پیام دیا۔ (گاندھی جی)

نسل' رنگ' قومیت اور مذہب کے ہاتھوں مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی دنیا کو آج بھی رسول کریم ﷺ کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ (کے۔ ایم منشی (گورنر یو۔ پی)

"آنحضرت ﷺ نے جو پیغام دیا ہے وہ تمام کائنات کے لئے ہے۔ اگر صحیح جذبے کے تحت دیکھا جائے تو غیر مسلم بھی ان کی تعلیم اور زندگی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ (اجیت پرشاد)

حضرت محمد ﷺ کی ہر ایک حیثیت دنیا کے لئے سبق دینے والی ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ' سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہو۔ (بیتہ دھاری)

محمد ﷺ نے اہل عرب کے تنازعات اور مناقشات ختم کئے۔ پندرہ سال کے عرصے میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے پتھر کے بتوں سے توبہ کرلی۔ مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملا دی گئیں۔ یہ ایک حیرت انگیز کارنامہ تھا۔ یہ سب کچھ صرف پندرہ سال کے عرصے میں ہی ہو گیا۔ جبکہ پندرہ سال کے عرصے میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اپنی امتوں کو صحیح راہ پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تھے۔ (نپولین بوناپارٹ)

محمد ﷺ ایک عظیم ہستی اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔

(جارج برنارڈ شا)

اہل عرب کے پاس محمد ﷺ ایک ایسا پیغام لے کر آئے' جس پر عمل پیرا ہونے سے وہی جاہل 'گنوار اور گمنام چرواہے دنیا کی ممتاز ترین قوم بن گئے۔ جو ایک صدی کے اندر اندر غرناطہ سے دہلی تک چھا گئے۔ نوع انسانی خشک نیستاں کی طرح ایک شرارہ کے انتظار میں تھی وہ شرارہ اس بطل جلیل (محمد ﷺ) کی صورت میں آسمان سے آیا اور تمام نوع انسانی کو شعلہ صفت بنا گیا۔

(ٹامس کارلائل)

ہمیں بلا تکلف اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہئے کہ تعلیم محمد ﷺ نے ان تاریک توہمات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جزیرہ نما عرب سے باہر نکال دیا جو صدیوں سے اس ملک پر چھا رہے تھے۔ (سرولیم میور)

محمد ﷺ نے اپنی ذہانت سے بیک وقت سیاسی حالت' مغربی عقائد اور ضابطہء اخلاق کی اصلاح کر دی۔ اہل عرب کو قبیلوں کی جگہ ایک قوم بنا دیا۔ کئی وحشی قومیں جنہیں اسلام نے اپنی آغوش میں لیا نعمائے اسلام کی وارث بنتی چلی گئیں۔

(ریو بیٹنس)

محمد ﷺ نہ صرف ایک عظیم القدر مذہب کے پیامبر تھے بلکہ وہ ایک ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے معلم تھے جس کی نظیر' تاریخ نے کبھی نہیں دیکھی۔ (جارج ریواری)

میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا' بلکہ اس کی اشاعت کے ذمہ دار رسول عربی ﷺ کا ایمان' ایقان' ایثار اور اوصاف حمیدہ تھے۔ اسلام دین باطل نہیں ہے۔ ہندوؤں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ وہ بھی میری

طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں۔ (گاندھی جی)
محمد ﷺ کی خصوصی توجہ کا مرکز غلاموں کی طرح یتیم بھی رہے۔ وہ خود بھی یتیم رہ چکے تھے۔ اس لئے دل سے چاہتے تھے کہ جو حسن سلوک ان کے ساتھ خدا نے کیا ہے۔ وہی دوسروں کے ساتھ رکھیں۔ (باسورتھ اسمتھ)
قرآن کے مطالعہ سے ایک خوشگوار ترین چیز یہ معلوم ہوتی ہے کہ محمد ﷺ کو بچوں کا کس قدر خیال تھا۔ (ڈاکٹر رابرٹس)
اسلام دنیا کے مذہبوں میں سب سے بڑا مذہب ہے میں آج سیرت النبی ﷺ کے مبارک موقع پر مسلمان بھائیوں کے ساتھ نبیء اعظم ﷺ کے پیغام رحمت کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں تعظیم و تکریم اور عقیدت مندی کا ناچیز تحفہ پیش کرتا ہوں۔ (رابندر ناتھ ٹیگور)
میں محمد ﷺ کو کورنش بجا لاتا ہوں۔ وہ دنیا کی ایک عظیم الشان ہستی ہیں۔ بادشاہ اور روحانی رہبر ہوتے ہوئے وہ اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگاتے۔ میں ان کے آخری الفاظ پر اکثر غور کرتا رہتا ہوں۔ "مالک مجھے بخش دے اور اپنے نیک بندوں میں اٹھا"۔ (سادھو ٹی' ایل وسوانی)
ظلم' محمد ﷺ کی سرشت میں ہی نہ تھا۔ (لین پول)
میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جسے عام طور پر الہامی مذاہب کے دائرے سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ تاہم میں اپنے آپ کو اس قابل پاتی ہوں کہ اس عالمگیر اخوت کا آپ کے سامنے اعتراف کروں جس کے نقش میرے دل پر موجود ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی پاکیزہ اور شاندار کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اس پاک انسان نے اپنے آپ کو پرستش کا محل قرار نہیں دیا۔ اس کو انسان کی طاقت اور کمزوری کا پورا پورا علم تھا۔ وہ بنی نوع انسان کے اندر تھا۔ اپنے رات دن کے عملی نمونوں سے اس مقدس انسان نے اپنے پیروکاروں کو سکھلایا کہ زبان سے

جو کچھ کہتا ہے اور جس بات کی تلقین کرتا ہے اس پر اس کا خود بھی عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ (مسز سروجنی نائیڈو)

محمد ﷺ خندہ رو' ملنسار' اکثر خاموش رہنے والے' بکثرت ذکر خدا کرنے والے' لغویات سے دور' بیہودہ پن سے نفور' بہترین رائے اور بہترین عقل والے تھے۔ (فرنچ پروفیسر سیڈیو)

محمد ﷺ کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے۔ شکل میں نہایت ہی خوبصورت' فہم اور دور رس عقل والے' پسندیدہ و خوش اطوار' غرباء پرور' ہر ایک سے متواضع' دشمنوں کے مقابلے میں صاحب استقلال و شجاعت' سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ کا نام نہایت ادب و احترام سے لینے والے تھے۔

(جارج سیل)

بانیٔ اسلام کے ناقابل انکار فضائل کا انکار' انصاف کا خون کرنا اور حق پسندی کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگانا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات خلوص و صداقت اور سچے اعتقادات کا خزانہ ہے۔ آپ کی ذات سرچشمۂ اصول تھی۔ آپ کے اصولوں نے دنیا کو تاریکی سے نکال دیا۔ (کارلائل)

قرآن مجید میں وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک بڑے مذہب میں ہونا چاہئے اور جو ایک بزرگ انسان محمد ﷺ میں موجود تھا۔ (سٹینلی لین پول)

تھوڑی عربی جاننے والے قرآن کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اگر وہ خوش نصیبی سے کبھی آنحضرت ﷺ کی معجز نما قوت بیان سے تشریح سنتے تو یقیناً یہ شخص بے ساختہ سجدے میں گر پڑتے اور سب سے پہلے ان کے منہ سے یہ آواز نکلتی کہ پیارے نبی! پیارے رسول! خدارا' ہمارا ہاتھ پکڑ لیجئے۔ (جان جاک ولیک)

جوانی کی عمر میں محمد ﷺ کے برتاؤ' اخلاق کی راستی اور عادات کی طہارت جو کے لوگوں میں نہایت کمیاب تھی' پر سب مصنفین' متفق ہیں۔ (سر ولیم

آج تک انسانیت کی تاریخ میں اسلام کے سوا کوئی ایسی تہذیب پیدا نہیں ہوئی جو مادہ اور روح کو یکجا کر سکے۔ یہ نظام انسان کے ظاہر اور باطن کو سنوارتا اور روحانی و مادی تقاضوں میں توازن پیدا کرتا ہے۔ (پی۔ اے سرونگ)

مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب (قرآن) تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ (ڈاکٹر مورسیس)

یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی پاکیزگی اور جلال و جبروت اور کمال یقین کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ (پروفیسر اڈوارے مونتے)

میرا ایمان ہے کہ اگر الہامی دنیا میں کوئی شے ہے اور الہام کا وجود مکمل ہے تو قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے۔ (ریورنڈ آر یکسو ئل کنگ)

عقل بالکل جبروت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل امی ہے۔ (کونٹ ہنری)

حضرت محمد ﷺ بطور آدمی' انسانیت کا مینار بن کر ایستادہ اور لافانی قوت سے مستحکم ہیں۔ (ڈاکٹر گستاف ویل)

ہماری معلومات کے مطابق حضرت محمد ﷺ عظیم ترین انقلابی رہنما ہیں۔ انہوں نے انسانیت کی پوری تاریخ پر ایسا نقش مرتسم کیا ہے جسے صدیوں کے بعد بھی کوئی مٹا نہ سکا۔ بے شک آپ اس وقت ظاہر ہوئے جب تاریخ انسانیت دوراہے پر کھڑی تھی اور پھر آپ نے تاریخ کو ایک نئے اور تعمیری رخ پر لگا دیا۔

(موسیو لیبان فرانسیسی ماہر عمرانیات)

اگر یورپ پر کوئی دین حکمرانی کر سکتا ہے تو وہ صرف حضرت محمد ﷺ کا اسلام ہے۔ (برنارڈ شا)

جب میں یہ کتاب (قرآن پاک) پڑھتا ہوں تو میری روح میرے جسم میں کانپ

جاتی ہے۔ (گوئٹے)

دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس میں ایک نئے دور اور کامیاب تمدن کی بنیاد رکھی۔ (ڈاکٹر جانسن)

یہ کتاب (قرآن) ایسے دانش مندانہ اصولوں اور عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہاں میں نظیر نہیں مل سکتی۔ (ڈاکٹر گبن)

قرآن میں درج قوانین ہی اخلاقی قوانین کا کام دے سکتے ہیں۔

(مسٹر مارماڈیوک پکتھال)

یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت تمام دنیا کے ایک چوتھائی حصہ میں معتبر اور مسلم سمجھی جاتی ہے۔ (انکس لوازون)

اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن میں تمام آداب اور اصول حکمت و فلسفہ موجود ہیں۔ (موسیو سیدیو)

روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا' مسلمان نیست و نابود ہو گئے تو پھر بھی قرآن کی حکومت ہمیشہ رہے گی۔ (موسیو گاسٹن کار)

قرآن نے نظام تہذیب و تمدن پیدا کیا۔ شائستگی کی روح پھونکی' سول گورنمنٹ کا نظام اور حدود عدالت کے قیام میں بڑا معاون ثابت ہوا۔ (مسٹر اے۔ ڈی ماریل)

قرآن کی حسن و خوبی کے جو منکر ہیں وہ عقل و دانش سے معذور ہیں۔

(نیرالیٹ / برطانوی ہفتہ وار رسالہ)

جب کوئی قرآن کا یکسوئی سے مطالعہ کرے تو دین و دنیا کی فلاح کے تمام اسباب پائے گا۔ (داؤد آفندی / مسیحی عالم)

قرآن کا قانون بائبل کے قانون سے موثر ثابت ہوا ہے۔ (ڈین و سنیلٹی)

اگر غلامی کی لعنت ختم کرنا چاہتے ہو تو ہندو شاستر کو قرآن سے بدل دو۔

(مسٹر رچرڈ سن)

قرآن کریم غیر مسلموں سے رواداری کا سبق سکھاتا ہے۔ (مسز سروجنی نائیڈو)

مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ برابر تامل نہیں۔ (مہاتما گاندھی)

میں مانتا ہوں کہ قرآن ایک مستقل اور دائمی معجزہ ہے۔ (بوسورتھ اسمتھ)

قرآن وحدانیت کا بڑا گواہ ہے۔ (ڈاکٹر گبن)

قرآنی قانون تاجدار سے لے کر ادنیٰ ترین افراد تک پر حاوی ہے۔

(بابو بپن چندر پال)

قرآن نے فطرت اور کائنات کی دلیلوں سے خدا کو سب سے اعلیٰ ہستی ثابت کیا۔ (ولیم میور)

جوں جوں قرآن پر غور کرتا ہوں' میرے دل میں اس کی قدر و منزلت بڑھتی جاتی ہے۔ (پروفیسر اڈورڈ جی براؤن)

قرآن غریب آدمی کا دوست اور غمخوار ہے۔ (گاڈر نری ہڈ گسن)

قرآنی تعلیم انسانی دماغوں پر نقش ہو جاتی ہے۔ (میجر لیونارڈ)

قرآن کا طرز تحریر دل آویز' مختصر اور جامع ہے۔ (ڈاکٹر چارٹن)

قرآن نے مسلمانوں کو ایسے بندھن میں باندھ رکھا ہے جو نسل اور زبانوں کے فرق کے پابند نہیں۔ (ایچ۔ جی۔ ویلز)

قرآن کا مذہب امن و سلامتی ہے۔ (والرشن ڈی۔ ڈی)

قرآن میں عقائد و اخلاق کا مکمل ضابطہ و قانون موجود ہے۔ (مسٹر لڈف کوہل)

جس قدر ہم (قرآن) پر غور کرتے ہیں یہ زیادہ اعلیٰ کتاب معلوم ہوتی ہے۔

(گوئٹے)

یہ ایک ایسی کتاب (قرآن) ہے جو پڑھتے وقت فوراً ہی ہمیں مسخر کر لیتی ہے۔

متحیر بنا دیتی ہے اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کے چھوڑتی ہے--- یہ کتاب ہر زمانہ میں اپنا زور اثر دکھاتی رہے گی۔ (روڈول)

قرآن کی روشنی سے یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندگی مل گئی۔ (ڈی اش)

قرآن کی تعلیم نے بت پرستی ختم کی۔ جنات اور مادیات کا شرک مٹایا۔ اللہ کی عبادت قائم کی۔ بچوں کے قتل کی رسم نیست و نابود کر دی۔ (ایم راڈویل)

قرآن کو اگر ایک انسان چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ پاکیزہ زندگی گذارنے پر مجبور ہو جائے گا۔ (پاپولر انسائیکلوپیڈیا)

اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی کتاب جس کی تلاوت سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف ہی ہے۔ (بابا نانک)

اگر آئندہ سو سال کے اندر کسی مذہب کے انگلستان ہی میں نہیں بلکہ یورپ میں عوام کے ذہن و فکر پر چھا جانے کا امکان ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہو سکتا ہے۔

(جارج برنارڈ شا)

مسلمانوں کے نزدیک اسلام کو سیاست سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اسلام ایک ہمہ گیر نظام حیات ہے جو انسانی افکار اور اعمال کی ایسی راہنمائی کرتا ہے جس کی نظیر اہل مغرب کے یہاں ناپید ہے۔ (مشہور امریکی جریدے "لائف")

اسلام فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ترک میکشی کرانے میں، جیسا کہ وہ کامیاب ہوا ہے کوئی اور مذہب نہیں ہوا ہے۔ (سر ولیم میور)

اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ امت مسلمہ ایک زندہ معاشرہ۔ اس کی تاریخ ایک وسعت پذیر ہے۔ یہ ایام گذشتہ کی کہانی بھی ہے اور داستان امروز بھی۔

(بے اے ٹن)

قرآن بلاشبہ عربی زبان کی سب سے بہترین اور مستند کتاب ہے۔ کسی انسان کا علم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا اور یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑا معجزہ ہے۔ ایک امی بھلا کس طرح ایسی بے عیب اور لاثانی طرز عبارت تحریر کر سکتا ہے۔ (جارج سیل)

قرآن الہامات کا مجموعہ ہے۔ اس میں اسلام کے قوانین اصول' اخلاقی تعلیم اور روزمرہ کے کاروبار کی نسبت صاف ہدایات ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام کو عیسائیت پر فوقیت ہے کہ اس کی مذہبی تعلیم اور قانون علیحدہ چیزیں نہیں ہیں۔
(ریورنڈ میکسو ئیل کنگ)

قرآن کریم کی تعلیم نے بت پرستی مٹائی۔ جنات اور مادیت کا شرک مٹایا۔ اللہ کی عبادت قائم کی۔ بچوں کے قتل کی رسم ختم کی۔ شراب کو حرام ٹھہرایا۔ چوری' جوا' زناکاری اور قتل وغیرہ کی ایسی سخت سزائیں مقرر کیں کہ شخص ارتکاب جرم کی جرات ہی نہ کر سکے۔ (پادری ریورنڈ جی ایم ایڈویل)

قرآن مذہبی قواعد اور احکام ہی کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس میں اجتماعی اور سوشل احکام بھی ہیں جو انسانی زندگی کے لئے ہر حالت میں مفید ہیں۔
(موسیو اوجین کلاغل)

قرآن وحدانیت کا سب سے بڑا گواہ ہے۔ ایک موحد فلسفی' اگر کوئی مذہب قبول کر سکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ غرض سارے جہان میں قرآن کی نظیر نہیں مل سکتی۔ (ڈاکٹر گبن)

قرآن دیکھ کر عقل حیرت زدہ رہ جاتی ہے کہ اس کا بے عیب ولاثانی کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا' جو محض امی تھا۔ (کونٹ ہنری دی کاٹری)

قرآن ایک روشن اور پر حکمت کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایسے

شخص پر نازل ہوئی جو سچا نبی تھا اور خدا نے اس کو بھیجا تھا۔
(ایکس لیلو رزون رفرانسیسی فلاسفر)

اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں انہوں نے قرآن کی تعلیم کو نہیں دیکھا۔ جس کے اثر سے عربوں جیسی غیر مہذب اور جاہل ترین قوم کی معیوب عادات کی کایا پلٹ گئی۔ (موسیلو میڈیو)

زمین سے اگر قرآن کی حکومت جاتی رہے تو دنیا کا امن و امان کبھی قائم نہ رہ سکے۔ (موسیو کاسٹن کار)

قرآن نے صفائی' طہارت اور پاکبازی کی ایسی تعلیم دی ہے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو امراض کے سارے جراثیم ہلاک ہو جائیں۔ (موسیو کاسٹن کار)

خاموشی یا گفتگو؟

جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات منہ سے نکالے یا چپ رہے۔

جو کوئی بے سوچے سمجھے بات کہے تو وہ دوزخ کے اندر مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلے سے بھی دور ڈالا جائے گا۔

جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کا ضامن ہو تو میں اس کے واسطے جنت کا ضامن ہوں۔

مرد کا خاموش اور ثابت قدم رہنا' ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

کوئی شخص زبان سے بات کرتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ اس سے کچھ نقصان بھی ہوگا حالانکہ وہ اس کے سبب ستر سال نیچے گرتا رہتا ہے۔

چپ رہنے میں کئی حکمتیں ہیں لیکن خاموشی اختیار کرنے والے بہت تھوڑے

ہیں۔

خاموشی عالم کے لئے زینت ہے اور جاہل کے لئے پردہ ہے۔

عبادت میں سب سے پہلی چیز خاموشی اختیار کرنا ہے۔

آدم کے بیٹے کے اکثر گناہ اس کی زبان میں ہیں۔

اللہ کے ہاں پیارے عملوں میں سب سے زیادہ پیارا عمل زبان کی حفاظت ہے۔

دو آدمیوں کی زندگی کے سوا جینے میں کوئی فائدہ نہیں۔ ایک وہ آدمی جو لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے' خاموش طبیعت' بات کو یاد رکھنے والا۔ دوسرا جو علم کے ساتھ بات کرتا ہے۔

اللہ اس شخص کو معاف فرمائے گا جس نے اپنی زبان کو مسلمانوں کی عزتوں سے بچالیا میری شفاعت لعن طعن کرنے والوں کے لئے جائز نہ ہو گی۔

میں نے دس سال میں خاموشی اختیار کی اور میں نے کبھی کوئی بات نہیں کی۔ جب مجھے غصہ ہوتا ہے تو میں اس پر نادم ہوتا تو مجھ سے غصہ کی کیفیت ختم ہو جاتی۔ (حضرت مورق العجلیؒ)

عوام کی خاموشی زبان کے ساتھ ہے اور صالحین کی خاموشی دلوں کے ساتھ ہے۔ اور عاشقوں کی خاموشی اسرار کے وسوسوں سے ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب بندہ صرف مطلب اور ضروری کام کے لئے بولتا ہے تو گویا خاموشی کی یہی حد ہے۔

بے فائدہ بات مت کر۔ کیونکہ جب تو بولے گا تو تیرا وہ بول تیرا مالک ہو جائے گا تو اس کا مالک نہ ہو گا۔

دانائی کے دس حصے ہیں۔ نو تو صرف خاموشی میں ہیں اور دسواں لوگوں سے یکسو ہو جانا ہے۔ (وہب دن ورد)

جو شخص بھلائی سے محروم ہو جائے اس کو چاہئے کہ خاموشی اختیار کرے۔ اگر

وہ بھلائی اور خاموشی سے محروم ہو گیا تو پھر اس کے لئے مرنا ہی بہتر ہے۔
(حضرت ابن عینیہؒ)
جب حضرت یونس مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو انہوں نے طویل خاموشی اختیار کی۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ بولتے کیوں نہیں؟ انہوں نے فرمایا! بولنے نے تو مجھے مچھلی کے پیٹ میں ڈالا تھا۔
بات کی مثال ایسی ہے کہ اگر اس کو تھوڑا استعمال کرے گا' فائدہ دے گی اور اگر تو اسے زیادہ استعمال کرے گا تجھے قتل کر ڈالے گی۔

(حضرت عمرو بن العاصؓ)
جب تجھے اپنی بات پسند آئے تو خاموشی اختیار کر اور جب تجھے خاموشی اچھی لگے تو کلام کر۔
انسان کی موت اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے۔
(حضرت اکثم بن صیفیؒ)
گفتگو کرنے والا دو منزلوں میں ہے۔ اگر وہ کم گفتگو کرتا ہے تو ہار مان لیتا ہے۔ اگر زیادہ گفتگو کرتا ہے تو گنہگار ہوتا ہے۔ (حضرت ہرم بن حیانؒ)
بردباری انسان کی زینت ہے اور خاموشی میں سلامتی ہے۔ پھر جب تو گفتگو کرے تو زیادہ گفتگو نہ کر۔ میں خاموشی میں ایک دفعہ بھی پشیمان نہیں ہوا' لیکن بولنے میں کئی دفعہ پشیمان ہوا ہوں۔
اگر تو خاموشی کی بیماری سے مرجائے تو تیرے لئے گفتگو کی بیماری سے بہتر ہے۔
(حضرت حسن بن ہانیؒ)
گفتگو تھوڑی کر اور اس کے شر سے پناہ مانگ۔ (حضرت عبداللہ بن طاہرؒ)
بولنے والا فتنہ کا انتظار کرتا ہے اور خاموشی اختیار کرنے والا رحمت کا منتظر رہتا ہے۔ (حضرت یزید بن ابی حبیبؒ)

جب تو چاہتا ہے کہ تکالیف سے بچ کر زندہ رہے اور تیری عقل بڑھے اور تیری عزت محفوظ رہے تو اپنی زبان سے کسی آدمی کا پردہ چاک نہ کر۔ پردے ایسے ہی رہنے دے اور لوگوں کی زبانوں کو کون روک سکتا ہے۔

نوجوان کی زبان جب بیوقوفی کرے تو اس کی موت ہے اور ہر انسان اپنے جبڑوں کا مقتول ہے۔ اور بے شمار ایسے ہیں جن کے منہ پر قفل نہیں ہوتا اور اس وجہ سے وہ اپنے آپ پر برائی کا دروازہ کھولنے کے باعث جیل کے مستحق ہیں۔ (حضرت نصر بن احمدؒ)

جو شخص زبان بند رکھتا ہے اور صرف آنکھ اور کان سے کام لیتا ہے وہ آرام سے رہتا ہے۔ (اڈمنڈ سپنسر)

ایسی بات میں گفتگو کرنا جس میں کسی کا فائدہ نہ ہو ضلالت و گمراہی ہے۔ (حضرت معروف کرخیؒ)

موت کے دروازے پر

● حضرت عمر فاروقؓ

"میں نے اپنی جان پر ظلم کئے، مگر اتنا ہے کہ مسلمان ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں اور روزے رکھتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے اپنی مغفرت سے ڈھانپ لے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو افسوس مجھ پر اور میری ماں پہ جس نے مجھے جنم دیا۔

● حضرت عثمان غنیؓ

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ میرا اسی پر توکل ہے۔ وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ وہ ذات سب کچھ سنتی اور خوب علم رکھتی ہے"۔

● حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ

"اے خلیفۃ المسلمین (حضرت ابوبکر صدیقؓ) ایک بات تھی جو میں نے رسول

پاک ﷺ سے سنی تھی لیکن افسوس اس کی پوری تفصیل دریافت کرنے کی نوبت نہیں آئی۔

● حضرت علی المرتضیٰؓ

"میں تم دونوں (حضرت امام حسنؓ و حسینؓ) کو تقویٰء الٰہی کی وصیت کرتا ہوں۔ یتیم پر رحم کھانا' بے کس کی مدد کرنا' آخرت کے لئے نیک اعمال کا خیال رکھنا' ظالم کے دشمن بنا اور مظلوم کا دوست"--- **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ**

● سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ

وحدہ لا شریک' وحدہ لا شریک توحید' توحید"۔

● جارج پنجم ۱۸۶۵ء-۱۹۳۶ء

(اس کے آخری وقت میں پریوی کونسل کے اراکین منتظر تھے کہ ذرا حالت سنبھلے تو بعض اہم دستاویزات پر دستخط لئے جائیں)۔

"صاحبان مجھے افسوس ہے کہ میں نے اتنی دیر تک آپ کو انتظار میں رکھا۔ اس وقت میں اپنے آپ کو قائم نہیں رکھ سکتا"۔

● رابعہ بصریؒ

"راہ کشادہ کرو' موت آگئی ہے۔لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

● امیر البحر نیلسن (۱۷۵۸ء-۱۸۰۵ء)

(جنگ ٹریفلگر میں زخمی ہو کر فوت ہوا اس کی زبان سے آخری الفاظ یہ نکلے)

"میں مطمئن ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا"۔

● وارن ہیسٹنگز (۱۷۳۲ء-۱۸۱۸ء)

ہندوستان میں انگریزی حکومت کے قیام کے لئے اس کے کارنامے کلائیو سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔ مہاراجہ چیت سنگھ والیء بنارس اور بیگمات اودھ وغیرہ پر

اس کے مظالم انگریزی راج کے ماتھے پر سیاہ داغ ہیں۔ آخری وقت وہ کہہ رہا تھا:
"تم میری زندگی کی آرزو کر کے یہ کیوں چاہتے ہو کہ میں اسی طرح اذیت میں رہوں۔ جو اذیت میری جان پر ہے تم میں سے کوئی اسے سمجھ نہیں سکتا"۔

● انڈریوز جیکسن امریکہ کا تیسرا صدر (۱۷۶۷ء - ۱۸۴۵ء)

یہ امریکہ کا تیسرا صدر تھا اس نے یہ کہہ کر آخری سانس لی اور ختم ہو گیا۔
"میرے لئے آہ و زاری مت کرو۔ اچھے انسان بنو۔ ہم سب پھر بہشت میں ملیں گے"

● برنارڈ شا (۱۸۵۶ء - ۱۹۵۰ء)

نامور ڈرامہ نگار، نقاد اور ناول نویس نے زندگی کی آخری سانسوں میں اپنی نرس سے کہا:
"خاتون! تم مجھے قدیم عہد کی ایک عجوبہ چیز بنا کر زندہ رکھنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہو مگر میں ختم ہو چکا ہوں تمام ہو چکا ہوں"۔

● ابراہام لنکن (۱۸۰۹ء - ۱۸۶۵ء)

بیوی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے بیٹھا تھیٹر دیکھ رہا تھا۔ بیوی نے شرماتے ہوئے کہا:-

"دیکھنے والے کیا کہتے ہوں گے"۔ لنکن نے ہنس کر جواب دیا۔
"کچھ بھی نہیں کہتے ہوں گے"۔
جملہ ختم ہی ہوا تھا کہ گولی آ کر لگی اور وہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

● حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ:

تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علو ولا فساد" و العاقبۃ للمتقین

حضرت خبیبؓ:

"لوگ انبوہ در انبوہ میرے گرد کھڑے ہیں۔ قبیلے' جماعتیں اور جتھے یہاں سب کی حاضری لازم ہو گئی ہے۔ یہ تمام اجتماع' اظہار عداوت کے لئے ہے۔ یہ سب لوگ میرے خلاف اپنے جوش و انتقام کی نمائش کر رہے ہیں اور مجھے یہاں موت کی کھونٹی سے باندھ دیا گیا ہے۔ ان لوگوں نے یہاں اپنی عورتیں بھی بلا رکھی ہیں اور بچے بھی۔ ایک مضبوط اور اونچے ستون کے پاس کھڑا کر دیا گیا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں اسلام سے انکار کروں تو یہ مجھے آزاد کر دیں گے' مگر میرے لئے ترک اسلام سے قبول موت بہت زیادہ آسان ہے۔ اگرچہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں مگر میرا دل بالکل پر سکون ہے۔ میں دشمن کے سامنے گردن نہیں جھکاؤں گا۔ فریاد نہیں کروں گا۔ میں خوف زدہ نہیں ہوں گا۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ اب اللہ کی طرف جا رہا ہوں۔ میں موت سے نہیں ڈر سکتا۔ اس لئے کہ موت بہرحال آنے والی ہے۔ مجھے صرف ایک ہی ڈر ہے اور وہ دوزخ کی آگ کا ڈر ہے۔

مالک عرش نے مجھ سے خدمت لی ہے اور مجھے صبر و ثبات کا حکم دیا ہے۔ اب کفار نے زدو کوب سے میرے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے اور میری تمام امیدیں ختم ہو گئی ہیں۔ میں اپنی عاجزی' بے وطنی اور بے بسی کی اللہ سے فریاد کرتا ہوں۔ نہیں معلوم' میری موت کے بعد ان کے کیا ارادے ہیں۔ کچھ بھی ہو' جب میں راہ خدا میں جان دے رہا ہوں تو یہ جو کچھ بھی کریں گے مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔

مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ میرے گوشت کے ایک ایک ٹکڑے کی برکت عطا فرمائے گا۔ اے اللہ! جو کچھ آج میرے ساتھ ہو رہا ہے' اپنے رسول ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچا دے۔

اے ظالم! خدا جانتا ہے کہ مجھے جان دینا پسند ہے مگر یہ پسند نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ایک کانٹا بھی چبھے"۔

● چارلس دوازدہم شاہ سویڈن (۱۶۸۲ء - ۱۷۱۸ء)

ناروے پر حملہ کرتے وقت جب کہ سرنگوں کا معائنہ کر رہا تھا' گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ آخری سانس کے وقت اس نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا:۔

"خوف زدہ مت ہونا"۔

● سر اسحاق نیوٹن (۱۶۴۲ء - ۱۷۲۷ء)

انگریز ماہر طبیعات اور فلاسفر جس نے مسئلہ کشش دریافت کر کے قدیم نظام بطلیموس کو غلط ثابت کر دیا۔ اس کے آخری کلمات یہ تھے:۔

"میں نہیں جانتا کہ دنیا میرے متعلق کیا خیال کرتی ہے لیکن میرا اپنا خیال یہ ہے کہ میری حالت اس بچے کی سی ہے جو سمندر کے کنارے بیٹھا ہوا گھونگھوں اور سیپوں سے اپنا جی بہلا رہا ہو۔ جب کہ قدرت کا ایک اتھاہ سمندر عجائبات سے بھرا ہوا ہے"۔

● رابرٹ کلائیو (۱۷۲۵ء - ۱۷۷۴ء)

اس نے ہندوستان پر انگریزی اقتدار قائم کرنے میں کوئی فریب بدعہدی اور بے ایمانی اٹھا نہ رکھی تھی۔ عمر زیادہ نہ ہونے پائی تھی کہ صحت بے حد خراب ہو گئی۔ مرض کے بڑے تکلیف دہ دورے پڑتے تھے۔ آخر گلا کاٹ کر اپنا خاتمہ کر لیا۔ خودکشی کے ارادے سے جب چاقو اٹھانے لگا تو ایک خاتون نے جو قریب بیٹھی تھی' پوچھا:۔

"کیا آپ قلم بنانا چاہتے ہیں؟"

کلائیو نے جواب دیا۔ "بے شک"۔

یہ کہہ کر گلا کاٹ لیا۔

● کانٹ (۱۷۲۴ء۔ ۱۸۰۴ء)

اس مشہور جرمن فلسفی کا انتقال اسی برس کی عمر میں ہوا۔ اس قدر مدت حیات کو غنیمت جان کر مرتے وقت آخری الفاظ اس نے یہ کہے:

"یہ کافی ہے"۔

● ابن سماکؒ

"اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں گنہگار تھا لیکن تیرے اطاعت گزاروں کو میں نے ہمیشہ تیرے لئے دوست رکھا۔ میرے اس فعل کو میرے گناہوں کے کفارہ کے طور پر قبول فرما"۔

● حضرت امام احمد بن حنبلؒ

بیٹے! بہت نازک وقت ہے۔ ایک انبوہ کثیر میری بالیں پر موجود ہے۔ اس میں شیطان بھی ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ اس وقت' تمہارا ایمان میرے قبضہ میں ہے۔ بولو! ختم کردوں تو میں اس سے کہہ رہا ہوں:

"ابھی نہیں' ابھی نہیں ـــــ میرا اللہ میرا محافظ ہے"۔

● شرف النساء بیگم

(یہ خاتون نواب خان بہادر کی بیٹی اور نواب عبدالصمد حاکم پنجاب (لاہور) کی پوتی تھی۔ اس نے عالم نزع میں اپنی ماں کو پاس بلا کر ملتجی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور کہا)۔

"اے ماں! اگر تو میرے ذوق و شوق کی محرم ہے تو اس قرآن اور اس تلوار کی طرف دیکھ! یہی دو طاقتیں ملت اسلامیہ کی محافظ ہیں۔ ایک چیز میں اگر باوقار زندگی بسر کرنے کے قوانین بتائے گئے ہیں تو دوسری چیز (تلوار) عملی طور پر اس وقار کو زندہ و برقرار رکھنے کی ضامن ہے۔ پس اے ماں! میں نے اس نکتے کو سمجھا اور یہی وجہ ہے کہ اس دنیائے فانی میں تیری بیٹی نے اگر کسی سے محبت کی

اور کسی کو اپنا رفیق و ہمراز بنایا تو صرف یہی دو چیزیں ہیں۔ اے اماں! میری آخری تمنا کو غور سے سن اور تیغ و قرآن کو مجھ سے کبھی جدا نہ ہونے دے۔

"میری تربت کو کسی عالی شان گنبد یا قندیل و فانوس کی کوئی حاجت نہیں۔ روح مومن کی تسکین کے لئے تلوار اور قرآن سب کچھ ہیں۔

● حضرت ابو سلیمانؒ

"میں اپنے اللہ کے یہاں جا رہا ہوں۔ جو گناہ صغیرہ کا حساب لیتا ہے اور گناہ کبیرہ پر عذاب کرتا ہے"۔

● چی گویرا

"ایلڈا (بیوی) سے میرا پیار کہنا اور کہنا کہ وہ زیادہ غم نہ کرے اور دوسری شادی کر لے اور فیڈل سے کہنا کہ وہ پریشان نہ ہوں۔ انہوں نے سب کچھ ٹھیک کیا"۔

● اسرا ہیلا' ملکہ سپین (۱۴۵۱ء - ۱۵۰۴ء)

ملکہ نے ان لوگوں سے جو اس کے بستر مرگ کے گرد جمع تھے' آخری الفاظ یہ کہے:۔

"اب میرے لئے نہ آنسو بہاؤ نہ اس بات کی دعا کرو جو قبول نہیں ہو گی. بہتر یہ ہے کہ میری روح کی نجات کے واسطے دعا مانگو!"۔

● کرسٹو کولمبس (۱۴۵۱ء - ۱۵۰۶ء)

یہ شخص جس نے اپنی قوم کو نئی دنیا تلاش کر کے دی اور جس کے آخری دن بڑی تنگدستی و کسمپرسی میں بسر ہوئے۔ مرتے وقت کہہ رہا تھا:

"اے خدا میں اپنی روح تیرے سپرد کرتا ہوں"۔

● سر فلپ سڈنی (۱۵۵۴ء - ۱۵۸۶ء)

انگریز مدبر' شاعر اور سپاہی جو زٹفین کی فصیل کے نیچے زخمی ہو کر ہلاک ہوا. آخری وقت یہ کہہ رہا تھا:۔

"میں روئے زمین کی سلطنت کے عوض اپنی خوشی کو دے دینا پسند نہیں کرتا"۔

● نپولین بوناپارٹ

(جزیرہ ہلینا میں وقت نزع کہا)

"مایوسی میرے ہاں گناہ تھی مگر اب مجھ سے زیادہ مایوس انسان دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ میں دنیا میں دو چیزوں کا بھوکا تھا۔ ایک حکومت کا اور دوسرا محبت کا۔ حکومت بڑی جدوجہد سے مجھے ملی لیکن میرا ساتھ نہ دے سکی۔ اگر ساتھ بھی دیتی تو کتنے دن کے لئے؛ جس کا انجام آج میرے سامنے ہے۔ محبت کو میں نے بڑا تلاش کیا مگر وہ مجھے نہ مل سکی۔ جس سے بھی محبت کی' اس نے بیوفائی کا ثبوت دیا۔ شائد محبت کا جواب دغا ہی ہوتا ہو گا۔ اگر کسی انسان کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ جو میری زندگی کا رہا ہے تو وہ زندگی بے معنی ہے۔ میرے نزدیک دنیا مایوسی ہے اور مایوسی ہی کا نام ہے--- میں میدان جنگ میں کہا کرتا تھا۔ اپنے رسالوں کو آگے بڑھاؤ اور طوفانی دھاوا کرو۔

● حضرت بایزید بسطامیؒ

"خدایا! میں نے تجھ کو یاد نہ کیا مگر غفلت سے اور تیری عبادت نہ کی مگر سستی سے"۔

● ہشام بن عبدالملک

"اے عزیزو! سنو! ہشام نے جو کچھ جمع کیا وہ تمہارے لئے چھوڑتا ہے اور اس کا جو بوجھ ہے اسے تم تنہا مرے ہی سر پر چھوڑے دیتے ہو۔ خدا تعالیٰ ہی مغفرت کرے تو ٹھکانا ہے۔ ورنہ ہشام نے بالکل الٹی بات کی اور وہ کیا جو نہیں کرنا چاہیے تھا"۔

● جان کیٹس

"میں اپنے سینے پر پھولوں کو کھلتے ہوئے محسوس کر رہا ہوں"۔

● خلیفہ ہارون الرشید

"لوگو! گواہ رہنا۔ میں خدا پر ایمان رکھتا اور رسول پاک ﷺ کی رسالت کا قائل ہوں۔ میں گناہ کا ایک پیکر ہوں' جس نے ساری عمر غم غلط کرنے کی کوشش کی لیکن میں پھر بھی غم غلط نہ کر سکا۔ میں نے بے حد مغموم اور فکر کی زندگی گذاری ہے۔ حکومت کے کاموں اور حکومت کی لعنتوں نے مجھے اکثر خدا اور مذہب سب سے غافل رکھا تھا۔ خدا مجھے معاف کرے۔ مجھے زندگی کا کوئی دن ایسا یاد نہیں ہے جو میں نے بے فکری کے ساتھ گزارا ہو۔ اب میں موت کے کنارے ہوں۔ موت تم سب سے مجھے جدا کر دے گی۔ اور قبر جو اس وقت منہ کھولے سامنے ہے میرے جسم کو نگل لے گی۔ یہی ہر انسان کا انجام ہے لیکن انسان اپنے انجام سے میری طرح غافل رہتا ہے"۔

● اختر شیرانی

"ہو گئی بزم میکدہ خاموش"۔

● حکیم ارشمیدس

جب رومیوں نے شہر ساریکس فتح کر لیا اور فوجی سپاہی چاروں طرف سے قتل و غارت کے واسطے پھیل گئے۔ اس وقت یہ حکیم ایک عام کھلی جگہ میں زمین پر کچھ شکلیں کھینچ کر انہیں حل کرنے میں غرق تھا۔ ایک سپاہی اس کے سر پر بھی جا پہنچا۔ حکیم نے اس سے وقت آخر کہا:-

"ٹھہرو! مجھے یہ دائرہ مکمل کر لینے دو"۔

● قیصر جولیس

قتل کے دن قیصر' اسمبلی ہال میں اجلاس ملتوی کرنے کا اعلان کرنے گیا تھا۔ عین اس وقت ٹیلیس نامی ایک شخص اس کے سامنے آیا اور درخواست کی کہ میرے بھائی کی جلاوطنی کا حکم منسوخ کیا جائے۔ قیصر نے جواب دیا کہ اس قسم کی

درخواستوں کا یہ موقع نہیں ہے۔ ٹیلیس برابر یہ اصرار کرتا رہا۔ مجلس قانون ساز کے بعض اراکین نے اس کی موافقت کی۔ٹیلیس نے بظاہر اس لئے کہ وہ درخواست منظور کرانے کی آخری کوشش کر رہا تھا' قیصر کے لبادے کا دامن کھینچ لیا۔ جس سے قیصر کا کندھا کھل گیا۔ اس نے ڈانٹ کر کہا' یہ کیا شورہ پشتی ہے دراصل یہ حملہ کرنے کی سوچی سمجھی علامت تھی۔

فوراً کیسکا نے پشت پر سے حملہ کر دیا۔قیصر اپنے حواس بجا رکھ کر اس کی طرف مڑا اور چلا کر بولا: بدمعاش یہ کیا کر رہے ہو؟ سامنے سے ٹیلس نے پوری قوت کے ساتھ قیصر کے چہرے میں خنجر پیوست کر دیا۔ اب ہر طرف سے وار ہونے لگے۔ ہر ضرب پر قیصر کے منہ سے چیخ نکل جاتی تھی۔ جب بروٹس نے بھی جو کہ قیصر کا خاص معتمد تھا' حملہ کیا تو قیصر کے منہ سے آخری الفاظ نکلے۔ (Brootus You Too "بروٹس تم بھی"۔

● لارڈ بائرن

"اب مجھے سونا چاہیے"۔

● حضرت امام غزالیؒ

"آقا کا حکم سر آنکھوں پر"۔

● قائداعظمؒ

"اللہ۔پاکستان"۔

● رابندر ناتھ ٹیگور

"میں نہیں جانتا کیا ہوگا' کیا ہوگا"۔

● چارلس ڈارون

"میں موت سے بالکل نہیں ڈرتا"۔

● شیر شاہ سوری

"روح کے اٹھنے کا وقت آ گیا ہے"۔

● علامہ محمد اقبالؒ

"اللہ"

● حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح

"خبردار! بہت سے لوگ اپنا لباس اجلا رکھتے ہیں مگر اپنا دین میلا رکھتے ہیں۔ خبردار! بہت سے لوگ نفس کو عزیز رکھتے ہیں مگر وہی ذلیل دشمن ہے۔

● ملٹن

"پردہ گرا دو یہ کھیل ختم ہوا"۔

● لوئی پاسچر

(تیماردار نے جب جھک کر پیالی سے دودھ پلانا چاہا تو آخری جملہ سنا گیا)

"میں نہیں پی سکتا"۔

● اورنگ زیب عالمگیر

"اپنی مخلوق کا حقیقی محافظ اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن نظر بظاہر فرزندان نامدار کامگار کو نہ چاہئے کہ وہ خلق خدا کی خون ریزی کا سبب بنیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد زبردست ہنگامے ہوں گے۔"

● خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث (۸۹۱ء - ۹۶۱ء)

"میں نے پچاس سال سے زیادہ کامیابی کے ساتھ حکومت کی۔ ملک میں امن و امان تھا۔ رعایا مجھ سے محبت کرتی تھی۔ دشمن خوفزدہ رہتے تھے۔ ہم عصر بادشاہ میرا احترام کرتے تھے۔ دوست' مسرت اور طاقت کے جملہ سامان ہر وقت مہیا تھے۔ دنیا کی کوئی نعمت نہ تھی جو میرے حد اختیار سے باہر ہو۔ ان حالات میں رہ کر ایک مرتبہ میں نے ان دنوں کا شمار کیا جن میں مجھے کامل اطمینان اور دلی خوشی حاصل رہی تو ان کی تعداد چودہ سے زیادہ نہ تھی"۔

"اے فرزند عزیز! اس دنیا پر اعتبار نہ کرنا"۔

● ٹیپو سلطان شہیدؒ

"اسی طرح تیزی سے آگے بڑھتے جاؤ"۔

● جلال الدین اکبر (مغلیہ بادشاہ)

"میرے ساتھیوں کا خیال رکھنا"۔

● لیاقت علی خان

"خدا پاکستان کی حفاظت کرے"۔

● روزویلٹ

"براہ کرم، روشنی بجھادو"۔۔۔ "اف میرے سر میں درد"۔

● ملکہ الزبتھ اول

"اگر کوئی ڈاکٹر اب مجھے زندہ رکھے تو میں ایک منٹ کی قیمت ایک لاکھ روپے دینے کو تیار ہوں"۔

● پوپ گریگوری ہفتم (۱۰۲۰ء - ۱۰۸۵ء)

بحیثیت پوپ کے اس نے مذہب پر شاہی اقتدار کی سخت مخالفت کی تھی۔ لہٰذا اسے ہنری چہارم شہنشاہ جرمنی نے روم سے سالرنو میں جلا وطن کر دیا تھا۔

مرتے وقت پوپ نے کہا:

"میں حق سے محبت اور ناانصافی سے نفرت کرتا تھا، اس لئے جلاوطنی کی موت مر رہا ہوں"۔

● کیخسرو شہنشاہ ایران

(بحیرہ کیسپین کے مشرقی جانب وحشی قوموں سے جنگ کرتا ہوں فوت ہوا)۔

"میری یہ آخری بات ہمیشہ یاد رکھنا! دوستوں سے اچھا سلوک کرو تاکہ دشمنوں پر آسانی سے غلبہ حاصل کر سکو"۔

● مہاتما بدھ

"بھکشوؤں کو یہ بات فراموش نہ کرنا چاہئے کہ زوال تمام چیزوں میں موروثی ہے"۔

● سکندر اعظم

(سکندر اعظم ہندوستان سے واپس جاتے وقت راستے میں شدید بخار میں مبتلا ہوا اور بمقام بابل ۳۳ برس کی عمر میں اس جہاں فانی سے رخصت ہو گیا۔ انتقال کے وقت لوگوں نے پوچھا کہ آپ اپنی سلطنت کس کے لئے چھوڑے جاتے ہیں؟ سکندر نے جواب دیا)

"سب سے زیادہ طاقتور کے لئے"۔

● سقراط

"اب تم سب لوگ خاموش ہو جاؤ اور مجھے سکون کے ساتھ مرنے دو"۔ "میرے قصاب دوست کا قرض چکا دینا"۔

● حضرت عمر بن عبد

"موت قریب آ گئی ہے مگر افسوس کہ میں نے اس کے لئے کوئی سامان اور تیاری نہیں کی ہے۔ اے اللہ آپ پر خوب روشن ہے جب کبھی ایسی صورت پیش آئی کہ دو کاموں میں سے ایک میں تیری رضا و خوشنودی اور دوسرے میں میری خواہشات کی تکمیل اور لذتوں کا سامان ہوا' تو میں نے ہمیشہ اس کام کو ترجیح دی جس میں تیری خوشنودی و رضا تھی اور اپنی خواہشات کو پامال کر دیا"۔

● بروٹس ۸۵۔ ۴۲ ق' م)

(روما کا قدیم مورخ پلوٹارک لکھتا ہے کہ خودکشی کرتے وقت بروٹس کی زبان پر یہ الفاظ تھے)۔

"اے نامراد شجاعت! تیری حقیقت محض نام سے زیادہ کچھ نہ تھی۔ پھر بھی تجھے

ایک حقیقی چیز سمجھ کر میں تیری پرستش کرتا رہا۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ تو تقدیر کی صرف ایک لونڈی تھی"۔

● جارج واشنگٹن

"ڈاکٹر مجھے جانے دو"۔

● او ہنری

"روشنیاں جلا دو میں اندھیرے میں گھر نہیں جانا چاہتا"۔

● مسولینی

"میں بے گناہ ہوں"۔

● مصطفیٰ کمال (ترک)

"میرے عزیز دوستو! موت اٹل ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا"۔

● حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

"ہم وہ نہیں ہیں کہ پیٹھ پھیرلیں اور ہماری ایڑیوں پر خون گرے۔ ہم وہ ہیں کہ سینہ سپر رہتے ہیں اور ہمارے پنجوں سے خون گرتا ہے"۔

● حضرت عمرو بن العاصؓ

"الٰہی تو نے حکم دیا اور ہم نے حکم عدولی کی۔ الٰہی تو نے منع کیا اور ہم نے نافرمانی کی۔ الٰہی میں بے قصور نہیں ہوں کہ میں معذرت کروں۔ طاقتور نہیں ہوں کہ غالب آجاؤں۔ اگر تیری رحمت شامل حال نہ ہوگی تو ہلاک ہو جاؤں گا۔۔۔۔ لا الٰہ الا اللہ' لا الٰہ الا اللہ' لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔

● حضرت یوسف حسینؒ

"اے اللہ! میں نے خلق کو قولاً" اور نفس کو فعلاً" نصیحت کی۔ میرے نفس کی خیانت کو خلق کی نصیحت کے عوض میں معاف فرما دے"۔

● حضرت امیر معاویہؓ

"اگر ہم مر جائیں گے تو کیا کوئی بھی ہمیشہ زندہ رہے گا۔ کیا موت کسی کے لئے کوئی عیب ہے۔ کاش! میں نے کبھی سلطنت نہ کی ہوتی۔ کاش! لذتیں حاصل کرنے میں اندھا نہ ہوتا۔ کاش! میں اس فقیر کی طرح ہوتا جو تھوڑے پر زندہ رہتا ہے"--- "جب موت اپنے ناخن چبھو دیتی ہے تو کوئی تعویذ فائدہ نہیں دیتا"۔

● حجاج بن یوسف

"الٰہی! مجھے بخش دے کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔ الٰہی! بندوں نے مجھے ناامید کر ڈالا۔ حالانکہ میں تجھ سے بڑی ہی امید رکھتا ہوں"۔

● ذوالفقار علی بھٹو

"Finish it"

● میگزیملن شہنشاہ میکسیکو (۱۸۳۲ء - ۱۸۶۷ء)

جوزف سے جنگ آزما تھا' لیکن فرانسیسی امداد بند ہو جانے سے شکست کھا گیا۔ گرفتار ہو کر جب گولی سے مارا گیا' اس وقت یہ کلمات اس کی زبان پر تھے:۔

"میں ایک صحیح مقصد کی خاطر مارا جا رہا ہوں۔ میں سب کو معاف کرتا ہوں۔ سب مجھے معاف کر دیں۔ کاش! میرا خون ملک کی فلاح کا سبب بنے۔ میکسیکو زندہ باد!"

● ڈارون (۱۸۰۹ء - ۱۸۸۲ء)

ماہر طبیعات جس نے انسان کو بندر کی ترقی یافتہ شکل ہونے کا نظریہ پیش کیا۔ مرتے وقت نہایت مدھم آواز میں بولا:

"میں موت سے بالکل نہیں ڈرتا ہوں"۔

● اسحاق پٹ مین موجد شارٹ ہینڈ را شنگ (۱۸۱۳ء - ۱۸۹۷ء)

دنیا سے یہ کہتا ہوا سدھارا:

"جو لوگ پوچھیں کہ اسحاق دنیا سے کس طرح رخصت ہوا' ان سے کہہ دینا کہ اطمینان کے ساتھ۔ اس طرح جیسے کوئی ایک جگہ سے دوسری جگہ اس غرض سے چلا جائے کہ شاید وہاں اسے کوئی نیا کام مل سکے"۔

● ٹالسٹائی (۱۸۲۸ء ۔ ۱۹۱۰ء)

یہ شہرہ آفاق روسی افسانہ نویس بیاسی (۸۲) برس کی عمر پا کر فوت ہوا۔ آخری وقت بات کرنا بھی دشوار ہو گیا تھا۔ اس حالت میں اپنی بیٹی کو قریب بلا کر کہا۔

"مسلسل جستجو' مسلسل جستجو' یہ کام بہت سادہ اور آسان ہے"۔

پھر بیٹے سے کہا۔

"سچائی!..... میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں"۔

اے وہ جسے کبھی موت نہیں آئے گی اس پر رحم فرما جو مر رہا ہے۔

(مامون الرشید)

MORE LIGHT (گوئٹے)

وہاں بڑا سکون ہے۔ (تھامس ایلوا ایڈیسن)

LEAVE ME TO DIE IN PEACE (والیٹر)

GOD BE PRAISED, I HAVE DONE MY DUTY.

(لارڈ ایڈمرل نیلسن)

● الزبتھ بیرٹ براؤننگ (شاعرہ (۱۸۰۶ء ۔ ۱۸۵۹ء)

"خدا تم پر رحم کرے"۔

(ذیل میں ہٹلر کے ان دس نازی جرنیلوں کے آخری الفاظ درج ہیں جنہیں بین الاقوامی فوجی عدالت نے ۱۹۴۶ء کو سزائے موت سنائی تھی)۔

● "ربن ٹراپ" نے تختہ دار پر کھڑے ہو کر اپنی موت سے چند سیکنڈ قبل یہ الفاظ کہے تھے:۔

"مشرق اور مغرب ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں"۔

● "ولہلم کیٹل" نے پھانسی گھر کے چبوترے پر چڑھتے ہوئے کہا:۔

"میں خدائے بزرگ و برتر کو پکارتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ جرمن قوم کے حال پر رحم کرے۔ بیس لاکھ سے زائد جرمن اپنے ملک پر قربان ہو چکے ہیں اور اب میں اپنے بیٹوں کی تقلید کرتا ہوں"۔

● "کالٹنبرنر" نے پھانسی کا پھندا دیکھا تو خوفزدہ ہو کر کہا:۔

"میں بیمار ہوں، مجھے چھوڑ دو"۔

● "الفرڈ روزن" "نسلی نظریات" کا مصنف تھا۔ چبوترے پر پہنچائے جانے کے بعد ترجمان نے اس سے کہا کہ وہ کوئی آخری بات کر سکتا ہے۔ روزن نے بمشکل اپنا سر ہلایا اور مری ہوئی آواز میں بولا "نہیں"۔

● "ہانز فرینک" ماہر قانون دان، ہٹلر کا مشیر خصوصی اور نازی کیمپوں کے نظام کا بانی تھا۔ وہ مفتوحہ پولینڈ کا گورنر جنرل بھی رہ چکا تھا۔ پھانسی کے تختہ پر کھڑا ہونے کے بعد وہ پادری کی طرف مڑا اور بلند آواز میں کہا:۔

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی پناہ میں لے لے"۔

● "ولہلم فرک ہٹلر کا وزیر داخلہ اور نازی کیمپوں کا انچارج تھا۔ فرک نے سہمے ہوئے انداز میں چبوترے کی طرف دیکھا۔ پہلی سیڑھی پر لڑکھڑاتے ہوئے قدم رکھا اور کھڑا ہو گیا۔ اسے سہارا دے کر جب اوپر چڑھایا گیا تو نحیف آواز میں کہنے لگا۔

"خدا مجھے معاف کرے"۔

● "جولیس سٹریچر" کٹر نازی جرنیل تھا۔ اس نے اپنی موت سے چند لمحات قبل تختہ دار پر کھڑے ہو کر اپنا منہ امریکیوں کی طرف کیا اور کہا:۔

"فکر مت کرو۔۔۔ ایک دن بالشویک تمہیں بھی اسی طرح پھانسی پر لٹکائیں

گے"۔

● "ساؤکل" نے تقریباً" پچاس لاکھ افراد کو جبری غلام بنایا تھا۔ اپنی موت کو اتنا قریب دیکھ کر نیم دیوانہ نظر آرہا تھا۔۔۔ وہ بڑے زور سے چلایا۔

"یہ پھانسی ایک غیر انسانی اور غیر منصفانہ فعل ہے"۔

● "الفرڈ جوڈل" بڑا مغرور اور ظالم جرنیل تھا۔ اس نے حکم دے رکھا تھا کہ مفتوحہ ممالک میں جتنے لڑنے والے مرد نظر آئیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ہر چیز کو تباہ کر دیا جائے۔ اس کے ان احکامات پر بچوں تک کو بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ چبوترے پر کھڑے ہو کر اس نے کہا۔

"پیارے جرمنی! میں تجھے سلام کرتا ہوں"۔

● "سس انکورٹ" نے آخری وقت لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں صرف اپنا نام پکارا تھا۔

"سس انکورٹ"

نکہتِ امثال

خواہ ہم ایک ہی پلنگ پر سو رہے ہوں لیکن ہمارے خواب مختلف ہوتے ہیں۔

لڑائی سے آپ کو نہ ملنے کے برابر ملتا ہے۔ لیکن اطاعت میں توقع سے زیادہ دستیاب ہوتا ہے۔

جو بلی مندر میں رہتی ہے وہ دیوتا سے کبھی نہیں ڈرتی۔

جب چاند کی طرف اشارہ کیا جائے تو بے وقوف ہاتھ کی انگلیوں کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔ (چینی کہاوت)

تجربہ وہ کنگھی ہے جو زندگی میں ہمیں ایسے وقت کام دیتی ہے جب بال جھڑ جاتے ہیں۔ (بلجیم کی کہاوت)

الفاظ کے پیچھے مت بھاگو بلکہ خیالات کو تلاش کرو۔ جب خیالات کا ہجوم ہوگا تو الفاظ خود بخود مل جائیں گے۔ (یونانی کہاوت)

نصیحت ایک ایسی چیز ہے جس کی عقل مندوں کو ضرورت نہیں اور بے وقوف اسے قبول نہیں کرتے۔ (عربی کہاوت)

جس کے ساتھ معاملہ کرو اس کو ٹھونک بجا کے چنو۔

اپنی بیوی اور اپنا بیل اپنے محلّے سے ہی حاصل کرو۔

سان چڑھا کر سونا پرکھو اور سونے سے انسان کو پرکھ۔

آگ سے جل جانے اور سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے لیکن عورت کے شر کا مداوا محال ہے۔ (یونانی محاورہ)

باپ اگر نیچے ہو جائے اور ذلیل کام کرنے لگے تو اسے چھوڑ دینا واجب ہے مگر ماں کو کسی حالت میں بھی چھوڑنا واجب نہیں۔ (سنسکرت)

بیماری تیز رفتار گھوڑے پر بیٹھ کر آتی ہے اور پیدل واپس جاتی ہے۔ (بلجیئم کی کہاوت)

جب چاند کی طرف انگلی اٹھائی جاتی ہے تو احمق انگلی کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔
(چینی کہاوت)

بزرگ برکت اور بزرگی باعث برکت ہوتی ہے۔ (چینی کہاوت)

شریف وہ ہے جس کی گواہی کے لئے کوئی نہ آئے۔ (روسی کہاوت)

نہ گرنا خوبی نہیں بلکہ خوبی گر کر سنبھل جانا ہے۔ (چینی کہاوت)

سینکڑوں ہاتھوں سے جمع کرو اور ہزاروں ہاتھوں سے بانٹو۔ (چینی کہاوت)

جہیز کا مطالبہ شریفانہ ڈاکہ ہے۔ (سارا شگفتہ)

اچھے لوگوں کی خوشبو' ہوا کی مخالف سمت بھی پہنچ جاتی ہے۔ (چینی کہاوت)

بارش ٹوٹی ہوئی جھونپڑی پر زیادہ زور سے برستی ہے۔ (بنگلہ دیشی کہاوت)

جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے' اسے ہر ممکن تیزی سے مٹا دو۔ (چینی کہاوت)

دولت عورت کی قسمت سے اور اولاد مرد کی قسمت سے ہوتی ہے۔
(ہندی کہاوت)

غیر جانبدار منافق ہوتا ہے۔ (یونانی کہاوت)

بچے خوشیاں بانٹنے والی مخلوق ہیں۔ (چینی کہاوت)

فضول امیدیں بے وقوف کا خزانہ ہیں۔ (عربی کہاوت)

دشمن کے کمزور پہلو پر حرب و ضرب کی اپنی پوری طاقت یکبارگی مرکوز کر دو۔
(جرمنی کہاوت)

آگ سے جل جانے اور سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے لیکن عورت کے شر کا مداوا محال ہے۔ (یونانی کہاوت)

جس کے سب ہی دوست ہوں' اس سے تعلق پر نظر ثانی کرو۔ (عربی کہاوت)

آسمان کا حسن ستاروں سے ہے اور عورت کا حسن بالوں سے۔
(اطالوی کہاوت)

حسن خاموش بھی ہو تو بولتا ہے۔ (فرانسیسی کہاوت)
شادی کے دن کوئی عورت دلہن سے زیادہ خوبصورت نہیں ہوتی۔
(اسپین کی کہاوت)
اگر مرد کے منہ میں زبان ہے اور اس سے عورت کو جیت نہیں لیتا تو پھر وہ مرد نہیں ہے۔
صرف بیوہ ہی یقین سے بتا سکتی ہے کہ اس وقت اس کا شوہر کہاں ہے۔
(امریکی کہاوت)

عورت' وقت اور ہوا کا کوئی اعتبار نہیں۔ (کہاوت)
چاہت کا کوئی موسم نہیں ہوتا۔ (فرانسیسی کہاوت)
آسمان کا حسن ستاروں سے اور عورت کا حسن بالوں سے ہے۔
(اطالوی کہاوت)

جوانی کی سب سے بڑی نشانی جوش نہیں ہوش ہے۔ (چینی کہاوت)
زندگی کا نچوڑ تجربہ ہے اور تجربے کی روح عقل۔ (چینی کہاوت)
ہر مسکراتے چہرے کے پیچھے مسکراتا دل نہیں ہوتا۔ (چینی کہاوت)
بھکاری کبھی دیوالیہ نہیں ہوتا۔ (کہاوت)

مردوں کو سمجھو عورتوں کو پڑھو۔ (فرانسیسی کہاوت)
ہنستی ہوئی عورت اور روتے ہوئے مرد پر بھروسہ نہ کرو۔ (روسی کہاوت)
عجلت میں شادی کرو گے تو فرصت میں پچھتاؤ گے۔ (چینی کہاوت)
جب عورت تنہائی میں گنگنانے یا مسکرانے لگے تو سمجھ لو کہ اسے شادی کی

ضرورت ہے۔ (البانوی کہاوت)

جو شخص ملنے جلنے میں بہت عاجزی' خاکساری اور فروتنی اختیار کرے اس سے ہوشیار رہو۔ چیتا' باز اور کمان یہ سب جھک کر مارتے ہیں۔ (کہاوت)

لالچی بیوی سے برا کوئی ساتھی نہیں۔ (روسی کہاوت)

غم' آدمی کو عقل مند بنا دیتا ہے۔ (عربی کہاوت)

بیکار لوگ شیطان کو اکساتے ہیں۔ (ہنگرین کہاوت)

کسی کو تعلیم دینے کا مطلب ہے کہ آپ نے دو مرتبہ تعلیم حاصل کی ہے۔
(چینی کہاوت)

محبت اندھی ہوتی ہے لیکن پڑوسی اندھے نہیں ہوتے۔ (ہندی کہاوت)

حاسد اپنی زندگی میں ہی مرجاتا ہے۔ (عربی کہاوت)

پہلی کتاب اور پہلی اولاد کا کوئی بدل نہیں۔ (ہندی کہاوت)

چکی تمہارے باپ ہی کی کیوں نہ ہو' اپنی باری کا انتظار کرو۔ (پشتو کہاوت)

دلکش چہرے پر نہ جاؤ اکثر کتابوں کے سرورق اچھے اور مواد خراب ہوتا ہے۔
(فرانسیسی کہاوت)

بے داغ ماضی والے ہی بے داغ مستقبل کی داغ بیل ڈالتے ہیں۔ (کہاوت)

دنیا کی خوبصورتی' بدصورتی کی مرہون منت ہے۔ (ہومر)

ہر شخص عزت کا خواہش مند ہے جبکہ عزت دینے والے بہت کم ہیں۔
(افرانسیسی کہاوت)

ہروقت محبوب کے ساتھ رہنے والا جلد ہی اکتا جاتا ہے۔ (چینی کہاوت)

اونچا پہاڑ بھی بالآخر قدموں تلے آجاتا ہے۔ (کہاوت)

اچھے لوگ وہ ہیں جو قرض کو خوش دلی سے ادا کرتے ہیں۔ (ہندی کہاوت)

زبان کا استعمال کرنے سے قبل اسے شہد میں ڈبو لو۔ (چینی کہاوت)
غصہ' ہمیشہ حماقت سے شروع ہو کر ندامت پر ختم ہوتا ہے۔ (عربی کہاوت)
جو شخص تم سے دوسروں کی برائی کرے' جان لو کہ وہ تمہاری برائی دوسروں کے سامنے کرتا ہے۔ (عربی کہاوت)
اتنی محبت بھی نہ کرو کہ آس پاس سے بے خبر ہو جاؤ۔ (ہندی کہاوت)
اپنے لفظوں کو تول کر ادا کرو ورنہ لفظ تمہیں تلوا دیں گے۔ (چینی کہاوت)
جس شخص کی ہمسائے تعریف کریں وہ درحقیقت قابل تعریف ہے۔
(عربی کہاوت)
آزادی کی بھوک' اسیری کی شکم پری سے بہتر ہے۔ (برطانوی کہاوت)
جو درخت پھل نہ دے' وہ سایہ ضرور دیتا ہے۔ (چینی کہاوت)
جب کسی سے دوستی کرو تو اس کے متعلق جستجو مت کرو۔ (فرانسیسی کہاوت)
دولت مت جمع کرو کیونکہ کفن میں جیب نہیں ہوتی۔ (چینی کہاوت)
عورت اور خربوزے کا انتخاب کرنا بہت مشکل ہے (فرانسیسی کہاوت)
عورت کا دل جتنی نرمی سے پیار کرتا ہے اتنی ہی نرمی سے انتقام لینا بھی جانتا ہے۔ (بھارتی کہاوت)
انسان کی کامیابیوں اور ذلت دونوں میں عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔
کتابیں گھروں کی طرح ہیں' ان میں رہنا چاہیے۔ (چینی کہاوت)
ہجوم میں کھڑے ہو کر کبھی نصیحت نہ کرو۔ (عربی کہاوت)
جب تک مشورہ نہ مانگا جائے' مشورہ نہ دیا جائے۔ (عربی کہاوت)
کسی کو جنگ پر جانے اور شادی کرنے کا مشورہ نہ دو۔ (اسپینی کہاوت)
ہر قابل شخص کے پیچھے کسی اور اشخاص کا ہاتھ ہوتا ہے۔ (چینی کہاوت)
لنگڑوں کے ساتھ رہ کر آپ بھی لنگڑانا شروع کر دیں۔ (لاطینی کہاوت)

جس نے ترشی کا ذائقہ نہیں چکھا اسے مٹھاس کی آرزو کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔
سچا اور واضح اعتراف' روح کی تسکین کے لئے بہتر ہے۔
بزدل مریض اور ڈرپوک مریضہ کو کوئی ڈاکٹر اچھا نہیں کر سکتا۔ (اسپینی کہاوت)
عورت بیوی کے روپ میں ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔خواہ اچھی ہو یا بری۔ (برطانوی کہاوت)
ہم نیچے گریں گے تو تم بلند لگو گے تو کیوں نہ ہم کھڑے رہیں۔ (برطانوی کہاوت)
جو قومیں' عورتوں کو غلام بنا کر رکھتی ہیں وہ جلد تباہ ہو جاتی ہیں اور وہ مرد جو عورتوں کی روحوں کو کچلتے ہوئے دوزخ کی طرف جاتے ہیں' ان کی روحیں کبھی غیرفانی نہیں ہو سکتیں۔ (برطانوی کہاوت)
خوبصورت عورت اور لال مرچ' دونوں سے ہوشیار ہو۔ (جاپانی کہاوت)
روتی ہوئی عورت اور ہنستے ہوئے مرد پر کبھی بھی بھروسہ نہ کرو۔ (روسی کہاوت)
لڑکی ڈھونڈی جاتی ہے' بیوی بنائی جاتی ہے۔ (چینی کہاوتیں)
آہستہ چلنے والا زیادہ سفر کرتا ہے۔ ""
اگر کسی کو مارنے لگو تو اس کے بھاگ جانے کے لئے راستہ کھلا چھوڑ دو۔ وگرنہ تمہاری سلامتی کو خطرہ پہنچ سکتا ہے۔ ""
فوجیں اور گھوڑے آ گئے ہیں' لیکن غذا اور چارہ تیار نہیں۔ ""
ٹھوکریں کھا کر عقل آتی ہے۔ ""
اپنے دماغ پر زور ڈالو تو تمہیں ضرور کوئی نہ کوئی تدبیر سوجھ جائے گی۔ ""
یا تو مشرقی ہوا' مغربی ہوا پر حاوی ہوتی ہے یا مغربی ہوا' مشرقی ہوا پر حاوی ہوتی ہے۔ ""

حیلے رزق بہانے موت۔
اگر تم ماں باپ کی باتوں پر توجہ دو گے اور ان کی حکم عدولی نہ کرو گے تو لوہا اور پتھر بھی تمہارے ہاتھ میں نرم ہو جائیں گے۔ (برمی کہاوت)
عورت کے بغیر زندگی ایسے چراغ کی طرح ہے جو بے نور ہو۔
(فرانسیسی کہاوت)
بہت سے آدمیوں کی قدر محض اس وجہ سے ہوتی ہے کہ لوگ انہیں بہت کم جانتے ہیں۔ (فرانسیسی محاورہ)
انسان میں دانائی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی بے وقوفیوں سے واقف ہو۔ (فرانسیسی محاورہ)
بارش چیتے کی جلد بھگو سکتی ہے مگر اس کے دھبے نہیں دھو سکتی۔ (افریقی محاورہ)
پناہ گاہوں میں آگ نہیں جلانی چاہیے۔ (")
کسی قوم کی تباہی کسی غریب کے گھر کی چھت گرنے سے شروع ہوتی ہے۔ (")
زیادہ لوگ ٹھہرے ہوئے خاموش پانیوں میں ڈوبتے ہیں۔ (")
دریا کی گہرائی صرف ایک پاؤں سے ناپنی چاہیے۔ (")
خوبصورت سڑکیں بھی تھکا دیتی ہیں۔ (")
دریا' مسلح سپاہی' پنجے اور سینگ رکھنے والے جانور' بادشاہ اور عورت پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ (ہندی محاورے)
دوست' خدمت گار اور عورت' مفلس آدمی کو چھوڑ دیتے ہیں اور جب وہ دولت مند ہو جاتا ہے تو پھر اس کے پاس آ جاتے ہیں۔ (")
پہلی شادی فرض' دوسری حماقت اور تیسری پاگل پن ہے۔ (ولندیزی محاورہ)
موت العالم' موت العالم (عربی محاورہ)

دیمک کے دانت' سانپ کے پاؤں اور چیونٹی کی ناک کسی نے نہیں دیکھی۔
ہر فرشتے کا ایک ماضی ہوتا ہے اور ہر شیطان کا ایک مستقبل۔
ہر تاریکی میں روشنی کی ایک کرن ہوتی ہے۔
کچھ لوگ محض وہی باتیں چھپاتے ہیں جو وہ نہیں جانتے۔
نیند میں کبھی کوئی ولی نہیں بنا۔
بعض لوگ اپنی زبان سے اپنا گلا کاٹ لیتے ہیں۔
پروں سے لمبی دم والے پرندے اڑ نہیں سکتے۔
رنگت' مٹھاس اور تاثیر سب کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔
غربت چراگاہ میں اگنے والے گھاس ہے۔
سب سے اچھی ہنسی اس کی ہوتی ہے جو سب سے آخر میں ہنستا ہے۔
بڑے انسان بنو' اگر نیک انسان نہیں بن سکتے۔
لڑنے کے لئے جمع ہو جائیں اور زندہ رہنے کے لئے بکھر جائیں۔
پاگل اور عقل مند دونوں بے ضرر ہوتے ہیں۔ صرف نیم پاگل اور نیم عقل مند خطرناک ہوتے ہیں۔
انسان ہمیشہ بدلتا رہتا ہے لیکن انسانیت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔
رستے جو کہیں نہیں جاتے' انتہائی پر امن ہوتے ہیں۔
بیٹھے رہنے کا یہ فائدہ ضرور ہے کہ انسان گرتا نہیں۔
آدمی کو قوس قزح میں کپڑے سوکھنے کے لئے نہیں لٹکانے چاہئیں۔
قبر' قسمت کے طوفانوں کے مقابلے کے لئے بہترین قلعہ ہے۔
بونے' اپنے اعضاء کے بڑے ہونے کی تمنا رکھتے ہیں' مگر وہ اپنے دماغ کے حجم سے پوری طرح مطمئن ہیں۔
اپنے کرتوتوں کا نظریاتی جواز پیدا کرنے کا نام فلاسفی ہے۔

اگر انسانیت بروقت زمین سے رخصت نہیں لیتی تو زمین خود اس سے رخصت لے‘ لے گی۔

بیمار کے بستر کو تم جس سمت چاہے موڑ دو اسے آرام نہیں ملے گا۔

سنا ہوا جھوٹ‘ دیکھا ہوا سچ۔ (جرمن کہاوت)

(اسکاٹ لینڈ کی کہاوت)

ہر بیماری کی دوا ممکن ہے لیکن اگر تنگ دستی کے ساتھ سستی شامل ہو جائے تو اس مہلک مرض کی دوا صرف موت ہے۔

اگر ایک کپڑے کو وقت پر رفو کر دیا جائے تو انسان نو جگہوں پر کپڑے پھٹنے سے بچ جاتا ہے۔ (برطانوی کہاوت)

آسمان کا حسن ستاروں سے اور عورت کا حسن بالوں سے ہے۔

(اطالوی کہاوت)

بوڑھے خاوند کی جوان بیوی‘ قبر تک پہنچانے میں گھوڑے کی ڈاک ہے۔

دریا گزرتے ہوئے گھوڑے بدلنا مناسب نہیں ہے تو حالت جنگ میں حکام بدل لینا کیسے موزوں ہو سکتا ہے۔

اپنی آرزو کو دل ہی میں مار ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا دل اس میں مر جائے۔

جو شخص نگاہ کی التجا کو نہ سمجھے اس کے سامنے زبان کو شرمندۂ تکلم نہ کرو۔

دوستی کا ہاتھ صرف وہیں بڑھاؤ۔ جہاں صداقت اور خلوص نظر آئے۔

(ایرانی کہاوت)

جنگ ایک ایسا گھمبیر مسئلہ ہے کہ اسے صرف فوجی جرنیلوں کے فیصلے پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔

سر پر تاج پہننے والا ہمیشہ سرگرداں رہتا ہے۔ (برطانوی محاورہ)

خدا میرے دشمنوں سے میری حفاظت کرتا ہے تاکہ میں اپنے دوستوں کی

نگہداشت کروں۔ (اطالوی کہاوت)

بیٹی سے نہیں' بیٹی کی قسمت سے ڈرنا چاہئے۔

سوتن کے ساتھ گزارا ہو سکتا ہے سوتیلے کے ساتھ نہیں۔

کمین کی دوستی کچھ نہیں ہوتی اور سالی کے خاوند کا رشتہ بھی کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔

گھر میں کھانے کو ہو تو ہی رشتہ دار' رشتہ دار بنتے ہیں۔

ماں سوتیلی ہو تو باپ قصابوں کی طرح ظالم ہوتا ہے۔

ننھیال ماں سے اور ددھیال باپ سے قائم رہتا ہے۔

بہو بنی تو مجھے ساس اچھی نہ ملی اور ساس بنی تو مجھے بہو اچھی نہ نصیب ہوئی۔

دوست تو آنکھوں میں بھی سماتے ہیں' دشمن آنگن میں بھی برداشت نہیں ہوتے۔

بیوی کی وفات پر بہت سے لوگ تعزیت کے لئے آئے لیکن میاں کی وفات پر کوئی نہیں آیا۔

آمنے سامنے باتیں ہوتی ہیں تو جھوٹ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

فارغ عورت مہمانوں کے لئے وقف ہوتی ہے۔

جس گھر میں دیا نہ جلے اور صحن میں بچے نہ کھیلیں' اس گھر کو راجے نے جرمانہ کیا کرنا ہے۔ اسے تو خدا ہی نے جرمانہ کر دیا ہے۔

چور کھڑکی گھر کو تباہ کرتی ہے۔

کھانا وہ کھانا چاہئے جو دل کو اچھا لگے' کپڑا وہ پہننا چاہئے جو لوگوں کو اچھا لگے۔

خود اغوا ہونے والی لڑکی کو جہیز کیسا۔

میلے کا شروع اور بیاہ کا آخر نقصان دہ ہوتا ہے۔

بیوی اور گاڑی وہ ہونی چاہئے کہ دیکھنے والوں کو پرائی نہ لگے۔ (پنجابی کہاوت)

برائی پر لگا کر اڑتی ہے۔
اگر حسد نہ ہو تو بھائیوں جیسی بہار کوئی نہیں۔ بارش جیسی بہار بھی کوئی نہیں' اگر کیچڑ نہ ہو۔ جوئے جیسا کوئی اچھا بیوپار نہیں اگر اس میں ہار نہ ہو۔
اگر چرواہا اپنے مویشیوں سے پہلے گھر آ جائے' آدمی باہر سے آئے اور گھر آ کر رفع حاجت کرے اور عورت اپنے خاوند کے آنے سے پہلے ہی کھانا کھا لے تو ان تینوں کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالنا چاہئے۔
جاٹ بانسری بجانے لگے یہ بری بات ہے اور برہمن ہاتھ میں چھری پکڑ لے' یہ بھی بری بات ہے۔
جس کی آنکھ میں تل کا نشان ہو وہ بڑا ہی بے مروت ہوتا ہے۔
دولت' عورت اور زمین یہ تینوں ظلم کی جڑ ہوتے ہیں۔
پرانی گندم' تازہ گھی' اچھی بیوی اور سواری کے لئے گھوڑا میسر ہو تو یہ دنیا میں جنت ہے۔
بیج اچھا ڈالنا چاہئے خواہ اسے چین سے منگوانا پڑے۔
جس کے بیل کمزور ہوں اس کے بخت بھی کمزور ہوتے ہیں۔
جو مالک فصل کی خود نگہداشت نہیں کرتا اس کی کھیتی اسے تباہ کر دیتی ہے۔
گھوڑے بادشاہوں کے گھر ہوتے ہیں اور بھینس بہادروں کے گھر میں۔
خاکروب سے ادھار کی واپسی ایسی ہی ہے جس طرح کتے کے ساتھ جھگڑا کیا جائے۔
مال کا بڑا ڈھیر گاہک کو نقصان پہنچاتا ہے اور چھوٹا ڈھیر مالک کو۔
پانی اور ادھار' چلتے اچھے لگتے ہیں۔
صاحب ثروت کی کتیا مر گئی تو اس کے افسوس کے لئے ہر کوئی آیا۔ غریب کی ماں مر گئی تو کسی نے افسوس تک نہ کیا۔

خوش قسمت آدمی کو بد قسمت ملازم ملتے ہیں۔
قحط پڑا تو غریب تباہ ہوئے' سستا ہوا تو بھی غریب ہی تباہ ہوئے۔
طاقتور کو دینا ہو یا اس سے لینا ہو' دونوں برے ہوتے ہیں۔
کمزور حاکم خدا کا قہر ہوتا ہے۔
غریب کی خوبیاں چھپی ہی رہتی ہیں۔
بوڑھی بھینس کا دودھ میٹھا ہوتا ہے اور بوڑھے آدمی کی جوان بیوی گلے کا ڈھول ہوتی ہے۔
بوڑھی بیوی اور پرانی بیل گاڑی ہمیشہ مالک کی ہڈیاں کھاتے ہیں۔
خدا کرے کہ بوڑھے آدمی کی بیوی نہ مرے اور بچے کی ماں نہ مرے۔
لڑکی جس قیمت کی تھی اسی قیمت پر بک گئی۔
فیاض آدمی کو قحط کے زمانے میں جانچنا چاہیے اور بیوی کو اس وقت جب پاس دولت نہ ہو۔ اس طرح بھینس کے دودھ کو اس وقت جانچنا چاہیے جب پھاگن کا مہینہ ہو۔
عورت اکیلی سفر پر جائے تو وہ ہاتھ سے نکلی۔ اگر وہ دوسروں کے ساتھ گھر کے معاملوں میں مشورہ کرے تو سمجھیں کہ وہ بھی ہاتھ سے نکلی۔
یہ عورتیں خوب شوخ اور طرار کام کرتی ہیں کہ دن کو تو بھوت پریت سے ڈرتی ہیں لیکن رات کو ندی میں تیر جاتی ہیں۔
شوقین بیوی اور بے عزت جھگڑالو ہمسایہ کے ساتھ رہنے سے نہ زندگی کا مزہ نہ کھانے کا مزہ۔
جھگڑالو اور بے عزت عورت سے محبت کرنا تباہی کو دعوت دینا ہے۔
مکھی اور جسم فروش عورت کبھی اندر نہیں رہتیں۔
لڑکے' قسمت کا حال بتانے والے جوگی اور عورتیں تینوں ہی تباہی لاتے ہیں۔

بہت اونچے پہاڑ پر چڑھنے کے لئے قدم آہستہ اٹھانا پڑتے ہیں۔ (چینی کہاوت)
دو آدمیوں سے ملنا ناممکن ہے۔ ایک وہ جو خود کو پہچان لے۔ دوسرا وہ جو خود سے بچھڑ جائے۔ (یونانی کہاوت)

زندہ حکایات و تابندہ واقعات

ایک شخص نے زیاد بن نیسانؒ سے کہا۔
"اللہ تعالیٰ آپ جیسے مسلمان پیدا کرے"۔
آپ نے فرمایا۔
"تم نے اللہ سے کوئی اچھی دعا نہیں مانگی بلکہ اس سے یہ سوال کیا ہے کہ تمام لوگ برے ہو جائیں"۔
ایک عورت امام لیث بن سعد کے پاس چھوٹا سا برتن لے کر شہد مانگنے حاضر ہوئی اور کہنے لگی "میرا خاوند بیمار ہے"۔
امام صاحب نے اسے شہد سے بھرا ہوا مشکیزہ دینے کا حکم فرمایا تو کسی نے عرض کی کہ وہ تو چھوٹی سی پیالی میں مانگتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔
"اس نے اپنی حیثیت کے موافق مانگا اور ہم نے اپنی حیثیت کے موافق دیا ہے"۔
حضرت ابوالحسن انطاکیؒ خراسان کے شہر میں رہتے تھے۔ ایک دن تیس سے زیادہ مہمان آ گئے۔ روٹی کم تھی اور تیاری کا بھی وقت نہ تھا۔ اس وقت جتنی روٹیاں موجود تھیں' آپ نے سب کے ٹکڑے کر کے انہیں دسترخوان پر پھیلا کر مہمانوں کو بٹھانے سے پہلے چراغ گل کر دیا۔ سب کے منہ چلانے کی آواز آتی تھی۔ جب کافی دیر کے بعد خاموشی چھا گئی گویا سب نے کھانا کھا لیا تو چراغ

جلایا گیا۔ دستر خوان میں وہ سارے ٹکڑے بدستور رکھے تھے۔ سب ہی خالی منہ چلاتے رہے۔ کسی نے بھی اس خیال سے نہ کھایا کہ اچھا ہی ہے دوسرے کا کام چل جائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اطلاع ملی کہ دمشق کی مسجد کے ستونوں کو سرخ رنگ کیا گیا ہے اور ان کو زعفران کی خوشبو دی گئی ہے۔ آپ نے دمشق کے صوبہ دار کے نام ایک چٹھی میں لکھا کہ ان درہموں کے مستحق ان ستونوں سے بڑھ کر مساکین و غرباء ہیں۔

فاتح مصر' حضرت عمرو بن العاص کے خیمہ میں ایک کبوتر نے گھونسلا بنا لیا۔ کوچ کے وقت سپاہیوں کو حکم دیا کہ خیمہ بدستور چھوڑ دیا جائے تاکہ یہ معصوم اور بھولا بھالا جانور بے آرام نہ ہو۔ اس رحم دلی کی یادگار کے طور پر آج تک اس مقام پر "فسطاط" نامی شہر آباد ہے۔ (فسطاط عربی میں خیمہ کو کہتے ہیں)۔

ایک درویش نے اپنے مرشد سے عرض کیا کہ میں لوگوں کے ہجوم سے تنگ آ گیا ہوں۔ وہ میری زیارت کے لئے بہت زیادہ آتے ہیں اور عبادت میں خلل ڈالتے ہیں۔ مرشد نے فرمایا کہ تیرے پاس آنے والوں میں جو درویش اور مفلس ہیں ان کو قرض دے اور جو لوگ امیر ہیں ان سے کچھ قرض یا ہدیہ مانگ۔ اس کے بعد تیرے پاس کوئی بھی نہیں آئے گا۔

ایک دفعہ امام ابو حنیفہ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک لڑکے کو کیچڑ میں چلتے ہوئے دیکھا' آپ نے فرمایا۔

"اے لڑکے ذرا خیال سے چلنا کہیں پاؤں نہ پھسل جائے"۔

لڑکے نے جواب دیا۔

"اگر میں گروں گا تو تنہا گروں گا لیکن آپ ہوش کریں کہ اگر آپ کا پاؤں پھسل گیا تو آپ کی متابعت کرنے والے تمام مسلمان بھی پھسل جائیں گے اور پھر

سب کا اٹھنا دشوار ہو گا"۔

حضرت ابو عبداللہ جلادؒ سے لوگوں نے فقر کے بارے میں پوچھا؟ آپ چپ ہو گئے۔ باہر گئے اور پھر اندر تشریف لائے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔

"میرے پاس چار دانگ چاندی تھی۔ میں اسے خیرات کر آیا ہوں۔ کیونکہ یہ بڑے شرم کی بات تھی کہ میرے پاس چار دانگ چاندی ہو اور اس حالت میں فقر کو بیان کروں۔

حضرت علیؓ کی زرہ ایک دفعہ ایک یہودی نے لے لی تھی۔ آپ ہی کا زمانہء خلافت تھا۔ آپ مدعی بن کر قاضی تشریح کے دربار میں حاضر ہوئے اور اپنی گواہی میں حضرت امام حسن اور اپنے غلام قنبر کو پیش کیا۔ قاضی نے ان کی شہادت لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ بیٹے کی شہادت باپ کے لئے اور غلام کی شہادت آقا کے لئے قبول نہیں کی جا سکتی۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا! "آپ حسنؓ کی شہادت قبول کرنے سے انکاری ہیں حالانکہ میں نے رسول پاکؐ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانان جنت کے سردار ہیں۔ کیا جنت کے سرداروں کی ضمانت مسترد بھی کی جا سکتی ہے؟" قاضی ابو تشریح نے کہا۔ ہم زمین پر موجود ہیں اور آپ جنت کا ذکر فرما رہے ہیں۔ آپ اپنے دعوے کی کوئی اور دلیل پیش فرمائیں۔ یہودی یہ دیکھ کر سخت حیران ہوا کہ اسلام میں اس قسم کا انصاف پایا جاتا ہے۔ جب وہاں سے آپ کا دعویٰ خارج ہو گیا تو وہ باہر نکل کر عرض کرنے لگا کہ آپ کی صداقت میں کوئی شک نہیں۔ یہ زرہ آپ کی ہے۔ اور وہ یہودی اسی وقت دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

خلیفہ ہارون الرشید بڑا حاضر جواب شخص تھا۔ ایک روز اس نے کہا کہ میری تمام عمر میں صرف تین اشخاص نے گفتگو میں مجھ پر غلبہ حاصل کیا۔ اول مادر فضیل سہیل، جو کہ اس کے ماتم میں نہایت گریہ و زاری کرتی تھی۔ میں نے اس

سے کہا کہ اس کی بجائے میں تیرا بیٹا ہوں اور تجھے اس سے زیادہ عزت و احترام اور آسائش و آرام کے ساتھ رکھوں گا۔ اس نے کہا۔ ایسے فرزند کی موت پر جس کے باعث مجھے تیرے جیسا با اقبال و فرمانبردار فرزند ہاتھ آئے تو پھر کیوں گریہ و زاری نہ کروں۔ دوسرے ایک سیاح نے مصر میں دعوئ پیغمبری کیا اور کہا کہ میں موسیٰ بن عمران ہوں۔ اس کو میرے پاس لایا گیا۔ میں نے کہا کہ موسیٰ بن عمران کے پاس تو معجزات تھے۔ تو بھی کوئی معجزہ دکھلا۔ اس نے کہا کہ موسیٰ نے معجزات اس وقت دکھائے تھے' جب فرعون نے دعوئ خدائی کیا۔ تو بھی یہ دعوئ کر' تاکہ میں معجزات دکھاؤں۔ تیسرے ایک علاقہ کے دہقان میرے پاس اس علاقہ کی حاکم کی شکایت لائے۔ میں نے کہا کہ وہ شخص تو عالم و عادل اور پارسا و امین ہے۔ انہوں نے کہا واجب ہے کہ اس کے عدل کا فائدہ تمام خلق کو پہنچایا جائے نہ کہ صرف ہم ہی اس کے فائدے کے ساتھ مخصوص رکھے جائیں اور دوسرے لوگ اس کے عدل و امانت اور علم و پارسائی کے فوائد سے محروم رہیں۔

کسی صاحب عقل سے مشورہ طلب کیا گیا تو وہ خاموش رہا۔ خاموشی کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے بتایا کہ میں تو روٹی کھانے میں بھی جلدی نہیں کرتا۔ مشورہ دینے میں جلد بازی کیوں اور کیسے کر سکتا ہوں۔

خلیفہ مہدی نے ایک نیا محل تعمیر کروایا۔ اور حکم دیا کہ کسی شخص کو اس محل کے نظارے سے منع نہ کیا جائے۔ دیکھنے والے یا تو دوست ہوں گے یا پھر دشمن۔ اگر دوست ہیں تو خوش و خرم ہوں گے اور ہمیں دوستوں کی خوش دلی مطلوب ہے۔ اگر دشمن ہیں تو رنج اٹھائیں گے اور ہر شخص کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ دشمن کو تکلیف پہنچے۔ نیز شاید وہ کوئی عیب ڈھونڈیں اور کوئی خلل کی بات بتائیں جس سے اس خلل کو دور کیا جا سکے۔ یہ سن کر ایک فقیر نے کہا "اس محل میں دو نقص ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اس میں ہمیشہ نہ رہیں گے۔ دوسرا

یہ کہ یہ محل ہمیشہ نہ رہے گا۔

ایک شخص دانا و معاملہ فہم تھا۔ لیکن اپنی تمام دانش کے باوجود نان شبینہ کا محتاج رہتا تھا۔ ایک روز بھوکا اور حیران' کاروانوں کے راستے پر کھڑا تھا۔ دیکھا کہ اونٹوں کی مال سے لدی ہوئی ایک قطار راہ پیا ہے۔ وہ گھنٹوں کھڑا رہا اور اونٹوں کا سلسلہ ختم نہ ہونے پاتا تھا۔ آخری اونٹ کے ساتھ ایک شخص تھا۔ اس سے پوچھا کہ یہ اونٹوں کا قافلہ اور یہ مال کس بڑے سوداگر کا ہے؟ اس نے کہا کہ میں ہی ان کا مالک ہوں۔ بھوکے دانا نے کہا کہ تم بڑے خوش بخت ہو۔ ضرور تمہاری عقل بھی معاملہ فہم ہو گی کہ تم نے تجارت سے اتنا فروغ حاصل کیا۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ ان اونٹوں پر کیا مال لدا ہے؟ اس نے کہا کہ ہر اونٹ پر ایک طرف دو من گیہوں ہے اور دوسری طرف دو من ریت۔ عقل مند نے کہا یہ دو من ریت کیوں لاد رکھی ہے؟ تاجر نے کہا کہ اونٹ کے دونوں طرف وزن برابر ہونا چاہئے ورنہ مال اونٹ کی پیٹ پر نہیں ٹکتا اور گر جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ دانشور نے کہا کہ دونوں طرفوں کو ہم وزن کرنے کی ضرورت تو درست لیکن تم نے ریت کا بوجھ لادنے کی بجائے کیوں نہ کیا کہ گیہوں ہی کا نصف کر دے تاکہ دونوں طرف وزن برابر ہو جائے۔ تاجر نے کہا "تم نے کیا عقل کی بات کہی۔ مجھے مال لادتے ہوئے یہ بات نہیں سوجھی۔ تم بہت سوجھ بوجھ کے آدمی ہو۔ کہو تمہارے پاس کتنے اونٹ اور کتنا مال ہے"۔ اس نے کہا کہ مجھے تو دو روز سے روٹی میسر نہیں آئی۔ تاجر نے کہا "سبحان اللہ! مال ایک کو دیا اور عقل دوسرے کو"۔ بھائی ایسی عقل بے رزق تم کو مبارک! ہم احمق ہی اچھے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے ابن سیرینؒ پر دو درہم کا دعویٰ کیا۔ آپ نے اس کے

دعویٰ کو غلط قرار دیا۔ مدعی نے کہا' قسم کھاؤ۔ ابن سیرینؒ تیار ہو گئے۔ لوگوں نے کہا۔ "آپ دو درہم کے لئے قسم کھاتے ہیں۔ فرمایا :۔ میں جان بوجھ کر اس شخص کو حرام نہ کھلا سکتا"۔

خواجہ حسن بصری کو ایک دفعہ خبر پہنچی کہ فلاں آدمی نے آپ کی غیبت کی ہے۔ آپ نے کھجوروں کا ایک طبق اس کے پاس بطور ہدیہ بھیجا اور ساتھ ہی یہ پیغام دیا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے اپنی نیکیاں میرے نامہء اعمال میں منتقل کر دی ہیں۔ اس احسان کا بدلہ دینے کی مجھ میں استطاعت نہیں ہے۔ اس لئے صرف یہ کھجوریں نذر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت حبیب عجمی کا حجرہ بصرہ کے بازار میں چوراہے پر تھا اور آپ کے پاس ایک پوستین تھی' جس کو سردی گرمی میں برابر استعمال کرتے تھے۔ ایک دن وضو کرنے کے لئے گئے اور پوستین وہیں چھوڑ گئے۔ اتنے میں حضرت خواجہ حسن بصری ادھر آ نکلے۔ دیکھا کہ پوستین پڑی ہے۔ پہچان کر فرمایا! "حبیب اپنی پوستین یہیں چھوڑ گیا ہے۔ اسے یہ خیال ہی نہیں آیا کہ اس کو کوئی اٹھا کر بھی لے جا سکتا ہے"۔ پھر آپ وہیں ٹھہر گئے۔ حتیٰ کہ حبیب واپس آ گئے۔ آپ کو سلام کیا اور پوچھا :۔ اے امام المسلمین! آپ یہاں کیسے کھڑے ہیں؟ خواجہ حسن بصری نے جواب دیا کہ تمہاری پوستین کی حفاظت کر رہا ہوں۔ تم اسے کس کے بھروسے پر چھوڑ گئے تھے؟ حضرت حبیب عجمی نے فرمایا! "اس ذات کے بھروسے پر جس نے آپ کو میری پوستین کی حفاظت کے لئے یہاں بھیج دیا"۔

ماسکو کی گلی میں دو روسی شہری رات کے وقت فٹ پاتھ پر چل رہے تھے اور آپس میں سیاست پر گفتگو کر رہے تھے۔ چنانچہ سیاسی گفتگو کے سبب خفیہ پولیس کا ایک سپاہی ان کا پیچھا کرنے لگا۔ سیاست پر گفتگو کرتے کرتے ان میں ایک صاحب کا پارہ چڑھ گیا اور اس نے غصے میں کہا کہ صدر خروشچیف احمق ہے

خفیہ پولیس کے سپاہی نے یہ بات نوٹ کر لی۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ چنانچہ رات کے پچھلے پہر وہ شخص گرفتار ہوا۔ مقدمہ چلا تو پولیس نے یہ ثابت کر دیا کہ ان صاحب نے ملک کے اعلیٰ ترین شخص کو پاگل کہہ کر گالی دی ہے۔

عدالت نے فیصلے میں کہا کہ چونکہ جرم ثابت ہو گیا ہے' اس لئے مجرم کو پندرہ برس کی سزا دی جاتی ہے۔ پانچ سال تو اس جرم میں کہ اس نے مقتدر اعلیٰ کو گالی دی اور دس برس اس لئے کہ اس شخص نے ملک کا راز فاش کر دیا ہے۔

ایک شخص نے کسی طوائف کو برا بھلا کہا۔ اس نے جواب دیا' ٹھیک ہے۔ میں تو یہی کچھ ہوں جو آپ کہتے ہیں لیکن کیا آپ بھی فی الحقیقت ویسے ہیں' جیسے کہ نظر آتے ہیں۔

ایک دن مشہور شاعر "شہید" کسی کتاب کے مطالعہ میں محو تھا۔ اتنے میں ایک جاہل شخص آیا اور سلام کر کے بولا۔

"تنہا بیٹھے ہو"۔

شہید نے جواب دیا۔

"تنہا تو اب ہوا ہوں کیونکہ تمہاری وجہ سے کتاب بند کرنا پڑی"۔

ایک پاکستانی وزیر نے اپنے عہدے کا حلف اٹھانے کے بعد صحافیوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔

"ہم تو لاقانونیت' ظلم و ستم' طوائف الملوکی اور مارشل لاء کے جنازے کو کندھا دینے آئے ہیں۔ سو ہم اپنا فرض ادا کریں گے"۔

انہوں نے بالکل صحیح فرمایا۔

"کسی جنازے کو کندھا دینے کا اولین فرض اس کے عزیز و اقارب' ورثاء اور قریبی رشتہ داروں کا ہی ہوتا ہے"۔

سرسید احمد خان سے کسی نے پوچھا کہ اردو میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ تو نہیں؟
ان کا جواب تھا۔

"کوئی مضائقہ نہیں' سوائے اس کے کہ نماز نہیں ہو گی"۔
جرمنی کے ایک فلسفی شوپنہار نے اپنی ناول نگار والدہ سے کہا۔
"ماں! جب تمہارے ناولوں کا نام و نشان نہیں رہے گا' میری کتاب اس وقت بھی موجود ہو گی"۔
ماں نے جواب دیا۔
"ظاہر ہے' تمہاری کتاب کا پہلا ایڈیشن کبھی ختم نہیں ہو گا"۔

خلیفہ مامون الرشید عباسی کے دربار میں ایک شخص پیش ہوا۔ اس نے اپنا کمال دکھانے کے لیئے صحن کے وسط میں ایک سوئی گاڑی اور دور جا کر دوسری سوئی پھینکی۔ یہ سوئی گڑی ہوئی سوئی کے ناکے میں پہنچ گئی۔ لوگوں نے خوب داد دی۔ مامون الرشید نے حکم دیا کہ اسے ایک دینار انعام دیا جائے اور دس درے مارے جائیں۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے۔
"اس کی ذہانت اور مشاقی قابل دید تھی۔ لیکن اس نے اپنا ذہن فضول کام میں صرف کیا۔ لہذا وہ سزا کا مستحق ہے۔

ایک روز چین کا فلسفی کنفیوشس کسی خیال میں گم بیٹھا تھا۔ قریب ہی چند اشخاص اور بیٹھے تھے۔ وہ آپس میں اشارہ کر کے اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اس لیئے کہ وہ نادار اور خستہ حال تھا۔ کنفیوشس کو ان کے اشاروں کا احساس ہو گیا۔ پہلے تو وہ ان کی حرکتیں دیکھتا رہا اور پھر مسکرا کر بولا۔ لوگو! جب تم کسی کی جانب ایک انگلی اٹھا کر اشارہ کرتے ہو تو جانتے ہو کیا ہوتا ہے؟"۔

"کیا ہوتا ہے؟" ---- لوگوں نے حیرت سے پوچھا۔
"تمہاری تین انگلیاں خود تمہاری طرف اشارہ کر رہی ہوتی ہیں"۔

ہالی وڈ کی ایک حسین و جمیل اداکارہ نے مشہور ڈرامہ نویس برنارڈ شا سے کہا:۔ "آپ مجھ سے شادی کرلیں" برنارڈ شا نے دریافت کیا "مگر میں آپ سے شادی کیوں کروں؟" ایکٹریس نے جواب دیا "ذرا سوچئے' ہماری جو اولاد آپ کا ذہن اور میرا حسن لے کر پیدا ہوگی' دنیا میں اس کا جواب نہیں ہوگا"۔ برنارڈ شا نے فوراً" جواب دیا "لیکن محترمہ! اگر ہماری اولاد آپ کا ذہن اور میرا حسن (برنارڈ شا خاصا بدصورت تھا) لے کر پیدا ہوگئی تو اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا؟"۔
حضرت سلطان المشائخ' محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین کی درگاہ میں روپے پیسے اور سونے چاندی کی اتنی ریل پیل تھی کہ آپ کے اصطبل میں جانوروں کو باندھنے کے مقامات پر بھی لوہے کی جگہ سونے چاندی کے کڑے (حلقے) زمین میں گڑے ہوئے تھے۔ بادشاہ وقت' علاؤ الدین خلجی نے یہ سن کر تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ فقیروں کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہوا کرتا' جبکہ آپ کی دولت کا یہ حال ہے۔
آپ نے جواب دیا "میں نے سونے چاندی کو دل میں نہیں مٹی میں جگہ دے رکھی ہے"۔

ایک درویش کی ملاقات ایک بادشاہ سے ہوئی' بادشاہ نے کہا "کچھ مانگئے!" درویش بادشاہ نے کہا! میں اپنے غلاموں کے غلام سے کوئی حاجت روائی نہیں چاہتا۔ یہ کس طرح ہے اور کیونکر؟ فرمایا' میرے دو غلام ہیں اور وہ دونوں تیرے مالک ہیں۔ ایک حرص دنیا' دوسرا طول امل یعنی لمبی امیدیں۔
کسی نے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کی خدمت میں بطور نذرانہ ایک ہزار درہم

پیش کرتے ہوئے قبول کر لینے کی استدعا کی۔ فرمایا "میں فقیروں سے کچھ نہیں لیتا" اس نے عرض کیا کہ میں تو بہت امیر ہوں۔ فرمایا "کیا تجھے اب مزید مال و دولت کی تمنا نہیں" وہ بولا۔ ہاں! یہ تو ہے۔ فرمایا "اپنی رقم واپس لے جا کہ تو فقیروں کا سردار ہے"۔

ایک دفعہ حضرت حاتم اصمؒ کی نماز' جماعت سے فوت ہو گئی۔ آپ کو اس کا شدید صدمہ ہوا۔ ایک دو ملنے والوں نے اظہار افسوس کیا۔ اس پر آپ رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مرجاتا تو آدھا بلخ تعزیت کے لئے آتا لیکن میری نماز جماعت فوت ہو جانے پر فقط ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ دین لوگوں کی نگاہ میں بہ نسبت دنیا کے ہلکا ہے۔

مشہور ہے کہ امام شافعیؒ نے مسلسل بیس سال تک خدا تعالیٰ کی رحمت بیان فرمائی۔ پھر انہیں خیال گزرا کہ تصویر کا دوسرا رخ بھی پیش کرنا چاہئے یعنی عذاب اور جلال کا بھی تذکرہ ہو۔ کہتے ہیں امام صاحب نے صرف ایک برس خدا کی قہاریت اور عذاب کا بیان کیا۔ بے شمار لوگ لقمۂ اجل بن گئے۔ آپ کو اشارہ ہوا۔ کیا میری رحمت ختم ہو گئی تھی جو تم نے میرے قہار و جبار ہونے کا بیان شروع کر دیا۔

تاریخ اسلام میں فرقہ باطنیہ گزرا ہے۔ جس نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا۔ اس فرقے کا امیر' عرب کا ایک بدباطن شخص حسن بن صباح تھا۔ وہ ایک دفعہ جہاز میں سوار تھا۔ سمندر میں طوفان آگیا۔ جہاز کو خطرہ لاحق ہوا تو سب مسافروں کو موت نظر آنے لگی۔ دعائیں کرنے لگے کہ "اے اللہ! ہمارے جہاز کو بچا لے"۔ حسن بن صباح کھڑا ہو گیا اور بڑے اعتماد سے کہنے لگا "لوگو! گھبراؤ نہیں' میں یہ پیشین گوئی کرتا ہوں کہ یہ جہاز غرق نہیں ہو گا اور ہم سب بخیر و

عافیت کنارے پر پہنچ جائیں گے" اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے جہاز سلامتی سے کنارے پر پہنچ گیا۔ سب مسافر اس قدر متاثر ہوئے کہ اس کو اپنا پیشوا مان لیا۔ راستے میں ایک خاص چیلے نے جو اس کی کرتوتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ کہا "مرشد! آپ نے اتنی بڑی پیشین گوئی کس بھروسے پر کر دی تھی؟" حسن بن صباح کہنے لگا "میں نے اس وقت یہ سوچا کہ جہاز یا تو غرق ہو جائے گا یا سلامتی سے کنارے پر پہنچ جائے گا۔ اگر جہاز محفوظ رہا تو پیشین گوئی چمک جائے گی اور اگر غرق ہو گیا تو میں رہوں گا نہ یہ مسافر" کون مجھے طعنہ دے گا کہ تمہاری پیشین گوئی غلط نکلی؟

ایک بادشاہ کو سخت مہم پیش آئی۔ اس نے منت مانی کہ اگر خدا نے مجھے فتح دی تو میں بہت سا روپیہ زاہدوں کی نذر کروں گا۔ جب اس کی مراد پوری ہو گئی تو چند تھیلیاں غلام کو دیں کہ زاہدوں میں جاکر تقسیم کر آؤ۔ غلام بہت دانا تھا۔ تمام دن ادھر ادھر پھر کر شام کو تھیلیاں ہاتھ میں لئے جیسے گیا تھا ویسا ہی چلا آیا۔ اور عرض کیا "کہ حضور! میں سارا دن تلاش کرتا رہا مگر مجھے کوئی زاہد نہ ملا"۔ بادشاہ نے کہا "تم جھوٹ بولتے ہو' اس شہر میں تو سینکڑوں زاہد ہیں"۔ دانا غلام نے عرض کیا "حضور جو زاہد ہیں وہ تو لیتے ہی نہیں اور جو لیتے ہیں وہ زاہد نہیں ہوتے"۔

ایک دن مغل شہنشاہ جہانگیر تفریح طبع کی خاطر نور جہاں کے ہمراہ شاہی محل کے جھروکے میں آ بیٹھا اور سامنے شاہراہ کا نظارہ کرنے لگا۔ اس وقت ایک بوڑھا آدمی شاہراہ سے گزر رہا تھا۔ جس کی کمر دوہری ہو چکی تھی۔ اسے دیکھ کر جہانگیر متفکر ہو گیا اور نور جہاں سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا۔

چراخم گشتہ می گردند پیران جہاں دیدہ

(پیران جہاندید جھک کر کیوں چلتے ہو؟)

نور جہاں نے فوراً جواب دیا۔

بزیر خاک می جوئند ایام جوانی را!

(زمین پر ایام جوانی کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں)

ایک دفعہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ طوائف کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا۔ جو لوگ ان کے پاس جاتے ہیں' ان کا جنازہ پڑھتے ہو یا نہیں؟ اس نے کہا "پڑھتے ہیں" آپ نے فرمایا تو پھر طوائف نے تمہارا کیا قصور کیا ہوا ہے؟

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے پاس پادری لوگ اعتراض لے کر بہت آتے تھے۔ ایک دن ایک پادری آیا اور کہنے لگا۔ دو آدمی ہوں' جن میں سے ایک سویا ہوا ہو اور دوسرا کھڑا ہو تو راستہ کس سے دریافت کیا جائے؟ شاہ صاحب نے جواب دیا کہ سوئے ہوئے سے۔ کیونکہ جو کھڑا ہے وہ بھی اس لئے کھڑا ہے کہ یہ شخص اٹھے اور وہ اس سے رستہ دریافت کرے۔

ایک پادری شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ اوپر والے کی قدر و منزلت زیادہ ہونی چاہئے یا نیچے والے کی؟ آپؒ نے فرمایا نیچے والے کی' کیونکہ جڑ نیچے ہوتی ہے اور شاخیں اور پتے اوپر۔ اور اصل جڑ ہے نہ کہ شاخ اور پتے۔

شیخ سعدیؒ تحصیل علم کے لئے گاؤں سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں ڈاکوؤں نے گھیر لیا اور گرج کر بولے "اے نوجوان! اپنے پاس جو کچھ رکھتے ہو فوراً ہمارے حوالے کر دو"۔ شیخ نے فوراً اپنی کتابوں کا بستہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کہا "میں طالب علم ہوں اور جو کچھ میرا مال و متاع ہے وہ یہی بستہ ہے۔ اس میں سے جو کتاب تمہاری پسند کی ہو وہ لے لو' خود بھی پڑھو اور اپنے بیوی بچوں کو بھی پڑھانا"۔ شیخ کی معصومانہ باتوں نے قزاقوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ انہوں نے شیخ کا بستہ واپس کر دیا اور ایک خچر اس کی سواری کے لئے بھی دیا۔

کوفہ کے باشندوں نے مامون الرشید کے پاس اپنے ظالم گورنر کی شکایت کی اور کہا کہ اس کا تبادلہ کر دیجئے۔ مامون نے حیران ہو کر کہا "میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ میرے گورنروں میں اس سے زیادہ عادل اور راست باز اور کوئی نہیں" اس پر ایک شخص بولا۔ "امیرالمومنین! اگر ہمارا گورنر واقعی ایسا ہے تو پھر آپ کو تمام ملک کے باشندوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے اور تھوڑے تھوڑے عرصے کے لئے اس سے ہر شہر کو مستفیض کرنا چاہئے۔ اگر ایسا کریں تب بھی کوفہ کے باشندوں کے حصہ میں اس کے تین سال سے زائد نہیں آئیں گے"۔ مامون الرشید یہ بات سن کر ہنس پڑا اور حاکم کا تبادلہ کر دیا۔

جعفر بن عیسیٰ کے پاس ایک لونڈی تھی۔ جس کے متعلق اس نے قسم کھا رکھی تھی کہ اس لونڈی کو نہ کبھی بیچوں گا' نہ ہبہ کروں گا اور نہ آزاد کروں گا"۔ ہارون الرشید نے وہ لونڈی خریدنا چاہی تو جعفر بن عیسیٰ نے بتایا کہ اگر میں اسے بیچوں یا ہبہ کروں تو میری قسم ٹوٹتی ہے۔ امام ابو یوسفؒ سے دریافت کیا گیا کہ جعفر بن عیسیٰ چاہتا ہے کہ لونڈی کو فروخت کر دے یا ہبہ کر دے اور اس کی قسم بھی نہ ٹوٹے۔ امام ابو یوسفؒ فرمانے لگے "آدھی ہبہ کر دے اور آدھی بیچ دے" اس کی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ اس نے لونڈی کو نہ بیچنے اور نہ ہبہ کرنے کی قسم کھائی ہے اور اس صورت میں اس نے نہ بیچا نہ ہبہ کیا بلکہ لونڈی کا نصف بیچا اور نصف ہبہ کیا۔

سیمانیڈلیس یونان کا ایک مشہور شاعر تھا۔ ایک دن ایک شہ زور اسے اپنی طاقتوری کی کہانیاں سنانے لگا۔ آخر اس یونانی شاعر نے بیزار ہو کر اس سے پوچھا۔ سوچ کر یہ بتاؤ کہ تم اپنے سے زیادہ قوی کو پچھاڑ دیتے ہو یا اپنے برابر کو یا اپنے سے کم زور کو"۔ شہ زور نے سینہ پھلا کر کہا "اپنے سے زیادہ قوی کو"۔

شاعر نے کہا مگر یہ بات درست نہیں۔ جسے تم زیر کرلو وہ تم سے زیادہ قوی کیسے ہوا؟ شہ زور نے خفیف سا ہو کر کہا:۔ اپنے سے برابر کو۔ یہ بھی غلط ہے' شاعر نے کہا "اگر تمہارا مد مقابل تمہارے برابر کا ہو تو تم اس پر بھی غالب نہیں آ سکتے۔ اس پر شہ زور نے جھنجلا کر کہا "اچھا اپنے سے کم زور کو"۔ سیمانیڈیس نے فاتحانہ قہقہہ لگایا۔ یہ تو کوئی بڑی بات نہیں۔اپنے سے کم زور کو تو ہر شخص زیر کر سکتا ہے۔

روشن سائے (ماں)

رفیق احمد باجوہ

جسے اپنی ماں معصوم نظر نہ آئے اسے چاہئے کہ خودکشی کر لے۔

ماں کو بچے سے محبت ہے اور جس ماں کا کوئی بچہ نہیں اسے بھی اپنے بچے سے محبت ہے۔

ماں کی نگاہ انتخاب میں اور دکان میں کھڑی ہوئی ساڑھی کا رنگ اور ڈیزائن منتخب کرتی ہوئی عورت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو معذور بچوں سے مائیں اور زیادہ محبت نہ کرتیں اور بے ڈھنگی صورت کے بچوں کی فروخت کر دیا کرتیں۔

ماں اور خدا میں فرق یہ ہے کہ وہ خود بھی جنی گئی ہے اور اس نے جنا۔ مماثلت یہ ہے کہ مائیں بھی کسی کی دو نہیں ہوتیں۔

جو معاشرہ ماں کا احترام قائم نہیں رکھ سکتا اس معاشرے میں تو پیغمبروں کا احترام بھی قائم نہیں رہ سکتا۔

یہ ماں اور اولاد کے رشتہ معصوم ہی کا فیض ہے کہ ہر چند تمام مائیں خوبصورت نہیں ہوتیں پھر بھی کسی کو اپنی ماں بدصورت نظر نہیں آتی۔

کسی باپ کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی اولاد کی ماں کو بدصورت کہے۔ باپ اگر کہے کہ میری بیوی بدصورت ہے اور اولاد کو اپنی ماں خوبصورت نظر آتی ہو تو فکری اور نظری تصادم کو کون روک سکے گا۔

دوسری عورتوں کو کہا جا سکتا ہے کہ ماں جیسی ہو۔ ماں کو کوئی نہیں کہتا کہ فلاں عورت تجھ جیسی ہے۔

ہر پیغمبر کی بھی ماں ہوتی ہے جبکہ ہر پیغمبر کے باپ کا ہونا ضروری نہیں۔
عورت' شادی صرف بیوی بننے کے لئے نہیں' ماں بننے کے لئے کرتی ہے۔ یہ سب قربانیاں اس نے اولاد کے لئے دی ہیں۔ کوئی صرف اپنے ہی لئے کسی کے سامنے برہنہ نہیں ہوتا۔ عورت کی فطرت ماں بننا ہے' صرف بہن یا بیوی بننا نہیں۔ بیوی وہ صرف ماں بننے کے لئے بنتی ہے۔ ماں بننا اس کی فطری تمنا ہے۔
بیوی بننا ایک تقاضا ہے جسے وہ حصول تمنا کے لئے قبول کرتی ہے۔
مائیں مشین نہیں ہوتیں کہ پرانی ہو جائیں تو کباڑیوں کے ہاتھوں فروخت کر دی جائیں۔
جو حاکم سزا دے سکتے ہیں وہ ماں کی دعا کیوں نہیں دے سکتے۔ ماں نے تھپڑ مارا' بچہ ماں سے لپٹ گیا۔ ماں نے چھاتی سے لگا لیا۔ منہ چوم لیا۔ حاکم نے سزا دی۔ رعایا باغی ہو گئی۔ کس نے دانش ہاری؟ اور کس کا خلوص جیت گیا؟
علم حاصل کرنے کے لئے بے علم استاد کا کوئی شاگرد نہیں ہوتا اور بڑے بڑے پڑھے لکھے استادان پڑھ ماؤں کے شاگرد رہ چکے ہیں۔
صرف بیوی ہونا اور ماں نہ ہونا' ہونے والی تیسری جنگ سے بھی بڑا سانحہ ہے۔
بچہ ماں سے زیادہ محبت کرتا ہے یا خاوند بیوی سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ دونوں میں سے کسی کے اخلاص پر شک نہیں کیا جا سکتا؟ کیا سرخی' غازہ' پلکوں یا دیگر اشیاء سے زیبائش مائیں اولاد کے لئے کرتی ہیں؟ ظاہر ہے میک اپ تو اسی کے لئے ہوتا ہے جس کا خلوص لازب نہیں ہوتا۔ بیٹوں کو راغب کرنے کے لئے ہاتھ غازہ اور لپ اسٹک کی طرف کیوں نہیں اٹھتے؟
ماں اگر یہ کہنے کی بجائے کہ یہ تمہارا باپ ہے۔ تعارف یوں کروائے کہ یہ میرا خاوند ہے اور دعویٰ کرے کہ حقائق پسندی کا تقاضا یہی ہے تو آج کی یہ مہذب دنیا صرف اس ایک خیال اور تصویر کے یوں بدل جانے کی وجہ سے کیا سے کیا ہو

جائے گی؟ حقیقتوں کے بیان کے لئے بھی انداز فکر و گفتار کا ارتقائی ہونا ضروری ہے۔

جس کے کہنے پر کسی کا باپ ہونا تسلیم کر لیا گیا' اس سے زیادہ سچا انسان فطرت نے آج تک کسی کو تسلیم نہیں کیا۔ ماں کے اس قول پر شہادت آج تک کسی بڑے سے بڑے دلائل پرست نے طلب نہیں کی۔

ماں نے آج تک کبھی اخبار میں اشتہار نہیں دیا کہ اس نے بوجہ نافرمانی' اولاد سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ مائیں قطع تعلق نہیں کیا کرتیں۔ یہ قطع نہیں ہو سکتا کہ تعلق نہیں۔

ممتا کو مار دو' عورت سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں بولے گی۔

دنیا کی کوئی تخلیق ایسی نہیں' جس نے ماں بنے بغیر دودھ دیا ہو۔ ماؤں کا دودھ برائے فروخت نہیں ہوتا۔ جس میں مٹھاس کی کمی بیشی کی شکایت کی جائے وہ ماں کا دودھ نہیں ہوتا۔

یہ مفروضہ درست نہیں کہ طویل رفاقت سے مائیں بچوں کو پیار کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

میرا یقین ہے کہ بچہ اگر مر کر بھی ماں کا دودھ پیتا رہتا تو مائیں کبھی ان مردہ بچوں کو دفن نہ کرنے دیتیں۔

ماؤں کے سامنے اظہار دانش نہ کیا کرو۔ مائیں اولاد کی دانشوری تسلیم نہیں کیا کرتیں۔ سادگی پر مسکرا دیا کرتی ہیں۔ خالق کو تجربات و مشاہدات کا قائل نہیں کیا جا سکتا نہ تجربات و مشاہدات کے ماحصل کا' بالخصوص جب تجربات و مشاہدات بھی اس ہی کی تخلیق سے متعلق ہوں۔

ماں کبھی یہ محسوس نہیں کرتی کہ اس کی دعاؤں کے بغیر بھی اس کی اولاد محفوظ ہے۔

انسان جب تکلیف میں "ہائے ماں" کہتا ہے تو مائیں مر بھی چکی ہوں تو بہت زیادہ دور نہیں ہوتیں۔ ماں کو پکارنے کے لئے اس کا نام نہیں لیا جاتا حالانکہ اس کا نام ہوتا ہے۔ صفت سے پکارنے اور رشتہ سے پکارنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ جذباتی طور پر بھی اور اثراتی طور پر بھی ماں کے لئے بچے کا نام ہوتا ہے۔ بچے کے لئے ماں کا کوئی نام نہیں ہوتا۔ ماں کو ماں ہی کہتے ہیں۔ جیسے اللہ کو اللہ ہی کہتے ہیں۔

کیا عرفان بغیر ایمان کے بھی ہو سکتا ہے؟ کسی کے ماں ہونے پر ایمان ہوتا ہے یا اس کے ماں ہونے کا علم ہوتا ہے۔

ماؤں سے ناواقف اور معشوق آشنا افراد کو دانش ور گرداننا توہین دانش ہے۔

مائیں بدکاروں سے بھی نہیں روٹھتیں اور بیویاں پیغمبروں کی بھی روٹھ جاتی ہیں۔

مائیں ضروری ہیں اور بیویاں فقط ضرورت۔

ماؤں کی گود میں معصوم بچوں والی تصویریں ہر چوراہے پر لٹکا دو' کوئی گمراہ نہیں ہوگا۔

اچھی مائیں اپنا عروسی جوڑا اپنی بچیوں کے لئے سنبھال رکھتی ہیں۔ کاش! حاکموں کے اذہان پر فکر مادر کی حکمرانی ہوتی' ان کی اپنی توانائی کی نہیں۔

ماں بچوں کے لئے توحید کا اشارہ ہے۔ بہت سے بچوں کی ایک ماں ہو یا ایک ماں کے بہت سے بچے ہوں۔ ماں تو ایک ہی رہے گی۔ جو ماں کو نہیں سمجھ سکا وہ تو مقام توحید الٰہی سے آشنا نہیں ہوگا۔

ماں کے تصور میں بچے کا وہی معیار ہوتا ہے جو تخلیق آدم کے وقت اللہ کے ارادے میں تھا۔

اگر مائیں نہ ہوں تو انسانیت کا وجود گنتی کے چند برسوں میں ختم ہو جائے کہ بغیر

ماں کے بچہ پیدا کرنے کا کوئی طریقہ خالق کائنات نے بھی ایجاد نہیں کیا۔
لوگو! نہ کوئی ماں کا نعم البدل ہے' نہ اللہ تعالیٰ کا۔ نہ ماؤں کے لئے شرک کرو نہ اللہ تعالیٰ کے لئے۔ جس روز انسانی ذہن سے ماں کی وحدانیت ختم ہو جائے گی لوگ پیغمبروں اور خدا کے شریک بھی ڈھونڈ نکالیں گے۔
جب تک انسان یہ تسلیم نہیں کر لیتا کہ ہر چیز کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ انسانوں کے مابین نفرت ختم نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی واضح نہیں ہو گا کہ ماں گھر میں کوئی چیز بانٹ رہی ہو تو اگرچہ ہر ایک کا حصہ برابر نہ ہو وہ ہر کسی کو مطمئن بھی کر دیتی ہے۔ اور ماں ہونے کے عمل کو بھی مجروح نہیں ہونے دیتی یہ کیفیت اس کے عمل کا نہیں اس کے خلوص کا نتیجہ ہوتی ہے۔
مائیں جب اولاد کے پاس بیٹھ کر پیار سے باتیں کر رہی ہوتی ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسانوں کو اس کے اپنے ہی غم اور اپنی ہی پریشانیاں تھپتھپا رہی ہیں کہ تھک گئے ہو آرام کر لو۔ میرا سب کچھ لے لو اور مجھے وہ بچہ بنا دو جو چوٹ کھا کر رویا اور سو گیا۔

اگر میری ماں مجھ سے جدا کر دی جائے تو میں پاگل ہو جاؤں۔ (فردوسی)
سخت سے سخت دل کو ماں کی پرنم آنکھوں سے موم کیا جا سکتا ہے۔
(علامہ اقبال)

ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے۔ (اورنگ زیب عالمگیر)
اگر ہم بہترین قوم کے خواستگار ہیں تو ہمیں بہترین مائیں پیدا کرنی ہوں گی۔
(سرسید احمد خاں)

ماں وہ ہستی ہے جس کے خلاف کچھ کہنا گناہ ہے۔ (براؤن)
دنیا کی بہترین شے ماں اور صرف ماں ہے۔ (مولانا محمد علی جوہر)

ماں کا غصہ فرضی ہوتا ہے۔ (ورڈز ورتھ)
عورت کا حسین ترین روپ ماں ہے۔
ماں ایک جامع، مکمل اور بھرپور رول ہے جو زندگی میں ہر عورت ادا کرتی ہے۔
عورت کو زر کا لالچ ـــــ ماں کو بچی محبت۔
جو کچھ میں ہوں اس کا باعث میری ماں ہے۔ (کوینی ایڈمز)
انسانیت کی زبانوں پر سب سے زیادہ خوبصورت اور پیارا لفظ "ماں ہے" اور سب سے زیادہ حسین پکار "میری ماں" ہے۔ یہ ایک لفظ ہے جس سے امید و محبت کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔ (خلیل جبران)
اے عورت! تو کس قدر مظلوم ہے۔ تیری ابتداء بھی دکھ ہے۔ تیری انتہا بھی دکھ ہے۔ تو نے بیٹی بن کر باپ کا دکھ بانٹا۔ بہن بن کر بھائیوں کا غم کم کیا۔ بیوی بن کر شریک زندگی کا بوجھ اٹھایا اور آہ! ماں بن کر تیری مقدس ہستی پر ہزاروں سلام ہیں۔ (کلثوم حمید یاسر)

عورت ؟

چوبیس سال کے بعد مجھے یہ تجربہ ہوا کہ دنیا میں اگر کوئی شخص میرے کاموں میں مدد دے سکتا ہے تو وہ میری بیوی ہے۔ (کاؤنٹ زر رنڈرف)
اگرچہ میں کیسی ہی مفلسی کی حالت میں ہوں لیکن اگر کوئی مجھ کو دنیا کا تمام خزانہ دے دے تو میں اپنی بیوی سے مبادلہ نہ کروں۔ (لوتھر)
زندگی کی ترقی و تنزل کا انحصار بیوی کی محبت پر ہے۔ (لارڈ برلے)
زن و شوہر ساتھ ہی دعا مانگتے ہیں۔ ساتھ ہی عبادت کرتے ہیں اور ساتھ ہی روزہ رکھتے ہیں۔ خوشی اور رنج و راحت اور تکلیف میں باہم ایک دوسرے کے

مونس ہوا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے رازدار ہوتے ہیں۔ ایسی جگہ جہاں یہ باتیں ہوتی ہیں. دیکھ کر خدا بھی خوش ہوتا ہے اور وہاں اپنی برکت نازل فرماتا ہے۔ جہاں زن و شوہر باہم محبت سے رہتے ہوں وہاں وہ بھی ہوتا ہے اور جہاں وہ موجود ہے وہاں برائی قدم نہیں رکھ سکتی۔ (سرجان لیک)

جو شخص عورت پر اپنا ہاتھ سوائے مہربانی کے کسی اور غرض سے رکھتا ہے وہ ایسا قابل نفرت ہے کہ اگر اسے بزدل کہا جائے تو حد درجہ کا مبالغہ نہیں ہے۔

(ٹوین)

یہ عورت ہی تو ہے جس کی بدولت میری زندگیوں کی گہرائیوں سے مقدس ترین آرزوئیں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ میری محبوبہ ہے' میرا آفتاب' میرا ماہتاب' میرا ستارہ۔ اس نے مجھے زندگی سے آشنا کیا کہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقدس قانون اس حسین و جمیل مخلوق کو قابل نفرت ٹھہرائے۔ (ضیاء/ترک شاعر)

جب تک عورتوں کی صحیح قدر و قیمت کا احساس نہیں ہوگا' حیات ملی نامکمل رہے گی۔ (ضیاء/ترک شاعر)

عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں نہ جائے۔ کوٹھے پر نہ جائے۔ دروازہ پر نہ آئے۔ ہمسائیوں سے مخالفت نہ کرے۔ آپس کی رنجش کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے۔ شوہر کی ضرورت کی چیزوں کو مہیا رکھے اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔ (امام ترمذی)

خوبصورت عورت دیکھنے سے آنکھ اور نیک دل عورت دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ (سیموکل)

عورت اگر شرافت' حیاء اور اخلاق کا پیکر بن جائے تو واجب الاحترام بن جاتی ہے۔ (تمیلز)

کوئی آئینہ ایسا نہیں جس نے عورت سے کہا ہو کہ تو بدصورت ہو۔

عورت سے بے نیاز ہو کر زندگی بسر کرنا ناقابل معافی جرم اور فطرت سے بغاوت ہے۔ (ہٹلر)
وہ جو عورت کی خواہش کے رخ کو قوت سے بدلنا چاہتا ہے' بیوقوف ہے۔ (سیمو ئیل ٹیک)
عورت ایسا دل رکھتی ہے کہ بڑے سے بڑا ظلم بھی معاف کر سکتی ہے۔
عورت سے گریز ہمیں صحیح راستوں سے گمراہ کر سکتا ہے۔ (شیخ سعدی)
عورت' ماحول کی سب سے بڑی رنگینی ہے۔ (عمر خیام)
عورت اپنی فطرت میں ایک چٹان ہے۔ (رابندر ناتھ ٹیگور)
وہ عورت ایک نابغہ ہو گی' جس نے کوئی اچھا خاوند تخلیق کیا ہو گا۔ (بائرک)
جہاں عورت کا احترام ہوتا ہے وہاں خدا بھی خوش ہوتا ہے۔ (منوشاستر)
پریم کس طرح کیا جاتا ہے؟ یہ صرف ایک عورت ہی جان سکتی ہے۔ (سوپاساں)
عورت انسان اور فرشتے کے درمیان ایک مخلوق کا نام ہے۔ (ڈاکٹر جانسن)
عورت ہی کسی کی خوشبو کی خاطر اپنی تمناؤں کو قربان کر سکتی ہے۔
عورت کو ہمہ تن راستی اور صبر و قناعت کا پیکر ہونا چاہئے۔ (چاسر)
جس گھر میں عورت کی عزت نہیں' عورت دکھیا اور بد حال رہتی ہے وہ گھر آج نہیں تو کل برباد ہو جائے گا۔ (منوجی مہاراج)
مرد قانون بناتے ہیں اور عورت عادتیں۔ (ڈی سیگور)
میں اپنی بیوی کی ذکاوت طبع پر فخر کرتا ہوں اور اپنے آپ کو تمام دنیا کے مقابلے میں زیادہ خوش نصیب تصور کرتا ہوں۔ (ٹینی سن)
عورت اکثر اپنے دل کے مشورے پر عمل کرتی ہے لہٰذا زیادہ غلطی کرتی ہے۔
عورت ایک معمہ جسے آسانی سے حل نہیں کیا جا سکتا۔

عورت دولت کے لئے بازاروں میں زینت بھی بن جاتی ہے اور دولت ٹھکرا
دے تو فرشتے اس کے دامن پر سجدہ بھی کرتے ہیں۔
عورت کے روتے روتے اچانک مسکرا دینے کے منظر سے بڑھ کر حسین منظر
کوئی اور نہیں۔
عورت کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ بڑی جلدی اعتبار کر لیتی ہے۔
ایک عصمت مآب دوشیزہ کا حیاء آلود تبسم مجھے سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے۔
(نٹشے)
خاردار شاخ کو پھول دلکش بناتے ہیں اور غریب سے غریب شخص کے گھر کو
سمجھ دار عورت جنت بنا دیتی ہے۔ (گولڈ سمتھ)
عورت کی طرح اور کوئی یہ راز نہیں جانتا کہ ایسی بات کی جائے جو نرم بھی ہو
اور گہری بھی۔ (وکٹر ہیوگو)
عورت ناقابل اعتبار ہے۔ (ہٹلر)
عورت چلنے میں دیوی ہے۔ دیکھنے میں ملکہ ہے۔ اس کا قدم موسیقی ہے اور
اس کی آواز گیت۔
آفتاب بحر اوقیانوس کو خشک کر سکتا ہے لیکن عورت کے آنسو خشک کرنا اس
کے امکان میں نہیں۔
عورت میں پہلے محبت پیدا ہوتی ہے اور پھر خواہش۔ مرد میں پہلے خواہش پیدا
ہوتی ہے پھر محبت۔
دنیا میں دو بڑی طاقتیں ہیں۔ ایک قلم، دوسرا خنجر۔ لیکن عورت ان دونوں سے
زیادہ مضبوط ہے۔ (قائد اعظم)
میری رائے میں عورت سے زیادہ مظلوم اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہے
عورت جو کائنات میں زندگی کا چراغ جلاتی ہے، اسی کی خاطر دنیا میں ان گنت

چراغ، گھروں، بازاروں اور گلی کوچوں میں بجھائے جاتے ہیں۔ (ابراہیم جلیس)

جہاں عورت نہ ہو وہاں نیکی کے فرشتے نہیں آتے۔ (حضرت موسیٰؑ)

ہر بلند مرتبہ شخص کی راہنمائی عورت کے شیریں الفاظ کرتے ہیں۔ (گوئٹے)

عورت اگر میری راہ ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہے تو بھی مجھے چاہئے کہ اسے قبول کرلوں۔ (سکندر اعظم)

عورت تسکین و تشنگی کا حیرت انگیز مجموعہ ہے۔ (فرائڈ)

عورت کو کبھی کسی امتحان میں نہ ڈالو ورنہ تمہیں دکھ ہوگا۔ (کمال اتاترک)

عورت ایک آسمانی ہستی ہے۔ (ابن عربی)

عورت حسن ہے اور حسن عورت ہے۔ عورت محبت ہے اور محبت عورت ہے۔ عورت نصف خواب ہے اور نصف عورت۔

عورت کا شباب ایک سربند مینا ہے کہ اگر اسے کسی نے نہ کھولا تو بھی اس کا شیشہ توڑ کر باہر نکل پڑنا کچھ بعید نہیں۔

زندگی میں سے موسیقی، پھول اور روشنی۔ پھر ان سب کا مجموعہ، ان سب کا ماحصل "عورت" کو نکال ڈالو۔ پھر دیکھیں کیونکر دنیا میں رہنے کی قوت اپنے میں پاتے ہو۔

جب تک آدم اکیلا تھا تب تک بہشت بھی اس کے لئے کانٹوں کا گھر تھا۔ فرشتوں کے گیت، پرندوں کی چہچہاہٹ، پھولوں کی مہک و مسکراہٹ، ہوا کے جھونکے، سب اس کے لئے پھیکے اور بے مزہ تھے۔ وہ اداس رہتا تھا اور آہیں بھرتا تھا۔ لیکن جب اسے حوا مل گئی تب اس کا سارا دکھ دور ہو گیا اور جنت کے کانٹے بہشت کے پھولوں میں بدل گئے۔

عورت دیباچہء حیات بھی ہے اور اس کا اختتام بھی۔ حقیقتاً اس کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

عورت نے مجھے زندہ رکھنے اور مار دینے والے دونوں قسم کے تجربات دیئے ہیں اور میں خوش ہوں۔

عورت کی فطرت مشک کی طرح ہے جو پائیدار ہونے کے ساتھ ساتھ سب خوشبوؤں پر غالب رہتی ہے۔

پردۂ مستورات کے مخالفین کے ساتھ مباحثہ مت کر بلکہ ان کی اس غیر فطری بے غیرتی پر اظہار ماتم کے طور پر "انا للہ و انا الیہ راجعون" پڑھ کر خاموش ہو جا۔

مردوں کی نظر میں عورت کا صرف چہرہ ہی ننگا نہیں بلکہ وہ مادر زاد برہنہ نظر آتی ہے اور چشم زدن کے عرصہء قلیل میں تصور ان تمام مراحل کو طے کر لیتا ہے جس کو آنکھ کا زنا کہا جاتا ہے۔ شرع پاک میں اسی لئے عورت پر قصداً" نظر ڈالنے کو حرام قرار دیا ہے۔

سب سے بڑی آبی قوت عورت کے آنسو ہیں۔

مرد ہر دفعہ عورت سے ایک نئی ادا مانگتا ہے اور اپنے لئے صرف ایک ہی انداز حیوانیت کو کافی سمجھتا ہے۔

روشنی بجھا دو سب عورتیں یکساں ہو جائیں گی۔ (سعادت حسن منٹو)

عورت سے ہم چار چیزیں چاہتے ہیں (۱) اس کے دل میں نیکی ہو۔ (۲) اس کے چہرے میں حیا ہو۔ (۳) اس کی زبان میں شیرینی ہو۔ (۴) اس کے ہاتھ کام میں لگے رہیں۔

عورت صرف نصف جان ہی نہیں نصف ایمان بھی ہے۔

عورت سے خلوت کرنا ہی قبیح ہے اگرچہ زنانہ کرے بلکہ ایسی جگہ کھڑا ہونا بھی گناہ ہے جو عورتوں کی گذرگاہ ہو۔

زنانہ لباس میں دو باتوں کا خیال رکھو۔ نہ اس قدر باریک ہو کہ جسم کی جھلک

نظر آئے اور نہ اس قدر تنگ ہو کہ جسم کی ہیئت ظاہر ہو۔
جو خاوند اپنی بیوی کو خبریں سناتا ہے اس کی شادی ہوئے تھوڑا ہی وقت گذرا ہوتا ہے۔
جب سے مرد نے عورت کا روپ دھارا ہے وہ اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔
ڈاکو کو یا تو آپ کی زندگی کی ضرورت ہو گی یا دولت کی۔ عورت کو دونوں کی ضرورت ہے۔
ایک مرد کو تعلیم دے کر آپ صرف ایک مرد کو تعلیم دیتے ہیں۔ ایک عورت کو تعلیم دے کر آپ ایک کنبہ کو تعلیم یافتہ بناتے ہیں۔ (میکلور)
کسی خاتون کے پاس اس قدر کپڑے نہیں ہونے چاہئیں کہ پہننے کے وقت اسے یہ سوچنا پڑے کہ کون سا لباس پہنوں۔ (ڈان ہیرلڈ)
میرے خیال میں جو عورتیں نام نہاد آزادی کی کوششیں کر رہی ہیں وہ مطلقاً دیوانی ہیں۔ (پرو ڈن)
مردوں کے مشاغل میں عورتوں کی شرکت سے جو خطرناک نتائج اور فساد پیدا ہو رہے ہیں ان کا علاج یہی ہے کہ دنیا میں عورتوں کے حقوق و فرائض کی قانونی حد بندی کر دی جائے۔ (پروڈن)
مرد کا امتحان عورت سے' عورت کا روپے پیسے سے اور روپے کا امتحان آگ سے ہوتا ہے۔ (فیثا غورث)
میں لڑائیوں میں حاضر ہوا' لشکروں سے لڑا' تلواریں چلائیں اور ہمسروں کو پچھاڑا مگر بری عورت سے زیادہ غالب کسی کو نہیں دیکھا۔ (بزر جمہر)
محبت کے نشے میں مرد اور عورت ایک دوسرے کے کردار کا صحیح جائزہ نہیں لے سکتے۔ (گلبرٹ)
قدیم دور کے شرفاء یہ کہا کرتے تھے کہ عورت کے نام کی اشاعت صرف دو

مرتبہ ہونی چاہئے۔ ایک تو اس وقت جب کسی کے عقد میں آئے اور دوسرے اس موقع پر جب وہ دنیا کو خیرباد کہے۔ (آرتھر)

دروغ گوئی لڑکے کی خامی' عاشق کا آرٹ' کنوارے کی خوبی اور شادی شدہ عورت کی فطرت ثانیہ ہے۔

عورتوں کی لائبریری میں صرف دو کتابیں ہونی چاہئیں۔ ایک مذہبی کتاب اور دوسری دسترخوان سے متعلق۔

ہمارے زمانے کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ عورت کے دل سے مرد کا خوف کم ہوتا جا رہا ہے حالانکہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ مرد کی قید میں رہے اور اس کی خدمت کرتی رہے۔ (نٹشے)

مجھے تو صرف عورت کی خصوصیت کا شدت سے احساس ہو رہا ہے کہ عورت میں اتنی جاذبیت ہے کہ آپ مدتوں سے اس پر بحث کر رہے ہیں اور ابھی تک آپ کا جی نہیں بھرا۔ (ممتاز مفتی)

عورت کائنات کی بیٹی ہے اس پر غصہ نہ کرو۔

عورت دنیا کا بہترین سرمایہ ہے۔

عورت کا دل ہمیشہ چاند کی طرح بدلتا رہتا ہے لیکن اس کا باعث ہمیشہ مرد ہو گا۔

مرد ساری عمر عورتوں میں ہی گھرا رہتا ہے۔ عورت کبھی ماں' کبھی بہن' کبھی بیوی اور کبھی بیٹی کے روپ میں اس کے ساتھ رہتی ہے۔

کانٹوں سے بھری ہوئی شاخ کتنی بے سایہ اور تکلیف دہ ہوتی ہے مگر پھول اسے حسن بخش دیتا ہے۔ غریب کا گھر کیسا ہی اجاڑ اور ویران ہو' عورت اسے جنت بنا دیتی ہے۔

عورت کا بناؤ سنگھار اس کے دل کی حالت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے عورت کو مرد کی پیشانی سے نہیں بنایا کہ وہ مرد پر حکومت کرے۔ نہ اس کے پاؤں سے پیدا کیا کہ وہ اس کی غلامی کرے۔ بلکہ اس کی پسلیوں سے پیدا کیا کہ وہ اس کے دل کے قریب ہو۔

عورت کی معصومیت اس وقت قابل دید ہوتی ہے جب وہ بچے کو گود میں لے کر مسکرا رہی ہو۔ (گوتم بدھ)

محبت کی حقیقی رمز شناس' عورت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی زندگی کا منتہائے مقصود محبت ہے۔ (کالی داس)

پتھروں میں پارس' درختوں میں لاجونتی اور انسانوں میں عورت اعلیٰ و ارفع ہیں۔ (سوامی رام)

کسی عورت کی اہانت سے پہلے مرجانا اور کسی عورت کو برے کام سے بچالینا سب سے بہتر ہے۔ (مہاتما گاندھی)

ایسے خوش نصیب شوہر بہت کم ہیں' جو دن میں کم از کم اک بار اپنی بیوی کی جان کو نہ روئیں اور کنواروں پر رشک نہ کریں۔ (لاہرن)

میں عورت کے بارے میں اپنی سچی رائے اس وقت دوں گا۔ جب میرا ایک پاؤں قبر میں ہو گا۔ پھر جب میں اپنی رائے دے چکوں گا تو تابوت میں کود کر اس کا ڈھکنا بند کو لوں گا اور اندر سے پکاروں گا۔ "اب میرے ساتھ جو چاہے کر لو"۔ (ٹالسٹائی)

یہ خیال کہ میں عورت ہوں مجھے کسی عورت سے شادی نہیں کرنا پڑے گی میرے لئے بے حد اطمینان بخش ہے۔ (میری مانٹیگو)

اے کمزوری تیرا نام عورت ہے۔

تعلیم یافتہ عورت سے شوہر کی ترقی اور جاہل سے تنزل ہو گا۔ (لارڈ برلے)

اچھی بیوی ملنے سے بہتر کوئی اور نعمت نہیں ہو سکتی اور بری بیوی سے بد تر خدا

کا کوئی عذاب سخت ترین نہیں ہو سکتا۔ (لیموتڈنیر)
عورت مصیبت و غم کو کم کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ (باربولڈ)
ایک حسین اور باعصمت خاتون خدائے قدوس کی صنعت کاملہ کا نمونہ' فرشتوں کی حقیقی شان و شوکت' زمین کا نادر معجزہ اور دنیا کی عجیب ترین چیز ہے۔ (تھیلز)
عورت سے بے نیاز ہو کر زندگی بسر کرنے کا عزم ایک شدید ترین جرم ہے اور فطرت کبھی نہ کبھی اس کا انتقام لیتی ہے۔ (ٹیلر)
ایک عورت صرف ایک راز مخفی رکھ سکتی ہے اور وہ ہے اس کی عمر کا راز۔
(مارکوئس)
نامحرم عورتوں اور لڑکوں کے پاس بیٹھنا اور پھر یوں کہنا کہ مجھے ان کی طرف مطلق توجہ نہیں ہوئی' جھوٹ ہے۔ (حضرت عبدالقادر جیلانیؒ)
عورت کی زندگی کی کامیابی اس کے شوہر کی رضامندی ہے۔ (نپولین)
عورتوں کے کہنے پر کبھی عمل نہ کر تمام آفات زمانہ سے محفوظ رہے گا۔
(بقراط)
سادہ لباس سے عورت کی عصمت کی حفاظت ہوتی ہے۔ (یحییٰ برمکی)
حکومت اور عورت کی محبت کا چھوڑنا صبر سے زیادہ کڑوا ہے۔ (سفیان ثوریؒ)
عورت کو چاہئے کہ عورت رہے۔ ہاں بے شک عورت کو چاہئے کہ وہ عورت ہی رہے اسی میں اس کی فلاح ہے۔ (ژول سیماں)
ملازمت پیشہ عورتیں اپنے گھرانوں کی رونق کو مٹا رہی ہیں۔ (ژول سیماں)
جو عورت اپنے گھر سے باہر کی دنیا کے مشاغل میں شریک ہوتی ہے اس میں شک نہیں کہ وہ ایک سماجی فرض سرانجام دیتی ہے مگر افسوس کہ وہ عورت نہیں رہتی۔ (ژول سیماں)
تمدن عورت کے احترام کا دوسرا نام ہے۔

ایک پاک دامن عورت پر تہمت لگانا' سو برس کے اعمال غارت کر دینے کے لئے کافی ہے۔

عورت شر کی بیٹی ہے اور امن و آشتی کی دشمن (یوحنا دمشقی)

عورت مرد کی خوشی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

جس عورت سے ہمیں محبت ہو' اس کی آواز دنیا کی سب سے میٹھی آواز ہے۔

(بردیر)

ماں اور بچے کی محبت پر یقین رکھتا ہوں مگر عورت اور مرد کی محبت پر مجھے شبہ ہے۔ (الفانسو)

ایک ذہین عورت کو دوسرے لوگوں سے اپنی ذہانت چھپا کر رکھنی چاہیے۔

(جین آسٹن)

حسن و محبت

مشتاق دل کے ساتھ دائمی میلان کا نام محبت ہے۔

محبوب کی موجودگی اور عدم موجودگی میں محبوب کی موافقت کرنا محبت ہے۔

عاشق کا مع اپنی تمام صفات کے مٹ جانا اور محبوب کو اس کی ذات کے ساتھ ثابت کرنا محبت ہے۔

اس بات سے ڈرتے رہنا کہ کہیں احترام میں کمی نہ ہو' محبت کہلاتا ہے۔

اپنی کثیر چیز کو قلیل سمجھنا اور محبوب کی قلیل چیز کو کثیر سمجھنا محبت ہے۔

(بایزید بسطامیؒ)

حقیقی محبت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کلیتہً محبوب کے حوالے کر دے یہاں تک کہ تیرے پاس اپنی ذات میں سے کچھ بھی نہ رہے۔ (ابو عبداللہ قرشیؒ)

محبت مکمل لذت ہے جبکہ حقیقت کے مقامات دہشت ناک ہیں۔

(ابو علی وقاق)

جب کسی قوم میں محبت پاک و صاف ہوتی ہے اور پھر یہ محبت دائم رہے تو ایک دوسرے کی تعریف کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ (ابو علی وقاق)

محبت میں حد سے تجاوز کرنا عشق کہلاتا ہے۔ (ابن عطاء)

محبت وہ ٹہنیاں ہیں جنہیں دلوں میں لگایا جاتا ہے اور ان پر ان کی عقلوں کے مطابق پھل آتا ہے۔ (ابن عطاء)

ایک قسم کی محبت ہوتی ہے کہ اس سے خون بہنے سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور ایک قسم کی محبت سے خون کا بہانا واجب ہو جاتا ہے۔ (ابن عطاء)

جب سچی اور صحیح محبت پیدا ہو جائے تو پھر آداب کے شرائط ساقط ہو جاتے ہیں۔ (حضرت جنیدؒ)

حقیقی محب یہ ہے کہ تو اپنے تمام اوصاف کو بالائے طاق رکھ کر اپنے محبوب کے ساتھ قائم رہے۔ (حسین بن منصورؒ)

محبت یہ ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو تو محبت کو ترک نہ کرے۔ (نصر آبادیؒ)

محبت یہ ہے کہ محبوب کی محبت کے سوا ہر قسم کی محبت دل سے دور ہو جائے۔

(محمد بن فضلؒ)

محبوب کی طرف سے دل میں جو تشویش پیدا ہوتی ہے اسے محبت کہتے ہیں۔

میں نے محبت کرنے والوں کے لئے عشق کی ٹہنی لگا دی۔ مجھ سے پہلے کسی کو عشق کا پتہ نہ تھا، اس ٹہنی کو پتے لگے اور عشق کا پھل پکا، مگر مجھے میٹھے پھل میں سے کڑوا پن ہی ملا۔ اب تمام عشاق جب اپنے عشق کا ذکر کرتے ہیں تو اس کی اصل اسی ٹہنی سے ہوتی ہے۔ (ابن عطاء)

محبت اوروں سے تو غیرت کی وجہ سے اندھا کر دیتی ہے اور محبوب سے اس کی

ہیبت کی وجہ سے۔ (ابو علی وقاقؒ)

جب محبوب میرے سامنے ظاہر ہوتا ہے تو میں اسے بہت عظیم خیال کرتا ہوں اور جب لوٹتا ہوں تو پہلی سی حالت ہوتی ہے (یعنی ہیبت کی وجہ سے مبہوت ہو جاتا ہوں اور محبوب کی ملاقات اور عدم ملاقات برابر ہوتی ہے)۔ (ابو علی وقاقؒ)

محبت دل میں ایک آگ ہوتی ہے جو محبوب کی مراد کے سوا سب کچھ جلا دیتی ہے۔

محبت میں پردے پھٹتے اور راز کھلتے ہیں۔ (نوریؒ)

مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے محبوب کو یاد کیا۔ میں تو اسے کبھی بھولتا ہی نہیں ہوں کہ یاد کرنے کی ضرورت پڑے۔

اے محبوب! جب تمہارا ذکر کرتا ہوں تو مر جاتا ہوں اور پھر زندہ ہو جاتا ہوں۔ اگر میرا حسن ظن نہ ہوتا تو زندہ بھی نہ ہوتا۔

محبوب کی ملاقات کے لئے دلوں کا جوش مارنا شوق کہلاتا ہے۔ چنانچہ جس قدر محبت ہو گی اسی قدر شوق بھی ہو گا۔ (عبدالکریم بن ہوازن قشیری)

شوق اور اشتیاق میں فرق یہ ہے کہ شوق تو محبوب کی ملاقات اور دیدار سے مدہم پڑ جاتا ہے مگر اشتیاق ملاقات سے زائل نہیں ہوتا۔ (ابو علی وقاقؒ)

مقام شوق تو تمام مخلوق کو حاصل ہے مگر انہیں مقام اشتیاق حاصل نہیں۔ جو اشتیاق کی حالت میں داخل ہو گیا پھر وہ اسی میں سرگرداں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نہ کوئی نشان ملتا ہے اور نہ قرار۔ (شیخ ابو عبدالرحمٰن اسلمی)

شوق کی نشانی یہ ہے کہ انسان راحت کے ہوتے ہوئے موت سے محبت رکھے۔ (ابو عثمانؒ)

شوق ایک شعلہ ہے جو انتڑیوں میں برائی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور جب ملاقات ہو جاتی ہے تو بجھ جاتا ہے اور جب محبوب کا مشاہدہ باطن پر غالب آ جاتا

وجد کے ساتھ دل کی خوشی اور محبوب کی ملاقات کے قرب کی محبت کا نام شوق ہے۔ (ابن خفیف)
محبت کا ایک عمدہ پہلو یہ ہے کہ یہ فکر کرنے کی عادت ڈالتی ہے۔ (نیشا غورث)
دولت سے محبت کرنے والوں سے دنیا بھری ہوئی ہے۔ اسی دنیا میں کچھ ایسے لوگ بھی رہتے ہیں جو صرف خود سے محبت کرتے ہیں اور تنہا تنہا سے رہتے ہیں۔ مجھے وہ محبت دے دو جو صرف محبت سے محبت کرتی ہے۔ میں صرف اسی محبت کو چاہتا ہوں۔ (سر ڈبلیو گلبرٹ)
محبت خود غرض ہوتی ہے' جو مسرتوں سے صرف خود ہی لطف اٹھاتی ہے اور دوسرے کو محض پابند کرتی ہے۔ یہ دوسرے کے سکھ چین کو ختم کرنے سے مسرور ہوتی ہے اور جنت کے احاطے میں جہنم تعمیر کرتی ہے۔ (ولیم بلیک)
محبت کا لطف محبت کرنے میں ہے۔ کوئی شخص ان جذبات سے یقیناً زیادہ لطف حاصل کرتا ہے جو اس کے اپنے دل میں پیدا ہوتے ہیں' بہ نسبت ان جذبات کے جو وہ دوسروں کے دل میں پیدا کرتا ہے۔ (لارڈ شینو کالڈ)
محبت انسان کو شاعر بناتی ہے۔ خواہ پہلے اس نے شاعری کا نام بھی نہ سنا ہو۔ (یوری پیٹرز)
جس نے بھی محبت کی' اس نے پہلی نظر میں نہیں کی۔ (کرسٹو فر مارلو)
ہم جن سے محبت کرتے ہیں ان سے دوبارہ ملنے کی امید کتنی مسرت بخش ہوتی ہے۔ (گوئٹے)
آج کی دنیا میں سچی محبت کرنے والوں کا ملنا ایک معجزہ ہے۔ (کونگریو)
میں فیشن کی چمک دمک اور چوری چھپے کے پیار کے میٹھے زہر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ (جان کیٹس)
میری محبت منت کش حدود و قیود نہیں۔ میں حیران ہوا کرتا تھا کہ لوگ مذہب کی خاطر کیونکر شہید ہو جاتے ہیں' لیکن اب نہیں۔ میں اپنے مذہب کی خاطر

شہید ہو سکتا ہوں' میرا مذہب محبت ہے۔ میں تمہاری خاطر مر سکتا ہوں۔ محبت میرا مسلک ہے اور اس کی حق دار صرف تم ہو۔ (جان کیٹس)

دنیا میں کوئی مسرت نہیں جو تجربے میں آکر حماقت ثابت نہ ہوتی ہو لیکن محبت ان تمام حماقتوں میں سب سے زیادہ شیریں حماقت ہے۔ (سر آر' آسٹن)

محبت اور تخیل کی زندگی شاندار ہے لیکن اپنی آرزوؤں اور خواہشوں کی تکمیل کرلینا کتنا مشکل ہے۔ (بالزاک)

مجھے اپنی محبت کا ادراک ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میں ایک ایسی شے میں غرق ہوں جو عظیم ہے۔ (")

کتنی افسوس ناک بات ہے کہ انسان کے حسین ترین جذبات بھی پیسے سے وابستہ ہیں۔ (")

انہیں محبت کرنے دو' جنہوں نے پہلے نہیں کی۔ اور جو پہلے سے محبت کرتے چلے آرہے ہیں' انہیں اور زیادہ محبت کرنے دو۔ (برٹن)

محبت اپنے آپ کو پیش کردیتی ہے' اسے خریدا نہیں جا سکتا۔ (لانگ فیلو)

اس کے لوٹ لئے جانے پر افسوس ہے جو محبت کرتا ہے۔ وہ دل کتنا عظیم ہے جو یہ لاحاصل امید کرتا ہے۔ (گلبرٹ)

مجھے یقین ہے کہ وہ خدا جس نے مجھے یہ محبت عطا کی ہے میری مدد کرے گا اور میں اسی طرح اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رکھ سکوں گا۔ (رابرٹ)

محبت کا ایک گھنٹہ بے محبت کی سو برس زندگی سے بہتر ہے۔ (شیلے)

سچ ہمیشہ سچ رہتا ہے اور محبت ہمیشہ محبت رہتی ہے۔ (لی ہنٹ)

محبت ایک ایسی شے ہے جو سیکھنے اور بتانے کی نہیں۔ (معروف کرخی)

محبت کے بغیر زندگی ایک بوجھ ہے اور وقت ساکن ہے۔ پھر بیچاری موت ہم سے کیا لے سکتی ہے؟ ہاں! جب ہم محبت کرتے ہیں تو ہم زندہ ہوتے ہیں۔
(کونگریو)

محبت فطرت کے تمام نغموں کا بار ہے۔ پرندوں کا گیت ایک شادیانہ ہے۔ نغمہ شادی ہے۔ پھولوں کا کنج چراگاہوں میں چکتی سی بنا دیتا ہے اور کھائیوں کے گرد موتیوں اور ہیروں کی جھالر پیدا کر دیتا ہے۔ گہرے پانیوں میں' بلند فضاؤں میں' جنگلوں اور مرغزاروں میں اور زمین کی گہرائیوں میں ہر جگہ محبت ہی ہر شے کی کیفیت اور روزمرہ میں شامل ہے۔ (ہنری تھوریو)

محبت کے مقدس نام پر کھال کھینچی مذبوحہ بھیڑوں کی طرح اپنی محبوباؤں کے لبادے اتار کر انہیں ننگا نہ کرو۔ مجھے قسم ہے رب ذوالجلال کی' اس طرح تم اپنے ساتھ انہیں بھی ہلاکت میں ڈال دو گے۔ کیونکہ محبت عبادت ہے اور عبادت کے لئے ستر پوشی ازل سے ہی لازمی قرار دی جا چکی ہے۔ (نیرو)

اگر تو کسی دوشیزہ کو پسند کر لے تو اسے داشتہ کی شکل میں نہ رکھ بلکہ شریک حیات بنا لے۔ ورنہ مجھے قسم ہے رب ذوالجلال کی' اگر تو نے کسی کی بیٹی کو مکروہ زندگی عطا کی تو ایک دن تیرے نسب سے پیدا شدہ عورت بھی بے آبرو کسبی کہلائے گی۔ (نیرو)

نفرت' نفرت سے نہیں مٹتی بلکہ محبت اسے ختم کرتی ہے۔ (گوتم بدھ)

تانبے کے سکے' محبت کے سونے کا بدل نہیں بن سکتے۔ (حافظ شیرازی)

میری روز افزوں طاقت کو دیکھ کر لوگ حسد سے جلے جا رہے ہیں' لیکن تم جانتی ہو کہ میری طاقت کا راز یہی ہے کہ تمہیں اس طاقت سے بیحد محبت ہے۔ (نپولین)

محبت بھوت ہے' آگ ہے' جنم ہے' جہاں خوشی' درد اور غمناک پشیمانی کا بسیرا ہے۔ (برن فیلڈ)

اگر دنیا میں ایک بھی محبت کرنے والا باقی نہ رہے تو آفتاب اپنی حرارت کھو بیٹھے۔ (تھیلز)

جوانی کی پہلی منزل میں محبت کا لمس کتنا پائیدار ہوتا ہے۔ (قاضی نذر الاسلام)
محبت کرنے والا دل علم کا منبع ہوتا ہے۔ (کارلائل)
دو انسانوں کی محبت ایک جنت تعمیر کرتی ہے۔ (براؤننگ)
چاند دوبارہ طلوع ہو جاتا ہے' حتیٰ کہ بہاریں' پرندوں کی چہچہاہٹ اور درختوں کے پتے بھی دوبارہ آ جاتے ہیں۔ لیکن ایک بار کھوئی ہوئی محبت ہمیشہ کے لئے چھن جاتی ہے اور جھیلنے کے لئے صرف غم رہ جاتے ہیں۔ (میتھا ئلڈ بلائنڈ)
محبت کسی کی محکوم نہیں اور نہ ہی اپنی اقلیم کے سوا کسی اور اقلیم سے باخبر ہے۔ (گرین ول)
آسمان اور زمین پر جو چیز بھی بہترین ہے' محبت اس سے بہتر ہے۔

(ورڈز ورتھ)

محبت ہماری آنکھیں بند کر دیتی ہے اور ہر بات درست نظر آتی ہے۔

(براؤننگ)

جو محبت کرتا ہے وہ ناممکنات کو تسلیم کرتا ہے۔ (براؤننگ)
محبت ایسی پیاری چیز ہے جو انسان کو مشکل ترین کاموں کے لئے مجبور کرتی ہے اگر یہ نہ ہوتی تو دنیا میں بالعموم قربانی کی راہ مسدود ہو جاتی۔ محبت کرنا ایثار سیکھنا ہے جو زندگی سے دوام حاصل کرتا ہے۔
میرے ہم عصر پوچھتے تھے عزت' دولت اور آرام و آسائش طے کر کے میں نے کیا پایا؟ انہیں کون سمجھاتا کہ زندگی وقف کر دینے میں حقیقی مسرت کا راز پنہاں ہے۔ کسی میں کھو کر ہم اپنے آپ کو پا لیتے ہیں۔ (قرۃ العین طاہرہ)
شخصی محبت اور تصوراتی محبت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ (کارلائل)
محبت' ایک ایسی قوت ہے جو تخریب کی تباہ کاری کو تعمیر میں بدل سکتی ہے۔

(شیلے)

جب محبت کامل ہو جاتی ہے تو ادب کی شرط گر جاتی ہے۔ (جنید بغدادیؒ)

پوری محبت کی علامت یہ ہے کہ محبوب کے سوا دل میں اور کسی کا خیال نہ رہے اور یہ جبھی ہو سکتا ہے کہ دوستی میں لذت حاصل ہو۔ اور یہ لذت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان نے پہلے تنہائی اور محبت سے بے پروائی کا مزہ نہ چکھا ہو۔ (حضرت عثمان الخیری)

محبت کی علامت یہ ہے کہ نیکی سے نہ بڑھے اور برائی سے نہ گھٹے۔

(حضرت یحییٰ معاذ الرازی)

جہاں محبت پتلی ہو وہاں عیب موٹے نظر آتے ہیں۔

دشمنوں کو بھی پیار کرو کیونکہ اگر صرف چاہنے والوں کو چاہا تو یہ تجارت ہوئی۔

محبت کا اصلی مقام وہ ہے جہاں پہنچ کر نفس اپنے کو فنا کر دیتا ہے اور پھر دست محبوب میں ایک آلہ بے روح بن کر رہ جاتا ہے۔ اس کا دل اس کے پہلو میں نہیں ہوتا بلکہ محبوب کی انگلیوں میں ہوتا ہے۔ وہ اسے جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔

جو بار بار محبت کرتا ہے وہ محبت کرنا نہیں جانتا۔ (تلی داس)

صرف محبت کرنے والے ہی محبوب بنتے ہیں اور قدر کرنے والوں کی ہی قدر و منزلت ہوتی ہے۔

اگر ایک بے بسا جذبے کو عنوان دے دیا جائے تو اس کی قیمت گر جاتی ہے۔

ذوق جمال کا تعلق اسی طرح جبلت انسانی سے ہے۔ جیسے بھوک' پیاس' مامتا' خواہش' بقاء جنس وغیرہ کا تعلق۔ (پروفیسر شریف/انقرہ یونیورسٹی ترکی)

حسن براہ راست فطرت میں یا نفس اشیا میں موجود ہوتا ہے اور ہر قسم کے تاریخی عوامل سے آزاد ہوتا ہے اور ہمارے تصورات اور مشاہدات یا جذبات کا پابند نہیں ہوتا۔

انسانوں میں حسن کا احساس تاریخی حالات کے اثر سے پیدا ہوتا ہے۔

حسن کا احساس سراسر شعور کی ایک داخلی کیفیت نہیں ہے۔ بلکہ منحصر ہے ایک متعین اور خارجی خصوصیات پر جو مظاہر فطرت اور انسان کی سماجی زندگی میں پائی جاتی ہیں۔

عشق کمال انسانیت' حاصل مذہب' ایک بلند ترین تجربہ اور انسانی تلاش کا انجام ہے۔ (شبلی نعمانی)

سچا عشق' وصال میں بھی ہجر کا لطیف درد محسوس کرتا ہے۔

جب کوئی شے مفید بن جاتی ہے وہ حسین نہیں رہتی۔ (گوئیٹا)

تمام خوبصورت چیزیں ہم عصر ہوتی ہیں۔ (ایٹکنس)

شدید ترین' اعلیٰ ترین اور مقدس ترین مسرت تصور حسن سے ملتی ہے۔

(ایڈگر ایلن پو)

ایک لافانی جذبہ جو انسانی روح کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے۔ وہ بلاشک شعور حسن ہے۔ یہی جذبہ مختلف ہیئتوں' خوشبوؤں اور ان احساسات کے ذریعے جن کے درمیان انسانی وجود قائم ہے' مسرتوں کا سامان مہیا کرتا ہے۔ (ایڈگر ایلن پو)

محبت اپنا راستہ وہاں بھی تلاش کر لیتی ہے جہاں بھیڑیوں کے غول پھرتے ہیں۔

(بائرن)

محبت ایسی پیاری چیز ہے جو انسان کو مشکل ترین کاموں کے لئے مجبور کرتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی تو دنیا میں بالعموم قربانی کی راہ مسدود ہو جاتی۔

(ٹینی سن)

محبت' زندگی کے ساز کو اٹھاتی اور اس کے تمام تاروں پر نغمہ بکھیر دیتی ہے۔

(ٹینی سن)

محبت کا نفرت میں تبدیل ہو جانے کا مطلب ہے کہ کبھی محبت کی ہی نہ گئی تھی۔ (ٹوئی سرو)

حسن کے عناصر بصری ہوں یا صوتی، سکونی ہوں یا حرکی، سب سے پہلے حقیقی ہوتے ہیں اور ان کی لذت اسی حقیقت سے مستعار ہوتی ہے۔ (شو آن)

حسن، ان دیکھی ذات ازلی کا بلاواسطہ وجدانی کشف ہے۔ (پکٹے)

کامیاب شادی کا راز صحیح ساتھی کے انتخاب سے بڑھ کر خود صحیح شخص بننے کی قابلیت میں پنہاں ہے۔

شادی دراصل ایک جنازہ ہے جہاں دولہا اپنے ہی پھول سونگھتا ہے۔

شادی کے بعد رومان ختم اور امتحان شروع ہو جاتا ہے۔ (برن)

شادی ایسا رومان ہے جس میں ہیرو پہلی ہی رات میں ختم ہو جاتا ہے۔ (وڈ ورڈ)

ایک ہی شخص سے زندگی نبھانا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ (ڈو سرائیلی)

شادی کرنے اور دوا پینے میں تساہل سے کام لینا عقلمندی نہیں ہے۔

(برنارڈ شا)

نیکی و بدی ؟

نیکی پر رغبت دلانے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ خود کرنے والا۔ (حدیث رسولؐ)

ہر نیک و بد کے ساتھ نیکی کر۔ اگرچہ وہ اس کے قابل نہ ہو۔ کیونکہ تو، تو اس لائق ہے۔ (")

بدوں سے نیکی کرنا نیکوں کا کام ہے اور نیکوں سے بدی کرنا بدوں کا کام ہے۔

صرف نیک۔ ہی نہ بنئے بلکہ کسی کے ساتھ نیکی بھی کیجئے۔ (تھوریو)

نیکی کے سامنے جس قدر عاجز ہو، اتنا ہی بدی کے آگے مغرور سخت ہونا چاہئے۔

اچھا اخلاق انسان کی بہترین خوبی ہے۔ اس سے انسانوں کا جوہر ظاہر ہوتا ہے۔

اپنے افعال کی وجہ سے تو چھپا رہتا ہے مگر اخلاق کی وجہ سے مشہور ہوتا ہے۔

بے حیائی کا اصل مرتکب وہ ہے جو کسی کے بے حیائی کے کام کی اشاعت کرتا پھرتا ہے۔
اگر گناہ میں بو ہوتی تو کوئی شخص تیرے پاس نہ بیٹھ سکتا۔
نیک مردوں کی ابتلاء و آزمائش' نااہلوں کے ساتھ ہم نشینی ہے۔
(حضرت ابو علی رودباریؒ)
باوجود قدرت کے نیکی نہ کرنے والا ضرور رنج میں رہے گا۔ (کیخسرو)
جب تک آدمی اپنے بدخواہوں کا خیر خواہ نہ ہو اس وقت تک اس کی نیکی کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔ (حکیم اقلیدس)
سچی نیکی اس لحاظ سے جگنو سے مشابہ ہے کہ یہ اس وقت اچھی طرح چمکتی ہے جب تک سوائے آسمان کے اور کسی کی نگاہیں اس پر نہ ہوں۔ (ایمون)
نیکوں کے ساتھ تیری موافقت کیا خوبی رکھتی ہے؟ جبکہ تو بدوں کے ساتھ بھی سازگار نہ ہو۔ (بو علی سینا)
راستی سے نیکی کی حفاظت ہوتی ہے۔ (یحییٰ برمکی)
نیکی جو بھی کر سکتے ہو کرو۔ جن ذرائع سے بھی کر سکتے ہو کرو۔ جس طرح بھی کر سکتے ہو کرو۔ جہاں بھی کر سکتے ہو کرو۔ جب بھی کر سکتے ہو کرو۔ جس کے ساتھ بھی کر سکتے ہو اور جب تک کر سکتے ہو کرو۔ (ویسٹن)
تین چیزیں نیکی کی بنیاد ہیں۔ اول' تواضع بے توقع۔ دوم' سخاوت بے منت۔ سوم' خدمت بے طلب مکافات۔ (بزرجمہر)
نیک بخت وہ ہے کہ نیکی کرے اور ڈرے۔ بدبخت وہ ہے کہ بدی کرے اور مقبولیت کی امید رکھے۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)
جو نیکی فی الفور نور یا علم کا پھل نہ دے اس نیکی کو نہ گن اور جس گناہ کے بعد فوراً اللہ تعالیٰ کا خوف اور توبہ میسر آجائے اس کو گناہ نہ گن۔

(حضرت بایزید بسطامیؒ)

نیک بات دوستوں تک پہنچادے اور مخالفوں سے بحث مت کر۔
(حضرت مجدد الف ثانیؒ)

بھائی کا حق اس جگہ معاف کرالے ورنہ وہاں نیکیاں دینی پڑیں گی۔
(حضرت مجدد الف ثانیؒ)

جو شخص عمل نیک حصول ثواب کے خیال سے کرتا ہے وہ تاجر ہے۔ جو دوزخ کے خوف سے کرتا ہے وہ غلام ہے۔ جس طرح غلام مار پیٹ کے خوف سے کام کرتا ہے اور جو شخص صرف خدا کے واسطے کرتا ہے وہ احرار سے ہے۔
(حضرت معروف کرخیؒ)

کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔ (حضرت شفیق بلخیؒ)

عمل نیک کر' بقدر جنت میں رہنے کی خواہش کے۔ (")

نیک چلنی کیا ہے؟ تمام صفات محمودہ کا انسان کی ذات واحد میں جمع ہونا۔
(جالینوس)

جن بھلائیوں کو تو طلب کرتا ہے ان میں سستی کو چھوڑ دے کیونکہ سست شخص نیکیوں میں کامیاب نہیں ہوا کرتا۔

بدوں کے ساتھ جس قدر نیکی کی جائے اسی قدر ان کا فتنہ و شر زیادہ ہوگا اور ان پر جتنا احسان کیا جائے اتنا ہی وہ برائی کرنے پر آمادہ ہوں گے۔

اگر کوئی شخص نیک کام کرے تو صرف گھر والوں کو معلوم ہوتا ہے مگر برے کام دور دراز تک پہنچ جاتے ہیں۔

نیک ہمسایہ دور کے بھائی سے اچھا ہے۔

جس شخص پر نیکی کا گمان کیا گیا' غور سے دیکھا تو اس میں کوئی پوشیدہ عیب ضرور پایا گیا۔

عادات میں نیکی جوانمردی ہے۔
بدبختوں کے خصائل رذیلہ میں سے کوئی خصلت بھی کفران نعمت سے بری نہیں اور نیک بختوں کے اوصاف حمیدہ میں شکر نعمت سے بڑھ کر کوئی خصلت ممدوح نہیں۔
نیک کام کرنے سے دل کو دو مرتبہ راحت ملتی ہے۔ جب وہ کام کیا جاتا ہے۔ جب اس کا اجر ملتا ہے۔
نیکی' بدی کو کھا جاتی ہے۔
صالح وہ ہے جس کی طبیعت نیکی ہی پر پیدا ہوتی ہے۔
دنیا میں دو مذہب ہیں۔ نیک اور بد۔
صرف نیک ہی نہ بنئے بلکہ کسی کے ساتھ نیکی کیجئے۔ (تھوربر)
انسان کے نیک رہنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ہم معاملہ بھی نیک ہوں ورنہ اس کی نیکی نبھ نہیں سکتی۔
نیکی اپنا معاوضہ آپ ہے۔
یاد رکھو کہ مریض اخلاق کا سب سے اچھا علاج نیک صحبت کی آب و ہوا میں رہنا ہے۔
انسان کے لئے سب سے ضروری چیز نیک چال چلن اور تعلیم ہے۔
نیکی کا میدان ایسا وسیع ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں۔
نیک دل انسان' دشمنوں کے ساتھ بھی نیکی کرنے سے نہیں چوکتے۔
جو نیکی یا بدی ہم نے کی ہے وہ ضرور پھل لائے گی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کا ثمر ہمیں اس جہاں سے ملے یا اگلے جہاں میں۔
ہر شخص اپنی نیکی یا بدی سے دنیا کی نیکی یا بدی کی تعداد گھٹا بڑھا رہا ہے۔
انسان اپنے آپ کو خراب صحبتوں اور گندی مجلسوں میں خواہ کتنا ہی خراب

کرے مگر نیکی کی فضیلت اس کے ذہن میں ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

اس دنیا میں نیک چلنی کے فرض کا راستہ دوسری دنیا میں نجات کی سڑک ہے۔

ہماری روح کے اندر خدا کی ایک آواز ہے' جو ہمیں نیک کام کرنے کی ہدایت کرتی ہے اور بدی سے روکتی ہے۔ مگر سگ نفس کی عف عف میں کان اس سچے ہادی کی آواز کو نہیں سن سکتے بلکہ اس کتے کو اپنا محافظ اور خیر خواہ سمجھ کر اسی کے ہو رہتے ہیں۔

نیک انسانوں کی زندگی کا طرز عمل ہی نیک چلنی کے مضمون پر ایک نہایت فصیح و بلیغ اور موثر لیکچر ہوتا ہے اور بد باطنی کے مضمون کی بڑی بھاری تردید۔

اعتدال ایک مضبوط دھاگہ ہے جس میں تمام نیکیاں پروئی ہوئی ہیں۔

نیک آدمی برے افعال کا مرتکب ہو کر بھی اپنی نظروں میں ذلیل ہونا گوارا نہیں کرتا۔

نیکی اور بدی اپنے اپنے نتائج نیک و بد کے ہاتھوں پر لئے کھڑی ہیں۔ حیرانی ہے کہ بدی کے خوفناک نتائج سے بے پرواہ ہو کر انسان پھر بھی بدی ہی کی طرف راغب ہوتا ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بدوں کے ساتھ نیکی کرنا ہر حالت میں مستحسن ہے وہ دنیا میں بدی پھیلانے کے ایسے ہی مجرم ہیں جیسا کہ خود بدی کرنے والے۔ سیاہ کار خونی کو بخش دینا ایسا ہی گناہ ہے' جیسا بے گناہ کو پھانسی دینا۔

نیک انسانوں کے دلوں میں بھی برے خیالات آتے ہیں مگر وہ یونہی چلے جاتے ہیں۔ کوئی دھبہ اور داغ دل پر نہیں لگا جاتے۔

نیکو کار مفلس' بدکار رئیس سے بدرجہا بہتر ہے۔

نیک کام کرتے وقت مذہب و ملت کا امتیاز نہ رکھو!

نیک فعل جو شیریں زبانی سے نہیں کیا جاتا وہ اپنی نقد قیمت کھو دیتا ہے۔

جب تم کوئی نیک کام کرنا چاہو تو باتیں ہی نہ بناتے رہو سوچو اور سوچ کر شروع کر دو۔ ضرور غیب سے کچھ نہ کچھ امداد ملے گی۔ مثل ہے کہ آغاز و انجام آپس میں مصافحہ کرتے ہیں۔

بہترین خلائق وہ شخص ہے جو دوسروں سے بھلائی کرتا ہے اور بدترین خلائق وہ جو دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ (حضرت عطارؒ)

اس شخص کی زندگی لاحاصل ہے جس سے دنیا میں کوئی بھی کام گناہ کے سوا نہ ہو۔ (حکیم عبداللہ)

اگر دولت قارون ہو اور نیک کاموں میں صرف نہ کی جائے تو کنکر اور پتھر سے بھی کم ہے۔

دوسروں کے ساتھ زیادہ نیک سلوک وہی شخص کر سکتا ہے جو خود زیادہ مصیبتوں میں مبتلا رہ چکا ہو۔

اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ اعمال نیک کے عوض کچھ بھی نہ چاہا جائے۔

ظالم کی مدد کرنا یا بجائے قطع تعلق کے اس کے ساتھ نیکی کرنا خلق خدا کا خون اپنی گردن پر لینا ہے۔

نیک کرداری کی کھلی نشانی آدمی کی رفتار و گفتار ہے۔

بے احسان سخاوت' قدرت میں عفو' دولت میں تواضع اور عداوت میں نیکی جوانمردی ہے۔

دو جہاں کی نیکی کا سرمایہ اعتقاد نیک ہے۔ (خلیفہ مامون الرشید)

دوسروں کی بہتری چاہنا نیکی کا حاصل ہے۔

ہمیں اس زندگی میں بہت سے آدمی نظر آئیں گے جو نیک ہوں۔ لیکن ایسا کوئی کم نظر آئے گا جو بد ہو اور بڑا بھی۔ (کولٹن)

اے ارجن! عابد اور عالم (یعنی کتب مقدسہ کے الفاظ رٹنے والوں) سے یوگی

(نیک مرد) کا درجہ بڑھ کر ہے۔ اس لئے تو بھی یوگی بن۔ (سری کرشن چندر)
اے بہادر ارجن! میری بات سن' جو شخص سب کی بھلائی میں مصروف ہے اس کو نہ اس جہاں میں فنا ہے اور نہ اس جہاں میں۔ اس کے برے انجام کا کوئی امکان ہی نہیں۔ (سری کرشن چندر)
سورج خود بخود کنول پھول کھلا دیتا ہے۔ چندرما آپ ہی آپ چاندنی کو پھیلا دیتا ہے۔ بادل بغیر مانگے ہی پانی برسا دیتا ہے۔ اسی طرح نیک انسان بغیر کہے ہی خود بخود دوسروں کی بھلائی کے کام کرتا ہے۔ (بھرتری ہری)
اے بھلے لوگو! دنیا کے عیش بڑی بڑی لہروں کے ٹوٹنے کی مانند ختم ہونے والے ہیں۔ زندگی لمحہ بھر میں تباہ ہونے والی ہے۔ جوانی کا سکھ چند روزہ ہے۔ بڑے لوگوں سے تعلقات بھی عارضی ہیں۔ اس لئے اس دنیا کو فانی سمجھ کر تم دوسرے لوگوں کی بھلائی کے لئے ہی کسی نہ کسی طرح مصروف ہو جاؤ۔ (بھرتری ہری)
اے دل ہماری نصیحت کو سن۔ نیک اعمال ہی تیرے کام آئیں گے۔ جن کے لئے پھر اس دنیا میں موقع نہ ملے گا۔ (گورونانک صاحب)
اے خدا! ہماری زبان' ہمارے سوسات' ہماری آنکھیں' ہمارے کان' ہماری ناف' ہمارا دل' ہمارا گلا اور ہمارا سر طاقتور اور پوتر بنا۔ ہمارے دونوں بازوؤں کو طاقت اور بھلائی کی عادت عطا کر۔ تاکہ ہم ان سے دوسروں کی بہتری کرکے نیکی حاصل کریں۔ (برہمن گرنتھ)
جو کوئی دن کو نیکی کرے اس کا اجر رات کو پالیتا ہے اور رات کو کرے تو دن کو۔ اگر نقد ثواب نہ پائے تو جانو کہ آخرت میں بھی نہ پائے گا۔ قبولیت کی راحت چاہئے تو فوراً مل جائے۔ (حضرت ابو سلیمانؒ)
فرمایا کہ جب انسان صادق ہو تو نیک کام کرنے سے پہلے ہی اس میں لذت پاتا ہے۔ (حضرت ابو تراب بخشیؒ)

جن بھلائیوں کو تو طلب کرتا ہے ان میں سستی کو چھوڑ دے کیونکہ ست آدمی نیکیوں میں کامیاب نہیں ہوا کرتا۔

کامیابی کا راز

نعمتیں اور خوش بختی اس وقت حقیقی ہیں جب انسان نے ان کو اپنی کوشش و اہلیت کی بناء حاصل کیا ہو۔ بغیر محبت و استحقاق کے چھپر پھاڑ کر آنے والی نعمت کسی خوشی کا باعث نہیں بن سکتی۔ (جان۔ سی۔ کلہاؤن)

سارے عالم کی تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ اخلاق سے گرے ہوئے وسائل سے کبھی نیک نتائج حاصل نہیں ہو سکتے۔ (ایس۔ ٹی۔ کامرج)

نشہ اقتدار کا ہو یا کسی اور کامیابی کا' وہ اس کی مہلت نہیں دیتا کہ نئے مسائل کا احاطہ کیا جائے۔ یہی مہلت کی کمیابی' کامیابی کے لئے مہلک ہوتی ہے۔

(ٹائن بی)

زندگی میں سب سے زیادہ اہم چیز کامیابیوں سے فائدہ اٹھانا نہیں ہے۔ ہر بے وقوف آدمی ایسا کر سکتا ہے۔ حقیقی معنوں میں اہم چیز یہ ہے کہ تم اپنے نقصانات سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس دوسرے کام کے لئے ذہانت درکار ہے اور یہی وہ چیز ہے جو ایک سمجھ دار اور ایک بے وقوف کے درمیان فرق کرتی ہے۔ (ڈیل کارنیگی)

آپ نے کبھی سوچا ہے کہ دنیا میں کتا ہی ایک ایسا جانور ہے جسے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے محنت نہیں کرنا پڑتی۔ مرغی کو انڈے دینا پڑتے ہیں۔ گائے کو دودھ دینا پڑتا ہے۔ بلبل کو گانا پڑتا ہے۔ مگر کتا صرف آپ سے محبت کا اظہار

کر کے اپنی روزی کما لیتا ہے۔ (ڈیل کارنیگی)
دنیا میں سب سے زیادہ مشکلات کا سامنا اس شخص کو کرنا پڑتا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی سب سے زیادہ نقصان اسی شخص سے پہنچتا ہے جو اپنے بھائی بندوں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا۔ ایسے لوگ ہی بنی نوع انسان کی ناکامیوں کا سرچشمہ ہیں۔ (")
جارحانہ صفات کی حفاظت کرو لیکن ان کے استعمال کے معصومانہ طریقے بھی تلاش کرو۔ (ولیم جیمز)
میرے علم اور عزت و کامیابی کا راز یہ ہے کہ میں نے اپنے جہل کو سمجھ لیا ہے۔ (بقراط)
اگر کسی ملک یا خطہء ارضی کے رہنے والے انسانوں میں کوئی حقیقی اور واقعی جذبہ پیدا ہو جائے تو یہ تاریخ کو بھی شکست دے سکتے ہیں اور جغرافیئے سے بھی لڑ سکتے ہیں۔
انقلاب امم میں شاعر کا قلم' مجاہد کی تلوار اور مدبر کے دماغ کے ساتھ ساتھ خطیب کی زبان بھی کارفرما رہی ہے۔ (نذیر الدین احمد)
جو شخص ہمیشہ کسی نہ کسی بات کا محتاج رہتا ہے وہ زیادہ دولت مند نہیں ہو سکتا۔ (لیونیڈ)
کم ہمت اور بے حوصلہ لوگ مصائب سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ لیکن عالی ہمت ان پر غالب آتے ہیں۔ (ارونگ)
اگر ہم دنیا میں کوئی کام کرنے کے قابل ہونا چاہتے ہیں تو سردی اور خوف کا خیال کر کے ہمیں کنارے پر ہی نہیں کانپتے رہنا چاہئے۔ بلکہ فرائض کے دریا میں کود کر تحمل لوسّتی سے اسے عبور کرنا چاہئے۔ (جان اسٹوارٹ مل)
بہت سے کام نہیں بلکہ ایک ہی کام بہت سا کرنا چاہئے۔ (کوک)

انسان تن کر سیدھا کھڑا نہیں رہ سکتا' جب تک کہ کوئی ایسی چیز اس کے سامنے موجود نہ ہو جو خود اس سے بلند تر ہے۔ وہ کسی بلند چیز کے دیکھنے ہی کے لئے سر اوپر کر سکتا ہے۔ (ریجل)

انسان کا جسم' تمام کا تمام ارادے ہی کا معروضی پیکر ہے۔ (شوپنہار)

پیدائش کے وقت انسان کا کوئی نام نہیں ہوتا۔ نام پیدا کرنا خود اس کا کام ہے۔

میری جتنی عمر گزرتی جاتی ہے۔ میرا یہ یقین واثق ہوتا جاتا ہے کہ دنیا میں بڑے اور چھوٹے' کمزور اور طاقتور' مشہور اور گمنام انسانوں میں صرف ایک ہی چیز کا فرق ہے اور اس کا نام ہے قوت ارادی۔ (بکسٹن)

افراط شوق حکمت کے ایوان تک لے جاتی ہے۔ (ولیم میلک)

وہ شخص ستاروں پر بھلا کیسے کمند ڈال سکتا ہے؟ جو اپنے شجرۂ نسب کے دام میں پھنسا ہوا ہے۔ (تھامس اوربری)

جو غلطی سے ڈرتا ہے وہ تجربہ نہیں کرتا اور جو آزمائش کے عمل سے نہیں گزرتا وہ کچھ نہیں سیکھتا۔

جس شخص کو اپنے کام سے دلچسپی نہ ہو وہ کسی قسم کی مصروفیت میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

جو شخص اوپر نہیں دیکھتا نیچے دیکھنے پر مجبور ہے اور جس کی ہمت بلند نہیں' اس کے مقدر میں محرومی ہے۔ یہ آئین حیات ہے۔

شجرۂ نسب کے سائے میں پناہ لینے والا دنیا میں کوئی جگہ حاصل نہیں کر سکتا۔

ایسے لوگ جو صحیح طور پر یہ جانتے ہیں کہ حکم عدولی کس وقت کرنی چاہئے' انسانیت کی بڑی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

بڑے کام کے لئے بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ صرف دفع وقت سے دفع استبداد ممکن نہیں۔

کوئی شخص اس وقت تک اعلیٰ درجہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک اسے اپنے موجودہ درجے سے نفرت نہ ہو۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انسان میں اپنی غلطیاں تسلیم کرنے کی جرات ہونی چاہئے اور وہ ان غلطیوں کی روشنی میں اپنے آپ کو حتی الامکان مختصر عرصے میں سنوارنے کی کوشش کرے۔

زندگی کو سمجھنے کے لئے ماضی پر نظر دوڑانی چاہئے اور زندہ رہنے کے لئے مستقبل پر نظر رکھنی چاہئے۔

جسے اس کے اعمال پیچھے ہٹادیں اسے حسب نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

ہر بلند چوٹی کے اوپر والی جگہ ہمیشہ خالی رہتی ہے۔

جو فوج جیتنے کا تہیہ کر چکی ہے۔ جس فوج کو اپنی قابلیت پر ناز ہے' اسے فتح کے لئے کوئی اور چیز درکار نہیں۔

ابن الوقت بننے سے کچھ نہ ہو گا ابوالوقت بنئے۔

فقط انہی لوگوں کو جینے کا حق ہے جو موت سے ہراساں نہیں ہوتے۔

(جنرل میکارتھر)

عمل اس وقت تک اندھیرے میں ٹٹولتا پھرے گا' جب تک اس کے راستے کو انقلابی نظریہ روشن نہ کرے۔ (اسٹالن)

دنیا میں جو شخص کسی میدان میں نابغہ روزگار بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس کی ذہانت اور قابلیت میں اس کی غیر معمولی محنت کا گہرا عمل دخل ہوتا ہے۔

دشمن کو جان جاؤ اور اپنے آپ کو جان لو اور پھر تم کسی شکست کے خطرے کے بغیر سینکڑوں معرکے سر کر سکتے ہو۔ (سن اوزنے/چینی ادیب)

قدرت نے دماغ کو دل سے اونچی جگہ دی ہے۔ اس لئے جذبات کو ہر حالت میں عقل کے تابع رکھنا چاہئے۔ (بقراط)

خامیوں کا احساس کامیابیوں کی کنجی ہے۔ (بقراط)
دانہ پودے میں اس وقت تک تبدیل نہ ہو گا' جب تک خود نہ مر جائے۔ انسان کو بھی مستقبل میں دیکھتے ہوئے انتھک انداز میں زندہ رہنا چاہئے اور ان زندہ باقیات پر گزر بسر کرنی چاہئے۔ جن کی تشکیل یادوں اور حالت گمشدگی دونوں سے مل کر ہوتی ہے۔ (پیٹرناک)
قدرت' خوشحالی بخشے تو اپنی آرزوؤں کو وسیع نہ کرو۔ (براؤن)
میری کامیابی کا راز صرف یہی ہے کہ وہ جو سامنے ہو اسے دیکھتا ہوں اور "آج" کی دنیا میں جیتا ہوں نہ میں ماضی کو مڑ مڑ کر دیکھتا ہوں اور نہ ہی مستقبل کی فکر کرتا ہوں۔ ان دونوں کو میں نے دروازے سے باہر پھینک دیا ہوا ہے۔ (سرولیم آسلو)
آنے والے کل کا آج کوئی وجود نہیں۔ آپ کی تمام جدوجہد کا مرکز آج کا دن ہونا چاہئے۔ جو شخص کل کی فکر کرتا ہے وہ اپنی توانائی برباد کرتا ہے اور اپنے ذہن کو طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کرتا ہے۔
تاریخ کا فیصلہ ہے کہ مہمات میں ایک شخص کی قیادت دلیل فتح و نصرت ہوتی ہے اور قائدین کی کثرت اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔

نورِ علم

علم اس وقت تک اپنا ایک حصہ بھی کسی کو عطا نہیں کرتا جب تک حاصل کرنے والا اپنا سب کچھ اس کے حاصل کرنے میں قربان نہ کردے۔
علم نر ہے اور عمل مادہ۔ دین و دنیا کے کام ان کے ملنے سے ہیں۔
(حضرت معروف کرخیؒ)

جس عالم کو علم سے حق تعالیٰ ہی مقصود ہو اس سے سب ڈرتے ہیں اور جس کا مقصود دنیا ہوتی ہے وہ خود سب سے ڈرتا ہے۔ (حضرت شفیق بلخیؒ)

علم کا فائدہ تین باتوں پر عمل کرنے میں ہے ورنہ یہ نفع نہیں دیتا' اگرچہ اسی (۸۰) صندوق کتابوں کے پڑھ لے (۱) نہ محبت رکھے دنیا کی کہ یہ مسلمانوں کا گھر نہیں ہے۔ (۲) نہ دوست رکھے شیطان کو کہ یہ مسلمانوں کا رفیق نہیں ہے۔ (۳) نہ دے تکلیف کسی کو کہ یہ پیشہ مسلمانوں کا نہیں ہے۔

جہاں تک ہو سکے علم حاصل کر تاکہ مراد کو پہنچے۔ (جالینوس)

جو شخص کہ علم رکھے اور اس پر عمل نہ کرے' وہ ایک بیمار ہے جس کے پاس دوا تو ہے مگر علاج نہیں کرتا۔ (حکیم اقلیدس)

اتنا کھاؤ جتنا ہضم کر سکو' اتنا پڑھو جتنا جذب کر سکو۔ (بو علی سینا)

انسان علم کا بہت زیادہ بوجھ اٹھانے کے وجود خود کو پھول کی طرح ہلکا محسوس کرتا ہے۔ (ٹینی سن)

علم بکثرت حکایت کرنے کا نام نہیں بلکہ علم وہ ہے' جو عالم کو مفید ہو اور وہ اس پر عامل ہو۔ (حضرت امام مالکؒ)

قیامت میں سب سے بڑھ کر بدبخت وہ عالم ہے جس کے علم پر لوگ تو عمل کریں مگر خود عامل نہ ہو۔ (حضرت حاتم اصم)

صحبت علماء کو غنیمت شمار کر کیونکہ علم دل کو اسی طرح سے زندہ کرتا ہے' جیسے کہ بارش زمین خشک کو۔ (لقمان)

علم اگر تن پروری میں استعمال کرو گے تو سانپ بن جائے گا۔ دل کو سنوارنے کے لئے استعمال کرو گے تو یار و مددگار ہو گا۔

ایک عالم کی موت جو اللہ کے حرام و حلال کو جانتا ہو' ہزار عابد قائم اللیل و صائم النہار کی موت سے زیادہ افسوسناک ہے۔

جس شخص کو علم نے معاصی اور فواحش سے باز نہ رکھا اس سے زیادہ بدبخت اور زیاں کار کوئی نہ ہو گا۔

علم جان ہے' عمل تن ہے۔ علم اصل ہے' عمل فرع ہے۔ علم باپ ہے اور علم اس کا بیٹا۔

جو شخص علمی مذاق نہ رکھتا ہو' اس کے سامنے علمی باتیں کرنا اسے اذیت پہنچاتا ہے۔

علم کا دشمن' تکبر۔ عقل کا دشمن غصہ۔ صبر کا دشمن لالچ اور راستی کی دشمن دروغ گوئی ہے۔

دولت پر علم کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ علم سے دولت حاصل ہو سکتی ہے مگر دولت سے علم حاصل نہیں ہو سکتا۔

علم کثرت روایات سے نہیں۔ وہ تو ایک نور ہے۔ جو اللہ تعالیٰ دل میں رکھ کر دیتا ہے۔ (امام مالکؒ)

علم وہ ہے جس سے دنیا نظروں میں حقیر ہو جائے اور عقبیٰ کی رغبت دل میں بڑھے۔ جس سے آدمی' دنیا کی برائی سے واقف ہو جائے اور برے اخلاق دور کر سکے۔

علم کو روٹی کمانے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ علم آپ اپنا صلہ ہے۔ (حکیم اقلیدس)

علم سیکھے بغیر گوشہ گیری موجب تباہی ہے۔

علم ضبط میں نہیں رہتا جب تک درس جاری نہ رہے۔

علم بہترین نسب اور بڑا اچھا لقب ہے۔

علم بہت بڑا پردہ ہے۔

علم دو ہی ہیں ایک بدنوں کا دوسرا دینوں کا۔

جاہل ہی بیوقوف نہیں ہوتے بلکہ وہ تعلیم یافتہ بھی بیوقوف ہوتے ہیں جو علم کا صحیح استعمال نہیں جانتے۔

علم طاقت ہے' ایک عالم میں ایک لاکھ جاہلوں کے برابر طاقت ہوتی ہے۔

علم ایک ایسا پودا ہے جسے دل و دماغ کی سرزمین میں لگانے سے عقل کے پھل لگتے ہیں۔

اگر تم نے اپنی اولاد کے لئے فقط دولت چھوڑی ہے تو مانو کہ انہیں گمراہی اور سستی کی قید میں پھنسا دیا۔ لیکن اگر خالی علم و نیک چلنی سکھادی ہے تو گویا ان کو تمام قیدوں سے آزاد کر دیا۔

ہر ایک خیرات کردہ چیز کا اثر اس کی موجودگی تک رہتا ہے لیکن علم کا فیض ابدالآباد تک' ایک کے بعد دوسرے کو پہنچتا ہے۔

ہر ایک سودے میں نفع یا نقصان کا ہونا قسمت پر منحصر ہے مگر علم کا پھل بدبختی اور ادبار کی دسترس سے باہر ہے۔

تعلیم ایک دیوی ہے جس کا سایہ پڑتے ہی انسان آدمی بن جاتا ہے۔

عالم کا ورثہ ہر ملک دہر شہر میں ہے۔

علم بڑی دولت ہے۔ علم سے نجات ہوتی ہے۔ علم کے آگے مال و دولت کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ ایک محتاج آدمی جو دولت علم سے بہرہ ور ہے وہ بے علم بادشاہ سے بہتر ہے۔ ایک آدمی کا علم اور ہزار آدمیوں کی عبادت برابر نہیں ہو سکتی۔ عالم کا ایک دن جاہل کی تمام عمر سے زیادہ ہے۔

جس آدمی میں علم نہیں وہ آدمی نہیں جانور ہے۔ اور جس گھر میں کوئی علم والا نہیں وہ گھر نہیں جانوروں کا ڈربا ہے اور جس ملک میں علم کا رواج نہیں وہ ملک نہیں حیوانات کا جنگل ہے۔

علم کی دولت ہوتے ہوئے بھی مادی محرومیوں کا احساس علم کی ناپختگی پر دلالت کرتا ہے۔
آدمی کسی قسم کے علم سے باعظمت نہیں ہو سکتا' جب تک کہ اپنے عمل کو ادب سے مزین نہ کرے۔
علم کے سمندر میں تیرنے والے بچوں کو کشتی مت بناؤ کہ وہ تمہارے دھکیلنے ہی سے چلیں بلکہ انہیں اپنی ہی ذاتی طاقت سے تیرنا سکھاؤ۔
تعلیم سے زیادہ تادیب کا خیال رکھو خام بنیاد پر عمارت کھڑی نہیں ہو سکتی۔
اگر تم روزانہ ایک نئی بات بھی سیکھنی اپنا فرض سمجھ لو تو صرف ایک سال میں ۳۶۵ مسئلوں کے مالک بن جاؤ گے۔
انسان کی بہترین خصلت علم ہے۔ (بو علی سینا)
یاد رکھو ہر روز کی تھوڑی واقفیت کے مجموعے کا نام علم ہے۔
شک و شبہ اور تذبذب کی گنجائش جہالت کی تاریکی میں ہوا کرتی ہے اور جہاں علم کی روشنی نمودار ہوتی ہے وہاں جو چیز جیسی ہو ویسی نظر آ جاتی ہے۔
تھوڑا علم بھی غنیمت ہے کئی باتوں سے واقف ہو جانا اس سے بہتر ہے کہ انسان بالکل ہی جاہل مطلق رہے۔
تحصیل علم میں شرم مانع نہ ہونی چاہئے' خواہ! وہ کہیں سے بھی حاصل ہو۔
علم کا شوق اپنا راستہ خود نکالتا جاتا ہے اور بعد میں کسی رہبر و استاد کی ضرورت نہیں رہتی۔
علم عالم کی وہ آنکھ ہے جس سے وہ برائی اور بھلائی میں تمیز کر سکتا ہے۔
علم وہی دریا اور مستقل نہلاتا ہے جو اپنی کوشش اور تجربہ سے حاصل ہو۔
علم حاصل کرو بادشاہ یا امیر ہوئے تو اور اونچے ہو جاؤ گے عام آدمی ہوئے تو زندہ رہ سکو گے۔

علم دو دھاری تلوار ہے۔ اس کا مناسب استعمال برکت اور نامناسب ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔

اگر خدا اپنے دائیں ہاتھ میں علم اور بائیں میں تلاش علم لے کر مجھے آزادی دے کہ میں ان دونوں سے جسے چاہوں پسند کرلوں تو میں بغیر کسی جھجک یا رکاوٹ کے فوراً تلاش علم کے لئے ملتمس ہوں گا۔

نیت نیک ہو تو طالب علم سے افضل کوئی نہیں۔ (سفیان ثوریؒ)

علم جتنا زیادہ کامل ہوتا جائے گا اتنا ہی زیادہ انسان اپنے آپ کو ناقص خیال کرے گا۔

جو شخص تلاش علم میں ہے وہ عالم ہے۔ جس شخص نے یہ سمجھا کہ میں نے حاصل کرلیا وہ جاہل ہے خواہ وہ کیسا ہی عالم ہو۔

ادھورا علم خطرے کا پیش خیمہ ہوتا ہے' علم کے چشمے کا پانی سیر ہو کر پیو یا پھر اس سے الگ ہی رہو۔ چند گھونٹ پینے سے آدمی مدہوش ہو جاتا ہے۔ (پوپ الیگزینڈر)

علم روح کو غنی کرتا ہے اور مال جسم کو۔ جس نے علم حاصل نہیں کیا اس نے روح کو مفلس بنادیا۔

تھوڑا علم زیادہ عمل کرنے سے بہت ہو سکتا ہے مگر زیادہ علم بغیر عمل کے ناکارہ اور نکما ہو جاتا ہے۔

تعلیم کا اصلی معیار یہ ہے کہ ہم اندر سے کس قدر علم باہر نکال سکتے ہیں یہ نہیں کہ باہر سے کس قدر اندر ڈال چکے ہیں۔

علم پڑھنا اور اس کا بڑھنا بے فائدہ ہے' جب تک کہ اطاعت اور خوف بھی ساتھ نہ بڑھیں۔

علم سے حلم اور شکل سے عقل بالاتر ہوتی ہے۔

خلق اللہ کے ساتھ بھلائی کرنا انسان کا سب سے اعلیٰ فرض ہے مگر یہ تعلیم و تربیت کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔

دو حریص ایسے ہیں جن کی حرص کبھی ختم نہیں ہوتی۔ (ا) علم کا حریص (ا) دنیا کا حریص۔ (ابن عباسؓ)

آدمی اسی وقت تک عالم ہے جب تک وہ طالب علم ہے اور اس وقت سے جاہل ہے جب طلب علم کو خیرباد کہہ دے۔

علم حاصل کرنے سے اگر کردنی و ناکردنی کی تمیز پیدا نہ ہو تو وہ لاحاصل ہے۔

تعلیم خودداری کا سبق پڑھاتی ہے اور خودداری بیداری کی حالت پیدا کرتی ہے۔

انسانیت کی بنیاد اخلاق پر قائم ہے اور اخلاق کی بنیاد رحم دلی اور رحم دلی کی بنیاد تعلیم پر۔

علم اور حیاء میں سب سے بڑی ہیبت ہے۔ اگر یہ دونوں کسی میں نہ ہوں تو اس میں کچھ فرق بھی نہیں۔ (ابن عطاؒ)

علم کو اپنے دامن کی وسعت پر فخر ہوتا ہے لیکن عقل کو اپنی تنگ دامانی کا احساس ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ عجز و انکساری کا دامن تھام لیتی ہے۔

شجر علم کا ثمر اولین حلم و حسن اخلاق ہے۔ اگر تم یہ نعمت حاصل نہ کر سکے تو تمام علم بیکار ہے۔

خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے دو علم چاہتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ اپنی عبودیت کو جانیں دوسرا خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو پہچانیں۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

جو حافظ قرآن اور حدیث کا پورا عالم نہ ہو اس کی پیروی مت کر، کیونکہ علم کتاب و سنت کے ساتھ وابستہ ہے (ان دونوں کے جانے کے بغیر کوئی شخص رہنمائی کے قابل نہیں ہو سکتا)۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

تمام علم دو حرفوں میں محدود ہے۔ عقیدے کی درستی اور خدمت میں صرف حق

کا لحاظ۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

دین کو شیطان سے بھی بڑھ کر دو شخصوں سے زیادہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔ ایسے عالم سے جو زاہد نہ ہو اور ایسے زاہد سے جو عالم نہ ہو۔ (حضرت ابوالحسن خرقانیؒ)

علی الصباح عالم علم کی اور زاہد زہد کی زیادتی طلب کرتا ہے اور ابوالحسن اس فکر میں ہوتا ہے کہ مسلمان بھائی کے دل کو کوئی خوشی پہنچائے۔ (حضرت ابوالحسن خرقانیؒ)

آدمی کا بہترین معلم تجربہ ہے اور زندگی کی ٹھوکریں اعلیٰ ذریعہ تعلیم۔
(اڈمنڈ سپنسر)

علم سے زیادہ مفید یہ ہے کہ اس پر عمل کرو اور سب سے اچھا عمل وہ ہے جو تم پر فرض ہے۔ (حضرت ابوالحسن خرقانیؒ)

رسول خدا نے فرمایا! "کہ علم طلب کرو' اگرچہ چین میں ہو" مگر یہ نہیں کہا کہ خدا کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاؤ۔ (حضرت ابوالحسن خرقانیؒ)

اگر کوئی عالم اپنی خوبیاں بتاتا ہے تو نادانی کا نالہ ہے۔ اگر خاموش ہو تو بحر بے پایاں اپنے آپ کو ایسا دکھاؤ جیسے تم ہو یا ایسے بنو جیسے تم اپنے تئیں دکھاتے ہو۔
(حضرت بایزید بسطامیؒ)

حیات علم میں ہے' راحت معرفت میں اور ذوق ذکر میں۔ علم و فن کی تحصیل سے انسان معزز اور نامدار ہوتا ہے۔ حق کو پہچاننے سے اطمینان پاتا ہے اور اپنے خیال و اعمال میں خدا اور اس کے احکام کو یاد رکھنے سے لذت حاصل کرتا ہے۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)

اے اہل علم! تمہارے محل کسروی' تمہارے قصر قیصروی' تمہاری عمارتیں شدادی اور تمہارے کبر عادی' تمہاری کوئی چیز بھی احمدی نہیں ہے۔ (حضرت یحییٰ معاذ الرازیؒ)

خدا تعالیٰ نے مومن کے دل سے زیادہ عزیز اور کوئی چیز نہیں بنائی کیونکہ علم و معرفت سے زیادہ عزیز اور کوئی چیز نہیں اور وہ دل میں ہوتی ہے۔ (حضرت سہل تستریؒ)

جو علم کا چرچا کرے اور تقویٰ کا خیال نہ رکھے وہ دین سے دور ہو کر بدنام ہو جاتا ہے۔ (حضرت محمد حکیم ترمذیؒ)

جو شریعت میں عالم ہو اور تقویٰ کا پاس نہ کرے وہ شرعی امور کی پابندی بھی نہیں رکھے گا۔ (حضرت محمد حکیم ترمذیؒ)

آدمی جب تک علم کی تلاش میں رہتا ہے وہ عالم ہوتا ہے اور جونہی وہ خود کو عالم سمجھنے لگتا ہے جہالت کی تاریکیوں میں ڈوب جاتا ہے۔ (حضرت عبداللہ بن مبارک)

جس نے بے علم سے علم سیکھا اس نے اس کی جہالت کو ترقی دی۔ جس نے بیوقوف کو علم پڑھایا' اس نے بے فائدہ عمر ضائع کی۔ (حضرت فضیلؒ)

بہترین بادشاہ وہ ہے جو اہل علم کے ساتھ نشست و برخاست کر کے ان سے علم حاصل کرے اور بدترین عالم وہ ہے جو بادشاہ کے ساتھ اٹھے بیٹھے اور اسے علم نہ سکھائے۔ (حضرت سفیان ثوریؒ)

پہلی عبادت خلوت ہے اور طلب علم۔ بعد اس پر عمل اور آخر اس کی اشاعت۔ (حضرت سفیان ثوریؒ)

سب سے بڑا اور بہتر کام وہ ہے جو علم کے ساتھ وابستہ ہو۔ (حضرت یوسف سعید خزارؒ)

علم وہ ہے جو تمہیں عمل پر آمادہ کرے۔ (حضرت ابو سعید خزارؒ)

فرمایا علم اختیار کرنے والا اوامر و نواہی کی پابندی کرتا ہے۔ (حضرت ابوبکر صیدلانیؒ)

علم خواہ کتنا بھی زیادہ حاصل ہو جائے لیکن ہمیشہ اس کو تھوڑا خیال کرو۔ ہمہ دانی کا دعویٰ چھوڑ دو' ہیچدانی کی عاجزی اختیار کرو۔

اگر علماء خدا کے دوست نہیں تو عالم میں خدا کا کوئی دوست نہیں۔

طلب علم صلوۃ نوافل سے افضل ہے۔ (امام شافعیؒ)

شجر علم کو اشک ہائے چشم سے سیراب کرو۔

جہاں سورج چڑھتا ہے وہاں رات بھی ضرور ہوتی ہے مگر جہاں علم کی روشنی ہو وہاں جہالت کا اندھیرا کبھی نہیں آسکتا۔

چراغ جس طرح جلائے بغیر روشنی نہیں دیتا علم بھی بغیر عمل کے فائدہ نہیں پہنچاتا۔

جب تک آپ حصول علم میں کوشاں رہتے ہیں بڑھاپا آپ کے نزدیک نہیں آتا۔ انسان بڑھاپے کی وادی میں اس وقت قدم رکھتا ہے جب وہ علم حاصل کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

تمام عملوں کا رہبر علم ہے اور تمام علموں کا رہبر خدا کا فضل۔ (حضرت احمد عاصمؒ)

علم کے تین حرف ہیں۔ جاننا' کام کرنا اور ان دونوں میں حق کو ذہن نشین رکھنا۔

علم کے ساتھ عمل کرو' کیونکہ علم جسد بے جان ہے۔

اگر اہل کو علم نہ سکھلایا جائے تو ظلم ہے اور اگر نااہل کو تعلیم دی جائے تو علم کا حق ضائع کرنا ہے۔ ایک غبی آدمی کیسے عالم ہو سکتا ہے اس کے لئے اور کوئی ہنر موزوں ہے اور ایک شریر شخص علم سے اور زیادہ موذی ہو سکتا ہے۔ (حضرت امام شافعیؒ)

علم کے لئے یہ بھی کسر شان ہے کہ اسے اس کے حاصل کرنے والے کے گھر پہنچایا جائے۔ (امام زہریؒ)

سب سے زیادہ عالم وہ ہے جو اطاعت کرے اور سب سے زیادہ جاہل وہ ہے جو نہ جانے اور بے پرواہ رہے۔ (حضرت منصور عمارؒ)

جو کوئی علم و حکمت اور بزرگوں کی باتوں سے دور رہے اس کا دل مر جاتا ہے۔ (اس میں حمیت' ہمدردی' نیکی کا جوش اور مروت کی سرگرمی نہیں رہتی)۔
(حضرت فتح موصلیؒ)

عالم کہلانا اسی کو سزاوار ہے جو دنیا کے کاروبار اور اس کی دلچسپیوں میں محو ہونے پر بھی خواہشات نفسانی اور مال و دولت پر راستی کو ترجیح دیتا ہو اور جو شخص اپنا قیمتی وقت رائیگاں نہیں صرف کرتا اور خیالات پر جس کو قابو ہوتا ہے' اسے عالم کہتے ہیں۔ عالم و دانشمند وہی ہے جو حوادث روزگار سے ایسا ہی بے پرواہ ہو جیسے دریا اپنے میں کنکر یا پتھر پھینکے جانے سے ہوتا ہے۔ (یحییٰ برمکیؒ)

ایک بوڑھے شخص کو جسے علم کا بہت شوق تھا لیکن حاصل کرنے سے شرماتا تھا کہا کہ تجھے اس بات سے کیوں شرم آتی ہے کہ آخر عمر میں تو اول عمر سے عالم تر ہوگا۔ (حکیم فیثاغورث)

علم کا آغاز بھی حیرت ہے اور انجام بھی۔ (کولرج)

علم بہت ہیں اور عمر کم تو وہ سیکھ جس سے سب علم آ جائیں۔ (حکیم اقلیدس)

تھوڑا ادب اچھا ہے' اس علم و عمل سے جس کے ساتھ ادب نہ ہو۔

علم جان ہے عمل تن ہے علم اصل ہے عمل فرع ہے۔ علم باپ ہے اور عمل اس کا بیٹا۔

اگر علماء خدا کے دوست نہیں تو عالم بھر میں کوئی خدا کا دوست نہیں۔

عالم و عابد دونوں بزرگ ہیں لیکن عالم اپنے ساتھ دوسروں کو بھی منزل مقصود تک پہنچاتا ہے اور برخلاف اس کے عابد کو اپنی ہی کامیابی کی دھن لگی رہتی ہے۔

علماء کی صحبت اور کتب حکمت کے مطالعہ سے مسرت بخش زندگی حاصل ہو سکتی

ہے۔

جب آدمی اپنے علم و اخلاق کو اچھی طرح جان لیتا ہے تو اس کو جاہلوں کی ملامت سے کوئی رنج و افسوس نہیں ہوتا۔

تکبر علم کا دشمن ہے۔

سلک مطالعہ

دل کو زندہ اور بیدار رکھنے کے لئے اچھی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

(امام غزالیؒ)

کبھی تم انگلستان کے تمام کتب خانوں کو بھی پڑھ ڈالو مگر اس کے بعد جیسے تھے ویسے ہی رہو گے گویا کچھ پڑھا ہی نہیں۔ لیکن اگر دس صفحات بھی غور سے کسی اچھی کتاب کے پڑھ لو گے تو کسی نہ کسی درجہ میں متعلم کہلا سکے گے۔

(رسکن)

زیادہ پڑھنا مفید نہیں ہے بلکہ پڑھے ہوئے کو سمجھ کر عقل بڑھانا اصل شے ہے۔ (جون لوک)

مطالعہ کتاب سے کیا کیا کچھ ملتا ہے آپ "حاصل مطالعہ" دیکھ لیجئے شاید آپ بھی "باہر کے مے خانے" کے مقابلے میں "دل کے پیمانے" کی مستی میں ڈوب کر سراغ زندگی پا جائیں۔

جو شخص فحش کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اس سے وہ اچھا ہے جس کو مطالعہ کا شوق ہی نہیں۔

میں کتابیں پڑھنے کے شوق کے تحت پچاس پچاس میل کا فاصلہ طے کر کے اپنے دوستوں سے کتابیں مانگ کر لایا کرتا تھا۔ (ابراہام لنکن)

بغرض مطالعہ اگر کتابیں چرائی جائیں تو چور پر تعزیر لاگو نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ عالمگیری)

دلکش کتب سے بہتر اور کوئی سامان آرائش نہیں ہوتا خواہ! یہ کتابیں ہم پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ (سڈنی سمتھ)

کسی کتاب پر تبصرہ یا تنقید سے قبل میں اس کے مطالعہ کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ (سڈنی سمتھ)

کسی سے کتاب مستعار لینے کے بعد مشکل ہی سے اس کی واپسی کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ (سکاٹ)

ایک بہترین اور منتخب دیوان اشعار ایک ایسا مطب ہے جہاں ہر مرض کے لئے عام ادویہ ہوتی ہیں یہ ادویہ غذا کے طور پر بھی استعمال کی جا سکتی ہیں اور پرہیز کے طور پر بھی۔ (گریوز)

ہر شخص ایک ضخیم کتاب ہے بشرطیکہ آپ کو پڑھنا آتا ہو۔ (ولیم الیری)

مجھے ایک بستر اور اچھی کتاب دے دیجئے' میں ہر طرح سے خوش ہوں۔ (پرسل سمتھ)

کتب خانہ "روحانی معالج" کی حیثیت رکھتا ہے۔ (سکندر اعظم)

تم مطالعہ اس لئے کرو کہ دل و دماغ کو عمدہ خیالات سے معمور کر سکو۔ نہ اس طمع سے کہ تھیلیاں روپوں سے بھرپور ہوں۔ (سینکا)

کاش اہل و عیال اور مال و دولت کی جگہ کتابیں میرے پاس رہ گئی ہوتیں۔ (یاد رہے کہ ہشام کے والد کی کتابیں یوم حرہ میں جل گئی تھیں)۔ (ہشام بن عبدالملک)

کاش! مجھے موت کتب خانہ میں آئے۔ (لارڈ میکالے)

میں اپنے دماغ کو علم کی قبر نہیں بلکہ علم کا خزانہ بنانا چاہتا ہوں۔ میں علم کا ٹھیکہ لینے کا خواہاں نہیں بلکہ اس کی عمومیت کا مشتاق ہوں۔ میں مطالعہ صرف اپنی ذات کے لئے پسند نہیں کرتا بلکہ ان لوگوں کے لئے جو خود مطالعہ نہیں کرتے۔ (سر ٹامس براؤن)

مطالعہ سے خلوت میں خوشی، تقریر میں زیبائش، ترتیب و تدوین میں استعداد اور تجربے میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ (بیکن)

کتب خانہ دیکھ کر مجھے فقط یہی افسوس ہوتا ہے کہ زندگی اس قدر مختصر ہے کہ میں اس سارے ادبی خزانے سے پوری طرح لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔

(جان برائٹ)

میری لائبریری "سکون کا مندر" ہے۔ گلیڈ سٹون)

آپ کے مطالعے کے رجحان سے میں بتا سکتا ہوں کہ آپ کس قسم کے انسان ہیں۔ (گوئٹے)

قدیم ادیبوں اور شاعروں کی تصانیف کا مطالعہ اور فرسودہ خیالات اور جملوں سے احتراز کرنے سے منفرد اسلوب تحریر پیدا کیا جا سکتا ہے۔ (کیتھلین نورس)

اگر مجھے روئے زمین کی بادشاہت دے دی جائے اور میرا کتب خانہ مجھ سے لے لیا جائے تو میں اس پر ہرگز رضامند نہ ہو سکوں گا۔ (لارڈ میکالے)

عالم سے ایک گھنٹہ کی گفتگو دس برس کے مطالعے سے زیادہ مفید ہوتی ہے۔

(بطلیموس)

علماء کی صحبت اور کتب حکمت کے مطالعے سے مسرت بخش زندگی حاصل ہو سکتی ہے۔

مطالعہ کرنا کتب اخلاق و احوال اہل طریق کا، ایک طرح کی صحبت معنوی اور بار آور عمل صالح ہے۔

کتاب کا مطالعہ کرتے وقت زبان دانی اور انشاء پردازی پر خاص توجہ دینے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف خیالات پر توجہ دی جائے۔

مطالعہ ایک مسرت بے مضرت ہے۔

تعلیم نے آبادی کی ایک بڑی تعداد کو پڑھنے کے قابل بنا دیا ہے لیکن یہ تمیز نہیں دی کہ کون سی چیز پڑھی جائے۔ (ٹریولین)

جو شخص تفریح طبع کے لئے کتابیں پڑھتا ہے وہ تعلیم یافتہ دماغی عیاش ہے جو اپنی دولت علمی اور گرانبہا وقت کے موتی دل خوش کن مزے میں لٹا رہا ہے۔

طرح طرح کی عام کتابوں کے پڑھنے سے معلومات تو بے شک بڑھ جاتی ہیں مگر مزاج بگڑ جاتا ہے۔ خیالات پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ حق بات پر دل نہیں جمتا۔ عمل کی طاقت گھٹ جاتی ہے۔

جب کوئی کتاب پڑھو تو آخر میں چند نتیجے اخذ کر لو۔ ورنہ سرسری طور سے پڑھ جانا ایسا ہے جیسا کہ غذا کو بغیر چبائے ہوئے نگل جانا۔ لہذا پڑھو تو سمجھ سے پڑھو ورنہ چمچے کی طرح کیا فائدہ کہ رہے تو رنگ رنگ کے کھانوں میں مگر کھٹے میٹھے الونے سلونے ذائقے کی اسے کچھ خبر نہ ہو۔

کئی لوگ مرتے دم تک ان خراب حالات کے لئے نوحہ گر رہتے ہیں جو فحش کتابوں سے ان کے دلوں پر جم گئے۔ اگر وہ رنگ ہوتا تو آخری وقت وہ ان خیالات کو اپنے خون سے دھو ڈالنے میں بھی دریغ نہ کرتے۔

بری تصنیف کے برابر کوئی گناہ نہیں' برا معلم صرف ایک مدرسہ کو بگاڑ سکتا ہے مگر بری تصنیف ایک عالم کو تباہ کر دیتی ہے۔

گندے مضامین کی کتابیں لکھنے سے باز آؤ قوم کے بچوں پر رحم کرو انہیں گڑ میں زہر ملا کر مت دو۔

کتابیں ایسے بزرگوں کے مدفن ہیں جو مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے۔

جو کتاب کئی بار پڑھنے کے لائق نہیں وہ پڑھنے ہی کے لائق نہیں۔

انسان کے لئے کوئی یادگار کتاب سے زیادہ دیرپا نہیں ہو سکتی۔

بعض کتابیں صرف چکھ لینے کے قابل ہوتی ہیں بعض نگل جانے کے لائق اور بہت تھوڑی ایسی ہوتی ہیں جن کو چبانے اور ہضم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ خون صالح پیدا ہو سکے۔ (یعنی اچھے نتائج حاصل ہوں)

علم قابو میں نہیں رہتا جب تک متواتر پڑھنا جاری نہ رکھا جائے۔
دس اچھی کتابیں پڑھ کر تب کہیں آپ ایک سیڑھی اوپر چڑھیں گے۔ اس کے برعکس صرف ایک گندی کتاب پڑھ کر آپ دس سیڑھیاں نیچے گر جائیں گے۔
دارالعلوم علم سے معمور ہیں۔ نئے لوگ اس میں اضافہ کرتے رہتے ہیں' جانے والے اپنے ساتھ نہیں لے جاتے۔ اس طرح علم میں مستقل طور پر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔
یہ ایک اچھی تجویز ہے کہ بعض کتابیں غور سے گہرے مطالعہ کے لئے' کچھ دوسری صرف مطالعہ کے لئے چنی جائیں۔
درسگاہ جنت کا روضہ ہے۔
اچھی کتاب سے بہتر کوئی ہم نشین و رفیق نہیں ہے۔
میں کبھی تنہا نہیں ہوا بلکہ مصنفین کتب میرے ہم نشین ہوتے ہیں۔
دانش مند بننا ہے تو ادب و اخلاق کی پرانی اور سائنس کی نئی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔
ہم جس قدر آنکھ سے سیکھتے ہیں اس قدر کان سے نہیں سیکھتے۔ کتاب قدرت ہر وقت ہر کسی کے مطالعہ کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو اور عبرت و تجربہ حاصل کرو۔
ضخیم کتابوں کو نوک زبان کرنے سے وہ مرتبہ نہیں ملتا جو فقط ایک جملے کو غور و فکر کی آنکھوں میں جگہ دینے سے ملتا ہے۔
بری کتابیں ایسا زہر ہیں جو جسم کو نہیں بلکہ روح کو مار ڈالتی ہیں۔
کتاب ہی ایک ایسی ہم نشین ہے جو نہ منافقت کرتی ہے نہ آزردہ خاطر ہوتی ہے۔ تم اگر اس پر زیادتی بھی کرو تو ناراض نہیں ہوتی اور تمہارا کوئی راز افشا نہیں کرتی۔

مہلب نے اپنی اولاد سے کہا تھا کہ اے فرزندو! اگر تمہیں بازار میں کہیں رکنا پڑے تو وہیں رکو جہاں ہتھیار فروخت ہوتے ہیں یا اگر تمہیں کتابیں خریدنی ہوں۔

ایک خلیفہ کا ذکر ہے کہ اس نے کسی عالم کو باتیں کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ جب بلانے والا آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ بیٹھا ہے اور اس کے گردو پیش کتابیں بکھری پڑی ہیں' جس کا وہ مطالعہ کر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ امیرالمومنین! آپ کو یاد فرماتے ہیں۔ اس نے جواب دیا' ان سے عرض کر دینا کے میرے پاس حکماء کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے' جن سے میں گفتگو کر رہا ہوں۔ ان سے فارغ ہو کر حاضر ہو جاؤں گا۔

سب سے عزت کی جگہ تیز رفتار گھوڑے کی زین ہے اور زمانے میں بہترین ہم نشین کتاب ہے۔

کتابیں میری ایسی ساتھی ہیں جو مجھ سے صرف وہ باتیں کرتی ہیں جو میں سننا پسند کرتی ہوں۔ (مس ہیلن کیلر)

جو نوجوان ایمانداری سے کچھ وقت مطالعے میں صرف کرتا ہے تو اسے اپنے نتائج کے بارے میں بالکل متفکر نہ ہونا چاہئے۔ (ولیم جیمز)

مطالعہ کے دوران میں ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ بغیر مقصد کے پڑھنا نہ صرف فضول ہے بلکہ مضر بھی۔ (نذیر الدین احمد)

مذہب؟

ہم پر جو چیز سب سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہے وہ اپنے کنبے کے عقائد ہوتے ہیں۔ (ولیم جیمز)

سائنس کچھ بھی کہے' مجھے تو یوں نظر آتا ہے کہ جب تک دنیا قائم ہے رعایا

میں عبادت کا سلسلہ قائم رہے گا۔ (ولیم جیمز)

جو شخص' وحی کے لئے جگہ بنانے کی خاطر عقل و بصیرت کو باہر نکال دیتا ہے وہ وحی اور عقل دونوں کے چراغ گل کر دیتا ہے۔ (لاک)

بنی نوع انسان کے درمیان جتنی خصامتیں اور عداوتیں موجود رہی ہیں' ان میں سب سے زیادہ کہنہ اور تکلیف دہ تعصبات وہ ہیں جو مذہبی بغض و عناد کا نتیجہ ہیں اور ان کے انسداد کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ (جارج واشنگٹن)

مصلحتیں دین کے لئے ہیں' دین مصلحتوں کے لئے نہیں۔

(مولانا امین احسن اصلاحی)

انسان دراصل علم نہیں یقین چاہتا ہے۔ (جائس کیری)

مذہب' عام حقائق کا وہ نظام ہے جسے اگر خلوص سے مانا اور جیسا کہ اس کا حق ہے' سمجھ لیا جائے تو اس سے سیرت اور کردار بدل جاتے ہیں۔

(پروفیسر وائٹ ہیڈ)

مذہب' پاکیزگی اور طہارت کے ساتھ اسی وقت پھلتا پھولتا ہے جب وہ کسی سرکاری امداد کا مرہون منت نہ ہو۔ (جیمس میڈ-سن)

عقائد کے متعلق' عوام سے گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔

عام آدمیوں میں بیٹھ کر وعظ نہ کہو کیونکہ ایسے موقع پر واعظ اکثر جھوٹ بولنے پر مجبور ہوتا ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب کے انحطاط بالاست کی ایک بڑی علت' روساء مذہب کا معبودانہ اقتدار ہے۔

مذہب نے انسان سے بڑے بڑے مظالم کا ارتکاب کروایا ہے۔ (تکریشش)

انسان' ذہن و جسم کی کتنی ہی عظمتیں حاصل کرے لیکن روح اور اخلاق کی ادنیٰ سے ادنیٰ پاکیزگی بھی حاصل نہیں کر سکتا اگر اس کا اعتقاد اور عمل روحانی ہدایت کی روشنی سے محروم ہے۔

اِنسان اور کائنات

حضرت آدمؑ کو ماں باپ کی خدمت نہیں کرنا پڑی لہٰذا اس کی اولاد بھی اس فرض سے غافل ہے۔ (ڈنکن)

انسانی زندگی میں قسمت کا بہت عمل دخل ہے۔ جو شخص خود کو حوادث زمانہ سے محفوظ سمجھتا ہے' وہ خوابوں کی دنیا میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ (فاسڈک)

دنیا کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کیا نہیں جانتا۔ اور جو شخص جتنا ہی کم جانتا ہے' اتنا ہی زیادہ جانتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ (جائس کیری)

کتنے افسوس کی بات ہے کہ لوگ بہت زیادہ اور انسان بہت ہی تھوڑے ہیں۔ (رابرٹ زمنڈ)

کائنات میں گھاس کی پتی کو وہی اہمیت حاصل ہے جو کسی ستارے کی شعاع کو۔ میرے ہاتھ کا ایک جوڑ' انسان کی بنائی ہوئی ہر چیز سے بہتر ہے۔ یہ سر جھکا کر چلنے والی گائے ہر مجسمے سے حسین تر ہے۔ ایک چیونٹی یا چوہے کی تخلیق اتنا بڑا اعجاز ہے کہ اگر دنیا کے ملاحدہ غور کریں تو کروڑوں ایمان لے آئیں۔

(وائٹ مین والٹ)

ایسے لوگ جو اعلیٰ قابلیت رکھتے ہوئے بداطوار و پست کردار ہوتے ہیں۔ ان کی مثال ان گلی سڑی ہڈیوں کی ہے جو چاند کی روشنی میں چمک دمک کے ساتھ بدبو اور تعفن پھیلاتی ہیں۔ (پوپ الیگزینڈر)

کائنات کی وسعتوں میں میری مثال اس بچے کی سی ہے جو سمندر کے کنارے کھیل رہا ہو۔ مجھے اپنے ساتھیوں کی نسبت کوئی خوبصورت سا سنگریزہ یا گھونگا مل جاتا ہے۔ ابھی حقیقت بحرِ ذخار کی طرح میرے سامنے ہے' جس کا کوئی علم ہمیں نہیں ہوتا۔ (نیوٹن)

نوع انسانی کو دوسری تمام مخلوقات سے اسی لئے ممتاز کیا گیا ہے کہ اس کے اندر ایسی چیزوں کے لئے بھی جذبہء آرزو مندی کارفرما رہتا ہے جو فوری جسمانی خواہشات سے بالاتر ہوتی ہیں۔ جو کچھ وہ رکھتا ہے اس سے زیادہ کی خواہش کرتا ہے اور جو کچھ اس کے پیش نظر ہے' اس سے بڑھ کر تصور کرتا ہے۔

(ہنری جارج)

فطرت کی تخلیقات میں ایسی صفات موجود ہیں جن کا ہمیں علم نہیں اور فن کی صلاحیتوں میں ایسی ترکیبیں موجود ہیں جنہیں برتا نہیں گیا۔ (جانسن)

یہ کائنات خدا کا حکیمانہ تصور ہے۔ (اسپینوز)

اس کانپتی ہوئی کائنات کو کسی غیر مری ہاتھ نے ناقابل تصور چابکدستی سے متوازن کیا ہو گا۔ (سر جیمز جینز)

جب ہم زندگی کی حقیقت پر غور کرنے لگیں تو ہمیں چاہئے کہ فزیکل سائنس کی محدود فضا کو پھلانگ کر اس مافوق البشری طاقت کو تسلیم کریں جو ہر شے کو تکمیل کی راہوں پہ ڈال کر اس کی راہنمائی کر رہی ہے۔ (آلیور لاج)

باشعور زندگی جس کا دھارا ازل سے ابد کی طرف رواں ہے' فطرت کا بہت بڑا راز ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اس پر نیز کائنات کی حیرت انگیز ساخت پر غور کریں اور اس دانش اعلیٰ کا سراغ لگائیں جس کا اظہار فطرت کے ہر منظر سے ہو رہا ہے۔

(البرٹ آئن سٹائن)

جب انسان' فطرت کے حیرت انگیز نظم و نسق پر غور کرتا ہے تو علماء و عوام سب ایک خالق کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ہماری یہ دنیا ایک دلکش ناول کی طرح ہے۔ جس کی کہانی ہم بایں امید پڑھ رہے ہیں کہ شائد ہمیں اس کا پلاٹ بھی معلوم ہو جائے۔ پلاٹ کی گریزپائی' ہمارے شوق تجسس میں اضافہ

کرتی ہے اور بالآخر یہی شوق ہمارے ایمان کا جزو بن جاتا ہے۔ میرا احساس یہ ہے کہ یہ تاریکی جس میں تخلیق کائنات کا راز مستور ہو' خدا کے عظیم پلان کا ایک حصہ ہے۔ (سر آرتھ کیتھ)

فطرت اتنی حسین ہے اور اس کا حسن اتنے حجابات میں مستور ہے کہ اس کے کسی پہلو کے متعلق آخری بات دنیا کا آخری آدمی ہی کہہ سکے گا۔

(ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

انسان' تہذیبی سانچوں کی کٹھ پتلی ہے۔ (میشل فوکو)

موجودہ دور میں انسان کا خطرناک ترین دشمن انسان ہے۔ (برٹرینڈ رسل)

دنیا میں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ بیوقوف' یقین اور عقلمند' شک و شبہ میں گھرے رہتے ہیں۔ (برٹرینڈ رسل)

یہ کائنات ایک سریلا جھرنا ہے اور انسان اس کی آواز۔

انسان ایک سادہ کتاب کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے مربی حسب خواہش اس پر نقش و نگار کرتے ہیں۔

ظلم' انسان کی عادات و خصائل میں سے ہے اور اگر کوئی ایسا ہے جس میں ظلم نہ ہو تو یہ سمجھو کہ وہ کسی سبب سے ظلم نہیں کر رہا۔ (چرچل)

خدائے کائنات کس قدر حیرت انگیز تخیل کا مالک ہے۔ (ٹینی سن)

ہر لمحے انسان زندہ مرجاتا ہے اور مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ یہ موت و پیدائش کے احساس و عمل کی محتاج ہے۔ (ٹینی سن)

خدا بڑی بڑی سلطنتوں سے خفا ہو سکتا ہے لیکن چھوٹے چھوٹے پھولوں سے کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ (رابندر ناتھ ٹیگور)

انسان فطری طور پر جارحیت پسند مخلوق ہے اور یہ کہ اس کے متعلق کوئی دوسرا مفروضہ قائم کر لینا غلطی اور حماقت ہے۔ (ولیم جیمز)

انسان کو علم حیاتیات کی روشنی میں دیکھئے یا اس کا کوئی اور مقام متعین کیجئے وہ بہرحال تمام شکاری درندوں میں سب سے زیادہ خوفناک ہے اور حقیقت میں یہ وہ واحد درندہ ہے جو بڑے ہی منظم انداز میں اپنے ہی ہم جنسوں کا شکار کرتا ہے۔ (ولیم جیمز)

باطل کے غیر محکم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کائنات میں ایسا نظام پایا جاتا ہے جو حق پر مبنی ہے۔ (پروفیسر وہائٹ ہیڈ)

انسانی فطرت لچکدار' تغیر پذیر اور مسلسل ارتقا کی اہلیت رکھتی ہے۔

(جان ڈیوی)

چونکہ اس کائنات میں قدم قدم پر فکر و دانش کی شہادت ملتی ہے' اس لئے ہم اسے فکر و دانش کی تخلیق سمجھنے پر مجبور ہیں۔ (سر جیمز جینز)

اگر ہم صحیح خطوط پر سوچیں تو سائنس ہمیں خالق کا وجود تسلیم کرنے پر مجبور کر دے گی۔ (ڈاکٹر ڈیوڈ سٹار جارڈن)

میرا جذبہ خواہ غم بے کسی کا ہو۔ خواہ! جوش طرب کا' کبھی تنہا نہیں ہوتا۔ لاتعداد رفیق جنہیں میں جانتا بھی نہیں' میرے پاس کھڑے میرے ساتھ ماتم یا مسرت میں شریک ہیں۔ یہ میرے گمنام و بے نشاں دوست ہیں جو میری پیدائش سے ہزارہا سال پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔ (روز لیڈ مرے)

صاف دیکھنے والی آنکھ کے لئے ایک چھوٹی سی حقیقت بھی ایک ایسے روزن کا کام دیتی ہے' جس سے خدا نظر آنے لگے۔

میں باوجود انتہائی کوشش اور عرصہ ہائے دراز کی جستجو کے' زندگی کے معمے کا ایک شمہ بھی حل نہیں کر سکا۔ (کاؤنٹ ٹالسٹائی)

مجھے ہولے ہولے گرنے والی برف' بہاروں کے نظر نواز مناظر اور ستاروں کی چمک دمک سے اتنی مسرت نہیں ہوتی جتنی اس حقیقت سے کہ یہ کائنات' حسن

میں اس طرح ڈوبی ہوئی ہے جیسے سمندر میں صدف۔
اس کائنات کے اندر اور باہر ایک دماغ کا تصور انتہائی معقولیت پر مبنی ہے۔
آدمی اس کے سوا کچھ نہیں جو وہ خود کو بناتا ہے۔ (کیر کے گورد)

حلقۂ رفاقت

اللہ کی بہترین نعمت مخلص دوست ہے۔ (حکیم اقلیدس)
جو اپنے دوست کو برے کاموں سے پند و نصائح کے ذریعے باز نہیں رکھتا وہ دوستی کے قابل نہیں ہے۔ (جالینوس)
اگر تو چاہتا ہے کہ دن کی طرح روشن ہو جائے تو اپنی ہستی کو اپنے دوست کے سامنے جلا ڈال۔ (مولانا رومؒ)
سچی محبت ایک قابل قدر شے ہے لیکن سچی دوستی اس سے بھی نایاب ہے۔
(لارڈ کفوکا)
دنیا میں اگر کوئی دوزخ ہے تو وہ نادان کی دوستی ہے۔ (خوشحال خان خٹک)
دوستوں کے ساتھ اس قدر اخلاص رکھنا چاہئے کہ جو تھوڑے سے تغیر پر زوال پذیر نہ ہو۔ (بقراط)
دوست کا عیب دوست پر ظاہر کرنا حق دوستی ہے مگر اس کی تشہیر ایک کمینہ پن ہے۔
تم مجھ کو اپنے ہم جلیس کا حال بتاؤ میں تم کو بتا دوں گا کہ تم کون ہو اور کیا ہو؟
سچی دوستی کی علامت یہ ہے کہ مفلسی کی حالت میں دوست کی عزت اس کی تونگری سے بڑھ کر کی جائے۔ (حضرت فضیل بن عیاضؒ)

جہاں تک ہو سکے اپنے سے اعلیٰ آدمیوں کی مصاحبت و محبت اختیار کرو۔ یہی حقیقی غرور ہے۔ (لارڈ چسٹر فیلڈ)

میرا پہلا دوست ہی میرا پہلا دشمن ہے۔

میں کسی چیز کے تلاش کرنے میں نہیں تھکا بجز ایسے دوست کے ڈھونڈنے میں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہو۔ (حضرت عبداللہ بن مبارک)

دوستی گلاب کا پھول ہے جس کے ساتھ کوئی کانٹا نہیں۔

کسی شہنشاہ کے تاج سے قیمتی' موتیوں سے زیادہ چمکدار اور چاندنی رات سے زیادہ پر کشش اگر کوئی چیز ہے تو وہ دوستی میں وفا ہے۔

دوستی کا نازک دھاگا دراصل فرشتوں نے تھام رکھا ہے۔ محبت اور اخلاص کی پریاں جس کی حفاظت کرتی ہوں تو دنیا کی مخالفت اسے کیسے توڑ سکتی ہے۔

میں وحشیوں کی طرح جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرا مگر میں نے برے ساتھی سے زیادہ کوئی وحشت ناک نہیں دیکھا۔ (بزر جمہر)

میرا دوست' انسان نہیں فرشتہ ہے۔ اس کے کام بھی فرشتوں والے ہیں۔ یعنی دوسروں کی برائیوں اور گناہوں کا حساب رکھنا۔

جا اور تیرے پاس جو کچھ بھی ہے اس سے ایک دوست خرید لے اور پھر اسے کسی قیمت پر بھی فروخت/ضائع نہ کر۔

جانور بہت اچھے دوست ہوتے ہیں کیونکہ وہ کوئی اعتراض اور برائی نہیں کرتے۔

اپنی توہین و تذلیل' اپنی زبان سے کبھی نہ کیجئے۔ اس موضوع پر بولنے کا حق آپ کے دوست ادا کریں گے۔

انسان کو دشمن کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ نہ کرنا چاہئے کہ پھر اس کو دوست بنانا ممکن نہ ہو۔

فاصلہ کی واقفیت نزدیک کی دوستی سے اچھی ہے۔
تیرا دشمن، تیرے دوستوں سے پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا دوستوں کی تعداد نہ بڑھاؤ۔
(حضرت یحییٰ معاذ الرازیؒ)
انسان کے نیک رہنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ہم معاملہ بھی نیک ہوں ورنہ اس کی نیکی نبھ نہیں سکتی۔
دوست بناتے وقت ہمیں اپنے دل کو قبرستان بنا لینا چاہئے تاکہ دوست کی برائیوں اور اپنی خواہشوں کو اس میں دفن کر سکے۔
جتنا تم خدا کے دوست جانو گے اتنا ہی لوگ تمہیں دوست جانیں گے۔
(حضرت یحییٰ معاذ الرازیؒ)
الٰہی جیسا تو کسی کی مانند نہیں تیرے کام بھی کسی کی طرح نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کو دوست جانے بہرحال اس کی راحت چاہتا ہے تو اپنے دوستوں کو بلاؤں میں ڈالتا ہے۔ ('')
ایک ہدایت یافتہ دانا کی دوستی میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ ستر سال بغیر ایسی دوستی کے عبادت کی جائے۔ ('')
اگر ایک دوست سے خیانت دیکھو تو عتاب مت کرو۔ کیونکہ وہ ایسی بات کہے گا جو اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی۔ (حضرت ابو سلیمانؒ)
دوست اس کو سمجھ جو خلوت میں تیرے عیب تجھ پر ظاہر کر کے تجھے تنبیہ کرے۔ اور تیرے پیچھے لوگوں میں تیری تعریف کرے اور مصیبت کے وقت تیری ہمراہی کرے۔ (خلیفہ مامون الرشید)
دوست ہزار بھی کم ہیں اور دشمن ایک بھی زیادہ ہے۔ (نظام الملک طوسی)
جو اپنوں کے ساتھ وفا نہیں کرتا عقل مندوں کے نزدیک دوستی کے قابل نہیں۔
(شیخ سعدیؒ)

کمزور دشمن جو اطاعت قبول کرلے اور دوست بن جائے اس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا کہ وہ ایک زبردست دشمن بننا چاہتا ہے۔ (")

دو دشمنوں کے درمیان بات چیت اس طرح کر کہ اگر وہ کبھی دوست بھی بن جائیں تو تجھے شرمسار نہ ہونا پڑے۔ (")

دوستوں کی بات چیت میں آہستگی اختیار کر کہیں کم بخت دشمن ہی نہ سنتا ہو۔ (")

جو شخص دشمنوں کے ساتھ صلح کرتا ہے اسے دوستوں کو آزار پہنچانے کا خیال ہے۔ (")

جس نے کبھی دوست نہیں بنایا وہ کبھی دوست نہیں بن سکتا۔ (لارڈ ٹینی سن)

دوستی کے بندھن کو مضبوط بنانا ہے تو دوستوں سے ملتے رہئے اور اگر بہت ہی مضبوط بنانا ہے تو کبھی کبھار ملئے۔

دوست' ایک نفس اجسام متفرقہ ہیں۔ (دیو جانس کلبی)

دوستوں کی زیادتی کا اندازہ' تکلف کی کمی سے لگایا جاتا ہے۔ (بزرجمہر)

بدگمانی کو اپنے اوپر غالب مت کر کہ تجھے دنیا میں کوئی دوست اور ہمدرد نہ مل سکے گا۔ (حضرت لقمانؒ)

یقین جانو کہ جس شخص کے گہرے تعلقات رکھنے والے دوست اچھے ہیں وہ خود بھی ضرور اچھا ہوگا۔ (لیمو ٹیر)

دوستی کی قرابت بہ نسبت رشتہ کی قرابت کے بہتر ہے۔

ٹوٹی ہوئی دوستی جڑ سکتی ہے مگر ثابت نہیں ہو سکتی۔

سب لوگ جو ایک شخص کو اچھا کہتے ہیں اس کے دوست ہی نہیں ہیں۔

دوست کا غصہ' بے وقوف کی محبت سے بہتر ہے۔

دو شخصوں کو دیکھا' جو عرصہ دراز سے باہم یکجا رہتے تھے اور محبت ان ہر دو کے درمیان پورے طور پر مستحکم ہو گئی تھی۔ آپ نے ان سے حالات و تعلقات

دریافت کئے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم دوست ہیں۔ "سچ سچ کہو! کیونکہ تم میں سے ایک تونگر ہے اور ایک مفلس؟" (دیو جانس کلبی)

دوست کا امتحان مصیبت کے وقت میں ہوتا ہے۔

دشمن سے ایک بار تو دوست سے ہزار مرتبہ ڈر کیونکہ دوست اگر دشمن ہو جائے تو اسے گزند پہنچانے کے ہزاروں طریقے معلوم ہیں۔ (ابن معروفؒ)

ہزار دوست کی دوستی کو ایک شخص کی عداوت کے بدلے نہ خریدو۔ (امام شافعیؒ)

تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔ (سید عبدالقادر جیلانیؒ)

جس کا غصہ زیادہ ہے اس کے دوست کم ہیں۔ (حضرت فضیل بن عیاضؒ)

حقیقی دوست وہ ہے جو آپ کی طرف اس وقت آتا ہے جب ساری دنیا آپ کو چھوڑ چکی ہوتی ہے۔ (دنچل)

دوستوں کی محرومیوں اور نامرادیوں سے ہر کوئی ہمدردی کر سکتا ہے لیکن ان کی کامیابیوں سے ہمدردی کرنے کے لئے بے حد بلند فطرتی کی ضرورت ہے۔

آپ کی کامیابی میں کوئی ایسی چیز ضرور ہے جس سے آپ کے بہترین دوست بھی ناخوش ہیں۔ (مارک ٹوین)

"جو دوست مصیبت کے وقت مفید نہیں وہ عملاً" و عقلاً" دشمن کے قریب قریب ہے۔ دوست اور برادر غم خواری کے لئے ہوتے ہیں ورنہ وہ ناواقف شخص کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے معتبر دوست کی تلاش کی لیکن نہ ملا۔ اس نے میری کوششوں کو تھکا دیا۔ تمام شہر میرے نزدیک بدل گئے ہیں۔ گویا' ان کے اندر کوئی بھی ہمدرد غم خوار انسان نہیں نیز صدیق کا صاد اور کیمیا کا کاف یکجا نہیں ملتے۔ پس اپنے دل سے ہر دو کی طمع کو کھو دے"۔ (واضح ہو کہ عربی کے کسی لفظ میں صاد کاف کے ساتھ ملا ہوا نہیں) یعنی دوست اور کیمیا کی تلاش نہ کر۔ (حضرت امام شافعیؒ)

برے دوست سے کتا اچھا ہے اور آدمی کے برا ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ خود نیک نہ ہو اور نیک لوگوں کو برا کہے۔ (حضرت مالک بن دینارؒ)

میں شیطانوں کے ساتھ پہاڑوں پر پھرا مگر برے انسانوں کے سوا کسی سے نہیں گھبرایا۔ (بزر جمہر)

ناراض ہونے کے خیال سے حق بات دوست کو نہ بتلانا حق دوستی نہیں۔

(حضرت مجدد الف ثانیؒ)

جو شخص ایسا دوست نہیں رکھتا کہ اس کے آگے اپنے دل کی باتیں کہے وہ مردم خوار ہے جو اپنے دل کو کھاتا ہے۔ (فیثا غورث)

تین آدمی میرے دوست ہیں۔ ایک وہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ دوسرا وہ جو مجھ سے نفرت کرتا ہے اور تیسرا وہ جو مجھ سے کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتا۔ کیونکہ پہلا محبت کا سبق دوسرا احتیاط کا اور تیسرا خود اعتمادی سکھاتا ہے۔ (بطلیموس)

جس شخص کی دوستی سے کچھ نفع نہ پہنچے اس کی دشمنی سے بھی کچھ ضرر نہ ہوگا۔ (کیخسرو)

اس سے پوچھا گیا' بھائی بہتر ہے یا دوست؟ جواب دیا' بھائی! اگر دوست ہو۔

(بوعلی سینا)

اگر تم اپنے دوست کی امداد یا اس کے غم کی برداشت یا دعا کرنا نہیں چاہتے تو دوست سے اس کی حالت ہرگز دریافت نہ کرو کیونکہ یہ منافقت ہے۔

(حضرت علی خواصؒ)

جب تیرے دوست کو حکومت مل جائے تو جس قدر محبت اس کو تیرے ساتھ پہلے تھی اس کے بیسویں حصہ پر راضی ہو جا۔ (حضرت امام شافعیؒ)

جب تیرا کوئی دوست ہو تو اس کی محبت کا اندازہ اس سے نہ پوچھ بلکہ اپنے دل سے پوچھ کیونکہ جو تیرے دل میں ہوگا' ویسا ہی اس کے دل میں ہوگا۔

تصور تاریخ

تاریخ کا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ تاریخ سے کبھی کسی نے سبق نہیں سیکھا۔
(ٹائن بی)

جو شخص کسی فن میں کمال کے ساتھ شہرت عام حاصل کرتا ہے' اس کی نسبت اچھی یا بری سینکڑوں روایتیں خودبخود پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض حالتوں میں اس قدر عام زبانوں پر قبضہ کرلیتی ہیں کہ خواص تک کو ان پر تواتر کا دھوکا ہوتا ہے۔
(شبلی نعمانی)

تاریخ میں ہمیشہ غیر متوازن جملوں نے تباہی کو دعوت دی ہے۔

کامیاب قائد وہ ہوتا ہے جو پہلے سے موجود وسائل کا صحیح استعمال کر سکے اور کامیاب ترین قائد وہ ہے جو خود وسائل کو بھی عدم سے وجود میں لائے۔

اس ملک یا قوم کی سیاہ بختی کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا جو یکدم اپنے ماضی کی روایات سے اپنا تعلق منقطع کرے۔ (گلیڈ اسٹون)

تازہ خون کی آمیزش کے بغیر زوال لازم ہو جاتا ہے۔

بڑوں کو بڑے مسائل اور مصائب سے گذرنا پڑتا ہے۔

فکر سے محروم قومیں بالآخر تباہ ہو جاتی ہیں۔

ایسے لوگ جو مردہ قوموں کی رگوں میں زندگی کا خون دوڑا دیں وہ مرتے نہیں بلکہ ان کی موت میں بھی ہزاروں زندگیاں پوشیدہ ہوتی ہیں۔

اجتماع و معاشرت کے انقلابات کے نقشے ایک دل خوش کن تخیل سے زیادہ نہیں ہیں۔

یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا بڑے بڑے لوگ دنیا میں انقلابات کا باعث بنتے ہیں یا انقلابات عالم سے ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔

افراد کو تباہ کیا جا سکتا ہے خیالات کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

دنیا کو اتنا نظریوں نے نہیں جتنا شخصیتوں نے بدلا ہے۔ یوں بھی عوام نظریوں سے زیادہ نتیجوں کے دلدادہ ہوتے ہیں۔

تاریخی واقعات صرف ان بنیادی اسباب سے ترتیب پاتے ہیں جو ناگزیر ہو جاتے ہیں۔ ان کی نزاکت اور اہمیت میں کسی کو دخل نہیں ہوتا۔ دراصل تاریخ کے نازک مراحل اور فیصلہ کن لمحات میں ایک غالب آ جانے والی شخصیت کا ظہور حالات کے رخ کو برسوں اور نسلوں کے لئے بدل دیتا ہے۔ (لائڈ جارج)

تاریخ عالم محض بڑے آدمیوں کی سوانح کا نام ہے۔ (کارلائل)

تاریخ افراد کی معاشرتی زندگی کے کارناموں اور سرگرمیوں کی داستان کا نام ہے۔ (ہنری پارنیا)

تاریخ ایک ایسا آئینہ ہے' جس سے ماضی کی تہذیب کا عکس نظر آتا ہے۔ (جی ہوزنگ)

تاریخ سے ہماری مراد' افراد کی ابتدائی معاشرتی زندگی کی سیاسی سرگرمیوں کی کہانی ہے۔ (کینتھ برک)

انسانی خطا پذیر شہادت و فہم کے مطابق قصہ ہائے پارینہ کا زیادہ سے زیادہ محنت کے ساتھ بیان' تاریخ کہلاتا ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا)

تاریخ' ماضی کے ان جمع شدہ حقائق کی توضیح و تشریح کے مطالعہ کا نام ہے جو افراد نے اس معاشرہ میں انجام دیئے۔ نہ صرف ماضی بلکہ حال کے کارناموں کا فہم بھی تاریخ کہلاتا ہے۔ (کرامویل)

تاریخ ہمیں مثالوں کے ذریعے فلسفہ پڑھاتی ہے۔ (بائینگ بروک)

مطالعہء تاریخ کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ سیاسیات' ادب' مذہب یا سائنس غرضیکہ جو کوئی بھی علم ہو' اس کے پس منظر کو تلاش کیا جائے اور پھر ان نظریات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ (لارڈ ایکٹن)

انقلاب تو آغاز جنگ سے بہت قبل کارفرما ہو چکا ہوتا ہے۔ دراصل انقلاب' قلوب واذہان میں برپا ہوتا ہے۔ (جان ایڈمز)

جب معاشرہ ٹکڑے ٹکڑے اور روح عصر فگار ہو جائے تو جان لیجئے کہ انتشار مکمل ہو چکا ہے۔ (ٹائن بی)

کچھ لوگوں کو بعض لوگوں کی موت بڑا بناتی ہے اور چند ایسے بھی ہیں جنہیں بڑائی فقط وراثت میں ملتی ہے۔ حالانکہ وہ خود کسی طور پر اس کے اہل نہیں ہوتے۔

تاریخ بہت ظالم ہے اس نے نہ تو کسی کو آج تک معاف کیا ہے اور نہ ہی فراموش۔ (حکیم محمد موسیٰ امرتسری)

مرد تاریخ ساز ہے' لیکن عورت بذات خود تاریخ کا درجہ رکھتی ہے۔ ہنگوڑا ہلانے والے یہی نازک ہاتھ دراصل تاریخ کو جنم دیتے ہیں۔ (سپنگلر)

کوئی تہذیب مکمل طور پر مردہ ہونے سے قبل ساڑھے تین بار اس عمل سے گزرتی ہے۔ ان کی ترتیب یوں ہے شکست۔ اجتماع شکست' اجتماع۔

(ٹائن بی)

نئی تہذیب اس وقت جنم لیتی ہے جب کوئی انسانی گروہ کسی مشکل صورت حال پر قابو پانے کے لئے غیر معمولی قوت عمل سے کام لیتا ہے۔ (ٹائن بی)

دور وسطیٰ کے مغربی متکلمین اور اہل قلم کے ذہنوں میں جتنا ہیجان' ابن رشد نے برپا کیا ہے اور کسی نے نہیں کیا۔ (فلپ حتی)

صداقت ان لوگوں کے پاس ہے جو جنگ میں فتح یاب نہیں ہو سکتے۔

(سارترے)

تاریخ' شخصیت کو عظیم بناتی ہے۔

تاریخی عمل شخصیتوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ یہ برابر آگے کی جانب بڑھتا رہتا

ہے۔ شخصیتیں اس عمل کو تیز ضرور کر دیتی ہیں مگر عمل کو روک نہیں سکتیں۔
(جیکب بک ہارڈٹ)

دنیا کی تاریخ دنیا کا ایوان عدالت ہے۔ (شلر/ جرمن شاعر)
تاریخ' انقلابات کے تسلسل سے بنتی ہے۔ تاریخ کی عظیم شخصیتیں دراصل ان انقلابات یعنی عمل اور ردعمل سے پیدا ہوتی ہیں۔ (ہیگل)
روح عصر' خود اپنی ذات سے مسلسل برسرپیکار ہے۔ (ہیگل)
تاریخ ان کارناموں کے سوا کچھ نہیں' جو انسان اپنی مادی اغراض کی تکمیل کے لئے سرانجام دیتا ہے۔ (ہیلوویل/ نظریہء مارکس)
اشتراکیت کا دوسرا نظریہ جو پیداواری اور تقسیم وسائل کو سرکاری اداروں کے ذریعے سے منقسم کرنے پر منتج ہوتا ہے' بذات خود استحصال ہے اور لوگوں کے ضمیر اور ان کی قوت ارادی پر ایک بوجھ ہے۔ (رابرٹ سن)
سرمایہ دارانہ نظام حکومت میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس میں امیر' امیر تر اور غریب' غریب ترین ہونا بدیہی امر ہے۔ (رابرٹ سن)
بنی نوع انسان کا نہ کوئی مقصد ہے' نہ کوئی خیال ہے' نہ کوئی منصوبہ۔ اس معاملے میں انسان ایک تتلی یا پھول کی طرح ہے۔ (اسپینگلر)
جب آپ تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ انگلستان کے ماضی کا نہیں مستقبل کا مطالعہ کر رہے ہوتے ہیں۔ (برطانوی مفکر)
جلیل القدر افراد کی زندگیاں ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ ہم بھی اپنے پیچھے' وقت کی ریت پر پاکیزہ زندگی کے نقوش یا کے نشان چھوڑ کر وابستہء بقا ہو سکتے ہیں۔
(لانگ فیلو)

ایسا انسان شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آئے گا جو فی الحقیقت سچائی کا متلاشی ہو۔
(جان سٹوارٹ مل)

زندگی تصویر کشی کی ہے' حساب کی کسی رقم کا جمع کرلینا نہیں۔ (جسٹس ہومز)
جو لوگ ارادے کے مضبوط اور فہم و دانش میں وسیع النظر ہوتے ہیں' وہ حکیمانہ مقولے والے لوگوں سے طبعاً" متنفر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہماری زندگی کے پراسرار معاملات مقولوں کی بناء پر نہیں چلتے۔ (جارج ایلیٹ)
جب کوئی نظریہ وجود میں آتا ہے تو کچھ دیر بعد اس کا مخالف نظریہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ دونوں میں ٹکر ہوتی ہے اور ان کے پائیدار عناصر باہم مل کر ایک نئے نظریئے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ (ہیگل)
عالمی تاریخ کا معقول فہم حاصل کرنے کے لئے تہذیبوں کا مطالعہ ہونا چاہیے نہ کہ قوموں یا دوروں کا۔ (ٹائن بی)
بعض دفعہ یوں ہوتا ہے کسی تہذیب کی ظاہری عظمت ابھی باقی ہوتی ہے مگر اس کا زوال شروع ہو چکا ہوتا ہے۔ (ٹائن بی)

غربت و امارت

فتح ایران کے بعد جب حضرت عمرؓ کے سامنے مال غنیمت کا انبار لگا تو آپ زار و قطار رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا "یا امیر المومنین! خوشی کے اس مبارک موقع پر آپ رو کیوں رہے ہیں؟" حضرت عمر نے جواب دیا کہ "مال غنیمت کے اس انبار میں اسلام کی تباہی دیکھ رہا ہوں"۔
مجھے امید ہے کہ آپ نے اپنے کارخانے کا پلان تیار کرتے وقت کاریگروں کے لئے مناسب رہائشی مکانات اور دوسری آسائشوں کا خاص طور پر اہتمام کیا ہو گا۔ کیونکہ کوئی صنعت اس وقت تک حقیقتاً فروغ نہیں پا سکتی جب تک اس کے مزدور مطمئن نہ ہوں۔

(قائداعظم کا خطاب ۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ولیکا ٹیکسٹائل مل کا افتتاح کرتے ہوئے)

ہمارے عوام میں کروڑوں افراد ایسے ہیں' جنہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ کیا تہذیب یہی ہے؟ کیا پاکستان کا مطلب یہی ہے؟ آپ کو معلوم ہے کہ کروڑوں انسانوں کو اس طرح سے لوٹ کھسوٹ کا شکار بنایا گیا ہے کہ انہیں ایک وقت کا کھانا تک میسر نہیں آتا۔ اگر زمیندار اور جاگیردار عقلمند ہیں تو انہیں اپنے آپ کو بدلے ہوئے حالات کے سانچے میں ڈھالنا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو خدا ان کے حال پر رحم کرے' بہرحال ہم ان کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ (قائداعظم)

بھلا جن سڑکوں پر درخت نہ ہوں' جس بستی سے شام کے وقت چولہوں کا دھواں نہ اٹھے۔ جہاں صبح سویرے چڑیاں نہ چہچہائیں' وہ کوئی گاؤں ہوتا ہے؟ اسے تو قبرستان کہنا چاہئے قبرستان!

جب سرمایہ داروں کو پھانسی پر لٹکانے کا وقت آئے گا تو سرمایہ دار پھانسی کے رسوں کی فروخت پر منافع کمانے کے لئے ایک دوسرے کا مقابلہ شروع کر دیں گے۔ (لینن)

حضرت عمر ابن الخطاب فرماتے ہیں' اگر مجھے پہلے ہی اس امر کا اندازہ ہوتا جو بعد میں ہوا تو میں سب سے پہلے سرمایہ داروں کی فاضل (زائد) دولت چھین کر نادار مہاجروں میں تقسیم کر دیتا۔

اگر افلاس انسانی شکل میں ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کے قتل کا فتویٰ صادر کرتا۔ (حضرت علیؓ)

بھوک اور پیاس سے نڈھال شخص کو اجازت ہے کہ غذا کے حصول کے لئے صاحب مال سے الجھ پڑے۔ اب اگر اس راہ میں اس کی جان گئی تو صاحب مال سے قصاص لیا جائے گا۔ لیکن اگر صاحب مال ہی بھوکے پیاسے کے ہاتھوں مارا

گیا تو کوئی قصاص نہیں۔ اس پر خدا کی لعنت کیونکہ اس بدبخت نے ایک مستحق کا حق روکا اور ازخود ہی اس گروہ میں شامل ہو گیا' جسے قرآن پاک نے باغی قرار دیا ہے۔ (امام ابو محمد ابن حزم اندلسی)

اگر افلاس انسانی شکل میں ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کے قتل کا فتویٰ صادر کرتا۔ (حضرت علیؓ)

سرمایہ دار طبقے کو چاہئے کہ وہ مملکت کے عام افراد کی ضروریات کا رضاکارانہ نقطہ ء نظر سے نہیں بلکہ اپنا فرض سمجھ کر خیال رکھیں۔ لیکن اگر دولت کے پرستار اس فریضہ سے گریز کریں تو صاحب تسلط و اقتدار پر واجب ہے کہ ذرائع پیداوار پر جبراً" قبضہ کرے۔ (")

ریاست کا فرض ہے کہ ہر فرد معاشرہ کی کفالت کرے اور اگر اجتماعی مفاد تقاضا کرے تو حکومت کو اجازت ہونی چاہئے کہ وہ متمول اور زائد از ضرورت وسائل رکھنے والے لوگوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرے۔ (امام ابن حزمؒ)

بنی نوع انسان کی پوری تاریخ' طبقاتی جدوجہد کی تاریخ' لوٹنے والوں اور لوٹے جانے والوں' حکمرانوں اور مظلوم طبقوں کے باہمی مقابلے کی تاریخ ہے۔

(فریڈرک اینگلز)

مظلوم یعنی مزدور طبقہ' ظالم یعنی سرمایہ دار طبقے کے پنجے سے اس وقت تک نجات نہیں پا سکتا' جب تک کہ اپنے ساتھ پورے سماج کو ہمیشہ کے لئے ہر قسم کے استحصال' ظلم' امتیاز اور طبقاتی جدوجہد سے آزادانہ کر دے۔

(فریڈرک اینگلز)

یہ بھی بہت بڑا المیہ ہے جب خداداد ذہانت کی لگامیں پیدائشی احمقوں کے ہاتھ میں آ جائیں۔

جو مالدار کی عزت اور فقیر کی توہین کرتا ہے وہ ملعون ہے۔

(حضرت عبداللہ بن عباسؓ)

جب تک آدمی حجاج' ہلاکو' چنگیز' نیرو' ابن زیاد اور یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرلیتا' سرمایہ دار اور صنعت کار بن ہی نہیں سکتا۔ (جوش ملیح آبادی)

میں مظلوم مزدوروں' محنت کشوں اور غرباء کے طبقے کے ہمراہ دوزخ میں جانا زیادہ پسند کروں گا' بہ نسبت اس بہشت کے جس میں سرمایہ دار ظالم اور بے فیض امراء شامل ہوں۔ (جارج ہیرن)

انسانی سوسائٹی کا سب سے بڑا عجوبہ یہ ہے کہ غریبوں نے اتنے طویل عرصہ سے دنیا کی بے انصافی اور عدم مساوات کو خاموشی سے برداشت کررکھا ہے۔

(انروڈو)

ہماری غیر مساوات نے سوسائٹی کے اعلیٰ طبقے کو مردود' متوسط کو وحشی اور غرباء کے ادنیٰ طبقے کو حیوان بنا رکھا ہے۔ (آرنلڈ)

بھوک یا افلاس کی وجہ پیداوار کی کمی نہیں بلکہ اس کی غلط تقسیم ہے۔

(آرنلڈ)

بھوکے عوام کو سیاسی آزادی کی بڑی سے بڑی مقدار بھی مطمئن نہیں کرسکتی۔

(لینن)

دنیا میں حق و صداقت کی آواز کبھی بھی تاج و تخت اور ایوان و محل کے اندر سے نہیں اٹھی ہے بلکہ ہمیشہ اس کا سرچشمہ ویران جنگلوں' پھونس کے جھونپڑوں اور پہاڑوں کے غاروں کے اندر سے بہتا رہا ہے۔

جب تک میں نے چند آدمیوں کا پوسٹ مارٹم ہوتے نہیں دیکھا' مجھے یہ یقین نہیں آیا کہ بدصورت ترین انسانوں کی آنتیں بھی خوبصورت ترین آدمیوں کی آنتوں کی طرح ہوسکتی ہیں۔ (ہالڈن)

کسانوں اور مزدوروں کے حالات زندگی بہتر بنانے کا واحد ذریعہ انقلاب ہے۔

(اسٹالن)

دنیا کے لئے وہی تلوار محبوب ہو سکتی ہے جو صرف فرعون کی ڈالی ہوئی زنجیروں ہی کو نہ کاٹے بلکہ دنیا کے تمام فرعونوں کے تخت غرور کو الٹ دے۔

روپیہ پری کو شیشے میں اتار لاتا ہے۔ دیو کو پنجرے میں بند کر لیتا ہے۔ سرکش مغرور کا سر جھکا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ خونی کو سزا سے بچا دیتا ہے۔

مفلس آدمی اگر مجلس میں بات کرے تو گستاخ' چپ رہے تو بیوقوف' سچ کہے تو مفسد اور اگر عاجزی کرے تو خوشامدی کہلاتا ہے۔

دولت ہونے سے آدمی اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اور دولت نہ ہونے سے لوگ اس کو بھول جاتے ہیں۔

جب دولت محو گفتگو ہوتی ہے تو کوئی قطع کلامی نہیں کرتا۔

قانون امیروں کے لئے ہوتا ہے اور سزا غریبوں کے لئے۔

ہتھیلیوں کے گٹے اور پاؤں کے چھالے ہی دہقانوں کے حق ملکیت کی دستاویز ہیں۔

سرمایہ داری اور تمام استحصالی نظام میرے اور تیرے دم سے نافذ ہے اور میں اور تو دونوں گمراہ ہیں۔

جب کسی غریب کے دن پھرتے ہیں تو وہی رشتہ دار جو پہلے اس سے آنکھیں چراتے تھے' اس کی راہ میں آنکھیں بچھانے لگتے ہیں۔

اس چیز کی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ امیر والدین' غریب اولاد کو جنم نہیں دیں گے۔ (پراچناؤ)

قدیم زبان میں "ملکیت" کے لئے کوئی لفظ موجود نہیں تھا وہ صرف تعلق کی اصطلاح جانتے تھے۔ (گارڈ)

میرے نزدیک تمام طبقوں میں اہل ثروت ہی کا طبقہ سب سے زیادہ قابل رحم اور مفلس طبقہ ہے۔ وہ دولت کے انبار تو سمیٹ لیتے ہیں لیکن ان کی سمجھ میں

یہ نہیں آتا کہ اس کو استعمال کس طرح کریں اور نجات کیسے حاصل کریں۔ اور یوں وہ اپنی اسیری کے لئے سیمیں اور طلائی زنجیروں میں اضافہ کرتے جاتے ہیں۔
(ہنری ڈیوڈ)

قانون کا مقصد عدل و انصاف کا قیام نہیں' طبقاتی مفاد کا تحفظ ہے۔ برسر اقتدار طبقہ موجودہ صورت احوال کو اپنے مفاد کی خاطر جوں کا توں رکھنے کے لئے قانون سے آلہ کار کا کام لیتا ہے۔ نظریاتی پہلو سے بے شک قانون کا مقصد عدل و انصاف کا قیام ہی ہوتا ہے لیکن عملاً" ایسا نہیں ہوتا۔ (لیو ٹالسٹائی)

مجھے اس خیال کے اظہار میں کوئی باک نہیں ہوتا کہ جب تک شخصی املاک موجود ہیں اور جب تک روپیہ ہر شے کا معیار بنا ہوا ہے کسی بھی قوم میں انصاف اور مسرت پر مبنی معاشرہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔ انصاف اس لئے نہیں ہوگا کہ بہترین چیزوں پر بدترین لوگوں کا قبضہ ہوگا اور مسرت اس لئے نہیں ہوگی کہ تمام اچھی چیزیں گنتی کے چند افراد کے تصرف میں ہوں گی۔ (ٹامس مور)

مجھے تو مزدوروں کا خون چوسنے والے سرمایہ داروں کی نسبت مردم خور وحشیوں اور درندوں میں ہزار گنا زیادہ انسانیت' مروت اور رحمدلی کے آثار نظر آتے ہیں کیونکہ وہ تو ایک دفعہ ہی انسان کو چیر پھاڑ کر کھا لیتے ہیں لیکن سرمایہ دار تو زندگی بھر مزدوروں کا خون چوستے رہتے ہیں اور ان کی نسلیں تباہ کر ڈالتے ہیں۔ پھر مزہ یہ ہے کہ کسی کو معلوم بھی نہیں ہونے دیتے۔ (لوئس لاک)

معاشرے کی تمام برائیوں کی جڑ شخصی املاک ہے۔ (مابلی)

جب تک معاشی غلامی باقی و بحال ہے' سیاسی آزادی بے معنی ہے۔ (مابلی)

ایک کاروباری آدمی سے زیادہ خطرناک کوئی شخص نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت اپنے شکار کی تلاش میں رہتا ہے۔ کئی اقوام کاروباری طبقے کا شکار ہو جاتی ہیں۔ انہیں دولت کی امید دلا کر لوٹا جاتا ہے۔ اس لوٹ کھسوٹ سے ملک تباہ ہو جاتے ہیں۔ (دولباخ)

ایک امیر آدمی یا تو لفنگا ہوتا ہے یا کسی لفنگے کا وارث ہوتا ہے۔ (   )

انقلاب اس وقت آتا ہے جب سماجی اداروں میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ نظام املاک میں گہری تبدیلیوں کی طرف بھی انسان کا ذہن جانے لگے۔

(ژاں پال سارتر)

جنگ اور امن

امن دو جنگوں کے درمیانی وقفے میں ایک دوسرے کو فریب دینے کا نام ہے۔

(ٹیرس)

جنگ شروع کرنے کی بجائے جنگ کی دھمکیاں دیتے رہنا' امن برقرار رکھنے کا سب سے موثر ذریعہ ہے۔

"یہ جنگ امن کی خاطر لڑی جا رہی ہے"--- بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ میں ثواب کی خاطر گناہ کئے جا رہا ہوں۔

قانون' جرم کے محرک پر بحث نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بڑی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں' جو ناانصافی پر منتج ہوتی ہیں۔

دو متضاد قوانین میں سے ایک کی پرجوش حمایت' دوسرے سے بغاوت کے مترادف ہے۔

حدودِ وقت و بندحیات

شہری آبادیوں کی افزائش کا مطلب زیادہ سے زیادہ برائی کا اجتماع ہے۔(کیڈس)

افراد کی طرح تہذیبیں بھی نقطہء عروج کو پہنچتی ہیں اور پھر زوال پذیر ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ فنا ہو جاتی ہیں۔

تہذیبی زوال' محض ایک سنگ میل ہے۔ یہاں پہنچ کر اونچائی ختم ہو جاتی ہے اور باقی راستہ نشیب میں طے کرنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ انتشار تہذیب کی منزل آ جاتی ہے۔ (ٹائن بی)

جب معاشرے میں نئی سماجی طاقت کا اظہار ہو اور اس کے مطابق پرانے اداروں میں تبدیلی نہ کی جائے تو ایسا انقلاب آ جاتا ہے جس میں سب کچھ تباہ ہو جاتا ہے یا پرانے ادارے مسخ ہو جاتے ہیں اور نئی توانائی سلب ہو جاتی ہے۔

(ٹائن بی)

ہر تاریخی عہد میں معاشی پیداوار اور تبادلے کا جو طریقہ رائج ہوتا ہے اور اس سے جو سماجی ڈھانچہ بنتا ہے وہی بنیاد ہے' جس پر اس عہد کی سیاسی اور ذہنی تاریخ مرتب ہوتی ہے۔ (فریڈرک اینگلز)

تہذیب جدید ایک انتہائی کھوکھلی' شرانگیز' بلند بانگ' پر تصنع چیز اور ایک وحشی قوت اور نامعقولات کا اندھا دھارا ہے۔ (ولیم جیمز)

یورپ اور ایشیاء نے سفر علم کو بالکل مختلف نقطہ ہائے نظر سے دیکھا ہے۔ یورپ کی سمت سفر' مادے سے روح کی طرف ہے اور ایشیاء کی سمت روح سے مادے کی طرف ہے۔ (شل)

معاشرہ فرد کی طرح پیدا ہوتا ہے اور زندگی کے مختلف ادوار سے گزرتا ہوا موت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ (سپنگلر)

جرائم افلاس کی پیداوار ہوتے ہیں۔ (ٹامس مور)

جتنا میں کسی جوان میں بڑھاپے کی صفات دیکھ کر خوش ہوتا ہوں اتنا ہی کسی بوڑھے میں جوانی کی باتیں پا کر مجھے رنج ہوتا ہے۔ (سسرو)

ہماری زندگی اس پنڈولم کی مانند ہے جو آنسوؤں اور مسکراہٹوں کے درمیان

جھوٹا رہتا ہے۔ (بائرن)

جوانی میں دن مختصر ہوتے ہیں اور سال طویل' لیکن بڑھاپے میں سال مختصر ہوتے ہیں اور دن طویل۔

دن ایک ایک کر کے گزارنا زیادہ آسان ہے' بہ نسبت اس کے کہ آپ ماضی و مستقبل کا بوجھ بھی اپنے ذہن کے کندھوں پر سوار کر لیں۔

جب تھکنے سے زیادہ وقت تھکن اتارنے میں لگے تو یہ بڑھاپا ہے۔

ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو مگر کوئی بوڑھا ہونا بھی نہیں چاہتا۔

ہمیں چاہئے کہ جو چیز دور سے دھندلی نظر آئے اس کو نہ دیکھیں بلکہ اس چیز کو دیکھیں جو آنکھوں کو صاف نظر آ رہی ہو۔ (تھامس کارلائل)

میرے خیال میں موت تکلیف دہ ہے لیکن اتنی نہیں جتنی کہ زندگی۔ (ایکسلنڈ)

نظریہ جمہوریت

جمہوریت کی سادہ تعریف لوگوں کے ڈنڈے کو لوگوں کے لئے لوگوں کی پیٹھ پر توڑنا ہے۔ (آسکر وائلڈ)

اندھا' اندھے کو راستہ دکھاتا ہے اور یہ ہے جمہوری طریقہ۔ (ہنری طر)

جمہوریت کا جہاز جس نے ہر طوفان کا مقابلہ کر لیا ہو' ان لوگوں کی بغاوت سے ڈوب سکتا ہے جو خود جہاز پر سوار ہوں۔ (کلیولینڈ)

جہاں اقتدار اور فرائض منصبی بیک وقت ایک واحد ہاتھ میں پہنچ جائیں' وہاں کے شہریوں کا خدا حافظ ہے۔ (مونتسکیے)

کسی بد انتظام مملکت کی ایک یقینی پہچان یہ ہے کہ اس کے عوام میں نظریات کا

سہارا ڈھونڈنے کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ (ایڈمنڈ برک)

اگر قیدیوں کو اپنے ووٹ سے اپنا جیلر منتخب کر لینے کا اختیار مل جائے تو اس سے وہ آزاد نہیں ہو جائیں گے۔ (ٹالسٹائی)

عیش پسندی' تن آسانی اور ناز و نعمت کی دلدادگی حکومت کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔

سر گننے کا طریقہ اگرچہ حکومت کرنے کا کوئی مثالی طریقہ نہیں ہے' تاہم یہ سر پھوڑنے کے طریقے سے بہتر ہے۔

طاقتوروں کے مفاد کا نام انصاف ہے۔ ملک پر طاقتور لوگوں کا قبضہ ہوتا ہے جو قوانین نافذ کرتے ہیں۔ یہ قوانین قدرتاً" ان کے ذاتی مفاد کے تحفظ کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں حالات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان قوانین کی پیروی کرنے والے عوام اپنے حکام کی پرورش کرتے ہیں۔
(تھریسی میکس)

میرا تو یہ کہنا ہے کہ اکثریت کے بجائے چند صالح اور دانا افراد کو قوت و اختیار تفویض کر دیا جائے۔ (جان ایڈمز)

سچا سیاست دان وہ ہے جو سیاست دان ہونے کے باوجود سچائی کا دوست ہے۔ اس کی روح مخلص ہے۔ اس کے اعمال وفادارانہ ہیں۔ اس کی عزت شفاف ہے۔ جو کوئی وعدہ نہیں توڑتا۔ ذاتی مفاد کے لئے قطعاً" کام نہیں کرتا۔ اس نے کوئی خطاب بھی حاصل نہیں کیا اور کوئی دوست بھی نہیں کھویا۔ (چرچل)

بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے آغاز کے وقت بہت غیر اہم نظر آتی ہیں۔ اگر وہ کسی نئی حکومت کے آغاز کے وقت جڑ پکڑ لیں تو ان کے نتائج بڑے زبردست اور دیرپا ثابت ہوں۔ ایسی غلطیاں اور دقتیں جو جڑ پکڑ جائیں اور زندگی میں راہ پا جائیں ان کی اصلاح و تنسیخ کی کوشش کے مقابلے میں یہ بات

بدرجہا آسان ہے کہ انتظامیہ کا آغاز ایسے متوازن نظام پر کیا جائے جو مستحکم بنیادوں پر وضع کیا گیا ہو۔ (جارج واشنگٹن)

سیاست عوام کے حافظے کی کمزوری پر زندہ رہتی ہے۔

یہ مفروضہ کہ جمہور اپنی آزادی کے بہترین نگہبان و محافظ ہیں' قطعی غلط ہے۔ وہ تو انتہائی غیر متحمل' پھوہڑ اور بد انتظام ہوتے ہیں۔ وہ قوت فیصلہ اور عمل دونوں ہی سے عاری ہوتے ہیں' اور نہ ان میں سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کا مادہ ہوتا ہے۔ نہ ہی ان میں کسی قسم کی قوت ارادی ہوتی ہے۔ اگر جمہوریت کی تعریف اور مفہوم پر غور کیا جائے تو اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ حکومت کی باگ ڈور مقبول قسم کی شورشوں اور ہنگاموں کے حوالے کر دی جائے اور حکمران کے حقوق ایک ایسے معاشرے کو سونپ دیئے جائیں جس کی قیادت نہ معقولیت کے ہاتھ میں ہو اور نہ ہی مفاد عامہ کے۔ گویا جمہوریت آخر کار نراجیت کی بدولت آمریت کا روپ دھار لیتی ہے۔ (جان ایڈمز)

میرے سیاسی عقیدے کی بنیادی شق یہ ہے کہ اکثریت کی ہردلعزیز اسمبلی میں' ایک اشرافی کونسل میں' ایک استبدادی گٹھ جوڑ میں اور ایک تنہا بادشاہ کے ہاں غرض سب جگہ آمرانہ اختیار یا محدود اقتدار یا قوت مطلق کی بالکل ایک جیسی صورت ہوتی ہے۔ حکومت کی یہ تمام شکلیں یکساں طور پر بے روک ٹوک' ظالمانہ' خون آشام اور ہر انداز میں سفاکانہ ہوتی ہیں۔ (جان ایڈمز)

کوئی سیاسی صداقت بھی اس قدر اصلی اور بنیادی قدر کی حامل نہیں جتنی کہ اقتدار کے اجتماع کی قدر ہے۔ یعنی مقننہ' انتظامیہ اور عدلیہ کے اختیارات کا کسی ایک ہاتھ میں یا چند ہاتھوں میں یا متعدد ہاتھوں میں اکٹھا ہو جانا۔ اب چاہے یہ اجتماع اقتدار موروثی ہو یا نامزدگی کا نتیجہ ہو یا انتخاب کی بدولت' بہرحال یہ استبداد ہی کی تعریف کے زمرے میں آئے گا۔ (جیمز میڈیسن)

یہ تصور کتنا المناک حقیقت ہے کہ حکومت کا ضرورت سے زیادہ بااختیار ہونا اور حد سے زیادہ کمزور ہونا دونوں ہی باتیں آزادی کے لئے یکساں طور پر خطرناک ہیں۔ (جیمز میڈیسن)

جب انسانی طبائع ایک حال اور انداز پر برقرار نہیں رہ سکتیں تو یہ سوچنا بھی غلط ہے کہ انسان کو ایک مخصوص سیاسی دھڑے ہی کی ضرورت ہے۔ (جان ٹیلر)

چند ہاتھوں میں قوت و اقتدار سونپ دینا ایک زبردست غلطی اور خطرہ ہے۔ (جان ٹیلر)

محض تعداد ہی کو مدار حکومت بنانے کا مطلب سراج اور لاقانونیت کو دعوت دینا ہے۔ (جان۔ سی۔ کلہاؤن)

ایسی حکومت کے پرچم تلے جو ناروا اور غیر منصفانہ طور پر لوگوں کو جیل میں ڈال دیتی ہے۔ ایک انصاف پسند حامیء حق کا بہترین ٹھکانا قید خانہ ہی ہو سکتا ہے۔ (ہنری ڈیوڈ)

اگرچہ حکومت لوگوں کے حق میں تھوڑی بہت بھلائی بھی کر سکتی ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اس سے کہیں زیادہ نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔ (وہمیٹن)

دستور تو ایک تجربہ ہے جس طرح پوری زندگی ایک تجربہ ہے۔ (وینڈل ہومز)

کوئی دستور اس لئے نہیں بنایا جاتا کہ وہ کسی مخصوص اقتصادی نظریئے کی تشکیل کرے' خواہ وہ ریاست اور شہریوں کے باہمی تعلق سے متعلق ہو یا سرکار کی عدم مداخلت سے۔ ہر حال میں دستور عوام کے لئے وضع کیا جاتا ہے جو بنیادی طور پر نظریاتی اختلاف رکھتے ہیں۔ (وینڈل ہومز)

عظیم اور امن پسند عوام کو جنگ کی بھٹی میں جھونک دینا بڑی ہولناک بات ہے۔ تہذیب و تمدن خود بھی توازن و سکون کی متقاضی ہے۔ لیکن حق' امن سے کہیں زیادہ قیمتی ہے اور ہم کو ان اقدار کے لئے ضرور لڑنا چاہئے' جسے جمہوریت کی خاطر ہم نے ہمیشہ اپنے سینوں سے لگائے رکھا ہے۔ (وڈرو ولسن)

نفسی زاویے

دنیا میں کسی قسم کے لوگوں کا حافظہ ایسا تیز نہیں ہوتا جیسا قرض خواہوں کا۔

خوشامد ایک میٹھا زہر ہے جو کانوں کے راستے جسم میں داخل ہوتا اور رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے۔

ہمارا شعور ہمارے دماغ کا ایک ایسا دروازہ ہے' جس کے ذریعے سے ہم عقل مطلق تک پہنچ سکتے ہیں۔

ایک غیر ضروری بحث ہمارے کسی بھی قریبی دوست کو ہم سے جدا کر سکتی ہے۔

جو شخص اپنی عظمت کا ڈھول بجاتا ہے وہ ڈھول ہی کی طرح اندر سے خالی ہوتا ہے۔

تم تعلیم سے ذہنی تغیر تو لا سکتے ہو لیکن بطن سے آئے ہوئے اثرات تعلیم سے زائل نہیں ہو سکتے۔

جیسا سوچو گے ویسے بنو گے۔ تمہارے خیالات ہی تمہاری تقدیر ہیں۔

انسان کلیتا" پاگل ہے۔ وہ ایک پتا یا حقیر سی چیونٹی تو بنا نہیں سکتا لیکن بیسیوں خدا بنا لیتا ہے۔

انسان' انسان کے حق میں بھیڑیا ہے۔ (شوپنہار ہاور)

جب ہم کسی سے مشورہ یا نصیحت طلب کرتے ہیں تو ہمارے تحت الشعور میں یہ بات چھپی ہوتی ہے کہ یہ مشورہ یا نصیحت ہماری مرضی کے ہرگز خلاف نہ ہو۔ (سی کولٹن)

تمام انسانوں میں تفضیل (SUPER LATIVE) کی خواہش اور طلب موجود ہوتی ہے۔ (وینڈل ہومز)

ہم بغیر کسی کام کے زندہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور صرف وہی کام کرتے ہیں جس میں یا تو ہماری تعریف ہو یا ہمیں لذت ملے۔ (لانجائنس)

کوئی چیز زیادہ عرصے تک اور زیادہ لوگوں کو مسرت فراہم نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ عام انسانی فطرت کی نمائندہ نہ ہو۔ (جانسن)

نکتہ چینی نہایت خطرناک ہے۔ ایسا شعلہ جو غرور کے بارود خانے میں دھماکہ پیدا کر دیتا ہے۔ ایسا دھماکہ جو موت کے منہ میں دھکیل دیتا ہے۔ (ڈیل کارنیگی)

جب بھی ممکن ہو ہنسیئے۔ خوش رہنا زندگی کا روشن ترین پہلو ہے اور افسردگی اور غم کے لئے موثر ترین دوا ہے۔ (بائرن)

محسوس ایسا ہوتا ہے کہ ہمارا فعل ہمارے احساس کی پیروی کرتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فعل اور احساس ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اگر ہم اپنے فعل میں اصلاح کریں (کیونکہ یہ قوت ارادی کے زیادہ ماتحت ہے) تو ہم بالواسطہ اپنے احساس کو بدل سکتے ہیں۔ (ولیم جیمز)

انسانی فطرت کا سب سے گہرا اصول' تحسین کی خواہش اور سب سے بڑی آرزو' قدر شناسی کی بھوک ہے۔ (ولیم جیمز)

پرانی عادت فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ (بقراط)

تمہارا چال چلن اس بات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ تم کس چیز کو دیکھ کر خوش ہوتے ہو۔ (نپولین)

نفس کی خواہشات لاتعداد ہیں۔ سو اگر اس کی ایک مطلوبہ خواہش کو وقتی طور پر پورا کر لیا جائے تو وہ ایک خواہش نفس' نو ایجاد خواہشوں کی طرف مائل کرتی ہے اور متعدی ہو جاتی ہے اور اس طرح انسان غیر محدود خواہشوں کا اسیر اور لاتعداد ہواء نفس کا بندہ بن جاتا ہے۔

ہر ایک انسان میں ایک ایسا فطری ملکہ پوشیدہ ہے جس کے ذریعے وہ نتائج معلوم کئے بغیر فقط نظر سے خیر و شر معلوم کر سکتا ہے۔

سخت تنقید سے آدمی کا سارا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ لیکن ذرا سی تعریف اور معمولی سی حوصلہ افزائی جادو کا اثر دکھاتی اور بہترین نتائج پیدا کرتی ہے۔ (بارنم)

اگر ہر شخص ہر بات سمجھ جاتا تو ہر کوئی پاگل ہو جاتا۔ (جائس کیری)

خودغرضی میں انسان پاگل ہو جاتا ہے۔ (پریم چند)

ہمارے ہر فعل کے دو محرک ہوا کرتے ہیں۔ جنسی خواہش اور بڑا بننے کی امنگ۔ (سگمنڈ فرائڈ)

انسانی فطرت کی سب سے بنیادی خواہش اپنی ذات کو اہمیت دینا ہے۔

(جان ڈیوی)

دوسرے لوگوں سے زیادہ عقلمند ضرور بنئے لیکن انہیں بتایئے نہیں کہ آپ ان سے زیادہ عقل مند ہیں۔ (لارڈ چسٹر فیلڈ)

ہم ان لوگوں کو پسند کرتے ہیں جو ہمیں پسند کرتے ہیں۔

عورت کی "ہاں" اور "نہیں" میں اتنا ہی قرب ہوتا ہے کہ ان کے درمیان سوئی بھی نہیں سما سکتی۔

آدمی اپنے نقصان میں تو دوسروں کو شریک کرنا چاہتا ہے لیکن نفع میں کسی غیر کی شمولیت برداشت نہیں کر سکتا۔

مرد ہر دفعہ عورت سے ایک نئی ادا مانگتا ہے۔

کسی شخص سے اس کی ذات کے متعلق بات چیت کیجئے وہ مسلسل گھنٹوں آپ کی بات سنتا جائے گا۔

گلدستہ (فنونِ لطیفہ)

"اچھا شعر وہ ہے کہ جب پڑھا جائے تو لوگ بول اٹھیں کہ سچ کہا"۔

(حضرت حسان بن ثابتؓ)

شاعری بہترین دماغوں اور دلوں کے مسرت سے بھرپور بہترین لمحوں کی روداد ہے۔ (شیلے)

ادب میں نیا پرانا کوئی چیز نہیں۔ جس کلام میں تازگی' جدت اور خیالات کی گہرائی ہے وہ ہمیشہ نیا ہے۔ گو' وہ دو ہزار سال قبل کا لکھا ہوا کیوں نہ ہو۔ اور جس میں یہ نہیں وہ پرانا ہے گو وہ آج کی تصنیف کیوں نہ ہو۔ (ڈاکٹر عبدالحق)

اگر آپ دنیا کے ایسے ادیبوں کی فہرست بنائیں جنہیں قبول عام حاصل ہو تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں یہ عزت انہیں کو ملی ہے جنہوں نے اپنے خیالات آسان اور شگفتہ زبان میں ادا کیے ہیں۔ (ڈاکٹر عبدالحق)

ایک گمنام ادیب کے مرجانے سے کئی نامور ادیب مرجاتے ہیں۔

نامور ادیب میں شاید کوئی خامی نہ ہو لیکن گمنام ادیب میں کم از کم ایک خوبی ضرور ہے وہ کبھی منافق نہیں ہو سکتا۔

جب ایک قوی نظام خیال نے دوسری ضعیف تہذیب کے نظام خیال کو فتح کیا تو ان نظام ہائے خیال کے جذب و قبول سے ایک ایسا سنگم وجود میں آگیا جس میں بنیادی طور پر فاتح نظام خیال موجود تھا۔

ادب کی دنیا میں اگر مصنف ایسی کتاب تحریر کرے جس سے قاری میں گناہ کی رغبت یا میلان پیدا ہو جائے تو ایسی تخلیق گناہ ہی کہلائے گی۔

شعر سے فائدہ نہیں حاصل کیا جاتا' اس سے لطف حاصل کیا جاتا ہے۔

شعر ایک کیفیت ہے اور اس کی خوبی یہ ہے کہ نثر میں ادا نہ ہو سکے۔

اچھی کتابیں ہمیشہ بری کتابوں کے بعد لکھی جاتی ہیں۔

میری رائے میں حسین ترین چیز وہ ہے جو پراسرار ہو۔ سائنس اور سچے آرٹ کا ماخذ یہی ہے۔ جو شخص ذوق تماشا سے محروم ہو' جو بار بار رک کر حیرت کا اظہار نہ کرے اور فطرت کی لا انتہائیت سے مرعوب نہ ہو وہ مردہ ہے اور اس کی آنکھیں بند ہیں۔ (آئن سٹائن)

شاعر دکھوں سے سیکھتے اور گیتوں سے سکھاتے ہیں۔ (شیلے)

کوئی شخص اس وقت تک بڑا فنکار نہیں بن سکتا جب تک کہ اسے فن میں مگن ہونے کا فن نہیں آتا۔ (رسکن)

دانشور اور شاعر و ادیب اپنی قوم کو ہمیشہ شجاعت و عزیمت اور حریت کا درس دیتے ہیں لیکن اپنے تجویز کردہ لائحہ حیات پر خود کبھی نثار نہیں ہوئے۔

کوئی بھی تہذیب کسی نظام خیال کو اپنے طرز احساس سے ہٹ کر قبول نہیں کر سکتی۔ (جمیل جالبی)

اگر ہم نے لکھنے کا پیشہ اختیار کر لیا ہے تو ہم میں سے ہر شخص ادب کے سامنے جواب دہ ہے۔ (ژاں پال سارتر)

فن کا معیار یہ ہے کہ فنکار اپنے تجربے میں آئے ہوئے تاثرات و احساسات کو اس طرح ظاہر کرے کہ دوسرے آدمی بھی اتنی ہی شدت سے اسے محسوس کریں اور ان پر بھی وہی کیفیت طاری ہو جو خود فنکار پر ہوئی تھی۔ (ٹالسٹائی)

ادب کا مقصد محض انسانی تجربات کی کامیاب ترجمانی ہے۔ یہ تجربات خارجی ماحول کے زیر اثر لکھنے والے کے ذہن پر منعکس ہوتے ہیں۔ لکھنے والے کو چاہئے کہ انہیں من و عن بیان کر دے۔ (فیض احمد فیض)

جب انسان پر کوئی جذبہ طاری ہوتا ہے تو بے ساختہ اس کی زبان سے موزوں الفاظ نکلتے ہیں' اس کا نام شعر ہے۔ (شبلی نعمانی)

لفظ ایک جادو ہوتا ہے جو بے محل استعمال سے پھیکا پڑ جاتا ہے۔

انسان کا بہترین مطالعہ انسان ہے۔ (بابائے اردو مولوی عبدالحق)
دماغ کی ایک خاص خرابی کے بغیر نہ کوئی شاعر بن سکتا ہے اور نہ ہی اشعار سے محظوظ ہو سکتا ہے۔ (لارڈ میکالے)
کچھ تاثرات تو فن کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں اور کچھ محض اتفاقی ہوتے ہیں۔ (آگا تھان)
شاعری کے لئے کوئی مضمون اچھا اور برا نہیں ہوتا بلکہ اچھے اور برے شاعر ہوتے ہیں۔ (وکٹر ہیوگو)
نغمہ ایک ایسا لائسنس یافتہ زیور ہے جس سے عوام میں ایسی فحش باتیں کہی جا سکتی ہیں جو کسی اور ذریعے سے کہنا مشکل ہے۔
نغمے وہی زندہ رہتے ہیں جن کی موسیقی میں مغنی کے ٹوٹے ہوئے دل کا سوز بھی تحلیل کر چکا ہے۔
شاعر اکثر غریب ہوتے ہیں یا پھر شائد غریب ہی اکثر شاعر ہوتے ہیں۔
ہستی کے خزانے کا بہترین موتی سخن ہے۔ اگر سخن کو جان ارواح کا درجہ حاصل نہیں تو پھر مردہ خاموش کیوں ہوتا ہے۔
زبانیں تو بیچاری ویسے ہی بے زبان ہوتی ہیں جو کوئی چاہے ان کے تلفظ' گرائمر' حسن اور عزت سے کھیلنے لگتا ہے۔
شاعری اور اس کے لئے موزوں زبان کا معاملہ ایک طویل اور دردناک مشقت کا معاملہ ہے۔ (دانتے)
شاعری کا مطالعہ تضیع اوقات ہے۔ اس لئے کہ اس کے علاوہ اور بہت سے مفید علوم ہیں۔ (فلپ سڈنی)
شاعری' جھوٹ کی ماں ہے اور ہر قسم کے دروغ کا ماخذ ہے۔ (")
شاعری کردار کے لئے مضر ہے یہ کردار کو بیمار خواہشات کے ذریعے کمزور کرتی

ہے اور نوجوانوں کے ناپختہ ذہنوں کو واہموں سے بھر دیتی ہے۔ (")
تخیلی و افسانوی عناصر کو رد کرنا اور اسے حقیر سمجھنا عقلی و مردانہ تقاضوں کے مترادف ہے۔ (ڈاکٹر جانسن)
شاعری کا کام یہ ہے کہ وہ اشیاء کو اس طرح استعمال نہ کرے جیسی وہ ہیں بلکہ اس طرح جیسی وہ دکھائی دیتی ہیں۔ اس طرح نہیں جیسا کہ ان کا حقیقی وجود ہے بلکہ اس طرح جیسے وہ احساسات اور جذبات کے سامنے خود کو پیش کرتی ہیں۔
(ورڈز ورتھ)
شاعری کا سارا سحر' اس کا تمام حسن' اس کی تمام قوت' اس فلسفیانہ اصول میں ہے جسے ہم طریق کار کہتے ہیں۔ (کولرج)
نثر میں الفاظ' بہترین ترتیب میں پیش کئے جاتے ہیں اور شاعری میں بہترین الفاظ' بہترین ترتیب میں پیش کئے جاتے ہیں۔ (کولرج)
حسین الفاظ' خیال کے لئے روشنی کا کام دیتے ہیں۔ (لانجائنس)
کسی عامیانہ تفصیل کے لئے پرشکوہ اور سنجیدہ الفاظ کا استعمال ایسا ہی ہو گا جیسے کسی بچے پر المیہ کے کردار کا مصنوعی چہرہ لگا دیا جائے۔ (")
شعر و ادب معلم اخلاق ہے۔ (اریسٹو فینز: یونانی دانشور)
شعر' روحانی مسرت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (ہومر)
ادب بشمول شعر مظاہر قدرت کی نقل کا نام ہے۔ (افلاطون)
شاعری کا مقصد فطرت اور حیات انسانی کی ترجمانی ہے۔ (ارسطو)
شعر' مقفی ادب ہے۔ ایک ایسا فن جو تعقل اور تخیل کی مدد سے مسرت کا پیوند صداقت کے ساتھ لگاتا ہے۔ (ڈاکٹر جانسن)
شعر کا مقصد صرف روحانی مسرت ہے' صداقت نہیں۔ (کولرج)
جب انسان اور فطرت کا اندرون یعنی باطن جھلک پڑتا ہے تو شعر برآمد ہوتا

ہے۔ اور دراصل الفاظ میں طاقتور احساسات کے یکایک تیز بہاؤ کا نام شعر ہے۔
(وڈزورتھ)

اگر مجھ سے شعر کے بارے میں نہ پوچھو تو میں جانتا ہوں کہ شعر کیا ہے؟ اور اگر پوچھو تو اقرار کروں گا کہ میں نہیں جانتا۔ (سینٹ آگسٹن)

وہ لوگ جو ادبی وراثت کی طرف بے نیازی برتنے لگتے ہیں' وحشی ہو جاتے ہیں۔ اور جن لوگوں میں ادبی تخلیق کی صلاحیتیں مفقود ہو جاتی ہیں ان کے ہاں خیالات و محسوسات کی ترقیاں بھی رک جاتی ہیں۔ (ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ)

فن' شخصیت کے اظہار کا نام نہیں ہے بلکہ شخصیت سے فرار کا نام ہے۔
(ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ)

نئے انکشاف کا عمل درحقیقت تخلیقی عمل ہے۔

میرا منتخب لفظ' صرف میرے ذاتی معنی ادا کرتا ہے۔

طنز بھی مبالغے کی ایک شکل ہے' جس میں کسی کمزوری کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے۔ (لانجائنس)

عظیم اختراعی ذہن کی حامل تحریر قاری کو ترغیب نہیں دیتی بلکہ اسے عالم وجد میں پہنچا دیتی ہے۔ (")

بیان کی عظمت روح کی عظمت کی بازگشت ہوتی ہے۔ (")

جہاں کمال اور بلندی دونوں جمع ہو جائیں' وہاں تاریخ انسان کی تہہ میں چھپی ہوئی شاعری ایک ایسے احساس میں بدل جاتی ہے جو صرف خدائے عزّوجل کے حضور پیدا ہوتا ہے۔ (ٹائن بی)

فنکار خود بھی دوسروں کی طرح فانی ہے لیکن زندہ رہنے کا جو تجربہ وہ حاصل کرتا ہے وہ لافانی ہے۔ (بورس پیسٹرناک/روسی ادیب)

اچھا شعر شرح سے بے نیاز ہوتا ہے۔

جس شاعر میں طباعی ہوتی ہے' وہ براہ راست زندگی کی طرف جاتا ہے اور جو شاعر تقلیدی اور خوشہ چین قسم کا ہوتا ہے' وہ ادب کا طرف مائل ہوتا ہے۔
(ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ)

ادب دستیاب حقیقت کے سرمائے میں اضافے کی ایک کوشش ہے۔
(آئی پی بلیک مور)

تخیل خدا کا وہ عمل ہے جس سے وہ اپنی مخلوق کے ساتھ وابستہ ہے۔
(ولیم بلیک)

شعرا' جوانی میں مسرت سے ابتدا کرتے ہیں لیکن انجام بالآخر مایوسی اور ہذیان ہوتا ہے۔ (ورڈز ورتھ)

جب سماج کی بنیاد طبقاتی تقسیم پر مبنی ہے تو ادب غیر طبقاتی کس طرح ہو سکتا ہے۔

شاعری میں منطقی صداقت کی تلاش فضول ہے۔ تخیل کا نصب العین' حسن ہے نہ کہ صداقت۔ (اقبال)

موسیقی انسان کی عالمگیر زبان ہے۔
کنایہ کی تفصیل و تشریح سے کنایہ کی روح مجروح ہوتی ہے۔
رقص اور نغمہ کی پیدائش ابتدائی محنت کی پستوں سے ہوئی۔ (کارل بیوشر)
کلاسیکی تخلیق' بڑے موضوع کے بغیر معرض وجود میں نہیں آ سکتی۔
دنیا میں طاقت و اقتدار ہمیشہ صرف اور صرف ان لوگوں کے ہاتھ میں رہا ہے جن کی زبان کو دوسری زبانوں پر بالادستی حاصل رہی۔
ادب کی تخلیق ایک وجدانی فعل ہے' جو آفات و انقلابات میں زیادہ عمدگی سے پروان چڑھتا ہے۔

تنقید کا معاملہ یہ ہے کہ اس کا منصب پرواز سے کہیں زیادہ محاکمہ اور تجزیہ ہے۔ تخلیق کی نظریں سدا آسمان پر مرکوز رہتی ہیں جبکہ تنقید کی نظریں ہمیشہ زمین پر۔

ہر نیا خیال اپنے مقلد پیدا کرتا ہے۔

لکھے ہوئے لفظ کی مدد سے زمانے اور دنیا کو بدلا جاسکتا ہے۔

اعلیٰ فن بسا اوقات ایسے زمانے میں پید ہوا ہے جب کہ ظاہراً" ایسی فنی عظمت کے شکار ہونے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

ہر ادیب ایک نیا ادیب ہے۔ ہر شاعر ایک نیا شاعر ہے۔ ہر فنکار ایک نیا فنکار ہے۔ جس طرح ہر بچے کے ساتھ ایک نئی انفرادیت ظہور میں آتی ہے' اسی طرح ہر ادیب' شاعر اور فنکار کے ساتھ ایک نئی انفرادیت کا ظہور ہوتا ہے۔

ڈرامہ ' انسانی فطرت کا متوازن اور شگفتہ عکس ہے جو انسانی جذبات' مزاج اور تقدیر کے نشیب و فراز کی نمائندگی کے ذریعے علم انسانی کو درس اور مسرت فراہم کرتا ہے۔ (ڈرائیڈن)

فلسفے کے لئے ایک محفوظ و مامون راہبانہ معصومیت درکار ہے جبکہ بے عیبی کے مقابلے میں یہ بدرجہا بہتر ہے کہ وہ اپنے وقت اور دور کے جاندار اور مسائل حیات میں سرگرم حصہ لے کر خوب غلطیوں کا ارتکاب کرے۔ (جان ڈیوی)

ادب اور ادبی تخلیق میرے لئے آدمی (مصنف) سے ممیز نہیں۔ میں کسی فن پارے سے محظوظ ہوسکتا ہوں لیکن میرے لئے اس کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا اس وقت تک مشکل ہوگا جب تک کہ میں مصنف کو بھی اس میں شامل نہ کرواں۔ میں بلا کسی جھجک کے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جیسا پیڑ ہوگا ویسا پھل۔ اس طرح ادب کا مطالعہ مجھے فطری طور پر کردار کے مطالعے کی طرف لے جاتا

ہے۔ (ایڈگرایلن پو)

اسلوب کی ایسی پستی کہ وہ فرد کی داخلیت اور نری ذاتی ترنگ بن جائے' جلد ہی تصنع کے حدود میں داخل ہو جائے گی۔ (والٹرپیٹر)

فن پارہ (بحیثیت جمالیاتی عمل) داخلی حیثیت کا حامل ہوتا ہے اور جس چیز کو ہم خارجی پیشکش کہتے ہیں وہ فن پارہ ہوتا ہی نہیں۔ (کروچے)

خندو ملاحت

ایک بار دلی میں رات گئے کسی مشاعرے یا دعوت سے مرزا صاحب' مولانا فیض الحسن فیض سہارنپوری کے ہمراہ واپس آ رہے تھے۔ راستے میں ایک تنگ و تاریک گلی سے گزر رہے تھے کہ آگے وہیں ایک گدھا کھڑا تھا۔ مولانا فیض نے یہ دیکھ کر کہا:

"مرزا صاحب! دلی میں گدھے بہت ہیں"۔

مرزا صاحب نے بے ساختہ کہا:

"نہیں' صاحب باہر سے آجاتے ہیں"۔

مولانا فیض الحسن سہارنپوری جھینپ کر چپ ہو رہے۔

ایک بزعم خود شاعر اپنی تازہ نظمیں ایک شاعر دوست کو دکھاتے ہوئے بولے:

"میں نے چند آزاد نظمیں کہی ہیں' ملاحظہ فرمایئے"

شاعر دوست نے نظموں کو بغور سنا اور مسکراتے ہوئے کہا:

"پیارے! یہ آزاد تو ہو سکتی ہیں لیکن نظمیں ہرگز نہیں"۔

مرزا غالب جس مکان میں رہتے تھے اس مکان میں دروازے کی چھت پر ایک کمرہ تھا۔ اسی کمرہ کے ایک جانب ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی تھی جس میں

ہمیشہ فرش بچھا رہا کرتا تھا۔ گرمیوں کے موسم میں مرزا اکثر لو دھوپ سے بچنے کے لئے اس کھڑکی میں سہ پہر تین بجے تک بیٹھتے تھے۔ ایک دن اتفاق سے رمضان کے مہینے میں مرزا صاحب کو اسی کوٹھڑی میں بیٹھے کسی کے ساتھ شطرنج یا چوسر کھیلتے دیکھ کر مفتی صاحب نے کہا:

"مرزا صاحب! ہم نے حدیث میں پڑھا تھا کہ رمضان کے مہینے میں شیطان مقید ہوتا ہے مگر آج اس حدیث کی صحت میں کچھ شبہ سا ہو رہا ہے"۔

جواب ملا!

"قبلہ! حدیث بالکل صحیح ہے مگر بات یہ ہے کہ جہاں شیطان مقید رہتا ہے وہ یہی کوٹھڑی ہے"۔

مرزا رضی الدین خان جو مرزا غالب کے خاص دوستوں میں تھے اور دلی میں ایک نامی گرامی طبیب بھی تھے مگر عجب اتفاق کہ انہیں آم مرغوب نہ تھے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ حکیم صاحب' مرزا غالب کے یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ آموں کا موسم تھا اور گلی میں آموں کے چھلکے پڑے ہوئے تھے۔ ایک گدھے والا ادھر سے اپنے گدھے لئے ہوئے گزر رہا تھا۔ گدھے نے رک کر آم کے چھلکے سونگھے اور آگے بڑھ گیا۔ یہ دیکھ کر حکیم صاحب نے مرزا غالب کو مخاطب کرکے مسکراتے ہوئے کہا:

"دیکھو! مرزا تم آموں کی بڑی تعریف کرتے ہو مگر آم ایسی چیز ہے کہ گدھے بھی نہیں کھاتے"۔

مرزا غالب نے بھی نہایت سنجیدگی سے کہا۔

"جی ہاں! بے شک گدھے آم نہیں کھاتے"۔

ایک عاشق نے اپنی محبوبہ سے بڑی ناراضی سے کہا:

"تم نے وفاشعاری کی قسمیں کھائی تھیں۔ زندگی بھر ساتھ نبھانے کے وعدے کئے تھے لیکن آج پتہ چلا کہ سب جھوٹ تھا۔ دھوکا تھا۔ فریب تھا۔ مجھ پر بے وفائی کے اتنے سنگین الزامات لگاتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی"۔ محبوبہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا:

"یاد کرو کل تم نے اپنی سہیلی ناز سے کیا کہا تھا"۔

عاشق بولا!

"مجھے یاد نہیں آخر تمہی کچھ بتاؤ"۔

"تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے غالب سے عشق ہے!"

ایک محفل میں سالک نے مولانا گرامی سے پوچھا۔

"حضرت! نواب سراج الدین کی شاعری سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟"

مولانا گرامی نے برجستہ جواب دیا:

"خامیوں میں پختہ ہو گیا ہے"۔

"جانتے ہو میری شاعری کو پہلے سے دوگنے لوگ پڑھنے لگے ہیں"۔ ایک شاعر نے خوش ہو کر اپنے دوست سے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہاری شادی ہو گئی ہے"۔ دوست نے جل کر کہا۔

سردار جعفری کسی ترقی پسند شاعر یا ادیب کی فلمی صنعت کے ساتھ وابستگی پسند نہیں کرتے تھے۔

ایک دن غصے میں جعفری نے ساحر لدھیانوی سے کہا:

"ساحر! دیکھ لینا' تمہارے جنازے میں کوئی ترقی پسند شاعر شریک نہیں ہو گا"۔

ساحر نے جواب دیا۔

"لیکن میں تو ہر ترقی پسند کے جنازے میں شریک ہوتا رہوں گا"۔

غالب کو کسی ادب دوست نوجوان نے خط لکھا اور انہیں دادا کے لفظ سے مخاطب کیا۔

غالب نے جواباً "یہ وضاحت کی:-

"میاں! میں تمہارا دادا نہیں بلکہ دل دادہ ہوں"۔

علامہ انور صابری بڑے بھاری بھرکم تھے۔ بہت بڑا سر' سیاہ رنگ' سیاہ داڑھی' لمبے بال' بس ایک کسر تھی سر پر روایتی سینگ ہوتے تو بالکل جن نظر آتے۔ بے حد خوش مزاج اور باغ و بہار طبیعت کے انسان۔ ایک مرتبہ بھوپال میں ایک عالیشان مشاعرہ منعقد ہوا۔ انور صابری اپنی کا کلیں جھٹک جھٹک کر اپنا کلام سنا رہے تھے۔ ایک صاحبزادے کو وجد آگیا اور اس نے اپنے کیمرے سے شست باندھ کر فوٹو لینا چاہا۔ علامہ صاحب نے دیکھا تو فرمایا:-

"میاں صاحبزادے! میرا فوٹو لے کر کیا کرو گے؟"

پاس ہی شعری بھوپالی بیٹھے تھے۔ بے ساختہ فقرہ چست کیا۔

"بچوں کو ڈرائیں گے"۔

پوری محفل قہقہوں سے گونج اٹھی۔

ایک مشاعرے میں جب فراق گورکھپوری اپنی غزل پڑھ چکے تو سامعین کی طرف سے ایک نوجوان شاعر زبیر رضوی کا کلام سننے کی فرمائش کی گئی۔

مشاعرے کے سیکرٹری نے جب زبیر رضوی کو بلایا تو وہ نیاز مندی سے جھجکتے ہوئے کہنے لگا:

"قبلہ فراق صاحب کے بعد میں اپنے شعر کیونکر پڑھ سکتا ہوں"۔

فراق صاحب یہ سن کر بڑی بے نیازی سے بولے:

"واہ! میاں' تم اگر میرے بعد پیدا ہو سکتے ہو تو میرے بعد اپنے شعر کیوں نہیں پڑھ سکتے!"

اسرارالحق مجاز سرتاپا شاعر تھے اور شاعری کے لوازمات کی پابندی کے قائل تھے، جن میں دانت نہ مانجھنا اور مدتوں غسل نہ کرنا بطور خاص شامل تھا۔
ایک بار مجاز صاحب کسی ڈاکٹر کے کلینک میں گئے اور کہنے لگے۔
"ڈاکٹر صاحب آپ نے مجھے پہچانا؟"
ڈاکٹر صاحب نے کہا:
"مجاز صاحب! آپ کو کون نہیں جانتا؟ پچھلے سال جناب کو نمونیہ ہوا تھا۔ اس خاکسار نے ہی آپ کا علاج کیا تھا"۔
مجاز نے ہنس کر کہا:
"اسی لئے تو میں آپ کے پاس آیا ہوں۔۔ آپ نے مجھے نہانے سے منع کیا تھا۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا اب میں نہا سکتا ہوں؟"

مولانا محمد علی شاعر تھے شاعری کی دنیا میں ان کا نام جوہر تھا۔ ان کے بڑے بھائی کا تخلص تھا گوہر۔ کسی محفل میں کسی نے ان کے منجھلے بھائی شوکت علی سے جو بے تخلص تھے، ان کا تخلص دریافت کیا۔ ان کے جواب سے پہلے محمد علی نے فوراً جوہر اور گوہر کے وزن پر ان کا تخلص تجویز کیا "شوہر"۔

۱۸۵۷ء کے انقلاب میں انگریز سپاہی غداری کے الزام میں کچھ لوگوں کو پکڑ کر کرنل براؤن کے پاس لے گئے تھے۔ ان میں مرزا غالب بھی شامل تھے۔ کرنل نے غالب سے پوچھا "کیا تم مسلمان ہو؟" غالب نے جواب دیا۔ "حضور آدھا مسلمان ہوں" وہ حیران ہو کر کہنے لگا "آدھا مسلمان کیا ہوتا ہے؟" غالب نے بڑی متانت سے جواب دیا۔ "حضور شراب پیتا ہوں، سور نہیں کھاتا۔ کرنل کو ہنسی آئی اور اس نے غالب کو چھوڑ دیا۔

ایک مشہور شاعر کے پاس ایک بدخود غلط قسم کا شاعر آیا اور بڑی تسلی سے کہنے

لگا "یار لوگوں نے میرے اشعار کے معنی چرا لئے ہیں اور میرے مطالب و خیالات کو اپنا کر شاعری کا دعویٰ کرنے لگے ہیں"۔ اس مشہور شاعر نے برجستہ کہا "اچھا! تو یہ وجہ تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ تمہارے شعروں میں آج کل معنی کیوں نہیں رہے"۔

حیدر آباد میں ایک شام' استاد شاعر مرزا داغ دہلوی نے کسی صاحب کے اس بیان پر کہ میں حقہ لے کر پلنگ پر لیٹا کروٹیں بدلتا ہوں۔ کبھی بیٹھتا ہوں' کبھی اٹھتا ہوں۔ طبیعت پر زور ڈالتا ہوں۔ تب بڑی مشکل سے ایک شعر بنتا ہے۔ داغ صاحب نے مسکرا کر فرمایا! "معاف کیجئے گا" آپ شعر کہتے ہیں کہ شعر جنتے ہیں"۔

ایک بار بنگال کے مشہور شاعر قاضی نذر الاسلام کو اطلاع ملی کہ ڈھاکہ میونسپل کارپوریشن ان کی ادبی خدمات کے عوض ایک پارک میں ان کا مجسمہ نصب کرانا چاہتی ہے اور مجسّمے پر ایک لاکھ روپے خرچ کرے گی۔ قاضی نذر الاسلام نے اپنے دوستوں سے کہا کہ اگر کارپوریشن یہ رقم مجھے دیدے تو میں خود اس پارک میں کھڑا رہوں گا!

جوش ملیح آبادی نے ایک مرتبہ مجاز سے پوچھا کہ کیا تمہارے والدین تمہاری روزانہ بے اعتدالیوں پر اعتراض نہیں کرتے۔ مجاز نے نہایت متانت سے جواب دیا۔ لوگوں کی اولاد سعادت مند ہوتی ہے' جوش صاحبؒ! میری خوش قسمتی ہے کہ میرے والدین سعادت مند ہیں۔

ایک نو آموز اور فضول گو شاعر' مولانا عبدالرحمٰن جامی کے ہاں آیا اور ایک بے وزن سی غزل سنا کر کہنے لگا۔ میرا ارادہ ہے کہ اس غزل کو شہر کے بڑے دروازے پر لٹکا دوں تاکہ ہر شخص لطف اندوز ہو سکے۔

مولانا جامی نے فرمایا:

"بہتر ہو گا کہ تمہیں بھی اس غزل کے ساتھ ہی لٹکا دیا جائے تاکہ لوگ شعر اور شاعر دونوں سے لطف اندوز ہو سکیں"۔

روایت ہے کہ مدینہ طیبہ میں اگر کوئی چیز فروخت ہونے کے لئے باہر سے آتی تو صحابی رسولؐ حضرت نعمان انصار اس کو خرید کر نبی کریمؐ کی خدمت میں لے آتے اور یہ کہتے کہ یا رسول اللہ! میں یہ چیز آپ کے لئے بطور ہدیہ لایا ہوں۔ چند دنوں کے بعد جب چیز بیچنے والا دام لینے کے لئے آتا تو اس کو بھی آپؐ کی خدمت اقدس میں لے آتے اور فرماتے۔ "یا رسول اللہ! فلاں دن آپ نے جو چیز کھائی تھی اس کے دام اس شخص کو عطا فرما دیجئے۔ آپؐ حضرت نعمانؓ سے فرماتے کہ وہ چیز تو تم نے مجھے ہدیہ کے طور پر دی تھی۔ حضرت نعمانؓ عرض کرتے: یا رسول اللہ! میرے پاس اس وقت قیمت نہیں تھی مگر میرا جی چاہتا تھا کہ رسول اللہؐ اس چیز کو کھائیں' اس لئے میں لے آیا۔ آپؐ حضرت نعمانؓ کی یہ بات سن کر مسکرا پڑتے اور چیز کے دام دے دیتے۔

امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ ایک دن مدینہ کے بازار میں کھڑے تھے۔ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور کہا: یا امیرالمومنین! مجھے فلاں شخص نے دھوکا دیا ہے۔ لہذا اس سے میرا حق دلایا جائے۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا! "جا بھاگ جا" چھوٹے قد کا آدمی کسی سے دھوکا نہیں کھا سکتا۔ چونکہ تو بھی چھوٹے قد کا ہے' اس لئے تو جھوٹ بولتا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا: حضرت آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے میں مانتا ہوں۔ لیکن بات دراصل یہ ہے کہ جس شخص نے مجھ کو دھوکا دیا ہے' وہ مجھ سے بھی چھوٹے قد کا ہے۔ حضرت عمر ہنس پڑے اور اس کی دادرسی فرمائی۔

مولانا اشرف علی تھانوی کے پاس ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند سے ایک شخص شکایت لے کر آیا کہ وہاں چوری کے کچھ واقعات پیش آئے ہیں اور بعض لوگ طلبہ پر چوری کا الزام لگا رہے ہیں۔ مولانا یہ سن کر فرمانے لگے: "بھئی! طلبہ اور وہ بھی اسلامی علوم کے طلبہ! یہ تو کبھی چور نہیں ہو سکتے۔ ہاں! یہ ممکن ہے کہ بعض چوروں نے طالب علمی شروع کر دی ہو اور یہ فعل ان لوگوں کا ہی ہو سکتا ہے"۔

ایک دن ملا نصیرالدین منبر پر وعظ کے لئے کھڑا ہو گیا اور حاضرین سے پوچھا' کیا تم کو خبر ہے کہ میں تمہیں کیا سنانے والا ہوں؟ انہوں نے کہا: "ہمیں کوئی خبر نہیں" ملا منبر سے اتر آیا کہ میں تم جیسے بے خبر لوگوں کو کیا بتاؤں' جن کو کوئی خبر ہی نہیں۔ دوسرے دن پھر منبر پر چڑھ کر لوگوں سے مخاطب ہوا۔ "اے سامعین! تم کو کچھ خبر ہے کہ میں تم کو کیا سنانا چاہتا ہوں؟" وہ پہلے دن کے تجربے سے کہنے لگے کہ "ہاں ہم کو خبر ہے"۔ ملا پھر منبر سے اتر آیا اور کہا کہ "جب تم کو پہلے ہی خبر ہے تو اب میں کیا بتاؤں؟" تیسرے دن پھر منبر پر آ دھمکا اور پھر وہی سوال کیا کہ تم کو خبر ہے کہ میں تمہیں کیا سنانے لگا ہوں؟ لوگ چونکہ دو روز کے جوابات سے تنگ آ چکے تھے۔ اس لئے کچھ لوگوں نے کہا کہ خبر ہے اور کچھ بولے کہ خبر نہیں۔ ملا پھر منبر سے اتر آیا اور بولا کہ "جس کو خبر ہے وہ دوسروں کو سنا دے' میرے سنانے کی کیا ضرورت ہے"۔

ہندوستان کے شہر الہ آباد میں ایک طوائف رہتی تھی' جس کا نام گوہر تھا۔ ایک دن وہ اکبر الہ آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا "حضرت! آپ نے بہت سے اشعار کہے ہیں' آج میرے بارے میں بھی کوئی شعر ارشاد کریں۔ اکبر نے اسی وقت شعر پڑھ کر اس کی نذر کیا:

خوش نصیب آج بھلا کون ہے گوہر کے سوا
سب کچھ خدا نے دے رکھا ہے شوہر کے سوا

حضرت علیؓ کے پاس کبھی کبھی کوئی لغو اور بے مقصد مقدمہ پیش ہوتا تو آپ زندہ دلی کا ثبوت دیتے تھے۔ ایک دن ایک شخص نے دوسرے شخص کو آپ کی عدالت میں یہ کہہ کر پیش کیا کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس نے میری ماں کی آبرو ریزی کی ہے۔ آپ نے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا:۔

"ملزم کو دھوپ میں جا کر کھڑا کرو اور اس کے سائے کو سو کوڑے مارو"۔

قائداعظم محمد علی جناح جب وکالت کرتے تھے ان دنوں بمبئی میں ایک چوٹی کا ہندو وکیل بھی تھا۔ جسے اپنی ذہانت' قابلیت اور پیشہ ورانہ تجربہ پر بڑا ناز تھا۔ ایک دن چند وکیل بیٹھے کسی نکتہ پر بحث کر رہے تھے۔ ایک صاحب بولے کہ محمد علی جناح اس نکتہ پر صحیح روشنی ڈال سکتے ہیں۔ ہندو وکیل نے محمد علی جناح کی طرف نظر حقارت سے دیکھا اور کہنے لگا:۔ "محمد علی جناح' اس بارے میں کیا جانتے ہیں؟" کیونکہ "He is Child in LaW"

"یعنی وہ تو ابھی قانون میں بچہ ہے" قائداعظم نے برجستہ جواب دیا:۔ "ہاں:۔

"یہ ٹھیک کہتا ہے "Because he is my Father in Law"۔

"کیونکہ وہ میرا سسر ہے"۔

ایک دفعہ کلکتہ کے بشپ آئے اور چیف کمشنر دہلی سے کہا کہ میں شاہ عبدالعزیز کے ساتھ بحث کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا شاہ صاحب کے ساتھ بحث کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ وہ کئی پادریوں کو شکست دے چکے ہیں۔ بڑے عالم فاضل آدمی ہیں لیکن وہ نہ مانا۔ اب چیف کمشنر نے کہا "اچھا! اگر آپ جیت گئے تو میں آپ کو پانچ سو روپیہ دوں گا اور اگر آپ ہار گئے تو پانچ سو روپے لوں گا"۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ خیر کمشنر نے دونوں کے درمیان مباحثے کا انتظام کروا دیا۔

بشپ نے شاہ صاحب سے پوچھا "آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پیغمبرؐ خدا کے حبیب ہیں' کیا یہ سچ ہے؟" آپ نے "فرمایا ہاں! سچ ہے"۔ کہنے لگا "اگر وہ خدا کے دوست ہوتے تو جب ان کے نواسے امام حسینؓ کے گلے پر تلوار چلائی جا رہی تھی تو کیوں نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر ان کی جان بچائی"۔ شاہ صاحب نے فرمایا "ہاں وہ گئے تو تھے لیکن وہاں دیکھا کہ اللہ میاں خود اپنے اکلوتے بیٹے کے غم میں رو رہا ہے"۔ بشپ یہ جواب سن کر ناراض ہو گیا اور اسی وقت دہلی سے چلا گیا۔

فقیر سید نجم الدین ایک مرتبہ کسی تقریب میں شرکت کے سلسلہ میں لاہور آئے۔ علامہ اقبال بھی وہاں موجود تھے۔ فقیر صاحب کے ہمراہ ان کا ان پڑھ ملازم بھی تھا۔ اپنے ملازم سے مخاطب ہو کر انہوں نے کہا "دیکھو! یہ وہی ڈاکٹر اقبال ہیں' جن کا اکثر تم سے ذکر کرتا رہتا ہوں۔ جب وہ تھوڑی دیر کے لئے کہیں اٹھ کر چلے گئے تو ملازم نے نہایت ادب سے علامہ اقبال سے درخواست کی "ڈاکٹر صاحب! میرے پیٹ میں اکثر درد رہتا ہے آپ کوئی دوا بتا دیں تو بڑی مہربانی ہو گی"۔

ایک مہمل گو شاعر نے مولانا جامیؒ سے کہا کہ جب میں خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہوا تو تبرک کے طور پر میں نے اپنے دیوان کو حجر اسود سے رگڑا۔ مولانا جامیؒ فرمانے لگے "بہتر تو یہ تھا کہ آپ اسے تبرکاً" آب زم زم سے دھو دیتے"۔

ایک نحوی کشتی میں سوار ہوا۔ اسے اپنے علم پر بڑا ناز تھا۔ ملاح کو کہنے لگا کہ میاں تم نے ساری عمر کشتی چلانے میں گزار دی ہے یا کچھ علم صرف و نحو (عربی گرائمر کا علم) بھی پڑھا؟ ملاح نے کہا "جی نہیں!" عالم کہنے لگا تو پھر تو نے آدھی عمر ضائع کر دی۔ ملاح کو اس بات سے بڑا دکھ اور رنج پہنچا لیکن اس وقت

کوئی جواب نہ دیا۔ کشتی دریا میں ابھی تھوڑا ہی آگے گئی تھی کہ ہوا نے اس کو بھنور میں ڈال دیا۔ ملاح نے خطرہ محسوس کرتے ہوئے نحوی سے کہا۔ "اے عالم صاحب! ساری عمر صرف و نحو ہی پڑھتے رہے ہو یا کہ تیرنا بھی سیکھا ہے؟" اس نے ڈرتے اور کانپتے ہوئے جواب دیا کہ "مجھ سے تیراکی کی امید کیسے ہو سکتی ہے"۔ ملاح نے کہا "جناب میری تو آدھی عمر برباد ہوئی' آپ نے تو ساری عمر برباد کر دی"۔ "اس لئے کہ کشتی تو اب ڈوب رہی ہے"۔

ایک پروفیسر صاحب کالج سے گھر آ رہے تھے۔ جب اپنی کوٹھی کے سامنے والے لان میں پہنچے تو سامنے دروازے پر بیگم کھڑی تھی۔ پروفیسر صاحب کو دیکھا کہ آج پیدل ہی گھر کی طرف رواں دواں ہیں۔ بڑی حیرانی سے پوچھنے لگی "تو جناب! آج آپ کی وہ کار کہاں؟" پروفیسر صاحب کہنے لگے "مجھے تو اتنا یاد ہے کہ کالج سے آتے ہوئے راستہ میں ایک شخص نے لفٹ مانگی تھی اور مجھے ادھر گھر کے سامنے اتار گیا ہے"۔

جج نے ملزم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ قبل اس کے کہ تم کو سزا کا حکم سنایا جائے۔ عدالت کے سامنے کچھ پیش کرنا چاہتے ہو تو کر سکتے ہو (یعنی کوئی عذر وغیرہ) ملزم بولا! "حضور! جو کچھ میرے پاس تھا سب وکیل کی نذر کر چکا اب عدالت کے سامنے کیا پیش کروں"۔

ایک دنیادار حضرت صاحب تھے۔ ان کے ایک مرید ظریف نے عرض کیا کہ حضرت میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے کہ "آپ کا ہاتھ تو شہد سے بھرا ہوا ہے اور میرا نجاست سے آلودہ ہے"۔ حضرت صاحب بولے! "بھائی بات یہ ہے کہ تم دنیادار ہو اور میں فقیر لوگ ہوں۔ یہی اس خواب کی تعبیر ہے"۔ اس نے کہا حضرت ابھی آگے کا خواب بھی تو سن لیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا ہاتھ میں چاٹتا ہوں اور میرا ہاتھ آپ چاٹتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام ابو یوسف عہدۂ قضاء پر فائز تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں آپ چیف جسٹس تھے۔ ایک دن ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا "امام صاحب پستے کا حلوہ زیادہ مزیدار ہوتا ہے یا بادام کا" قاضی صاحب نے فرمایا "بھئی! معاملہ انصاف کا ہے۔ میں فریقین کی عدم موجودگی میں فیصلہ نہیں کیا کرتا"۔ پہلے دونوں کو پیش کرو پھر بتاؤں گا۔

ایک شخص کسی بیمار کی عیادت کو گیا اور وہاں جم کر بیٹھ گیا۔ بیمار بیچارہ تنگ آ گیا۔ وہ اس کی باتوں سے پریشان ہو رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ شخص کسی طرح اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا تو اس نے کہا۔ "آنے جانے والوں کی کثرت نے ہمیں پریشان کر دیا ہے" لیکن وہ بندۂ خدا اب بھی نہ سمجھا۔ بولا "اگر آپ فرمائیں تو اٹھ کر دروازہ بند کر دوں؟" بیمار نے عاجز آ کر کہا "ہاں! لیکن باہر سے"۔

مصر میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اور کہا کہ میں موسیٰ بن عمران ہوں۔ اس کو خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں حاضر کیا گیا۔ خلیفہ نے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ید بیضا اور عصا کے معجزے تھے' تو بھی کوئی معجزہ دکھا۔ وہ شخص کہنے لگا۔ اے خلیفہ! آپ کو معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے معجزے اس وقت دکھائے تھے جب فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور کہتا تھا میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں۔ اس لئے پہلے تو خدائی کا دعویٰ کر پھر میں تم کو معجزے دکھاؤں گا۔

امریکہ کے شہر نیو یارک کی ایک سڑک پر سے ایک جنازہ گزر رہا تھا لیکن اس جنازے میں ایک انوکھی اور خلاف معمول بات یہ تھی کہ میت کے تابوت کے پیچھے چند فرلانگ لمبی ایک لائن لگی ہوئی تھی۔ دور سے ایک شخص کی نظر جب اس جنازہ پر پڑی تو بڑا حیران ہوا۔ چنانچہ وہ کچھ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا میت کے

تابوت کے نزدیک پہنچ گیا۔ وہ لوگ جو میت کو کندھا دیئے ہوئے تھے' ان میں سے ایک شخص کے پاس گیا اور آہستہ سے کہنے لگا۔ "جناب! یہ کس کا جنازہ ہے؟ اور آپ کا اس میت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟" اس آدمی نے جواب دیا کہ "یہ میری بیوی کا جنازہ ہے"۔ اس نے دوسرا سوال یہ کیا کہ "اس کو کیا ہوا؟ کیا یہ بیمار تھی؟" وہ شخص کہنے لگا "نہیں بات یہ ہوئی کہ کل شام کو میرے پالتو کتے نے اس کو کاٹ لیا' جس کے زہریلے اثرات کی وجہ سے صبح اس کا انتقال ہو گیا"۔ وہ شخص کہنے لگا "جناب! کیا آپ اپنا وہ کتا مجھ کو چند دن کے لئے ادھار دے سکتے ہیں؟" اس شخص نے کہا "کیا آپ کو واقعی اس کتے کی ضرورت ہے؟" وہ کہنے لگا "کیوں نہیں؟" اس نے کہا "اچھا پھر ایسے کرو کہ اس لائن کے سب سے آخر میں جا کر لگ جاؤ۔ یہ کتا ملے گا سب کو لیکن باری باری سے ملے گا"۔

ایک دن شہنشاہ اکبر اور شہزادہ جہانگیر سردیوں کے موسم میں باغ کی سیر کو گئے۔ ملا دو پیادہ ہمراہ تھا۔ جب دن کچھ گرم ہوا تو دونوں باپ بیٹے نے کمبل اتار کر ملا کو دے دیئے۔ جب گرمی زیادہ ہوئی تو کوٹ بھی اتار کر اس کے کندھے پر رکھ دیئے۔ وہ اٹھائے جا رہا تھا۔ بادشاہ نے بطور خوش طبعی کہا "ملا بار خر بردشتہ" یعنی اے ملا تو نے گدھے کا بوجھ اٹھا رکھا ہے۔ ملا نے فوراً جواب دیا "جہاں پناہ! بار دو خر" یعنی میں نے دو گدھوں کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔

ایک گاؤں کا امام' مسجد میں آ کر بغیر وضو کھڑا ہو گیا۔ گاؤں میں ایک مہمان آیا ہوا تھا۔ اس نے یہ دیکھ کر مولوی صاحب سے کہا کہ "یہ کیا؟ وضو کے بغیر ہی نماز؟" کہنے لگے۔ بھائی یہ بھی ایک راز کی بات ہے' جو صرف تجھ کو بتا رہا ہوں۔ "یہ لوگ مجھے دیتے لیتے کچھ بھی نہیں۔ اس لئے میں بھی ان کو کافر کر کے مار رہا ہوں"۔

کہتے ہیں کہ کوئی لڑکی والے رشتہ کی خاطر لڑکے کو دیکھنے کے لئے آئے۔ گھر والوں سے پوچھا کہ تمہاری مالکی کتنی ہے؟ انہوں نے کہا "ہماری تو کوئی مالکی نہیں، البتہ ہمارا بیٹا بہت بڑا مالک ہے" وہ بڑے خوش ہوئے کہ ہمیں تو لڑکے کی مالکی ہی سے غرض ہے۔ بولے، اچھا یہ بتاؤ کہ لڑکے کی مالکی کتنی ہے؟ گھر والے بولے۔ "ہمارا مطلب یہ ہے کہ لڑکا اپنی مرضی کا بہت بڑا مالک ہے"۔

ایک صاحب کا جوتا بڑی آواز دے رہا تھا۔ ایک آدمی اسے دیکھ کر بولا "کیوں جناب یہ جوتا چوری کا ہے جو اس میں سے اس قدر آواز آ رہی ہے؟" وہ صاحب بولے "اگر یہ بات ہے تو میرے کوٹ اور پتلون سے بھی آواز آتی"۔

ملا نصیرالدین کی عمر جب ساٹھ سال سے تجاوز کر گئی تو سر کے کافی بال سفید ہو گئے۔ ایک دن ایک دوست نے جو بڑی مدت کے بعد ملا تھا، کہا "ملا! تمہارے بال تو سفید ہو گئے"۔ ملا نے جواب دیا "کوئی بات نہیں دل تو ویسے ہی سیاہ ہے"۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

سیماب اکبر آبادی نے قرآن پاک کا منظوم ترجمہ "وحیء منظوم" اور مثنوی مولانا روم کا الہام منظوم کے نام سے کیا ہے۔

عہد اکبری میں ابوالفضل فیضی نے "سواطع الاالہام" کے نام سے قرآن پاک کی غیر منقوطہ تفسیر لکھی تھی۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت جو کہ دس برس چھ ماہ اور چار دن پر محیط ہے میں ایک ہزار چھتیس شہر فتح کئے گئے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ سے قبل حضرت حکیم بن حزامؓ (صحابیء رسول) کی ولادت

بھی خانہ کعبہ میں ہوئی۔

حضرت تمیم انصاریؓ (صحابیء رسول) کا مقبرہ بھارت کے مشہور شہر مدارس سے سو میل کے فاصلے پر تامل ناڈو میں ساحل سمندر کے قریب کولم میں واقع ہے۔

جھوٹ معلوم کرنے کے لئے ایک آلہ لائی ڈیٹکٹر استعمال کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہؒ بن مبارک نے کہا تھا کہ میں نے امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ سے زیادہ پرہیزگار آدمی نہیں دیکھا۔

حضرت امام مالکؒ نے صرف ایک مرتبہ حج کیا تھا' اس لئے کہ مدینہ منورہ کی جدائی ان سے برداشت نہیں ہو سکتی تھی۔

حضرت امام شافعیؒ کی ولادت حضرت امام اعظمؒ کے انتقال کے روز ہوئی۔

عطاء الحق قاسمی نے اپنی کتاب "روزن دیوار سے" میں اپنی وفات پر ایک تعزیتی کالم لکھا ہے۔

علامہ اقبال کے جنازے کے آگے مسلم لیگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔

دنیا میں مزدوروں کی اولین ہڑتال ۱۱۷۰ء میں مصر میں ہوئی۔

دو تولے سونے سے ۳۵ میل لمبی تار کھینچی جا سکتی ہے۔

اگر کوئی ۲۹ فروری (لیپ کے سال میں) پیدا ہو تو وہ بیس سال میں صرف پانچ مرتبہ اپنی سالگرہ منا سکتا ہے۔

چیکو سلواکیہ' فجی اور برازیل کے لوگ سرخ اور سبز رنگ میں امتیاز نہیں کر سکتے۔

دنیا میں سب سے زیادہ حروف تہجی کمبوڈیائی زبان میں ہیں یعنی ۷۲۔

جنرل الوارو آبریگن' میکسیکو نے ابھی صدارت کا حلف نہیں اٹھایا تھا کہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۸ء کو قتل کر دیا گیا۔

شاہ چارلس دوم (برطانوی بادشاہ) نے ایک بار کہا تھا کہ اس نے اپنی یادداشت میں کوئی احمقانہ بات نہیں کہی اور نہ ہی کوئی عقل مندی کا کام کیا ہے۔

رودکی (فارسی) ابو العلا معری (عربی) ہومر (یونانی) اور جرات (اردو) نابینا شاعر تھے۔

جیمز اول انگریز بادشاہ نے تمباکو پر کتاب لکھی تھی۔

ہیگل نے کہا تھا کہ میرا فلسفہ میرا صرف ایک شاگرد روزن کرانز سمجھتا ہے اور وہ بھی غلط سمجھتا ہے۔

اردن کا قومی ترانہ چار سطری ہے۔

ایک حیرت انگریز پودے کا نام ڈیٹم ہے یہ سمندر میں پایا جاتا ہے کہ اس کے پتے دن سے آدھی رات تک گلابی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد وہ پیلے رنگ کے ہو جاتے ہیں اور اس رنگ سے روشنی نکلتی ہے۔ جس سے اردگرد کا کافی علاقہ روشن ہو جاتا ہے۔

چودھری رحمت علی نے پہلی بار پاکستان کا لفظ ۱۹۳۳ء میں استعمال کیا تھا۔

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے اپنی کتاب "اقبال کی صحبت میں" میں علامہ صاحب اور چودھری رحمت علی کی ملاقاتوں کا ذکر کیا ہے۔

چودھری رحمت علی کو قرارداد پاکستان کے اجلاس میں شرکت سے روکنے کے لیے ان کے وارنٹ گرفتاری سر سکندر حیات خان نے جاری کیے تھے۔

چودھری رحمت علی کا انتقال ۱۲ فروری ۱۹۵۱ء کو ہوا اور انہیں عمانوئل کالج' لندن کی سیڑھیوں کے قریب امانتاً" دفن کیا گیا ہے۔

انگلستان کا شاہ جارج اول انگریزی نہیں بول سکتا تھا۔

امریکہ کے شہر "گیان" میں ۱۸۵۲ء میں سونے اور نمک کی قیمت برابر تھی"۔

ایک مشہور روسی شاعر، سارژا اسنین نے ۱۹۲۶ء میں خودکشی کرلی تھی۔ وہ اس طرح کہ پہلے اپنی ایک رگ کو کاٹا اور پھر اس سے جو خون ٹپکا اس کے ساتھ اپنا آخری قصیدہ لکھا۔

آدھا کلو شہد جمع کرنے کے لئے مکھی کو تقریباً اتنالیس ہزار میل سفر طے کرنا پڑتا ہے۔

اٹلی کے مشہور ناول نویس ''گیبرئل ڈی انوو'' نے پانچ صد ساٹھ صفحات پر مشتمل اپنا ناول پانچ دن اور پانچ راتوں میں بغیر کچھ کھائے اور آرام کئے مکمل کیا۔ تاہم وہ ہر دو گھنٹے کے بعد کافی پیا کرتا تھا۔

۱۵۴۹ء میں ایک ہسپانوی باشندے سینٹ فرانسس زیومیر نے جاپان دریافت کیا۔

مقامی زبان میں ''البانیہ'' کا مطلب ''عقابوں کی سرزمین'' ہے۔

امریکہ کا نام ایک اطالوی جہازران امریگو ویسپو کی کے نام پر رکھا گیا۔

پال فان ہنڈ برگ وہ جرمن جرنیل ہے جس کی تمام زندگی میدان جنگ میں گزری اور جسے (پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء۔ ۱۹۱۸ء) اتحادیوں کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا جاتا ہے۔

بہاماس میں جوئے کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔

اٹلی کے نقشے کی شکل جوتے سے ملتی جلتی ہے۔

بحرین، سعودی عرب اور مراکش کے قومی ترانوں میں کوئی لفظ نہیں ہے بلکہ محض موسیقی

دنیا کی قدیم ترین لائبریری نینوا میں اس وقت کے بادشاہ آشور بانی ہال (دور حکومت ۶۶۸۔ ۶۳۱ ق م) نے بنوائی۔ اس میں سلوں کی صورت میں مٹی پر عبارتیں تحریر کر کے انہیں پکا لیا جاتا تھا۔

میسور کی مقامی زبان میں ٹیپو کا معنی شیر ہے۔
گوروگرنتھ کا پہلا اشلوک ''اول نام خدا دوجا نام رسول'' تیجا نام پڑھ لے نانگا درگاہ پوے' قبول ہے۔ اس کتاب میں دو مسلمان صوفیاء حضرت فرید الدین گنج شکر اور شیخ بھیکھ کا کلام بھی درج ہے۔
آسٹریلیاء ایک ایسا ملک ہے جو پورے براعظم پر محیط ہے۔
اطالوی مصور آمید و مودلیانی (۱۸۹۴ء ـ ۱۹۲۰ء) کے انتقال کے روز اس کی اہلیہ نے بھی کھڑکی سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرلی تھی۔
فلسفہ چین کا موجد' کنفیوشس کو کہا جاتا ہے۔
افلاطون نے قدیم یونان کی ایک شاعرہ سیفو کو شاعری کی دسویں دیوی کہا تھا۔
حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے ملتانی اشلوک ہندوؤں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب میں بھی لکھے ہوئے ہیں۔
وادیء سندھ کے صوفی بزرگ حضرت سچل سرمست کو ہفت زبان شاعر کہتے ہیں۔
خیری برادران نے ۱۹۱۷ء میں سٹاک ہوم (سویڈن) میں منعقدہ سوشلسٹ کانفرنس میں ہندوستان کی تقسیم کی پہلی بار تجویز انڈیا اور مسلم انڈیا کے نام سے پیش کی تھی۔
فرنٹیئر انکوائری کمیٹی کے سامنے ڈیرہ اسمٰعیل خان کے سردار گل محمد خان نے پشاور سے آگرہ تک مسلمانوں کی ایک الگ حکومت قائم کرنے کی تجویز ۱۹۲۳ء میں پیش کی تھی۔
۱۹۲۴ء میں ہندو سبھا کے بانی لالہ لاجپت رائے نے بھی تجویز تقسیم ہند پیش کی۔
محمد عبدالقادر بلگرامی نے ۱۹۲۰ء میں برصغیر کی تقسیم کی تجویز دی۔

ملائشیاء کے شہر پنیانگ میں سانپوں کے لئے مندر تعمیر کیا گیا ہے۔
اسلامی سال ۳۵۴ دن' ۸ گھنٹے' ۴۸ منٹ اور ۱۶ سیکنڈ کا ہوتا ہے۔
ہر تیس سال کے دور میں لیپ کا سال آتا ہے اور ماہ ذوالحجہ میں ایک دن کا اضافہ کیا جاتا ہے۔
لبنانی گھروں میں تتلی آجائے تو اسے خوش قسمتی کی علامت تصور کیا جاتا ہے اور عورتیں خوشی سے جھومنے لگتی ہیں۔
زمانہ ء قدیم میں صندل کی لکڑی کے زیورات استعمال کئے جاتے اور اسے امارت و خوشحالی کی علامت تصور کیا جاتا تھا۔
اگر بچھو کے چاروں طرف آگ جلا دی جائے تو وہ خود کو ڈنگ مار کر ہلاک کر لیتا ہے۔
ہاتھی کی نسبت چیونٹی اپنی جسامت کے لحاظ سے زیادہ وزن اٹھا سکتی ہے۔
شکرا ہوا میں کھڑا ہونے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔
سویڈن میں پرندوں کو قید کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔
بھیڑیا سوتے وقت ایک آنکھ کھلی رکھتا ہے۔
سلامندر ایک ایسا جانور ہے جو آگ میں رہتا اور آگ ہی اس کی خوراک ہے۔
اسفنج ایک سمندری جانور ہے جس کے نہ کان' نہ ناک' نہ ہڈیاں' نہ ہاتھ نہ پاؤں' نہ منہ ہے۔
گرگٹ اپنے آگے اور پیچھے دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔
اونٹ ایک سو میل سے پانی کو سونگھ لیتا ہے۔
میل فاؤل ایک ایسا پرندہ ہے جو اپنا گھونسلا نہیں بناتا اور نہ ہی کسی دوسرے کے گھونسلے پر قبضہ کرتا ہے۔

وڈکاک ایک ایسا پرندہ ہے جو چاروں طرف دیکھتا ہے۔
پنج کلیان ایک سانپ ہے جس کے پھن پر نر یا مادہ ہونے کے انسانی نقوش پائے جاتے ہیں۔
امریکہ کی دریافت سے قبل فرانس کو المغرب الاقصیٰ کہا جاتا تھا۔
جنوبی بحرالکاہل میں واقع نیوزی لینڈ کو سفید بادلوں کا وطن کہتے ہیں۔
انگریز' صوبہ سرحد کو "سرزمین بے آئین" کہتے تھے۔
ظہیر الدین بابر نے وادیٔ کلر کہار کے باغات' چشموں اور قدرتی مناظر سے متاثر ہو کر "ایں بچہ کشمیر است" کہا تھا۔
زمانہ قدیم میں ایشیاء کا مرد بیمار' چین کو اور ماضی قریب میں یورپ کا مرد بیمار ترکی کو کہتے تھے۔
انگلستان اور فرانس کے درمیان ایک سو پندرہ برس (۱۳۳۸ء - ۱۴۵۳ء) جنگ ہوتی رہی۔
البانیہ' عقابوں کی سرزمین ہے۔
زنجبار اور برطانیہ کے مابین مختصر ترین جنگ ہوئی' فقط ۳۸ منٹ۔
۱۹۴۴ء میں یورپی مہماتی فوج کا سپریم کمانڈر آئزن ہاور تھا۔
کرسٹا مک الیولیف (بہ عمر ۳۷ سال) پہلی خاتون استاد خلا باز تھی۔
انڈونیشیاء میں کسی بھی ڈوبتی ہوئی عورت کو بچانا قانونی جرم ہے۔
پاکستان کی روایت کے مطابق تمام غیر ملکی سربراہ شکر پڑیاں پر پودا لگاتے ہیں
اسی روایت کے مطابق شیخ محمد عبداللہ (کشمیری) نے بھی ۱۹۶۴ء میں پودا لگایا۔
شیخ عبداللہ کے لگائے ہوئے پودے کے سوا تمام پودے پھل پھول رہے ہیں۔
لیکن شیخ صاحب کا پودا سوکھ گیا۔
ماؤنٹ کارمل (۱۱۵۴ء) نے عیسائیوں کا مشنری نظام قائم کیا۔
تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون حضرت سمیہؓ ہیں۔

چینی زبان میں حروف تہجی نہیں ہیں۔
لیلیٰ مجنوں کا قصہ عباسی خلیفہ' ہادی بن مہدی کے دور میں مشہور ہو تھا۔
شاہد احمد دہلوی' اردو کے عظیم ادیب ڈپٹی نذیر احمد کے پوتے تھے۔
مشہور فلسفی دیو جانسن کلبی' دیانت دار شخص کی تلاش میں دن کو بھی چراغ لے کر گھومتا تھا۔
کنفیوشس' مثالی حکمران کی تلاش میں تیرہ سال اپنے وطن سے باہر رہا۔
اقلیدس نے کہا تھا کہ علم ہندسہ سے ناواقف شخص میرے قریب نہ آئے۔
راجہ بیکن کہا کرتا تھا کہ اگر میرا بس چلے تو ارسطو کی تمام کتابوں کو آگ لگا دوں۔
ناصر الدین خلجی کی موت کے قریباً ۱۰۰ سال بعد شہنشاہ جہانگیر نے اس کی لاش کو دریا برد کروا دیا تھا۔
قطب الدین ایبک غلامی کے دور میں فقط تین روپے میں فروخت ہوا تھا۔
ابن بطوطہ نے سات صدی قبل ۷۵۶ھ میں وطن پہنچ کر جو سفرنامہ لکھا تھا وہ محفوظ نہیں رہ سکا۔ لیکن سلطان مراکش کے دبیر ابن جزیئے نے اصل سفرنامہ کو سامنے رکھ کر جو نسخہ تیار کیا تھا' وہ محفوظ رہا۔ آج اسے "رحلہ ابن بطوطہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔
علامہ مشرقی کو خاکسار تحریک کے تمام کارکنوں کے پورے نام اور پتے زبانی یاد رہتے تھے۔

زندہ چہرے

ابراہیم ادھم

بزرگ، صوفی، عالم، شہر بلخ شہزادے تھے۔ فقر و زہد میں بڑا بلند رتبہ پایا۔ بقول حضرت جنید بغدادی "تمام عالم کے فقراء کے تمام علوم کی کنجیاں ابراہیم ادھم کے پاس ہیں" آپ کا عہد ۷۹۵ء سے شروع ہوا۔ مکہ معظمہ میں تولد ہوئے۔ آپ کی وفات ۸۹۴ء کو ہوئی اور روم کے شہر سوقین میں دفن ہوئے۔

ابن بطوطہ

ابو عبداللہ محمد بن بطوطہ مراکش کے شہر طنجہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا عہد ۱۳۰۴ء سے ۱۳۷۸ء کا ہے۔ ادب، تاریخ اور جغرافیہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اکیس برس کی عمر میں پہلا حج کیا۔ اس کے بعد افریقہ کے علاوہ روس سے ترکی تک سیاحت کی۔ محمد تغلق کے زمانے میں ہندوستان آئے۔ سلطان نے بڑی عزت افزائی کی اور قاضی کے عہدے پر فائز کیا۔ یہاں سے ایک سفارتی مشن پر چین جانے کا حکم ملا۔ ۲۸ سال کی عمر میں ۷۵ ہزار میل کا سفر کیا۔ آخر میں فارس کے بادشاہ ابو حنان کے دربار سے وابستہ ہو کر اپنے سفرناموں کو کتابی شکل دی اور اس کتاب کا نام "عجائب الاسفار فی غرائب الدیار" رکھا۔ یہ کتاب مختلف ممالک کے تاریخی و جغرافیائی حالات کا مجموعہ ہے۔

ابن خلدون

مورخ، فقیہہ، فلسفی اور سیاستدان۔ پورا نام ابو زید ولی الدین عبدالرحمٰن ابن خلدون ہے۔ تیونس میں پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سلطان تیونس ابو عنان کے وزیر مقرر ہوئے۔ لیکن درباری سازشوں سے تنگ آ کر حاکم غرناطہ

کے پاس چلے گئے۔ یہاں بھی خلفشار پایا تو مصر آ گئے اور الازھر میں درس و تدریس پر مامور ہوئے۔ ان کا زمانہ ۱۳۳۲ء سے ۱۴۰۶ء تک کا ہے۔ ابن خلدون کو تاریخ اور عمرانیات کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ جو شہرت کا باعث بنا وہ مقدمہ فی التاریخ ہے۔ اسے مقدمہ ابن خلدون کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ مقدمہء تاریخ' سیاسیات' عمرانیات' اقتصادیات اور ادبیات کا گرانقدر خزانہ ہے۔

ابن رشد

یہ ماہر ریاضی دان' فلسفی' ماہر علم فلکیات اور ماہر فن طب قرطبہ میں پیدا ہوا۔ اس کا دور ۱۱۲۶ء سے ۱۱۹۸ء کا ہے۔ ابن طفیل اور ابن اظہر جیسے مشہور عالموں سے دینیات' فلسفہ' علم قانون' علم الحساب اور علم الفلکیات کی تعلیم حاصل کی۔ خلیفہ یعقوب یوسف کے عہد میں اشبیلیہ اور قرطبہ کا قاضی رہا۔ لیکن ہسپانوی خلیفہ المنصور نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس کی تمام کتابیں جلا دیں اور اسے زنداں میں ڈال دیا۔ چند ماہ کے بعد یہ قرطبہ سے مراکش منتقل ہو گیا اور اسی جگہ وفات پائی۔ یوں تو ابن رشد نے قانون' منطق' علم فلکیات اور طب پر متعدد کتابیں تحریر کیں مگر اس کی وہ تصانیف زیادہ مقبول ہوئیں جو ارسطو کی مابعدالطبیعات کی وضاحت اور تشریح میں تحریر کیں۔

ابن عربی

پورا نام شیخ ابو بکر محمد بن علی محی الدین الحاتم الطائی الاندلسی ہے۔ ۱۱۶۵ء میں اندلس کے شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر ۳۲ سال تک اشبیلیہ میں قیام کیا۔ پھر مختلف ممالک کی سیر کرتے ہوئے دمشق پہنچے۔ اسلام میں وحدت الوجود کا تصور سب سے پہلے آپ ہی نے پیش کیا۔ ان کے مطابق باطنی نور خود انسان کی رہبری کرتا ہے۔ انہوں نے تین سو کے قریب کتب لکھیں۔

ابن عربی شاعر بھی تھے۔ ان کی عارفانہ نظموں کا مجموعہ "ترجمان الاشواق" کے نام سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر نکلسن نے ان کا انگریزی ترجمہ کیا۔ ۱۲۴۰ء میں وفات پائی۔

ابن ماجہ

پورا نام ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی تھا۔ ۸۲۴ء میں پیدا ہوئے۔ احادیث مبارکہ جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ جس کے لئے عرب' عراق' شام اور مصر کا سفر کیا۔ جن چھ محدثین کو سب سے زیادہ معتبر اور مستند تسلیم کیا جاتا ہے ان میں ابن ماجہ کا بھی شمار ہوتا ہے۔ ان کی تصنیف کا نام سنن ابن ماجہ ہے۔

امام احمد بن حنبل

اصل نام احمد بن محمد بن حنبل تھا۔ ۷۸۰ء میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ حنبلی فقہ کے بانی تھے۔ احادیث رسول ﷺ جمع کرنے کے لئے شام' یمن اور حجاز کا سفر کیا اور اہل علم سے بے شمار احادیث مبارکہ جمع کیں۔ "المسند" آپ کی مشہور تصنیف ہے' جس میں تیس ہزار احادیث جمع ہیں۔

ارسطو

۳۲۲ ق۔ م۔ میں یونان کی ایک ریاست مقدونیہ کے ایک شہر ستاگیرا میں پیدا ہوا۔ ماہر ریاضی دان' فلسفی اور ماہر فلکیات تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں افلاطون کی شاگردی اختیار کی اور بیس سال تک اس کی درس گاہ کا رکن رہا۔ افلاطون کی وفات کے بعد ایتھنز میں ایک ادارہ قائم کیا جہاں سائنسی' علمی اور سیاسی موضوعات پر درس دیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ سکندر اعظم کا اتالیق رہا اور آخرکار چالیسہ میں وفات پائی۔ ارسطو پہلا مفکر تھا جس نے علم طبیعات' فلسفہ' شاعری' حیاتیات' نفسیات' اخلاقیات اور دیگر علوم پر مستند کتابیں لکھیں۔ اس کی وفات کے بعد فلسفہء یونان پر جمود طاری ہو گیا۔

افلاطون

۴۲۷ ق۔ م۔ ایتھنز کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوا۔ ابتدائی عمر میں چند ڈرامائی نظمیں لکھیں۔ ۴۰۷ ق۔ م میں مشہور زمانہ فلسفی' سقراط کا شاگرد ہوا اور اس کی زندگی تک ساتھ رہا۔ اس کی وفات کے بعد میگارا چلا گیا۔ جہاں اپنے دوست اقلیدس کے ساتھ ریاضیائی فلسفہ پڑھنا شروع کیا۔ ازاں بعد افریقہ' اٹلی اور سسلی کا دورہ کیا۔ افریقہ میں فیثا غورث سے بھی ملاقات ہوئی۔ سسلی کے حکمران سے ناراضگی کی وجہ سے ملک بدر ہو کر دوبارہ ایتھنز آ گیا اور اپنی مشہور عالم اکیڈمی قائم کی اور مرنے کے بعد اس کے قرب و جوار میں دفن کیا گیا۔

امیر خسرو

فارسی' ہندی کے مشہور شاعر اور موسیقار امیر خسرو' جن کے والد ترک سردار تھے اور منگول کے حملے کے وقت ہندوستان آئے۔ ہندوستانی عورت سے شادی کر لی اور آگرہ میں سکونت اختیار کی' جہاں امیر خسرو پیدا ہوئے۔ امیر خسرو نے ہر صنف شعر' مثنوی' قصیدہ' غزل' ہندی دوہے' دوسخنے' پہیلیاں' گیت وغیرہ میں طبع آزمائی کی۔ غزل میں پانچ دیوان چھوڑے۔ ہندوستانی موسیقی میں ترانہ اور قوالی انہیں کی ایجاد ہے۔ راگنی ایمن کلیان جو شام کے وقت گائی جاتی ہے ان کا ہی ریاض ہے۔ ستار پر تیسرے تار کا اضافہ آپ نے کیا۔ خواجہ نظام الدین اولیاء سے بڑی عقیدت تھی۔ ان کے وصال کے بعد ان کے قدموں میں دفن ہوئے۔

امام ابو حنیفہ

نام نعمان بن ثابت' کنیت ابو حنیفہ۔ ۶۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کوفہ کے ایک تاجر تھے۔ امام صاحب نے مختلف مقامات کی سیاحت کی اور جید علماء سے قرآن اور حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ مسلمانوں کے چار مکاتب فقہ میں سے

آپ حنفی فقہ کے بانی ہیں۔ عرب کے ظاہر پرست علماء اور فقہا کی مخالفت کے باوجود آپ کے مسلک کو عروج حاصل ہوا۔ خلیفہ منصور نے آپ کو قاضی کا عہدہ پیش کیا جسے آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ منصور کے حکم سے قید کر دیئے گئے اور قید خانے میں ہی وفات پائی۔

امام شافعی

۷۶۷ء میں پیدا ہوئے۔ اصل نام ابو عبداللہ محمد بن ادریس تھا۔ چونکہ شافع آپ کے اجداد میں تھے۔ اس لئے شافعی کہلائے۔ آپ قریشی اور ہاشمی تھے۔ پیدائش عسقلان میں ہوئی۔ حدیث اور فقہ کی تعلیم مکہ مکرمہ میں حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں امام مالک بن انس کی صحبت میں رہے۔ ان کی وفات کے بعد یمن میں سرکاری عہدے پر فائز رہے۔ علویوں کی حمایت کے شبہ میں گرفتار ہوئے' لیکن خلیفہ ہارون الرشید نے تحقیق کے بعد رہا کر دیا۔ آپ کے مسلک کا آغاز نویں صدی عیسوی کے شروع میں بغداد اور قاہرہ میں ہوا۔ مشرقی افریقہ کے اکثر مسلمان شافعی ہیں۔

امام زہریؒ

مورخ' محدث اور فقیہہ امام محمد بن مسلم بن شہاب زہری ۶۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ قریشی تھے۔ آپ نے غزوات سے متعلق پہلی مستند کتاب لکھی۔ آپ احادیث اور روایات جمع کرنے کے لئے مدینہ منورہ کافی عرصہ رہے۔ ہشام بن عبدالملک کے بچوں کی تربیت آپ کے زیر سایہ ہی ہوئی تھی۔

بقراط

بابائے طب' عظیم یونانی حکیم ۳۹۹ ق۔ م۔ میں جزیرہ کوس میں پیدا ہوا۔ طب کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد طبابت کرنے لگا۔ جادو' منتر' تعویذ گنڈوں کا سخت مخالف تھا۔ ہر بیماری کے قدرتی سبب کو ثابت کر کے حکمت کے فن کو ترقی دی۔

بقراط اپنے شاگردوں سے حلف وفاداری لیا کرتا تھا اور یہ روایت اب تک قائم ہے۔

بلند ایجوت

ترک صحافی اور سیاستدان۔ پیدائش استنبول میں ہوئی۔ انقرہ اور ہاورڈ یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی۔ لندن میں پریس اتاشی بھی رہے۔ ری پبلکن پارٹی کے اخبار "اوس" کے سیاسی ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں وزیراعظم بنائے گئے۔ متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔ ٹیگور اور ایلیٹ کی کتابوں کے ترکی زبان میں ترجمے بھی کئے۔

بن بیلا

الجزائر کے سیاستدان۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۶ء تک لیبیا میں رہ کر تحریک آزادی الجزائر کی راہنمائی کی۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء میں گرفتار ہوئے۔ ۱۹۶۲ء کو رہا ہو کر تیونس چلے گئے اور الجزائر کی فوجی عبوری حکومت کے نائب وزیراعظم مقرر ہوئے۔ الجزائر کی آزادی کے بعد ملک کے وزیراعظم اور پھر صدر منتخب ہوئے۔

نواب بہادر یار جنگ

۱۹۰۶ء میں ایک پٹھان جاگیردار نواب نصیر یار جنگ کے گھر پیدا ہوئے۔ برطانوی حکومت کے سخت خلاف تھے۔ اس لئے حیدر آباد کے تمام جاگیردار ان سے تنگ تھے۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے تاریخی جلسے منعقدہ لاہور میں اپنی شعلہ بیان تقریر سے مسلمانوں میں حرکت اور بیداری کے جذبات پیدا کئے۔ سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے ریاست کی طرف سے پابندیاں عائد کردی گئیں۔ آپ نے اپنی جاگیر، منصب، حتیٰ کہ سب کچھ چھوڑ دیا، لیکن نظریات سے دستبردار نہ ہوئے۔

مولانا جامیؒ

نورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ ۱۴۱۴ء کو خراسان کے ضلع جام کے قصبہ خرجرد میں پیدا ہوئے۔ بہت بڑے عالم دین' صوفی اور بلند پایہ فارسی شاعر تھے۔ بچپن میں ہی اپنے والد کے ساتھ تحصیل علم کے لئے ہرات اور سمرقند کا سفر کیا جو ان دنوں علم و ادب کا مرکز تھے۔ وہاں آپ نے علوم اسلامی' تاریخ اور ادب کی تعلیم حاصل کی۔ باطنی علوم کے لئے سعدالدین محمد کاشغری کے حلقہء ارادت میں شامل ہوئے۔ یہ سلسلہ نقشبند کے بانی حضرت بہاؤالدین نقشبندی کے خلیفہ اور مرید تھے۔ جامیؒ نے آپ کی بدولت تصوف میں کمال حاصل کیا۔ آپ کی زیادہ تصنیفات نثر میں ہیں لیکن شہرت شعری تخلیقات کی وجہ سے ہوئی۔ ہرات میں وفات پائی اور اپنے مرشد سعدالدین کے مقبرے کے قریب دفن ہوئے۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ

سیستان کے قصبہ سنجر میں ۱۱۴۲ء میں تولد ہوئے۔ والد کا نام غیاث الدین حسین تھا۔ جو ایک بااثر شخصیت کے علاوہ تاجر بھی تھے۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ یتیم ہوگئے۔ پھر والدہ محترمہ بھی وفات پاگئیں۔ ایک باغ اور چکی ورثے میں ملی۔ باغبانی کو ذریعہ معاش بنایا۔ سمرقند اور بخارا جاکر قرآن مجید حفظ کیا اور اس دور کے ولیء کامل حضرت عثمان ہارونی سے بیعت ہوئے۔ اڑھائی سال بعد دمشق' حجاز' مکہ اور مدینہ کے علاوہ بغداد کا سفر کیا۔ پھر تبریز' اصفہان' خرقان' استرآباد' ہرات' بلخ اور غزنی کی سیاحت کی۔ آخر آپ تبلیغ اور ہدایت کے لئے ہندوستان تشریف لائے۔ شہاب الدین غوری کے زمانہ میں دہلی پہنچے پہلے لاہور قیام تھا۔ بالاخر اجمیر میں مستقل سکونت اختیار کی۔ مغل بادشاہ کئی مرتبہ آگرہ سے اجمیر آپ کے آستانے پر حاضر ہوئے۔ آپ کی تصنیفات میں "انیس الارواح" "گنج الاسرار" "حدیث المعارف" اور "دیوان خواجہ" بہت مشہور ہیں۔

حافظ شیرازیؒ

۱۳۲۵ء میں شیراز میں پیدا ہوئے۔ اصل نام خواجہ شمس الدین محمد تھا۔ والد کا نام بہاؤ الدین تھا جو اصفہان کے ایک تاجر تھے۔ بچپن میں ہی باپ کا سایہ اٹھ جانے کی وجہ سے ایک خمیر ساز کے ہاں آٹا گوندھنے کی نوکری کرلی۔ تعلیم کا شوق بڑی شدت سے تھا۔ لہٰذا پہلے قرآن پاک حفظ کیا بعد میں شاعری کے شوق میں شیخ محمود عطار سے اصلاح لیتے رہے۔ فارسی شاعری میں بڑا نام پیدا کیا اور اپنا تخلص حافظ رکھا۔ ۱۳۸۷ء میں جب تیمور بادشاہ شیراز آیا تو اس نے خاص طور پر حافظ سے ملاقات کی۔ وفات ۱۳۸۸ء میں شیراز میں ہوئی۔ آپ کے کلام کے ترجمے مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

حسین بن منصور حلاج

ابومغیث الحسین بن منصور حلاج ۸۵۸ء میں فارس کے شمال مشرق میں واقع ایک قصبہ الطور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام منصور دھنئے تھا۔ عمر کا ابتدائی حصہ عراق کے شہر واسط میں گزرا۔ پہلے سہل بن عبداللہ اور بعد میں بصرہ میں عمرو مکی سے تصوف میں استفارہ کیا۔ ۲۶۴ھ میں بغداد آکر جنید بغدادی کے حلقۂ تلمذ میں شامل ہوگئے۔ اتحاد ذات الٰہی یا ہمہ اوست کے قائل تھے "انا الحق" کا نعرہ لگایا کرتے تھے۔ ابن داؤد کے فتوے کی بنا پر گرفتار ہوئے۔ ۳۰۱ھ میں دوسری مرتبہ گرفتار ہوئے اور آٹھ سال تک قید میں رہے۔ ۳۰۹ھ میں مقدمے کا فیصلہ ہوا اور انہیں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ انہوں نے ۴۷ سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ ان کا عقیدہ تین چیزوں پر مشتمل ہے۔ (۱) ذات الٰہی کا حصول ذات بشری میں۔ (۲) حقیقت محمدیہ قدم (۳) توحید ادیان۔

راشد الخیری

اردو کے مشہور ناول نویس اور "مصور غم" کا خطاب حاصل کرنے والے' راشد

الخیری ۱۸۶۸ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ الیہ ناول و افسانے لکھنے میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کی تصنیفات میں صبح و شام۔ شام زندگی۔ نوحہ زندگی۔ عروس کربلا۔ اور "شراب مغرب" بہت مشہور ہیں۔

چودھری رحمت علی

لفظ "پاکستان" کے خالق اور محب وطن سیاستدان چوہدری رحمت علی ۱۸۹۳ء میں ہوشیارپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جالندھر سے اور بی۔ اے اسلامیہ کالج سول لائنز سے کیا۔ ۱۹۳۰ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے۔ جہاں قانون کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں انہوں نے ایک پمفلٹ شائع کیا' جس میں ہندوستان میں آباد مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا گیا اور اس نظریاتی مملکت کو انہوں نے پاکستان کا نام دیا تھا۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ انگلستان میں ہی گزرا۔ ۱۹۵۱ء میں کیمبرج میں انتقال کر گئے۔

رشید احمد صدیقی

مایہ ناز ادیب' معلم اور طنز نگار رشید احمد صدیقی ۱۸۹۶ء کو بھارت کے ایک گاؤں مڑہا میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کرنے کے بعد وہیں ملازمت اختیار کرلی۔ جوانی میں طنزنگاری میں ایک مقام پیدا کرلیا تھا۔ ان کی اہم تصنیفات میں مضامین رشید۔ گنج ہائے گراں مایہ۔ خنداں۔ طنزیات و مضحکات۔ شامل ہیں۔

زیب النساء بیگم

دارس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہونے والی رنگ زیب کی پہلی اولاد۔ بڑی اچھی شاعرہ تھیں اور مخفی تخلص کرتی تھیں۔ اس نے بہت بڑا کتب خانہ بھی قائم کر رکھا تھا۔ جس میں ہر علم اور فن سے متعلق کتب موجود ہوتیں۔ شہزادی زیب النساء نہایت زاہدہ اور پارسا خاتون تھی۔ شاعروں' عالموں' فاضلوں اور فنکاروں

کی قدردان اور سرپرست تھیں۔

سچل سرمست

سندھ کے صوفی بزرگ اور شاعر عبدالوہاب سچل سرمست ۱۷۴۰ء کو درازن (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرۂ نسب اڑتیسویں پشت سے حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔ سندھی زبان کے علاوہ اردو' ہندی' فارسی اور پنجابی میں بھی آپ کے صوفیانہ اشعار ملتے ہیں۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی سے روحانی فیض حاصل کیا۔ کہا جاتا ہے کہ وارث شاہ کے ہم عصر اور تصوف میں ہمہ اوست کے قائل تھے۔ فارسی میں آشکارہ اور سندھی و پنجابی میں سچل تخلص کرتے تھے۔ دیوان آشکارہ۔ رہبر نامہ (مثنوی)۔ راز نامہ (مثنوی)۔ قتل نامہ۔ مرغ نامہ اور وحدت نامہ' آپ کی تصانیف ہیں۔

سعدی شیرازیؒ

پورا نام شرف الدین' لقب مصلح الدین' ۱۱۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ نظامیہ بغداد میں تعلیم پائی۔ شام' بغداد' مکہ مکرمہ اور شمالی افریقہ تک گھومتے رہے۔ ۱۲۵۴ء میں شیراز واپس لوٹے۔ ان کی دو کتابیں' گلستان اور بوستان کلاسیکی ادب میں شمار ہوتی ہیں۔

سقراط

یونان کا عظیم فلسفی ۳۹۹ ق۔ م۔ میں پیدا ہوا۔ باپ سنگ تراش تھا۔ ابتداء میں خاندانی پیشہ اختیار کیا لیکن جلد ہی اکتا کر فوج میں ملازمت اختیار کرلی۔ پوٹیڈیا اور ڈیلیم کی جنگوں میں شریک ہوا۔ لیکن پھر ایتھنز واپس آکر غور و فکر کے سمندر میں ڈوب گیا۔ سچائی' ایمانداری اور نیکی کا دلدادہ تھا اور یہی تعلیم شاگردوں کو دیا کرتا۔ بالآخر اس کے مخالفوں نے اس پر لادینیت اور دیوتاؤں کی مخالفت کا الزام لگایا۔ سقراط پر مقدمہ چلایا گیا اور انہیں اپنی پسند کی موت تجویز

کرنے کو کہا گیا۔ زہر کو اپنی موت کے لئے چنا اور یوں یہ عظیم فلسفی خالق حقیقی سے جا ملا۔

شوپنہار

جرمنی کا قنوطی فلسفی ' ۱۷۸۸ء میں پیدا ہوا۔ جینا یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ ادارہ و خیال۔ اس کے فلسفے کی آئینہ دار کتاب ہے۔ اس کی دوسری تصنیف ۱۸۱۹ء میں شائع ہوئی۔

اس کے فلسفے کی رو سے دنیا ادارے کی ایک شکل ہے۔ اس لئے ہم کشمکش سے دو چار اور دکھ درد کا شکار ہوتے ہیں۔ ادارہ ' سرکش اور حکمران ' آرزو کا دوسرا نام ہیں۔ زندگی میں سوائے دکھوں کے اور کچھ بھی نہیں۔

ظہیر فارابی

یہ مشہور ایرانی قصیدہ گو شاعر بلخ کے ایک قصبے فاریاب میں پیدا ہوا۔ جوانی میں ہی شعر و ادب میں کمال پیدا کر لیا۔ عربی زبان ' حکمت اور نجوم پر دسترس حاصل تھی۔ اس نے اپنے زمانے کے بہت سے بادشاہوں کی توصیف کی لیکن آخری عمر میں قصیدہ گوئی چھوڑ کر گوشہ ء نشینی اختیار کر لی اور تبریز میں وفات پائی۔

سید علی ہجویری

آپ ۱۰۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ ء نسب حضرت علی علیہ السلام سے ملتا ہے۔ روحانی و باطنی تعلیم ابوالفضل محمد بن الحسن ختلی سے حاصل کی ' جو جنیدیہ سلسلہ سے منسلک تھے۔ روحانی کمال حاصل کرنے کے لئے آپ نے عراق ' شام ' بغداد ' پارس ' آذر بائیجان ' طبرستان ' خوزستان ' کرمان ' خراسان اور ترکستان کا سفر کیا۔ اپنے مرشد کے حکم سے ۱۰۳۹ء میں لاہور تشریف لائے۔ آپ کے مزار پر حضرت معین الدین چشتی اور بابا فرید الدین گنج شکر جیسے بلند پایہ بزرگوں نے چلہ کشی کی اور روحانی فیض حاصل کیا۔

عمر خیام

ابو الفتح بن ابراہیم خیام ۱۰۳۹ء میں نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ فارسی زبان کے عظیم شاعر اور عظیم ریاضی دان تھے۔ علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ترکستان چلے گئے۔ عمر خیام کی شعری عظمت کا اعتراف مشرق و مغرب دونوں جگہ ہو چکا ہے۔ اسے سلجوقی دور کا سب سے بڑا سائنسدان کہا جا سکتا ہے۔ عمر خیام، بو علی سینا کے فلسفے سے بڑا متاثر ہوا، اور اپنی تصانیف میں بو علی سینا کو "میرا استاد" کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ اس کی وفات ۱۱۳۱ء میں نیشاپور میں ہوئی۔

امام غزالیؒ

ابو احمد محمد بن حامد الغزالی ۱۰۵۹ء کو طوس (خراسان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کرنے کے بعد نیشاپور آ کر امام الحرمین ابو المعالی سے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی۔ استاد کی وفات کے بعد امام صاحب درس و تدریس کے علاوہ فلسفے اور مذہب کے مطالعے میں محو ہو گئے اور بالآخر فلسفیانہ نظریات و عقائد کی مخالفت کرتے ہوئے اسلام کی حمایت کی اور حجتہ الاسلام کا لقب پایا۔ آپ نے تصوف میں کمال حاصل کرنے کے بعد طریقت کے اصولوں کے فروغ کے لئے شام، بیت المقدس، حجاز اور مصر کا سفر کیا۔ وطن واپس آ کر ایک دینی مدرسہ قائم کرنے کے بعد تصنیف و تحقیق کا کام آخری دم تک شروع رکھا۔

فرید الدین گنج شکرؒ

۶۶۴ھ میں ملتان کے نزدیک قصبہ کھوتو والی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ملتان میں حاصل کی۔ اسلامی ممالک کے سفر کے دوران شیخ فرید الدین عطار، شہاب الدین سہروردی اور دوسرے بزرگوں کی صحبت سے فیض یاب ہو کر ہندوستان واپس آئے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بیعت کی۔ ۱۲۳۹ء میں پاک پتن کو تبلیغ کا مرکز بنایا۔ سلطان بلبن آپ کا اتنا معتقد تھا کہ اس نے اپنی بیٹی کی

شادی آپ سے کر دی۔ ہزارہا غیر مسلموں کو حلقہء اسلام میں داخل کیا۔

ابوالفیض فیضی

دربار اکبری کا ایک رتن' بے نقط تفسیر قرآن اور ایک سو تصانیف کا مصنف۔ نظامی کے جواب میں پانچ مثنویاں لکھیں۔ مہا بھارت کا ترجمہ فارسی میں کیا۔ شہزادوں کا اتالیق بھی تھا۔

مولانا عبدالحلیم شرر

ناول نویس' مورخ اور شاعر' مولانا شرر ۱۸۶۰ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ عربی و فارسی کی تعلیم کلکتہ میں حاصل کی۔ ادبی زندگی کا آغاز مضمون نویسی سے ہوا۔ ۱۸۸۰ء میں اودھ اخبار" کی ادارت میں شامل ہوئے۔ ۱۸۸۲ء میں پہلا ناول "دلچسپ" لکھا۔ بعد ازاں کئی رسالے جاری کئے۔ شرر اردو میں تاریخی ناول نویسی کے بانی سمجھے جاتے ہیں۔

مولانا رومؒ

عالم دین اور صوفی شاعر مولانا جلال الدین رومیؒ ۱۲۰۷ء میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر میں ہی نیشاپور کے مشہور بزرگ فریدالدین عطار کی گود میں بیٹھ کر دعائیں لینے کا اعزاز حاصل ہوا۔ مولانا روم نے ابتداء میں برہان الدین ترمذی کی شاگردی کی۔ لیکن بعد میں ایک صوفی درویش شمس تبریزی سے والہانہ عقیدت ہو گئی اور رات دن ان کی صحبت میں گزارنے لگے۔ وفات قونیہ میں ہوئی۔ مثنوی آپ کی کمال شہرت کا سبب بنی۔

آسکر وائلڈ

انگریزی ادب کا مشہور شاعر اور ادیب' آئرلینڈ میں پیدا ہوا۔ چار ڈرامے بھی لکھے۔ فرانسیسی زبان میں لکھا جانے والا المیہ ڈرامہ "سلومی" بڑا مقبول ہوا۔

The Picture of dorian gray نے انگریزی ڈراموں میں بڑا نام کمایا۔ افسانوں پر مشتمل ایک کتاب کے علاوہ مافوق الفطرت کہانیوں کا مجموعہ بھی لکھا۔ انتقال پیرس میں ہوا۔

ابراہام لنکن

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا سولہواں صدر' ۱۸۰۹ء میں ریاست کینٹکی کی ہارڈین کاؤنٹی میں پیدا ہوا۔ ہوش سنبھالنے کے تقریباً" ۲۵ سال تک مسلسل غربت اور دوسری مشکلات میں گھرا رہا۔ سٹور کیپر سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ پھر پوسٹ ماسٹر اور فوجی بھی رہا۔ ۱۸۳۸ء میں اپنی انتھک محنت اور لگن سے قانون کا امتحان پاس کیا اور وکالت شروع کر دی۔ لیکن معاشی مسائل نے پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ پھر سیاست میں دلچسپی لینا شروع کر دی اور ۱۸۴۲ء تک ریاستی مجلس آئین ساز کا رکن رہا۔ ۱۸۴۶ء میں کانگریس کا رکن منتخب ہو کر اپنے آپ کو ایک قابل اور منجھا ہوا سیاستدان ثابت کر دیا۔ ۱۸۶۱ء میں ری پبلکن پارٹی کے ٹکٹ پر صدارتی الیکشن میں حصہ لیا اور یوں امریکہ کا سولہواں صدر منتخب ہو گیا۔ ۱۸۶۳ء کو ملک سے غلامی کا خاتمہ کر دیا۔ ۴ اپریل ۱۸۶۵ء کو فورڈز تھیٹر میں ڈرامہ دیکھ رہا تھا کہ ایک اداکار جان ولکس بوتھ نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

بروٹس

روم کے عہد قدیم ۴۲ ق م کا وہ مشہور جرنیل جس نے اپنے دوست اور شہنشاہ جولیس سیزر کو قتل کیا۔ سیزر اور پامپی کے درمیان ہونے والی جنگ میں اس نے پامپی کا ساتھ دیا۔ ۴۸ ق م میں جب پامپی کو عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا تو جولیس سیزر نے نہ صرف بروٹس کو معاف کر دیا بلکہ اسے شہر روما کا منصب اعلیٰ مقرر کیا۔ سیزر کے قتل کے بعد وہ روم سے فرار ہو گیا۔۔۔۔ کچھ عرصہ بعد فلپی کے مقام پر انطونی کی فوج کا مقابلہ کیا اور شکست کھانے کے بعد گرفتاری سے

قبل ہی خودکشی کر لی۔

بن گوریاں

اسرائیلی صیہونی لیڈر اور سابق وزیراعظم ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوا جائے پیدائش پولینڈ تھی۔ قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۱۹۰۴ء میں فلسطین آیا' جو اس وقت ترکی کے زیر نگین تھا۔ بن گوریان ایک مکار' چالاک اور شیطانی ذہنیت کا آدمی تھا۔ وہ فلسطین میں یہودیوں کا جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران فلسطین میں یہودیوں کو ترکی کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ جس کی پاداش میں اسے جلاوطن کر دیا گیا۔ بعد ازاں یہودی مزدور پارٹی کی بنیاد رکھی---- ۱۹۴۸ء میں اسرائیلی ریاست قائم ہونے پر اس کا پہلا وزیراعظم منتخب ہوا۔

جارج برنارڈ شا

مشہور و معروف اینگلو آئرش ڈرامہ نگار ڈبلن کے مقام پر ۱۸۵۴ء میں پیدا ہوا۔ بیس سال کی عمر میں روزگار کی تلاش میں لندن ڈیرہ جمایا اور نو سال تک مفلسی و ناداری کا سامنا کرتا رہا۔ ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۳ء تک کے دوران اس نے پانچ ناول لکھے جو کافی مدت گزرنے کے بعد ایک اشتراکی رسالے میں چھپنے شروع ہوئے۔ انہی ایام میں جارج نے کارل مارکس کی ایک کتاب ''داس کیپتال'' سے متاثر ہو کر اشتراکیت قبول کرتے ہوئے ۱۸۸۰ء میں فیبئین سوسائٹی کی رکنیت حاصل کی۔ اس کے بعد مختلف رسائل میں ڈرامے اور آرٹ پر تنقیدی مضامین لکھنے شروع کئے اور ۱۸۹۵ء تک ایک اعلیٰ درجے کا صحافی اور مقرر مشہور ہو گیا۔ ''آرمز اینڈ دی مین'' اور ''ڈیولز ڈسپلز'' دو ڈراموں نے اس کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ اس کے بعد ''ہارٹ بریک ہاؤس'' ''بیک ٹو میتھوسلا'' اور ''پگ میلین'' نے اسے بہترین ڈرامہ نگاروں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ ۱۹۲۵ء میں

ادب کا نوبل انعام حاصل کیا۔

ایڈگر ایلن پو

۱۸۰۹ء سے ۱۸۴۹ء کے دوران کا امریکی افسانہ نگار' شاعر اور نقاد' بوسٹن میں پیدا ہوا۔ یونیورسٹی آف ورجینیا میں تعلیم مکمل کی۔ صرف بائیس سال کی عمر میں تین شعری مجموعے شائع ہو چکے تھے۔ ۱۸۳۰ء میں مختصر افسانے لکھنے شروع کئے جو اس کی لازوال شہرت کا سبب بنے۔ اس کی کہانیوں میں تجسس اور خوف غالب ہیں۔

ٹالسٹائی

۱۸۲۸ء میں روس میں پیدا ہوا۔ صف اول کا روسی ناول نویس اور فلسفی تھا۔ نو سال کی عمر میں باپ کے سائے سے محروم ہو گیا۔ سولہ برس کی عمر میں کازان یونیورسٹی میں داخلہ لیا لیکن ڈگری کے حصول میں ناکامی کے بعد تعلیم کا سلسلہ ترک کر دیا۔ ۱۸۴۹ء میں اپنی جاگیر پر کاشتکاروں کے لئے ایک ابتدائی تعلیم کا سکول قائم کیا لیکن ناکام ہونے کے بعد دل برداشتہ ہو کر پہلے ماسکو اور بعد میں سینٹ پیٹربرگ چلا گیا۔ ۱۸۵۱ء میں ملازمت شروع کی اور اپنی سوانح عمری کی پہلی جلد "بچپن" لکھی۔ ۱۸۵۴ء میں فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اور اس عہد کے تجربات و مشاہدات کو اپنے مشہور ناول War And Peace میں بیان کیا۔ ازاں بعد اپنے تمام مزارعین کو آزاد کر دیا۔ ۱۸۶۲ء میں شادی کی اور آئندہ پندرہ برس تک اپنی جاگیر میں رہا۔ ۱۸۷۶ء میں اپنی ساری دولت اہل خاندان اور غریبوں میں تقسیم کر دی اور زبان و قلم سے جمہوریت' مساوات اور اخوت کی تلقین کرنے لگا۔ اسی دوران ایک اور ناول "اینا کرینینا" کے نام سے تحریر کیا۔ آہستہ آہستہ اس کے انقلابی خیالات روس سے باہر بھی مقبول ہوئے۔ تادم مرگ وہ اپنے مشن پر ڈٹا رہا۔

ڈاکٹر ٹائن بی

معروف برطانوی مورخ و ڈاکٹر آرنلڈ جوزف ٹائن بی لندن میں پیدا ہوا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۴ء تک لندن یونیورسٹی میں بازنطینی، جدید یونانی زبانوں، ادبیات اور تاریخ کا پروفیسر رہا۔ ۱۹۲۵ء میں لندن سکول آف اکنامکس میں بین الاقوامی تاریخ کا محقق مقرر ہوا۔ ۱۹۴۳ء میں دفتر خارجہ میں محکمہ تعلیم کے ناظم کی حیثیت سے عہدہ سنبھالا۔ ۱۹۵۷ء اور ۱۹۶۰ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔ "A Study of History" ان کی بارہ جلدوں پر مشتمل مشہور تصنیف ہے۔

ٹراٹسکی

اصل نام ایل۔ ڈی۔ براؤنٹن ٹراٹسکی ---- یہ روسی انقلابی ۱۸۷۹ء میں یوکرائن میں پیدا ہوا۔ نیورشیا یونیورسٹی میں ریاضی کی تعلیم حاصل کی، پھر سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں شمولیت اختیار کرلی۔ ۱۸۹۸ء میں اپنے انقلابی اور انتہا پسند نظریات کی وجہ سے گرفتار ہوا اور ۱۹۰۰ء میں جلاوطن کردیا گیا۔ ۱۹۰۲ء میں مغربی یورپ میں اس کی لینن سے ملاقات ہوئی اور سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی کانگریس میں منشیوک دھڑے کا لیڈر چنا گیا۔ ۱۹۰۵ء میں واپس روس آکر انقلاب میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ جس کی وجہ سے اسے دوبارہ سائبریا جلاوطن کردیا گیا۔ لینن کی حکومت میں وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ بالشویک گروہ کے لیڈر سٹالن اور اس کے دیگر ساتھیوں سے نظریاتی اختلافات کی وجہ سے اسے ترکستان بھیج دیا گیا۔ جہاں سے وہ پہلے فرانس پھر ناروے اور بعد میں میکسیکو فرار ہو گیا۔ وہاں پر اسے کسی نامعلوم شخص نے قتل کردیا۔

رابندر ناتھ ٹیگور

ٹیگور ۱۸۶۱ء میں کلکتہ میں پیدا ہوا۔ بنگالی زبان کا بڑا مشہور شاعر مصنف اور مصور

تھا۔ قانون کی تعلیم انگلستان سے حاصل کی۔ ۱۹۰۱ء میں بولپور (بنگال) میں شانتی نکیتن سکول کی بنیاد ڈالی۔ شاعری اور مصوری میں بڑا نام پیدا کیا۔ بنگالی تحریروں کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کی وجہ سے اس کی شہرت دوسرے ممالک میں بھی پھیل گئی۔ ۱۹۱۳ء میں ادب کا نوبل پرائز حاصل کیا۔ ٹیگور کی موسیقی میں دلچسپی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے تین ہزار گیت مختلف دھنوں میں ترتیب دیئے۔ بے شمار نظمیں، مختصر افسانے اور چند ڈرامے بھی لکھے۔

ولیم جیمز

امریکی فلسفی ولیم جیمز نیویارک میں پیدا ہوا۔ ہاورڈ یونیورسٹی سے ایم۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور وہیں تمام عمر تشریح الابدان، عضویات، نفسیات اور فلسفہ کی تعلیم دیتا رہا۔ اس کے نظریئے کے مطابق "خیالات اشیا" کی تخلیق نہیں کرتے بلکہ ان کی تخلیق کے لئے راہ ہموار کرتے ہیں۔ علم تو محض آلہء کار ہے۔ اصل اہمیت، ارادے اور عمل کو حاصل ہے۔

جیوفرے

جیوفرے چارلس ۱۳۴۰ء سے ۱۴۰۰ء کے دور کا انگریزی شاعری کا باوا آدم برطانیہ میں ایڈورڈ سوم کی حکومت میں چھوٹی عمر ہی میں شاہی محل میں ملازمت اختیار کر لی۔ بادشاہ اس کی خداداد ذہانت، فراست اور حسن کارکردگی سے بہت خوش تھا۔ وہ اٹلی اور دیگر ممالک میں سفیر کی حیثیت سے بھی رہا۔ اس کی شاعرانہ زندگی کا آغاز ۱۳۶۹ء میں ہوا اور بعد کے چند سالوں میں اس کی شاعری کی پورے انگلستان میں دھوم مچ گئی۔ بحیثیت شاعر اسے انگلستان میں وہی مقام حاصل ہوا جو اٹلی میں دانتے کا تھا۔

سرونسٹن چرچل

۱۸۷۴ء سے ۱۹۶۵ء کے دور کا برطانوی سیاستدان اور سابق وزیر اعظم۔ ابتداء

میں ہندوستان کی شمال مغربی سرحد اور پھر جنوبی افریقہ میں سپاہی اور اخباری نمائندہ رہا۔ ایک جنگ میں گرفتار بھی ہوا' لیکن فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ ۱۹۰۱ء میں پہلی بار پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہوا۔ ہوم سیکرٹری' وزیر اسلحہ' وزیر فضائیہ' وزیر جنگ' وزیر خزانہ' نو آبادیوں کا سیکرٹری اور بورڈ آف ٹریڈ کے صدر کی حیثیت سے بھی فرائض سرانجام دیئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران برطانیہ کا وزیراعظم تھا۔ ۱۹۵۵ء میں سیاست سے ریٹائر ہونے کے بعد تاریخ جنگ عظیم پر چھ جلدوں پر مشتمل ایک کتاب تصنیف کی جس پر نوبل انعام ملا۔ وفات انگلستان میں ہوئی۔

چو۔ این۔ لائی

۱۸۹۸ء سے لے کر ۱۹۷۶ء کے دور کا کیمونسٹ راہنما اور چین کے سیاستدان چو۔ این۔ لائی' بورژوا خاندان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ٹین سین کے ایک مشنری سکول میں حاصل کی۔ ۱۹۱۷ء میں گریجوایشن کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے جاپان چلے گئے۔ جہاں ایک استاد نے انہیں مارکسزم کی طرف راغب کیا۔ ۱۹۱۹ء میں چین واپس آنے کے بعد دوستوں کی مدد سے ایک سٹڈی گروپ قائم کیا اور انقلابی تحریکوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ جس کی پاداش میں چند ماہ قید کاٹنی پڑی۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۴ء تک پیرس میں رہے۔ یہاں ان کی ملاقات ویت نام کے عظیم راہنما ہوچی منہ سے ہوئی اور دوسرے اشتراکی لیڈر بھی ان سے ملے۔ ۱۹۲۴ء کے اواخر میں واپس چین آئے۔ ۱۹۲۷ء میں کیمونسٹ پارٹی کی پولٹ بیورو کے رکن منتخب ہوئے۔ جب چیانگ کائی شیک نے کیمونسٹوں کا قتل عام شروع کر دیا تو چو۔ این۔ لائی فرار ہو کر روس جا پہنچے' جہاں ان کی ملاقات مشہور لیڈر ماؤزے تنگ سے ہوئی۔ ۱۹۴۹ء میں ماؤزے تنگ کی قیادت میں کیمونسٹوں نے چیانگ کائی شیک کی امریکن نواز حکومت کو شکست دی تو چو۔ این۔ لائی نئی

حکومت میں وزیراعظم اور وزیر خارجہ مقرر ہوئے اور تادم مرگ اسی عہدے پر فائز رہے۔

دانتے

اٹلی کا یہ عظیم شاعر ۱۲۶۵ء میں فلورنس کے ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا۔ شہری سیاست میں حصہ لینے کے جرم میں ۱۳۰۲ء کو جلاوطن کر دیا گیا۔ بقایا عمر خانہ بدوشی میں گزار دی۔ اس کی وجہ شہرت اس کی مشہور نظم ''ڈیوائن کامیڈی'' ہے۔ جس میں شاعر کی روح جنت اور دوزخ کی سیر کرتی ہے۔ یہ اس کی عشقیہ داستان ہے۔

جان رسکن

انگریزی ادب کا نقاد اور ادیب ۱۸۱۹ء کو لندن میں پیدا ہوا۔ اعلیٰ تعلیم آکسفورڈ یونیورسٹی سے حاصل کی۔ ۱۸۶۰ء میں اپنی تمام موروثی جائیداد فروخت کر کے مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کر دی۔ ۱۸۷۰ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں فنون لطیفہ کا پروفیسر رہا۔ اس کی اہم تصنیفات میں ''ماڈرن پینٹرز' دی سیون لیمپس آف آر کیٹکچر'' اور ''دی سٹونز آف وینس'' شامل ہیں۔

برٹرینڈ رسل

انگریز مدبر' فلسفی' سیاستدان' ریاضی دان' انشاء پرداز' برٹرینڈ رسل ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوا۔ پہلی جنگ عظیم میں جرمنوں کے خلاف جنگ میں حصہ نہ لینے کے جرم میں نظربند کر دیا گیا کیونکہ رسل عدم تشدد کا قائل تھا۔ جنوبی ایشیاء میں امریکی جارحیت کے خلاف ساری زندگی جہاد کرتا رہا۔ مذہب' سرمایہ داری اور کیمونزم کا مخالف رہا۔ ۱۹۰۸ء میں رائل سوسائٹی کا فیلو مقرر ہوا۔ ۱۹۵۰ء میں ادب کا نوبل پرائز حاصل کیا۔ تعلیم' فلسفہ' ریاضی اور جنس پر چالیس سے زیادہ کتابیں لکھیں۔

روسو

فرانس کا مشہور فلسفی اور انشاء پرداز "روسو" جس کی تحریروں نے فرانس میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ ۱۷۱۲ء میں جنیوا میں پیدا ہوا۔ جوانی میں وطن کو خیرباد کہہ دیا اور ایک معزز خاتون مادام وارنس کی مدد سے موسیقی، فلسفے اور سیاسیات میں کمال حاصل کیا۔ ۱۷۶۰ء میں اس کا لکھا ہوا مضمون "سائنس اور آرٹ کا اخلاق پر اثر" بہت مشہور ہوا۔ دوسرے سال معروف ناول EMILE لکھا۔ ۱۷۶۲ء میں "معاہدہ عمرانی" لکھا، جس میں حکومت اور معاشرے پر تنقید کی گئی تھی۔ اس کا نظریہ تھا کہ "انسان فطری طور پر آزاد اور نیک پیدا ہوتا ہے لیکن معاشرہ اسے بدی میں مبتلا کر دیتا ہے" مغربی اہل علم اسے روحانیت کا بانی خیال کرتے ہیں۔

ژاں پال سارتر

یہ فرانسیسی مفکر، فلسفہء موجودیت کا بانی اور ادیب، ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوا۔ ۱۹۲۹ء سے ۱۹۲۹ء تک پیرس یونیورسٹی میں فلسفے کا پروفیسر رہا۔ ۱۹۳۹ء میں فرانسیسی فوج میں شمولیت اختیار کر لی اور ۱۹۴۰ء میں جرمنوں نے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ جرمن فوج کے خلاف ابھرنے والی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سارتر نے متعدد ناول اور ڈرامے لکھے۔

ہربرٹ سپنسر

برطانیہ کا مشہور فلسفی، ڈاکٹر ڈارون کا دوست اور نظریہء ارتقا کا مبلغ ہربرٹ سپنسر ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۴۸ء میں انگریزی رسالے "اکانومسٹ" لندن کا مدیر مقرر ہوا اور ساری زندگی تصنیف و تالیف میں گزار دی۔ وہ اس نظریہ کا قائل تھا کہ نظریہء ارتقاء کا اطلاق صرف اجناس و انواع پر ہی نہیں بلکہ نجوم، طبقات ارضی، عمرانی اور سیاسی تاریخ کے علاوہ اخلاقی و جمالیاتی نظریات پر بھی ممکن

ہے۔ معاشرہ ایک عضوی نظام کی مانند ہے۔ جس طرح دوران خون' تولیدی اعضاء ہوتے ہیں اس طرح افراد کے عضوی نظام اور معاشرے کی بھی نشوونما ہوتی ہے۔

سروجنی نائیڈو

بھارتی بلبل کے نام سے مشہور' سیاسی راہنما اور شاعرہ' سروجنی نائیڈو ۱۸۷۹ء میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدراس اور اعلیٰ تعلیم انگلستان جا کر حاصل کی۔ ۱۸۹۸ء میں حیدر آباد کے میڈیکل آفیسر جی۔ نائیڈو سے شادی کی۔ ۱۹۱۱ء میں رائل سوسائٹی آف لٹریچر کی فیلو بنیں۔ بڑی جادو بیان مقررہ اور گاندھی جی کی مخلص پیروکار تھیں۔ کمسنی میں شعر کہنے کا شوق پیدا ہوا۔ آپ کی شاعرانہ تخلیقات کا متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ انگریزی کی کئی کتابیں بھی لکھیں۔ کچھ عرصہ یو۔ پی (بھارت) کی گورنر بھی رہیں۔

جولیس سیزر

رومن ایمپائر کا جنرل جس نے روم کے دو بڑے لیڈروں پامپے اور کراسس میں صلح کروائی اور ان کی اعانت سے روم کی مجلس ارباب ثلاثہ قائم کی۔ پہلے اس نے اردگرد کی ریاستوں کو فتح کیا پھر برطانیہ پر بھی حملہ کیا۔ واپس روم آ کر پامپے کے خلاف اعلان جنگ کیا اور سارے روم پر قابض ہو گیا۔ ۴۴ ق۔ م۔ کو چند سازشیوں نے جن میں اس کا دوست بروٹس بھی شامل تھا' اسے سینٹ کی عمارت میں قتل کر دیا۔

سیفو

چھٹی صدی عیسوی کی ایک شاعرہ جس کا تعلق یونان سے تھا۔ ارسطو نے اسے ہومر کا مرتبہ اور افلاطون نے اسے شاعری کی دسویں دیوی قرار دیا۔ اس کا کلام جو زیادہ تر غنائیہ نظموں پر مشتمل ہے' نو جلدوں میں شائع ہوا۔ جزیرہ لیس بوس

کے کنارے لڑکیوں کو شاعری کی تعلیم دینے کے لئے ایک مکتب کھول رکھا تھا۔ اس کا بیشتر کلام ضائع ہو چکا ہے۔

شیلے

رومانی تحریک کا سربراہ انگریزی شاعر' شیلے ۱۷۹۲ء میں سسکس میں پیدا ہوا۔ ۱۸۱۰ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ جہاں اپنی نظموں کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔ لیکن "دہریت کی ضرورت" پمفلٹ لکھنے پر اسے یونیورسٹی سے نکال دیا گیا۔ ۱۸۱۳ء میں یورپ کے لئے عازم سفر ہوا۔ ۱۸۱۵ء میں اٹلی میں سکونت اختیار کر لی۔ جہاں لارڈ بائرن سے دوستی ہو گئی۔ یہاں پر شیلے نے اپنی زندگی کی بہترین نظمیں لکھیں۔ جون ۱۸۲۲ء میں شیلے اپنے ایک دوست کے ہمراہ کشتی کی سیر کر رہا تھا کہ کشتی الٹ گئی اور دونوں ڈوب گئے۔ روم میں مدفون ہے۔

شیکسپیئر

انگریز ڈرامہ نگار' شاعر' سٹریٹ فورڈ آن ایون میں پیدا ہوا۔ ۱۸۸۵ء میں لندن جا کر تھیٹریکل کمپنیوں میں بطور ایکٹرا اور مینجر کام کیا۔ بعد ازاں پمبروک مین کمپنی کے لئے ڈرامے لکھنے شروع کئے۔ اس نے نظموں کے علاوہ پینتیس ڈرامے لکھے اور لازوال شہرت کے ساتھ ساتھ بے حساب دولت بھی کمائی۔ اس کے شاہکار ڈراموں میں ہملٹ' میکبتھ' جولیس سیزر' اوتھیلو' مرچنٹ آف وینس اور ازیولائک اٹ شامل ہیں۔

فرینکلن

امریکی سائنسدان اور مصنف فرینکلن بنجمن ۱۷۰۶ء میں بوسٹن کے ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا۔ ۱۷۴۹ء تک ذاتی چھاپہ خانہ کے ذریعے کافی دولت کمائی اور پھر سائنس کے تجربات میں مصروف ہو گیا۔ اس نے برق کو آسمانی بجلی کا حصہ ثابت کیا اور اس کے منفی اور مثبت پہلوؤں کا فرق واضح کرنے کی وجہ سے

اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اسمبلی کا ممبر منتخب ہو کر فرینکلن نے ۱۷۵۴ء میں پہلی بار امریکی نو آبادیات کی فیڈریشن کا منصوبہ پیش کیا۔ ۱۷۶۴ء میں انگلستان میں سٹمپ ایکٹ کو ختم کروانے کے لئے کوششیں کیں۔ پھر امریکہ واپس جا کر آزادی کا مسودہ تیار کروانے میں مدد دی۔ زندگی کے آخری ایام میں اپنی سوانح عمری تحریر کی۔

سگمنڈ فرائڈ

آسٹریا کا یہودی النسل مشہور ماہر نفسیات ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوا۔ وی آنا اور پیرس کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۰۲ء میں وی آنا یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر ہوا۔ برسوں کی تحقیق کے بعد اس نے ثابت کیا کہ بہت سے اعصابی امراض مثلاً ہسٹریا' شعور اور لاشعور میں الجھن کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ فرائڈ نے تحلیل نفسی کا ایک بالکل نیا اور انوکھا طریقۂ علاج دریافت کیا۔ فرائڈ کی رائے میں خوابوں میں ہماری دبی ہوئی خواہشات علامتوں کے پردے میں تسکین پاتی ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں برٹش رائل سوسائٹی کا رکن منتخب ہوا۔ ۱۹۳۸ء میں ہٹلر نے جب آسٹریا پر قبضہ کیا تو فرائڈ لندن چلا گیا اور وہیں وفات پائی۔

تھامس کارلائل

انگریز مصنف تھامس کارلائل ۱۷۹۵ء میں اسکاٹ لینڈ میں پیدا ہوا۔ ایڈنبرا یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ پھر جرمن زبان' ادب اور فلسفے کا شوق پیدا ہوا۔ اسی فلسفے کے زیر اثر کسی مرد کامل کی تلاش میں تاریخ نویسی شروع کر دی۔ ۱۸۳۷ء میں انقلاب فرانس کی تاریخ لکھی جو بڑی کامیاب ثابت ہوئی۔ اس کا نظریہ تھا کہ معاشرے کو مشاہیر کی ہدایت کے مطابق شعوری طور پر بدلنا چاہئے۔ اس نے حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ بھی لکھی۔

کاسترو

فیدل کاسترو کیوبا کا انقلابی راہنما تھا۔ ۱۹۵۰ء میں ہوانا یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ اسی دوران دو سو طالب علموں کا ایک انقلابی گوریلا جتھہ قائم کیا۔ ۱۹۵۹ء میں کیوبا پر کیمونسٹوں کا قبضہ ہونے پر کاسترو جمہوریہ کیوبا کا وزیراعظم مقرر ہوا۔ ۱۹۶۱ء میں لینن ایوارڈ حاصل کیا۔ ۱۹۷۶ء میں پہلی بار اور ۱۹۸۶ء میں دوسری بار صدر منتخب ہوا۔

کم ال سنگ

کوریا کے سیاستدان اور انقلابی لیڈر۔ زمانہ طالب علمی میں ہی زیر زمین کیمونسٹ لیگ میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۳۲ء میں منچوریا میں ایک گوریلا دستہ قائم کیا۔ جس نے بعد میں عوامی انقلابی فوج کی حیثیت اختیار کرلی اور جاپانی استعمار کے خلاف جدوجہد میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ ۱۹۳۶ء میں اس کی زیر کمان جاپانیوں کے خلاف متحدہ محاذ قائم کیا گیا۔ اگست ۱۹۴۵ء میں کوریا کی آزادی کے بعد شمالی کوریا میں کمیونسٹ پارٹی کے تنظیمی بیورو کے فسٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں عوامی جمہوریہ کوریا کا قیام عمل میں آیا تو کم ال سنگ وزراء کی کونسل کے چیئرمین بنائے گئے۔ ۱۹۵۰ء میں فوج کے سپریم کمانڈر مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۲ء کو عوامی اسمبلی نے آپ کو عوامی جمہوریہ کوریا کا صدر منتخب کیا۔ ۱۹۷۷ء میں دوبارہ صدر بنائے گئے۔

جان کیٹس

معروف و مقبول انگریز رومانی شاعر جان کیٹس ۱۷۹۸ء کو لندن میں پیدا ہوا۔ ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی۔ پھر شاعری کی طرف رجحان ہوا۔ نظموں کا پہلا مجموعہ ۱۸۱۸ء میں شائع ہوا جس پر "کوارٹرلی ریویو" اور "بلیک وڈ" میگزین میں سخت تنقید کی گئی۔ "فینی بران" سے اس کا عشق بھی اسی سال شروع ہوا۔ ۱۸۲۰ء

میں اپنے دوسرے مجموعے کی اشاعت کے بعد اٹلی چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔

ہیلن کیلر

یہ شہرۂ آفاق اندھی' گونگی اور بہری امریکی خاتون ۱۸۸۰ء میں الباما کے ایک قصبے میں پیدا ہوئی۔ ۱۹ ماہ کی عمر میں بخار نے اس کی بینائی اور سماعت چھین لی۔ مس این سیلیو اس کی استاد' اس کی آنکھ اور زبان بنی اور اسے انگلیوں کے مس سے کالج کے لیکچر سمجھائے۔ کیلر نے عام انسانوں کی طرح سکول اور کالج میں تعلیم پائی اور نامساعد حالات کے باوجود انگریزی' فرانسیسی اور جرمن زبانوں پر عبور حاصل کیا۔ وہ آواز کو کانوں سے تو نہ سن سکتی تھی لیکن آواز کی لہروں کو محسوس کر سکتی تھی۔

میکسم گورکی

روسی ناول اور ڈرامہ نگار' جس کی پیدائش نزنی نوگورد میں ہوئی۔ اصل نام الیکزے پشکوف ہے۔ گورکی قلمی نام ہے۔ ابتدائی زندگی بڑی کٹھن منازل سے گزری' جس سے اسے انسانی فطرت کو سمجھنے میں مدد ملی۔ اس کی انقلابی اور باغیانہ تقریروں کی وجہ سے ۱۹۰۵ء میں جلاوطن کیا گیا تو وہ اٹلی چلا گیا۔ ۱۹۱۴ء میں روس آ کر لینن کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ اس کی شہرت افسانوں سے ہوئی جو نقادوں کے نزدیک ادبی لحاظ سے ناولوں اور ڈراموں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس کا مشہور ناول "ماں" ہے۔

گوئٹے

جرمنی کا عظیم شاعر اور ڈرامہ نگار گوئٹے ۱۷۴۹ء میں فرینکفرٹ میں پیدا ہوا۔ سولہ سال کی عمر میں قانون کی تعلیم کے حصول کے لئے لائیزنگ یونیورسٹی گیا۔ جہاں قانون کے علاوہ اس نے ادبیات اور فلسفے کا مطالعہ بھی کیا۔ ۱۷۷۴ء میں اس کی پہلی کتاب "ورتھر کی داستان غم" منظر عام پر آئی جس سے اس کی بہت

شہرت ہوئی۔ جب اس کی مشہور زمانہ تصنیف "فاؤسٹ" شائع ہوئی تو اس کی شہرت اور عظمت کی انتہا نہ رہی۔ اس نے متعدد نظمیں اور ڈرامے بھی لکھے۔

لینن

پورا نام ولادی میرالیچ اکیانوف ' روسی انقلابی کمیونسٹ پارٹی کا بانی' سوویت یونین کا پہلا حکمران۔ سم برسک میں پیدا ہوا۔ کارزن یونیورسٹی میں قانون کی تعلیم حاصل کر رہا تھا کہ ان کے بھائی کو زار روس الیگزنڈر سوم کے قتل کے الزام میں پھانسی دے دی گئی۔ لینن تعلیم ادھوری چھوڑ کر انقلابی سوشلسٹ تحریک کا کارکن بن گیا۔ جس کی پاداش میں دو دفعہ ملک بدر ہونا پڑا۔ اپریل ۱۹۱۷ء میں روسی انقلاب کے پہلے مرحلے کے فوری بعد جرمن فوجی حکام کی مدد سے روس واپس آیا اس نے روسی عبوری حکومت کے سربراہ کیرنسکی کا تختہ الٹ دیا اور سوویت حکومت کی تشکیل کی جس کا خود چیئرمین بنا۔ اس نے تمام مغربی طاقتوں کو شکست دی اور نئی سوویت جمہوریہ کو مستحکم بنایا۔ مسلسل کام کرنے کی وجہ سے اس کی صحت جواب دے گئی اور موت سے دوچار ہوا۔ اس کا مقبرہ ماسکو کے سرخ چوک میں ہے۔

کارل مارکس

جدید سوشلزم کا بانی کارل مارکس ۱۸۱۸ء کو جرمنی میں پیدا ہوا۔ بون اور برلن یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی اور فلسفہ میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ابتداء میں ایک اخبار میں اس کے انقلابی مضامین شائع ہوتے رہے جو ۱۸۴۳ء میں بند کر دیا گیا۔ پھر مارکس پیرس چلا گیا' جہاں اس کی ملاقات سوشلسٹ ادیبوں اور لیڈروں سے ہوئی جن میں اینگلز بھی شامل تھا جو اشتراکیت کا سربر آوردہ نقیب تھا۔ ۱۸۴۵ء میں اسے پیرس سے نکال دیا گیا تو مارکس بلجیئم چلا گیا۔ اینگلز اور مارکس نے مل کر کیمونسٹ مینی فیسٹو شائع کیا۔

یہ منشور ۱۸۴۸ء میں لندن میں منعقدہ کیمونسٹوں کے سالانہ اجلاس میں منظور ہوا۔۔۔ لندن میں وفات پائی۔

ماؤزے تنگ

چین کی آزادی کے عظیم قائد اور کیمونسٹ راہنما' ماؤزے تنگ ۱۸۹۳ء کو صوبہ ہونان کے ایک گاؤں شاؤ تان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں ڈاکٹر سن یات کی اس تحریک میں شامل ہوئے جس کا مقصد چین کی مانچو حکومت کو ختم کرکے عوامی راج قائم کرنا تھا۔ ۱۹۱۸ء تا ۱۹۱۹ء انقلابی جریدے "ہسیانگ چیانگ" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں شنگھائی میں کیمونسٹ پارٹی کا قیام عمل میں آیا تو یہ ہونان شاخ کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں انہوں نے اپنے شہرہ آفاق نظریاتی مقالہ "چینی معاشرے میں طبقات کا تجزیہ" تحریر کیا۔ ۱۹۲۵ء میں سن یات کی موت کے بعد چیانگ کائی شیک نے کیمونسٹ پارٹی کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ منسوخ کر دیا۔ ۱۹۲۹ء میں ماؤزے نے جنرل چوتہ کی مدد سے کیانگسی پارٹی کے علاقے میں چیانگ کی فوجوں کو شکست دے کر سوویت حکومت قائم کرلی۔ یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء کو عوامی جمہوریہ چین وجود میں آیا۔ ماؤ اس کے صدر مقرر ہوئے۔ ماؤ ایک اچھے شاعر بھی تھے اور کیمونسٹ نظریات پر مبنی متعدد کتابیں لکھیں۔

مزدک

تمام انسانوں میں مساوات کا داعی یہ ایرانی فلسفی ۴۸۷ء میں پیدا ہوا۔ اس کے نظریئے کے مطابق خدا نے تمام انسانوں کو مساوی پیدا کیا ہے۔ عدم مساوات' لالچ اور حرص شیطان کی تخلیق کردہ ہیں۔ وہ زرتشت کے معبدوں اور کاہنوں کے سخت خلاف تھا۔ اس کے دین میں فقط تندرست اور حسین عورتوں اور مردوں کو شادی کرکے بچے پیدا کرنے کا حق تھا۔ بادشاہ قباد نے اس کا مذہب قبول کرلیا۔ لہٰذا معبدوں اور امراء نے سازش کرکے اسے تخت سے اتار کر اس

کے بیٹے خسرو نوشیروان کو بادشاہ بنا دیا۔ جس نے مزدک اور اس کے کئی لاکھ پیروکاروں کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا۔

مسولینی

بنیتو امل کیرا بندر مسولینی اٹلی کے صوبے فروِلی کے ایک قصبے درانوذی کوسٹا میں پیدا ہوا۔ کچھ عرصہ لوہار کا کام کیا۔ ۱۹۰۵ء میں اٹلی کی فوج میں بھرتی ہوا۔ ۱۹۱۰ء میں ایک ہفت روزہ "طبقاتی جدوجہد" جاری کیا۔ اس کے ذریعے سے سوشلسٹ نظریات کی تشہیر کی اور گرفتار ہوا۔ ۱۹۱۹ء میں اس نے اٹلی کے بااثر لوگوں کے تعاون سے ایک جماعت قائم کی اور سوشلسٹوں کے خلاف تشدد کی تحریک چلائی۔ ۱۹۲۲ء میں شاہ اٹلی نے مسولینی کو وزیر اعظم نامزد کیا۔ ۱۹۴۳ء میں جب اتحادیوں نے اٹلی پر حملہ کیا تو اطالوی قوم پرستوں نے مسولینی کو معزول کر کے قید کر دیا لیکن جلد ہی جرمن کمانڈو اسے نکال کر لے گئے...... سوئٹزرلینڈ بھاگتے ہوئے اطالوی قوم پرستوں نے اسے دوبارہ گرفتار کر کے اس کی داشتہ سمیت گولیوں سے اڑا دیا۔

نٹشے

فریڈرک نٹشے ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوا۔ مشہور جرمن فلاسفر تھا۔ ۲۵ برس کی عمر میں باسل یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر ہوا۔ دس سال بعد صحت کی خرابی کی وجہ سے گوشہ نشین ہو گیا۔ ۱۸۹۰ء میں جنون کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے اور مرض دماغ کی وجہ سے فوت ہوا۔ نٹشے عیسائیت کا سخت مخالف تھا لیکن بے راہ روی اور بے اصولی کا مخالف ہرگز نہ تھا۔ فلسفہ فوق البشر کی حمایت میں کئی کتابیں لکھیں۔ اس کا خیال تھا کہ انسان اپنی داخلی صلاحیتوں کو ترقی دے کر فوق البشر بن سکتا ہے۔ ہٹلر نے اسی فلسفے پر اپنی سیاسی پارٹی کی بنیاد رکھی۔

ہومر

تھا۔ اس کے حالات زندگی کے بارے میں صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ اندھا' مفلس اور نادار تھا۔ ایک لڑکے کی انگلی پکڑ کر قریہ قریہ' شہر شہر گھومتا اور اپنے اشعار گاتا پھرتا تھا۔ ۵۰۰ قبل مسیح میں سپارٹا کی ریاست میں اس کی نظمیں بہت مقبول تھیں اور گائی جاتی تھیں۔ یونان کے ہر شہر میں اس کے کلام کے قلمی نسخے موجود تھے۔

شرلاک ہومز

انگلستان کے مشہور و معروف مصنف سر آرتھر کانن ڈایل نے اپنی جاسوسی کہانیوں میں ایک فرضی کردار شرلاک ہومز تخلیق کیا۔ جو جرائم کی تحقیق و تفتیش میں حیرت انگیز ذہانت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

ابوالفضل

اکبری عہد کے مشہور عالم اور اکبر کے مصاحب و وزیر' ۱۴ جنوری ۱۵۵۱ء کو آگرے میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کی سیاست میں بڑا عمل دخل رہا۔ اکبر نے جو دین الٰہی رائج کرنے کی کوشش کی تھی' اس میں بھی ان کا ہاتھ تھا۔ شہزادہ سلیم اکثر ان سے ناراض رہتا تھا۔ اس نے ابوالفضل کو دکن سے ایک مہم سے واپس آتے ہوئے راستے میں قتل کروا دیا۔ ان کی سب سے مشہور کتاب "اکبر نامہ" ہے۔

نپولین بوناپارٹ

پندرہ اگست ۱۷۶۹ء کو جزیرہ کورسیکا میں پیدا ہوا۔ مئی ۱۸۰۴ء میں فرانس کا شہنشاہ بن گیا۔ ۱۸۱۵ء میں انگریزوں نے دوسری یورپی حکومتوں کے ساتھ مل کر اسے واٹرلو (بلجیم) کے میدان جنگ میں شکست دی۔ اس کے بعد نپولین نے ہتھیار ڈال دیئے اور اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اسے پابجولاں جزیرہ ہلینا بھیج دیا۔ یہیں قید کی حالت میں ۶ مئی ۱۸۲۱ء کو انتقال ہوا۔

بیس سال بعد ۱۸۴۰ء میں نعش پیرس لائی گئی جہاں اب یہ ایک خاص مقبرے میں مدفون ہے۔

ورڈزورتھ

ولیم ورڈز ورتھ ۷ اپریل ۱۷۷۰ء کو پیدا ہوئے۔ کولرج کے ساتھ انگریزی میں روحانی تحریک کے قافلہ سالار تھے۔ انگریزی شاعری میں ان کا بڑا بلند مقام ہے اور ملٹن کے ہم پایہ خیال کئے جاتے ہیں۔ ۲۳ اپریل ۱۸۵۰ء کو انتقال ہوا۔

خلیل جبران

خلیل جبران لبنان کے شہر بشری میں ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوا۔ اس کی جوانی نیویارک میں گذری۔ جبران کی ذات اور شخصیت کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے۔ کسی نے اسے صوفی' مفکر اور مذہب پرست انسان کہا تو کسی نے اسے باغی' بدعتی' سرکش اور زمانے کی قیدوبند سے آزاد انسان کے القابات سے نوازا۔ خلیل جبران کی ایک کتاب النبی (THE PROPHET) چالیس برس تک دنیا میں سب سے زیادہ بکنے والی کتابوں میں سے ایک تھی۔ اس کی مجموعی طور پر پندرہ لاکھ سے زائد جلدیں فروخت ہوئیں اور بیس مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ ۱۰ اپریل ۱۹۳۱ء کو فوت ہوا۔